بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ چہاردہ صد سالہ یادگار شہادت امیر المومنینؑ (۴۰ھ - ۱۴۴۰ھ)، اشاعت نو

نفس رسول

جلد (۱۳)

اصحاب امیر المومنینؑ

مؤلف

آیت اللہ اصغر ناظم زادہ

ترجمہ

حجۃ الاسلام مولانا سلیم علوی

ناشرین

ولایت پبلیکیشنز
نئی دہلی (انڈیا)
E-mail:welayatpublications@gmail.com
www.welayat.in
Contact: 09958225575

ادارۂ اصلاح
مسجد دیوان ناصر علی، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳
E-mail: islah_lucknow@yahoo.co.in
www.islah.in
Ph. : 0091 522 4077872

مشخصات

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

کتاب کا نام	:	نفس رسولؐ جلد (۱۳)، اصحاب امیر المومنینؑ
مؤلف	:	آیۃ اللہ اصغر ناظم زادہ
کمپوزنگ	:	------------------
طبع	:	عنبر پریس، لکھنؤ
تاریخ طبع	:	شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ، اپریل ۲۰۱۹ء
صفحات	:	۵۵۲
قیمت	:	400 روپئے
ناشرین	:	ولایت پبلیکیشن (دہلی)، ادارۂ اصلاح، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳ (انڈیا)

ISBN-13 : 978-93-87479-44-9
ISBN-10 : 93-87479-44-7

فہرست

"ن"

بسمہ تعالیٰ

عرض ناشر

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علیٰ اھلھا

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق سربراہ علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے سیرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر ''المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ'' نامی کتاب لکھی تھی جس کے متعدد ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے دیباچہ کی ابتدا میں انہوں نے عمومی الفاظ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

''یہ ایک تلخ تاریخی حقیقت ہے کہ بہت سی تاریخ ساز، عہد آفریں، اور نادرۂ روزگار شخصیات ایسی بھی ہیں جن کی مکمل سیرت (جوان کی روشن ترین خصوصیات پر حاوی اور ان کے مرکزی اور اہم کمالات ومحاسن پر روشنی ڈالتی ہو) عرصۂ دراز تک مرتب نہیں ہوئی اور یہ بات ان کے ماننے والوں اور عقیدت مندوں پر ایک اخلاقی دینی وعلمی قرض کی نوعیت رکھتی ہے۔ جس کی ادائیگی بعض اوقات انہوں نے بھی نہیں کی جوان کی تعظیم میں غلو اور مبالغہ سے کام لیتے اور ان سے محبت ووابستگی کو سرمایہ ایمان وآگہی سمجھتے ہیں۔ (سخن ہائے گفتنی)

آخری سطور میں اشارہ کس گروہ کی طرف ہے ان کے علم میں بہتر رہا ہوگا اسی تحریر میں آگے انہوں نے اپنے برادر بزرگ مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی کے ایک حکم کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے ایک روز بڑے دادا کے ساتھ گلوگیر لہجہ میں کہا علی تم کو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی سیرت پر کتاب لکھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ صلاحیت بخشی ہے کہ تم یہ کام کرسکو'' (سخنہائے گفتنی)

اس حکم پر عمل کرنے کی نوبت جب تین دہائیوں کے بعد آئی تو اس سلسلہ میں مزید اقدام سے پہلے ان کا یہ تجزیہ تھا:

''مجھے اسلامیات کے کتابی ذخیروں میں اک شدید کمی کا احساس پیدا ہوا اور یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی مکمل سوانح حیات (جو بقدر امکان) ان کے اہم اور مرکزی خصائص وکمالات پر روشنی ڈالتی ہو موجود نہیں ہے'' (سخنہائے گفتنی)

المرتضٰی کی پہلی ہی اشاعت کے بعد منقولہ جملے جب میری نظر سے گزرے تھے تو مجھے مشہور اہل علم کی غفلت پر سخت تعجب ہوا تھا۔ اس لئے کہ خود ادارۂ اصلاح سے دس ضخیم جلدوں میں ''نفس رسولؐ'' کے نام سے سیرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

شائع ہو چکی تھی جو ایک کارنامہ ہے لیکن چونکہ یہ شیعی حلقہ کا کام ہے لہٰذا اسے نظر انداز کیا گیا۔ ادعا کے باوجود المرتضیٰ 20x26/8 سائز پر 500 صفحات تک بھی نہیں پہنچ سکی جبکہ ''نفس رسولؐ'' ہزاروں صفحات پر مشتمل ہونے کے باوجود نامکمل رہی اور جو منصوبہ تھا اس کی حد آخر کو حاصل نہیں کر سکی ہے جو اس حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اعلان ہے کہ:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم لو ان الریاض اقلام ، البحر مداد والجن حسّابٌ والانس کتّاب ما احصوا فضائل علی ابن ابی طالب علیه السلام (بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۴۰)

''اگر باغات قلم بن جائیں اور سمندر، روشنائی بن جائیں اور تمام جن شمار کرنے والے بن جائیں اور تمام انسان لکھنے والے بن جائیں پھر بھی فضائل علیؑ کا احصا نہیں کر سکتے''۔

اوصاف علی، به گفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو، ممکن نیست
من ذات علی به واجبی نشناسم
اما دانم که مثل او ممکن نیست

جب مجلہ اصلاح کے مدیر اول اور بانیٔ اصلاح فخر الحکماء علامہ سید علی اظہر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے قابل فخر فرزند حجۃ الاسلام علامہ سید علی حیدر طاب ثراہ نے دس جلدوں پر مشتمل سیرت امیر المومنینؑ ''نفس رسولؐ'' کو قلم بند کرنے کا ارادہ کیا تو دل میں شدید بے چینی تھی۔ اس سلسلہ میں ان کا جو منصوبہ تھا وہ نفس رسولؐ کی پہلی جلد ''اعجاز الولی'' میں موجود ہے۔ اپنے منصوبہ کا اعلان انہوں نے بذریعہ مجلہ اصلاح کرنا شروع کر دیا تھا جیسا کہ اپنے وصیت نامہ میں انہوں نے ذکر بھی کیا ہے کہ:

''میں ماہ مئی ۱۹۵۰ء سے رسالہ اصلاح میں ایک عظیم الشان تاریخی اور تحقیقی کتاب لکھنے اور شائع کرنے کا ڈھنڈھورا پیٹ رہا ہوں اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی سب سے بڑی سب سے زیادہ جامع سوانح عمری گویا حضرت علی علیہ السلام کے حالات کی انسائیکلو پیڈیا ہوگی جو سات آٹھ جلدوں غالباً چار ہزار صفحوں میں پوری اور سات آٹھ سال میں ختم کی جائے گی۔ اس طرح میں نے ابھی سات آٹھ برس اور اس دنیا میں اپنے کو زندہ سمجھنے کا سامان کر لیا ہے کیا بغیر اس سوانح عمری کے مکمل شائع ہوئے جناب ملک الموت کو میرے پاس آجانے میں افسوس نہیں ہوگا لیکن اگر نہ مانے تو میں کیا کرلوں گا۔

''کار دنیا کسے تمام نہ کرد'' اس حالت میں آپ میرے کل خطوط کی تعمیل کرتے رہیئے گا۔''

والسلام احقر علی حیدر عفی عنہ (ایک عزیز کے نام مکتوب اصلاح نومبر دسمبر ۱۹۵۰ء)

''چونکہ ہم کو علمی خدمتیں کرتے بفضل تعالیٰ ۴۵ سال گزر گئے اور اب اس عظیم الشان سوانح مبارکہ نفس رسولؐ دس جلدوں پر مشتمل سوانح امیر المومنینؑ کے مکمل شائع ہو جانے کے لئے بہت بے چین ہیں۔ مگر معلوم نہیں ہماری عمر یا قوت وفا کر سکے یا نہیں۔ اس وجہ سے بندہ زادوں مولوی سید محمد باقر صاحب ادیب فاضل (الہ آباد) فاضل ادب لکھنؤ یونیورسٹی مولوی فاضل (پنجاب یونیورسٹی) اور صدر الافاضل سے جن کی بہت مفید مقبول کتاب ''مذہبی تعلیم'' کے پانچ حصوں کی خدا کے فضل سے ہر طرف دھوم ہوگئی ہے۔ اور مولوی سید آغا جعفر سلمہ متعلم مدرسہ سلطان المدارس لکھنؤ سے وصیت بھی کر رکھی ہے کہ اس سوانح مبارکہ کو صرف خدائے کریم و قدیر کی تائید پر بھروسہ کر کے ہم نے شروع تو کر دیا ہے لیکن جب ہم زندہ نہ رہیں تو ''اگر پدر نتواند پسر تمام کند'' اور ''الولد سرٌ لابیہ'' کے مطابق اس کو ضرور مکمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ دونوں فرزند قادر مطلق پر توکل کر کے اس کے مکمل کرنے میں جناب مولانا علی نقی صاحب قبلہ، جناب مولانا سید محمد سعید صاحب قبلہ لکھنؤ، مولانا سید رضی صاحب زنگی پوری، جناب مولانا سید عدیل اختر صاحب، جناب مولوی سید سبط الحسن صاحب ہنسوی، جناب ڈاکٹر مولوی سید مجتبیٰ حسن صاحب کامون پوری، جناب الحاج پرنس سید محمد عباس صاحب صفوی تعلقدار شمس آباد، جناب سید فقیر حسین صاحب بخاری ایم اے پروفیسر علی گڑھ، جناب ڈاکٹر مولوی سید اعجاز حسین صاحب منیجر وقف ہوگلی، جناب خواجہ غلام السیدین صاحب پانی پتی، جناب آغا سلطان مرزا صاحب جج پنشنر کراچی، جناب ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین صاحب بمبئی، جناب مولانا حافظ کفایت حسین صاحب لاہور، اور جناب مولانا محمد بشیر صاحب ٹیکسلا سے پوری مدد لیتے رہیں۔''

(احقر علی حیدر عفی عنہ، ۷ رصفر ۷۰ ۱۳ھ ہجری مطابق ۱۸ رنومبر ۱۹۵۰ء)

وصیت میں مزید تحریر فرمایا ہے:

''سوانح مبارکہ کے لئے وصیت کا مضمون بھی ہم اصلاح میں شائع کر چکے ہیں۔ چند ناموں کا اضافہ اس میں بھی ضروری ہے جن سے مدد اور مشورہ لیتے رہنا بہت مفید اور اہم ہے۔:

۱) جناب سید امتیاز حسین صاحب ترمذی وکیل پٹنہ۔ ۲) جناب سید حسن عسکری صاحب پروفیسر پٹنہ۔ ۳) جناب مولوی سید ابن حسن صاحب جارچوی، لکھنؤ۔ ۴) جناب مولوی سید اختر علی صاحب تلہری۔ ۵) جناب مولوی مرزا احمد علی صاحب امرتسری۔ اور ۶) جناب مولوی محمد مصطفیٰ صاحب جوہر کراچی۔

مذکورہ بالا حضرات نیز ان حضرات سے جن کے اسمائے گرامی دسمبر کے اصلاح میں شائع ہو چکے ہیں التماس ہے کہ

ہماری عمر ۶۵ سال کی ہو چکی ہے اور علمی خدمات کرتے ہوئے تقریباً ۵۰ سال گزر چکے ہم کو بہت افسوس ہے کہ سوانح مبارکہ کے مرتب کرنے کی توفیق بہت دیر کر کے ہوئی جب آفتاب لب بام پہنچ گیا ہے اس وجہ سے ہم بے چین ہیں کہ سوانح مبارکہ کیونکر اچھی سے اچھی ہوگی۔ آپ کل حضرت اس اہم دینی خدمت میں ہماری علمی اور قلمی مدد کر کے شکر گزار کریں اس طرح کہ کل حضرات سوانح مبارکہ کی دسوں جلدوں کے لئے جن قیمتی مضامین نادر تحقیقات، مفید مباحث اور ضروری افادات کا اندراج پسند کریں۔ ان سب کو جلد از جلد ہمارے پاس ارسال فرمانا شروع کر دیں۔ تاکہ ہم سب کو مرتب کرتے جائیں۔ اور دسوں جلدوں کے مسودات کو آپ حضرات کی اعانت سے اپنی زندگی ہی میں مکمل کر ڈالیں۔ اس کے بعد اگر اجل نے مہلت دی تو انشاء اللہ خود چھپوا کر شائع کریں گے۔ ورنہ خود آپ حضرات دفتر اصلاح سے شائع کراتے رہیں گے۔" (اصلاح مئی جون ۱۹۵۱ء)

علامہ علی حیدر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے پہلے ۶۔۷ جلدوں میں پھر دس جلدوں میں سوانح عمری امیر المومنینؑ کا ارادہ اس وقت کیا جب عمر ڈھل رہی تھی۔ جب اندازہ ہوا کہ عین حیات میں یہ کام پورا نہیں کرسکوں گا تو یہ کام اپنی اولاد کے سپرد کیا۔ مدیر دوم اصلاح مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقوی طاب ثراہ نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ ۴ جلدیں خود لکھیں مگر اپنے والد مرحوم کے نام سے باقی دیگر مصنفین و مبلغین کی کتابوں کو شامل کر کے دس جلدیں پوری کر دیں۔ والد مرحوم مولانا سید محمد باقر جوراسیؒ ان کے ہم نام بھی تھے اور چالیس سال تک گہرے رفیق رہے تھے ان کی وفات کے بعد اپنے ایک مضمون "امام عصرؑ کا ایک خادم" کے عنوان سے مضمون میں تحریر فرمایا ہے:

"ان کے تالیفات وتصنیفات اور مضامین وتراجم کی تعداد تو بہت ہے جن کی فہرست پیش کرنا میرے لئے بھی دشوار ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان سب سے زیادہ نمایاں اور امتیازی حیثیت دس جلدوں میں مکمل ہونے والی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی عظیم وضخیم سوانح عمری کو حاصل ہے یہ بات میرے علم میں ہے کہ مرحوم کے پدر بزرگوار مولانا سید علی حیدر صاحب اعلی اللہ مقامہ نے اس کی صرف ابتدائی دو جلدیں ہی اپنے قلم سے تحریر فرمائی تھیں۔ اس کے بعد یہ اہم کام اپنے ہونہار فرزند کے سپرد کر دیا تھا۔ جسے مرحوم نے ان کے اعتماد اور توقعات کے مطابق پوری مہارت اور کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔

(اصلاح صدی نمبر جنوری تا مارچ ۱۹۹۹ء صفحہ ۲۰۷)

۳ سے ۷ جلدوں تک کی محنت مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقوی اعلی اللہ مقامہ کی کاوش ہے۔ ایک لائق فرزند ہونے کی حیثیت سے اور اپنے والد مرحوم کے جذبۂ اخلاص کی قدر دانی میں انہوں نے اس محنت کو بھی اپنے والد علام سے منسوب رکھا لیکن اب جبکہ اس کا انکشاف ہو چکا ہے کہ بعد کی جلدیں ان کا کارنامہ ہیں لہٰذا مناسب یہی ہے کہ ان جلدوں کو انہیں سے منسوب

کیا جائے۔ ۷ جلدوں کے بعد دس جلدیں مکمل کرنے کے لئے مقبول و معروف جن تین کتابوں کا سہارا لیا گیا ان کے ترجمہ کی زحمت بھی مرحوم ہی نے فرمائی تھی۔

چونکہ شہادت امیر المومنین کی چودہ سو سال مکمل ہونے کی یادگار منائی جا رہی ہے لہٰذا اس مناسبت سے ترتیب میں معمولی تبدیلی اور دیگر تالیفات وتراجم کو شامل کر کے نفس رسولؐ کی ۱۴ جلدیں پیش ہیں۔ اس کا افسوس ہے کہ مرحوم نے جو خاکہ مرتب فرمایا تھا کام کا تکملہ اس نہج کے عین مطابق تو نہیں ہوسکا لیکن پھر بھی اس نفس رسولؐ کی ۱۴ جلدوں کی اشاعت کے ذریعہ ایک غیر معمولی کام انجام پا گیا ہے۔

اب تمام ۱۴ جلدوں کی ترتیب اس طرح ہے:

جلد (۱): اعجاز الولی (حجۃ الاسلام علامہ علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۲): قرآن ناطق (حجۃ الاسلام علامہ علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۳): ثقل اکبر (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۴): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ اولیٰ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۵): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ ثانیہ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۶): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ ثالثہ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۷): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ رابعہ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۸): ندائے عدالت انسانی ترجمہ: صوۃ العدالۃ الانسانیہ، جارج جرداق (مترجم مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ)۔

جلد ۹): تہذیب المتین فی سیرت امیر المومنینؑ (مولانا مظہر حسن سہارنپوریؒ)۔

جلد (۱۰): "ضیاء الغدیر، مصنفہ: ضیاء الواعظین مولانا وصی محمد صاحب قبلہ طاب ثراہ۔ مع اضافہ خلاصہ الغدیر علامہ امینی اعلی اللہ مقامہ۔

جلد (۱۱): امیر المومنینؑ کے فیصلے، مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ۔

جلد (۱۲): علیؑ و فرزندان علیؑ ترجمہ: علیؑ وبنوہ، ڈاکٹر طٰہٰ حسین (مترجم مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ)۔

جلد (۱۳): اصحاب امیر المومنینؑ، (آیۃ اللہ ناظم زادہ) (مترجم حجۃ الاسلام مولانا سلیم علوی)۔

جلد (۱۴): صفات شیعیان امیر المومنینؑ، ترجمہ صفات الشیعہ شیخ صدوقؒ۔ (مترجم حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ)

نفس رسولؐ کی اس جلد (۱۳) میں آیت اللہ ناظم زادہ نے اصحاب امیر المومنینؑ اور ان کے کارناموں کا بہترین انداز سے تعارف کرایا ہے۔ مولانا سلیم علوی نے سلیس اردو میں ترجمہ کر کے اسے اردو ناظرین تک پہنایا۔

میں نے جب المرتضیٰ کے پہلے اڈیشن کا مطالعہ کیا تھا اور شروع میں منقولہ جملے نظر سے گزرے تھے تو یہ جذبہ پیدا ہوا تھا کہ کیوں نہ نفس رسولؐ کی تمام جلدیں سامنے آجائیں تا کہ ان لا علم لوگوں کو معلوم ہو سکے جو نہیں جانتے کہ سیرت امیر المومنینؑ پر متعدد ضخیم جلدوں میں ایک قابل قدر کتاب موجود ہے۔ لیکن مالی وسائل کی دقت کی وجہ سے اس سلسلے میں اقدام کی ہمت نہیں پڑی۔ مگر جب امیر المومنینؑ کی شہادت کے چودہ سو سالہ یادگار کے منصوبے بننا شروع ہوئے تو مجلہ اصلاح کے مدیر اعزازی مولانا محمد حسنین باقری نے یہ عزم کیا کہ اس موقع کے اوپر نفس رسولؐ کی جلدوں کی اشاعت نو ہو جانا چاہئے اور اس سلسلے میں انہوں نے محنت بھی بہت کی۔ جس کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ اوقات دعا میں ادارۂ اصلاح کو شامل کرنے کو فراموش نہ فرمایا کریں۔

فقط

سید محمد جابر جوراسی

مسئول ادارۂ اصلاح لکھنؤ

۱۳؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

پنجشنبہ ۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء

مقدمہ

خدا کے فضل وکرم سے حضرت علیؑ کے حالات زندگی نیز آنجنابؑ کی زندگی کے فردی وسیاسی اور مختلف پہلو سے متعلق اس کتاب کی تالیف وتحقیق کی توفیق وسعادت حاصل ہوئی، اس کے علاوہ فارسی وعربی زبان میں کئی کتابیں شائع کی ہیں یہ کتاب جو آپ کے سامنے حضرت علیؑ کے اصحاب سے متعلق ہے کئی سال کی کاوشوں کا نتیجہ ہے اور اس کتاب کی تالیف کے چند اسباب ہیں:

ا۔ میں نے احساس کیا کہ حضرت علیؑ کے اصحاب کے سلسلہ میں کوئی خاطر خواہ کتاب موجود نہیں ہے، وہ اصحاب کہ جن میں سے ہر ایک آسمان انسانیت اور اسلام کا روشن ستارہ ہے اور یہ میرا ذاتی احساس نہیں تھا بلکہ اہل فہم افراد نے جو حضرت علیؑ اور آپ کے اصحاب کے شیدائی تھے اس طرح کی کتاب کی درخواست کی لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ اس موضوع پر ایک مستند وتحقیقی کتاب لکھوں تا کہ اہل فن اور عوام الناس اس سے مستفیض ہوں۔

۲۔ بے شک ان ستاروں کی بلندی وروشنی اس سورج سے ہے جس کی شعائیں پورے عالم ہستی کو روشن کئے ہیں، پس یادرہے کہ اصحاب کا تعارف امامؑ کی معرفت یا فضیلت بیان کرنے کے لئے نہیں ہے چوں کہ امامؑ خود فضائل وکمالات کا سمندر ہیں اور یہ ایسی حقیقت ہے جسے صدر اسلام سے لیکر آج تک سبھی اہل نظر جانتے ہیں چنانچہ عبدالرحمن بن حجاج سے منقول ہے کہ: ''ہم ابان بن تغلب کی مجلس میں تھے کہ ایک جوان نے آکر پوچھا: حضرت علیؑ کے ہمراہ کتنے اصحاب رسولؐ شہید ہوئے؟ ابان نے کہا: کیا تمہارا خیال ہے کہ حضرت علیؑ کی فضیلت اس میں ہے کہ اصحاب رسولؐ میں سے کس نے ان کا اتباع کیا؟ اس نے کہا: ہاں، ابان نے کہا: خدا کی قسم اگر ہم اصحاب کے اس گروہ کی فضیلت سمجھتے ہیں تو صرف حضرت علیؑ کی اتباع کی بنا پر''۔(۱)

ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں: ''اگر لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ انصاف کریں تو یقینا جان لیں گے کہ اگر حضرت علیؑ تنہا ہوتے اور (دنیا کے) سب لوگ ان سے جنگ کرتے تو بھی حضرت علیؑ حق پر اور سب لوگ باطل پر ہوتے''۔(۲)

۱:۔رجال نجاشی، ص۹۔

۲:۔شرح ابن ابی الحدید، ج۲، ص۶۱۷۔

۳۔ پیش نظر کتاب میں اصحاب سے ہماری مراد تین طرح کے افراد ہیں:

۱۔ صادق و سچے اور باایمان و وفادار اصحاب۔

۲۔ وہ افراد جو کچھ عرصہ امامؑ کے ساتھ رہے اور پھر جدا ہو گئے اور امامؑ کی طرفداری یا مخالفت میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔

۳۔ وہ افراد جنھوں نے جنگ و صلح میں امامؑ کے ساتھ شرکت کی اور بعد میں دنیاوی فریب و لالچ اور شیطانی غلبہ کی بنا پر برسرعام امامؑ کے مخالف ہو گئے۔

بے شک پہلے گروہ کے افراد امامؑ کے واقعی صحابی ہیں لیکن دوسرے دو گروہ کے افراد (اگر چہ بے وفا و عہد شکن ہو گئے مگر) لفظ صحابی کا ان پر اطلاق ہوتا ہے اور اس بات کی طرف امامؑ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک خطبہ میں اشارہ بھی کیا ہے، چنانچہ پہلے گروہ کے افراد مثلاً ''مالک اشتر، عمار یاسر، ابن تیہان ذو الشہادتین'' وغیرہ کے نہ ہونے پر اظہار افسوس کیا اور فرمایا: کہاں ہیں! عمار، کہاں ہیں! ابن تیہان، کہاں ہیں۔۔۔ اور دوسرے و تیسرے گروہ کے کمزور عقیدہ اصحاب کی نسبت ناراضگی کا اظہار کیا اور اس طرح فرمایا: ''یا اشباہ الرجال و لا رجال؛ اے وہ لوگو! جو مرد نما ہو مرد نہیں ہو''۔(۱)

چنانچہ اس کتاب میں ہماری اصحاب سے مراد پختہ ایمان اور کمزور ایمان سب ہیں، کیوں کہ وہ سب حضرت علیؑ کی حکومت میں اور آپ کے امر و نہی کے زیر پرچم موجود تھے۔

ہوسکتا ہے کوئی یہ سوال کرے کہ کمزور ایمان رکھنے والے افراد یا جو بعد میں دشمن ہو گئے ان کے حالات بیان کرنے کا کیا فائدہ؟

جواب: اس طرح کے افراد سے واقفیت حاصل کرنا درس عبرت ہے، یعنی صاحبان ایمان کو احتیاط کرنا چاہیے کہ ایمان و خدا پرستی کی راہ میں ان کے قدم لغزش نہ کریں اور ایمانی کردار انھیں مغرور نہ کرے اور شیطان کی سازش کا شکار نہ ہوں۔

دوسرے یہ کہ حضرت علیؑ کی حکومت کی تحلیل دوسرے دو گروہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے کوئی سوال کرے کہ کیا اس طرح کے افراد کو صحابی کہا جا سکتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ یہاں ہماری صحابی سے مراد وہ افراد ہیں جو (ظاہری طور پر) امامؑ کے ساتھ تھے (خواہ بعد میں کوئی بھی راستہ اختیار کیا ہو مترجم)۔

۴۔ اس کتاب کو تالیف کرنے میں میری تحقیق کا طریقہ یہ رہا کہ میں نے دقیق اطلاع کیلئے پہلے درجہ کی پرانی کتابوں

۱:۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۸۔

نیز علم رجال وحدیث اور تاریخ کی معتبر کتابوں کا جن میں اس موضوع سے متعلق معلومات تھی مطالعہ کیا، بعض افراد کے سلسلہ میں نظریاتی اختلاف پایا جاتا تھا تو میں نے کتابوں کے مطالعہ اور غور وفکر کے بعد صحیح نظریہ اختیار کیا۔

۵۔ اس کتاب میں بعض ناپسند ومکروہ افراد کے نام مثلاً: ابن ملجم، شمر بن ذی الجوشن واشعث۔۔۔ حضرت علیؑ کے اصحاب میں ذکر ہوئے ہیں جو خود مولف کو پسند نہیں تھے لیکن تاریخ کی معتبر کتابوں میں موجود نہج اور امانت داری کی بنا پر ذکر کئے ہیں۔

۶۔ علم رجال وتاریخ اور سیرت کی کتابوں کے مطابق اس کتاب کے آخر میں ایک فصل خواتین سے جو حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں مربوط ہے نیز امامؑ کی نسبت ان کی وفاداری کا ذکر ہے۔

۷۔ اس کتاب میں کچھ مقامات پر: ''ارکان اربعہ وشرطۃ الخمیس وتابعین'' کے اصطلاحی لفظوں کی تکرار ہوئی ہے جن کی یہاں وضاحت کردیتے ہیں:

ارکان اربعہ

بعض علم رجال کی کتابوں میں ارکان اربعہ سے مراد: جناب ابوذر وجناب سلمان فارسی وجناب مقداد بن اسود اور جناب عمار یاسر اور ایک قول کی بنا پر جناب حذیفہ بن یمان ہیں البتہ مشہور یہ ہے کہ چوتھے جناب عمار یاسر ہیں۔

اگرچہ لغت میں ارکان رکن کی جمع ہے جس کے معنی ستون، بہترین بازو، سرور، رئیس۔۔۔ کے ہیں۔

لیکن شیعہ اصطلاح میں ان چار افراد کو کہتے ہیں کیونکہ یہ حضرات حضرت علیؑ کے دیگر خلفا پر افضل وبرتر ہونے کے علاوہ ایمان وعقیدہ پر ثابت قدم رہے اور کسی بھی طرح کا شک وشبہ نہیں کیا اور حضرت علیؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بلافصل سمجھتے تھے۔

حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "انّ النَّبِی صَلَّی الله عَلَیهِ وَآلِهِ لَمَّا قبَضَ اِرْتَدَّ النَّاس عَلیٰ أَعْقَابِهِم کُفَّاراً اِلَّا ثَلاثاً: سلمان والمقداد وأبوذر الغفاری؛ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی تو لوگ مرتد ہوگئے سوائے سلمان ومقداد اور ابوذر غفاری کے'' اس کے بعد امامؑ نے مرتد ہونے کے سلسلہ میں فرمایا: ''جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے چالیس افراد نے حضرت علیؑ کے پاس آکر کہا: خدا کی قسم ہم آپ کے علاوہ کسی کی اطاعت نہیں کریں گے، امامؑ نے پوچھا: کیوں؟ کہا: کیونکہ ہم نے غدیر خم میں سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا، امامؑ نے فرمایا: اسی طرح کروگے؟ انھوں نے کہا: ہاں، امامؑ نے

فرمایا: کل سر مونڈ کر میرے پاس آنا، امامؑ فرماتے ہیں: دوسرے دن صرف تین لوگ جناب سلمان وابوذر اور مقداد سر مونڈ کر آئے اور ظہر کے بعد عمار یاسر آئے تو حضرت علیؑ نے ان سے فرمایا: "مالك أن تستيقظ من نومة الغفلة، ارجعو فلاحاجة لی فیکم، انتم لم تطیعونی فی حلق الرأس، فکیف تطیعونی فی قتال جبال الحدید، ارجعوا فلاحاجة لی فیکم؛ تمھیں کیا ہوا کہ خواب غفلت سے بیدار ہوئے تم اور دیگر افراد واپس چلے جاؤ، مجھے تمھاری ضرورت نہیں ہے، جب تم میری صرف سر مونڈنے میں اطاعت نہیں کر سکتے تو پھر لوہے کے پہاڑوں کے مقابلہ میں جنگ کرنے میں کس طرح اطاعت کروگے۔۔۔" ۔(۱)

شرطة الخمیس

شرطۃ الخمیس سے متعلق مختلف معنی ذکر ہوئے ہیں: شرط کے معنی انتظامیہ پولیس کے ہیں اور خمیس فوج کے معنی میں ہے، نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ فوج پانچ گروہ میں تقسیم ہوتی تھی: گروہ میمنہ، گروہ میسرہ، گروہ مقدمہ، گروہ قلب، یا مرکز فرمان روائی اور پانچویں گروہ کا نام ذخیرہ ہوتا تھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ: شرطۃ الخمیس لشکر کے پانچ حصوں کو کہتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں لشکر کو پانچ گروہ میں تقسیم کرتے تھے: ۱۔ آگے چلنے والا گروہ۔ ۲۔ پیچھے چلنے والا گروہ۔ ۳۔ دائیں طرف چلنے والا گروہ۔ ۴۔ بائیں طرف چلنے والا گروہ۔ بیچ میں چلنے والا گروہ جو کہ قلب لشکر ہوتا تھا اور فرمان روا وامام اسی میں ہوتا تھا۔

قاموس الرجال میں "شرطۃ الخمیس" کے معنی اصبغ سے اس طرح نقل ہوئے ہیں کہ انھوں نے کہا: "انّا ضمنّا له الذبح وضمن لنا الفتح؛ ہم نے تعہد وشرط کی کہ اپنی جان ان پر فدا کریں گے اور انھوں (علیؑ) نے ہمیں جنت کی ضمانت دی"

نیز رقمطراز ہیں کہ: "ضمنّا له الذبح وضمن لنا الفتح" کے معنی واضح نہیں ہیں، ظاہراً عبارت میں تحریف ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے: "بایعناه علی الموت وضمن لنا الجنة؛ ہم نے علیؑ کے ہاتھوں پر مرنے تک کی بیعت کی اور انھوں نے ہمیں جنت کی ضمانت دی"۔(۲)

تابعین

تابعین ان افراد کو کہتے ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھے البتہ اصحاب کے زمانہ میں موجود تھے یا

۱:۔ الاختصاص، ص۶۔

۲:۔ قاموس الرجال، ج۲، ص ۱۶۳ و ۱۶۶۔

آنحضرتؐ کے زمانہ میں موجود تھے مگر آنحضرتؐ کی زیارت سے شرفیاب نہیں ہوئے، چنانچہ ''اویس قرنی'' کے بارے میں منقول ہے کہ: اویس بہترین تابعین میں سے ہیں، کیوں کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور اسلام لائے لیکن آنحضرتؐ کے ساتھ نہیں رہے اور شرف دیدار نصیب نہیں ہوا۔

یہ مختصر سعی وکوشش حضرت علیؑ کی شخصیت کو بیان کرنے اور آنجنابؑ کے اصحاب کے تعارف میں ہے، امید ہے کہ خداوندمتعال کی بارگاہ میں قبول ہو۔

سید اصغر ناظم زادہ
حوزہ علمیہ قم ایران

(الف)

۱۔ جناب ابراھیم ابورافع قطبی

آپ کے چند نام ذکر کئے گئے ہیں: ابراہیم بقول دیگر اسلم یا یسار وعبدالرحمن اور ہرمز اور کنیت ''ابورافع'' مشہور ہے، آپ کو رسولؐ خدا نے آزاد کیا تھا کہ آپ شروع میں عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے انھوں نے آپ کو رسولؐ خدا کی خدمت اقدس میں ہبہ کیا تھا، جب ابراہیم نے عباس کے اسلام قبول کرنے کی بشارت رسولؐ خدا کودی تو آنحضرتؐ نے آزاد کر کے اپنی کنیز سلمٰی کا عقد آپ سے کر دیا تھا۔

ابراہیم مہاجرین میں سے تھے اور آپ نے غزوہ بدر کے علاوہ تمام جنگوں میں رسولؐ خدا کا ساتھ دیا(۱) آپ حضرت علیؑ کے باوفا اور مخلص شیعوں میں سے تھے کہ آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور آنجنابؑ کی طرف سے کوفہ کے بیت المال کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی اور آپ کے دوفرزند عبیداللہ اور علی حضرت امیرالمومنینؑ کے کاتب تھے۔(۲)

منقول ہے کہ آپ کی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقیدت مند تھے اور آنحضرتؐ نے آپ کے حق میں دعا کی ہے(۳) آپ نے آخر تک حضرت علیؑ سے وفاداری کی اور پھر آنجنابؑ کے بعد امام حسن -کے صحابی قرار پائے۔

۲۔ جناب ابراھیم بن اسمٰعیل یشکری

آپ حضرت علیؑ کے قابل اعتماد صحابی تھے، خوارج نہروان کی ہلاکت کے بعد آپ نے امامؑ کے خطبہ کی جس میں آنجنابؑ نے لوگوں کو دوبارہ معاویہ سے جنگ کرنے کی دعوت دی تھی روایت نقل کی ہے۔(۴)

۳۔ جناب ابراھیم بن عبداللہ قاری

۱:۔ اسد الغابہ، ج۱، ص۴۱؛ الاصابہ، ج۷، ص۱۳۴؛ قاموس الرجال، ج۱، ص۱۲۶۔

۲:۔ قاموس الرجال، ج۱، ص۱۲۷؛ معجم رجال الحدیث، ج۱، ص۱۷۵۔

۳:۔ رجال نجاشی، ص۴؛ قاموس الرجال، ج۱، ص۱۲۷۔

۴:۔ قاموس الرجال، ج۱، ص۱۶۳۔

آپ حضرت علیؑ کے خاص صحابیوں میں سے ہیں(۱) آپ کا تعلق قبیلہ ''مضر'' سے تھا۔

۴۔ جناب ابراھیم بن مالک اشتر

آپ شجاع و بہادر اور شاعر تھے، ہمیشہ جنگوں میں پیش قدم رہے اور آپ قبیلہ ''نخع'' کے رؤسا میں سے تھے، آپ نے جوانی میں اپنے والد بزرگوار جناب مالک اشتر کے ساتھ جنگ صفین میں حضرت علی - کے رکاب میں معاویہ کے لشکر سے جہاد کیا اور اپنے امام و پیشوا کی نصرت و مدد کی۔(۲)

جناب ابراھیم کی شجاعت اور جنگ صفین

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جس وقت معاویہ نے جنگ صفین میں عمرو عاص کو''حمیر'' اور ''یحصب'' کے ایک گروہ کے ساتھ بھیجا تو جناب مالک اشتر نے سامنے آ کر مدمقابل کے سردار عمرو عاص کو جنگ کے لئے پکارا لیکن عمرو عاص آپ کو پہچانتے ہی ڈر گیا، البتہ شرمندگی کے باعث میدان میں رکا اور کچھ دیر تک مالک اشتر سے لڑا لیکن آخرکار جب مقابلہ کی ہمت نہ رہی تو میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور شرمندگی کے ساتھ معاویہ کے لشکر کے پاس پہنچا یہ دیکھ کر''حمیر'' کی جماعت کے ایک جوان نے عمرو عاص پر کافی ملامت کی اور اس کے ہاتھ سے علم لیکر میدان میں آیا، ادھر سے جناب مالک اشتر نے اپنے فرزند جناب ابراہیم کو بلا کر کہا: علم لو بہتر ہے جوان جوان سے جنگ کے لئے جائے، جناب ابراہیم علم لیکر گئے اور رجز پڑھ کر حمیری کے جوان پر حملہ کیا اور اسے ہلاک کر دیا۔(۳)

جناب ابراھیم اور سید الشھداء کا انتقام

آپ حضرت امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینے کے لئے کوفہ میں جناب مختار کے لشکر میں شامل ہو گئے، مصعب بن زبیر کے ساتھ عبدالملک بن مروان سے جنگ کے لئے گئے اور آخرکار ۱۷ یا ۷۲ ہجری میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور سامرہ کے قریب سپرد خاک کر دیئے گئے، مصعب جناب ابراہیم کی جدائی اور اہل عراق کی کوتاہی کے سلسلے میں کہتے تھے: ''**یاابراھیم! ولا ابراھیم لیی الیوم**'' اے ابراہیم! آج میرے لئے کوئی ابراہیم جیسا نہیں ہے۔(۴)

۱:۔ رجال طوسی، ص۳۵، ش۳؛ رجال برقی، ص۵۔

۲:۔ اعیان الشیعہ، ج۲، ص۲۰۰۔

۳:۔ وقعہ صفین، ص۴۴۰۔

۴:۔ اعیان الشیعہ، ج۲، ص۲۰۰۔

۵۔ابراھیم بن یزید نخعی

(۱) شیخ طوسی رقمطراز ہیں کہ آپ حضرت امیرالمومنین - اورحضرت امام سجاد -کے اصحاب میں سے تھے نیز تحریر فرماتے ہیں: آپ ایک آنکھ سے نابینا تھے اور آپ کی کنیت ''ابوعمران'' تھی۔(۲)

آپ کوفہ کے نیک وصالح اور عظیم فقیہ تھے، جس وقت آپ نے دعوت اجل کو لبیک کہا اس وقت آپ حجاج بن یوسف کے خوف سے خفیہ طور پر زندگی بسر کررہے تھے، آپ کی وفات ۹۰ یا ۹۲ اور ایک قول کی بنا پر ۹۴ یا ۹۶ ہجری میں ہوئی اور ''ابوزرعہ'' کے قول کے مطابق آپ کو حجاج نے شہید کیا۔(۳)

۶۔ابرد بن طھرہ طھوی

(۴) آپ شجاع وبہادر اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے (۵)

۷۔ابرھہ بن زھیر مذحجی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی -کی

رکاب میں جہاد کیا، ایک مرتبہ جنگ میں اشعث بن جابر، اسلم بن یزید حارثی اور اکیل بن جمعہ کے ساتھ اہل شام سے جنگ کی اور سب ۳۷ ہجری جنگ صفین میں شہید ہو گئے (۶)

۸۔ابن اخ عمرو عاص

آپ عمرو عاص کے بھتیجے، عقل مند، حلیم وبردبار اور شاعر تھے، اپنے چچا کے ساتھ مصر سے صفین میں آئے اور معاویہ

۱:۔ابراہیم بن نخعی کی ولادت، وفات اور مذہب کے بارے میں مختلف قول نقل ہوئے ہیں، بعض لوگوں نے ناصبی اور بعض نے خاص شیعوں میں شمار کیا ہے زیادہ معلومات کے لئے اعیان الشیعہ، ج ۲ ص ۲۴۹ / اور طبقات الکبریٰ، ج ۶ ص ۲۷۰۔ ۲۸۴ کی طرف رجوع کیا جائے۔

۲:۔رجال طوسی، ص ۳۵ ش ۹ و ص ۸۳ ش ۱۶۔

۳:۔تہذیب التھذیب، ج ۱ ص ۱۹۴۔

۴:۔طھوی تمیم کے ایک قبیلہ طیہ کی طرف منسوب ہے۔

۵:۔وقعہ صفین، ص ۵۵۸۔

۶:۔وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔۵۵۸۔

کے سپاہیوں میں شامل ہوگئے ، البتہ عمروعاص سے بحث مباحثہ کرنے کے بعد سمجھ گئے کہ وہ معاویہ کی دنیاداری کے چکر میں ہے اور معاویہ عمروعاص کے ساتھ مزید بہتر دنیا کا خواہاں ہے چنانچہ آپ نے معاویہ اور عمروعاص کی مذمت میں شعر کہا، جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو اس نے آپ کو طلب کیا لیکن آپ وہاں سے فرار کر کے حضرت علی - کے شامل ہوگئے، آپ نے اپنا ماجرا بیان کیا جس کے بعد امامؑ نے آپ کو اپنے سے قریب کرلیا۔(۱)

۹۔ابن رفاعہ بن رافع

طبری رقم فرماتے ہیں: جس وقت حضرت علی - ناکثین کے لشکرکوسرنگوں کرنے کے لئے ربذہ سے بصرہ کا قصد کیا تو ابن رفاعہ بن رافع نے کھڑے ہوکر کہا: اے امیرالمومنینؑ! اب کیا ارادہ ہے اور آپ ہمیں کہاں لے جارہے ہیں؟ آنجناب نے جواب دیا: ''اما الذی نریدو ننویی فالاصلاح ان قبلو امنّاو اجابو ناالیه'' ہمارا قصد اور نیت اصلاح ہے اگر ہم سے اصلاح قبول کریں اور ہمارا جواب دیں تو ہم بھی قبول کریں گے اور جنگ نہیں کریں گے،،ابن رفاعہ نے پوچھا: اگر وہ اصلاح کے لئے حاضر نہ ہوئے اور انھوں نے آپ کا جواب نہیں دیا؟ آنجناب نے فرمایا:

''ندعهم بعذرهم ونعطيهم الحق ونصبر؛ انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور ان کے حقوق دے کر مخالفت پر صبر کریں گے''

اس کے بعد پوچھا: اگر وہ اس پر بھی راضی نہ ہوئے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ''ندعهم ماتر کونا؛ جب تک وہ ہم پر تلوار نہیں اٹھائیں گے انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں گے'' ابن رفاع نے پوچھا: اگر انھوں نے نہیں چھوڑا اور پریشان کیا؟ آنجناب نے فرمایا: ''امتنعنامنهم؛ ہم ان سے یہ چاہیں گے کہ ہمیں پریشان نہ کریں'' اس مقام پر ابن رفاعہ نے انصاف دیکھ کر کہا: آپ کی بات بڑی منطقی اور عادلانہ ہے، لہٰذا آپ نے طلحہ وزبیر سے جنگ کرنے میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۲)

۱۰۔ابن سلامان غسانی

آپ حضرت علیؑ کے بڑے فدائی تھے، آپ جنگ صفین ۳۷ھ میں شہید ہوئے۔(۳)

۱:۔وقعہ صفین، ص۱۴۔

۲:۔تاریخ طبری، ص۴۷۹۔

۳:۔وقعہ صفین، ص۵۵۷۔

۱۱۔ ابن قیس

آپ حضرت علیؑ کے فدا کار و باوفا صحابی تھے، آپ کی شہادت جنگ صفین ۳۷ہجری میں واقع ہوئی۔(۱)

۱۲۔ ابن محدوج بکری

آپ قبیلہ ''بکر'' کے اکابر اور کوفہ کے رہنے والے تھے، جس وقت حضرت علی -نے ''ذی قار'' سے حضرت امام حسن -وجناب عمار یاسر کو کوفہ بھیجا تا کہ جنگ جمل کے لئے لوگوں کو دعوت

دیں تو ابن محدوج ان لوگوں میں سے تھے کہ جنھوں نے اپنی وفاداری کا اعلان کیا اور ہزاروں سوار و پیادہ افراد کے ساتھ روانہ ہوئے اور ناکثین سے جنگ کرنے میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔(۲)

۱۳۔ ابن محرّش بن عبد عمرو حنفی

آپ عبد عمرو حنفی کے فرزند اور بصرہ کے ان بزرگوں میں سے تھے جو تیسرے خلیفہ عثمان کو اسلامی لوگوں پر ظلم وستم کرنے سے روکنے کے لئے مدینہ آئے (۳) آپ طلحہ وزبیر اور عائشہ کے بصرہ میں فتنہ برپا کرتے وقت ''حکیم بن جبلہ'' کے سپاہیوں کے ساتھ حضرت علی -کی مدد کیلئے حاضر ہوئے اور جنگ جمل کے آغاز سے پہلے ناکثین کے مقابلہ میں قرار پائے ،منقول ہے کہ آپ اس جنگ میں ''عبدالرحمن بن عتاب'' کے مقابلہ میں اور حرقوس بن زہیر ''عبدالرحمن بن حارث'' کے مقابلہ میں اور ذریح زبیر کے مقابلہ میں اور خود حکیم بن جبلہ (سپہ سالار) طلحہ کے مقابلہ میں قرار پائے اور اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۴)

۱۴۔ ابن مضاهم کلبی

آپ حضرت علی -کے صحابی وشیعہ تھے، آپ نے مصر میں حضرت علی -کی طرف سے منصوب ''والی'' محمد بن ابی بکر کی کامیابی کے لئے مخالفین سے جنگ کی اور شہید ہوگئے۔(۵)

۱:۔وقعہ صفین،ص ۵۵۷۔

۲:۔وقعہ صفین،ص ۴۸۸۔

۳:۔وقعہ صفین،ص ۳۴۹۔

۴:وقعہ صفین،ص ۴۷۱۔

۵:۔تاریخ طبری،ج ۴،ص ۵۵۷۔

۱۵۔ابوابی الجوشاء

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے،حضرت علی - کے کوفہ سے صفین کی طرف جاتے وقت امامؑ کے لشکر کے پرچم دار تھے۔(۱)

۱۶۔ابواحنش ازدی

مرحوم شیخ طوسی نے ابواحنش کو حضرت علیؑ کے اصحاب کرام میں شمار کیا ہے۔(۲)

۱۷۔ابواسحاق ھمدانی

ابواسحاق ہمدانی حضرت علی - کے اصحاب میں سے تھے۔(۳)

۱۸۔ابوالاسود دوئلی (ظالم بن عمرو)

آپ کا نام ظالم بن عمرو ہے البتہ کنیت ''ابوالاسود دوئلی'' سے مشہور تھے اپنے زمانے کے نامور علمائے تابعین وشجاع اورشعراء وخطباء میں سے تھے،آپ نے رسول خداؐ کا زمانہ درک کیا مگر آنحضرتؐ کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکے،اس بنا پر تابعین کے زمرہ میں ہیں۔(۴)

ابوالاسود حضرت علیؑ وحضرت امام حسنؑ وامام حسینؑ اور امام سجادؑ کے باوفا اصحاب میں سے تھے اور عمر بن خطاب وعثمان اور حضرت علیؑ کی طرف سے بعض اسلامی ممالک میں حاکم قرار پائے،آپ نے عمر بن خطاب کے دورخلافت میں بصرہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت علیؑ کے دورخلافت میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا،اس کے بعد حضرت علیؑ کی طرف سے بصرہ کے حاکم قرار پائے۔(۵)

ابوالاسود حاضر جواب اور بہت اچھے شاعر تھے،آپ حضرت علیؑ کی راہنمائی سے علم نحو کے استاد ہوئے اور آپ نے قرآن مجید میں اعراب لگایا،ابوالاسود حضرت علیؑ کے خیرخواہ تھے

۱:۔رجال طوسی،ص۶۵،ش۴۰۔

۲:۔رجال طوسی،ص۶۵،ش۳۶۔

۳:۔رجال طوسی،ص۶۴،ش۲۴۔

۴:مقدمہ کتاب۔

۵:اسدالغابہ،ج۳،ص۶۹۔

جوغیر مناسب باتیں عاملوں (کارمندوں) کی طرف سے مشاہدہ کرتے تھے وہ سب امامؑ کے گوش گزار کردیتے تھے، منجملہ ابن عباس کے بیت المال میں خیانت کرنے اور مکہ فرار کرنے کی خبر امامؑ کو دی۔

علم نحو کی کتاب

آپ نے علم نحو میں کتاب لکھی جس کی بنا پر آپ کو علم نحو کی بنیاد رکھنے والا کہتے ہیں، بعض کا نظریہ ہے کہ اس علم کی بنیاد حضرت علیؑ نے رکھی ہے البتہ دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیوں کہ ابوالاسود آنجنابؑ کے شاگرد تھے۔

ابوالاسود بصرہ کے بیت المال میں امام علیہ السلام کے ساتھ

آپ نقل کرتے ہیں کہ جب گروہ ناکثین کے سرغنوں نے ''عثمان بن حنیف'' کو بصرہ سے نکال دیا تو طلحہ وزبیر بیت المال میں داخل ہو کر اطراف میں دیکھنے لگے، بہت زیادہ سونا چاندی دیکھ کر کہنے لگے یہ وہ مال غنیمت ہے جو خدا نے ہمارے لئے قرار دیا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ: حضرت علی - کامیابی کے بعد ایک دن مہاجر و انصار کے ایک گروہ کے ساتھ جس میں میں بھی تھا بصرہ کے بیت المال میں آئے، آنجنابؑ نے سونا و چاندی کو دیکھ کر فرمایا: ''**یاصفراء ! ویابیضاء ! غُرّی غیری، المال یعسوب الظلمة وانا یعسوب المومنین**؛ اے سونے اور چاندی دوسروں کو فریب دینا کیوں کہ مال ظالم و ستمگر افراد کا رئیس ہے اور میں مومنین کا رئیس ہوں''

آپ کہتے ہیں: خدا کی قسم حضرت علیؑ نے مال کی طرف بالکل کوئی توجہ نہیں دی، مجھے یہ منظر دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، میں نے خود سے کہا وہ کیا کہہ رہے تھے اور حضرت علیؑ کیا کہہ رہے ہیں، وہ دنیا اور اس کی دولت کے چکر میں تھے اور حضرت علیؑ آخرت کی تلاش اور دنیا سے دوری اختیار کئے ہیں، اس وقت حضرت علی - کی نسبت میری معرفت اور عقیدت میں اور اضافہ ہو گیا۔(۱)

۱۹۔ابوالجوشاء کوفی طائی

آپ حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب کرام میں سے تھے، جب حضرت علیؑ نے کوفہ سے صفین کا قصد کیا تو اپنا پرچم

۱:۔الجمل، ص ۲۸۵۔

ابوالجوشاء اور مہاجرین کا پرچم نوح بن حارث وغیرہ کو دیا۔(۱)

۲۰۔ابوالزعلی

آپ نے فقہ وغیرہ میں روایتیں نقل کی ہیں، ہم نشینی کے بارے میں حضرت علیؑ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"انظروامن تحادثون،فانّه لیس من احدینزل به الموت الّامُثِل له اصحابه الی الله،ان کانوا اخیاراً فخیاراًوان کانوا اشراراً فشراراًولیس احدیموت الاتمثلت له عند موته؛

اپنے ہم نشین افراد کو دیکھئے کیوں کہ کسی کو بھی موت نہیں آئے گی مگر یہ کہ اس کے یاردوست اس کیلئے مجسم ہوجائیں گے اگر نیک وصالح ہے تو نیک وصالح دکھائی دیں گے اور اگر شرپسند ہیں تو شرپسند لگیں گے اور کوئی شخص نہیں مرتا مگر یہ کہ موت کے وقت اس کی نظر میں مثالیں آتی ہیں''۔(۲)

۲۱۔ابوالقماص

آپ حدیث کے راویوں میں سے ہیں، آپ نے حضرت علیؑ سے بھی حدیث نقل کی ہے۔(۳)

۲۲۔ابوالموالی مدنی

آپ (بھی) حدیث کے راویوں میں سے ہیں اور آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے(۴)

۲۳۔ابوالمورع

آپ (بھی) حدیث کے راویوں میں سے ہیں اور آپ نے (بھی) حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۵)

۲۴۔ابوالوردبن قیس بن فهر(فهد)

۱:۔اعیان الشیعہ، ج ۲،ص ۳۱۷؛ رجال طوسی، ص ۶۴۔

۲:۔اصول کافی، ج ۲،ص ۶۳۸ باب ''من یجب مصادقته ومصاحبته، ح ۳۔

۳:۔اصحاب الامام امیرالمومنین، ج ۲،ص ۶۴۰،ش ۱۳۳۰۔

۴:۔اصحاب امیرالمومنین، ج ۲،ص ۶۵۴،ش ۱۳۵۸۔

۵:۔اصحاب امیرالمومنین، ج ۲،ص ۶۵۴،ش ۱۳۵۹۔

آپ کا نام حرب ہے آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب اور حضرت علی - کے شیعوں میں سے تھے اور آپ نے حضرت علی - کا جنگ صفین میں ساتھ دیا۔(۱)

۲۵۔ ابوالولید بجلی کوفی

آپ کا نام عبیدہ بن مغیرہ اور دوسرے قول کی بنا پر عبیدہ بن عمرو یا مغیرہ بن ابی عبید ہے، آپ ثقہ تابعین میں سے تھے۔(۲)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۲۶۔ ابوایوب انصاری (خالد بن زید خزرجی)

آپ کا نام خالد بن زید بن کلیب (کعب) بن ثعلبہ خزرجی اور کنیت ابوایوب انصاری ہے، لوگ آپ کو نام اور کنیت (دونوں) سے جانتے تھے۔(۴)

جناب ابوایوب انصاری رسول خداؐ کے بڑے صحابہ کرام میں سے تھے، آپ نے جنگ بدر وغیرہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ شرکت کی اور اسلام قبول کرنے کی نسبت سابقین میں سے ہیں، مکہ میں بیعت عقبہ میں ان ستر (۷۰) افراد میں سے تھے جنھوں نے چھپ کر رسول خداؐ کی بیعت کی اور آنحضرتؐ کو مدینہ کی طرف دعوت دی اور اس بیعت میں آپ نے ہر طرح کی فداکاری اور حمایت کو اپنے ذمہ لیا، رسول خداؐ نے عقد اخوت کے وقت آپ کو مصعب بن عمیر کا بھائی قرار دیا، آپ حضرت علی - کے مخلص اور باوفا اصحاب کرام میں سے تھے، جنگ جمل وصفین اور نہروان میں سپہ سالار رہے اور آنجناب کی رکاب میں جنگ کی (۵) جب رسول خداؐ مدینہ تشریف لائے تو آپ کو آنحضرتؐ کی میزبانی کرنے کا شرف حاصل ہوا اور جب تک مسجد اور اطراف کے گھر نہیں بنے اس وقت تک رسول خداؐ آپ کے گھر میں مقیم رہے۔(۶)

۱:۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۰ ۳؛ رجال طوسی، ص ۶۴، ش ۲۲؛ اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۳ ۴۴۔

۲:۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۲۷۲، باب الکنی، اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۴۴۴۔

۳:۔ رجال طوسی، ص ۶۵، ش ۳۷۔

۴:۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۲۳۴، شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۰، ص ۱۱۲، رجال طوسی، ص ۴۰، ش ۱، طبقات الکبری، ج ۱، ص ۶ ۲۳، سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۶۱۔

۵:۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۴۳، الاصابہ، ج ۲، ص ۲۳۴، شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۰، ص ۱۱۲، تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۵۳۔

۶:۔ ہجرت سے پہلے اس شہر کو یثرب کہتے تھے اور ہجرت کے بعد مدینہ کے نام سے مشہور ہوا۔

ابوایوب انصاری کی حضرت علی علیہ السلام سے عقیدت ومحبت

وفات پیغمبرؐ کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت وخلافت کے سلسلہ میں ابوایوب انصاری کے ایمان وعقیدہ میں کوئی کمی نہیں آئی اور اہل بیت ؑ کے سلسلہ میں ہمیشہ رسول خداؐ کی تاکید پر عمل کرتے رہے،

آپ ان بارہ (۱) افراد میں سے ہیں جنھوں نے صریح طور پر ابوبکر کی خلافت کا انکار کر کے حضرت علی -کو مقدم قرار دیا، جناب ابوایوب انصاری نے ابوبکر سے کہا: خدا سے ڈریئے اور اہل بیت پیغمبرؐ پر ظلم وستم نہ کیجئے اور معاشرہ کی رہبری وخلافت اہل بیت کو واپس کر دیجئے، کہ ہم نے اور آپ نے بار ہا رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے اہل بیت اسلامی امت کی رہبری اور خلافت کی نسبت تم سے زیادہ سزاوار ہیں، آپ یہ کہہ کر بیٹھ گئے۔(۲)

ابوایوب انصاری اور حدیث غدیر

رباح بن حارث نخعی کہتے ہیں: میں حضرت علیؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک گروہ پہنچا، لوگوں نے آنجنابؑ سے مخاطب ہو کر کہا: ''السلام علیک یا مولانا'' اے ہمارے مولا وآقا آپ پر سلام، حضرت علی -نے ان کے سلام کا جواب دے کر فرمایا: تم لوگوں نے مجھے مولا وآقا کس بنا پر کہا؟ کیا تم لوگ اعراب میں سے بادیہ نشین نہیں ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں، لیکن ہم نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپؐ نے غدیر کے دن فرمایا: 'من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ'' جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، خدایا! جو علی کو دوست رکھے اسے دوست رکھ اور جو علی کو دشمن رکھے اس کو دشمن رکھ، جو علی کی نصرت ومدد کرے اس کی مدد فرما اور جو علی کو رسوا کرنے کی کوشش کرے اسے ذلیل وخوار فرما۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر آنجنابؑ نے مسکرا کر فرمایا: ''اے لوگو! گواہ رہنا کہ آپ کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں کیا فرمایا ہے اور کس طرح تمھیں میری مدد کرنے کا حکم دیا ہے''۔

رباح کہتے ہے: ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ یہ گروہ اپنے مرکب اور اموال کی طرف واپس چلا گیا، میں ان کے پیچھے گیا اور ان میں سے ایک شخص سے میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: ہم گروہ انصار میں سے ہیں اور وہ فلاں

۱:۔ بارہ افراد: ۱۔ خالد بن سعید بن عاص ۲۔ مقداد بن اسود ۳۔ ابی بن کعب ۴۔ عمار یاسر ۵۔ ابوذر غفاری ۶۔ سلمان فارسی ۷۔ عبداللہ بن مسعود ۸۔ بریدہ مسلمی (مہاجرین سے) ۹۔ خزیمہ بن ثابت (ذوشہادتین) ۱۰۔ سہل بن حنیف ۱۱۔ ابوایوب انصاری ۱۲۔ ابوالہیثم بن تیہان (نیز انصار سے کچھ اور لوگ)۔

۲:۔ خصال صدوق، ج ۲، ص ۴۶۵، باب اثنا عشری، ج ۴۔

شخص ابوایوب انصاری رسول خداؐ کے صاحب خانہ ہیں، راوی کہتا ہے: میں نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا۔(۱)

ابوایوب کی حق بیانی معاویہ کے سامنے

ابن عساکر''تاریخ دمشق''میں نقل کرتے ہیں کہ: حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد ایک دن جناب ابوایوب انصاری معاویہ کے پاس آئے، معاویہ نے انہیں اپنے تخت پر بٹھایا اور اپنے کاموں کے بارے میں بات چیت کرنے لگا وہاں شام کے کچھ لوگ بھی بیٹھے سن رہے تھے، معاویہ نے جناب ابوایوب انصاری سے کہا: اے ابوایوب! فلاں (بدر کے) دن صاحب اسب بلقاء کو کس نے قتل کیا؟ جناب ابوایوب انصاری نے پوری جرأت کے ساتھ کہا:''**انا قتلته اذاانت و ابوک علی الجمل الاحمر معکما لواء الکفر**؛ میں نے اسے قتل کیا، کیوں کہ اس وقت آپ اور آپ کے والد سرخ رنگ اونٹ پر سوار تھے اور آپ کفر کا پرچم بلند کئے ہوئے تھے''

معاویہ نے سوچا بھی نہیں تھا کہ جناب ابوایوب انصاری ان کے اور ان کے والد کے کفر کو اس طرح صریح طور پر بیان کردیں گے لہٰذا شرم سے سر جھکا لیا اور اہل شام جناب ابوایوب انصاری پر غصہ بھی ہوئے، معاویہ نے سر بلند کرکے کہا: چھوڑئے، چھوڑئے، اپنی قسم میں نے یہ آپ سے نہیں پوچھا ہے اور نہ ہی میرا یہ قصد تھا۔

جناب ابوایوب انصاری کا مدینہ چھوڑنا

جنگ صفین کے بعد معاویہ نے کچھ پتھر دل افراد مثلاً بسر بن ارطاۃ کو حکم دیا کے حجاز کے راستہ سے یمن جائے اور جس شہر میں بھی حضرت علیؑ کے چاہنے والے ہیں انہیں اس طرح سب وشتم اور ناسزا کہے کہ ان لوگوں کو یقین آجائے کہ کوئی راہ نجات نہیں ہے اور اس طرح ان پر غالب آجائیں، معاویہ نے حکم دیا کہ یہ سب کچھ سب وشتم وناسزا کے بعد لوگوں کو میری بیعت کی دعوت دو اور جو بھی میری بیعت کے لئے حاضر نہ ہوا سے قتل کردو اور حضرت علی -کے چاہنے والوں کو جہاں بھی پاؤ قتل کردینا، بسر نے معاویہ کے حکم سے سفر کیا اور اس کی ساری باتوں پر عمل کیا۔

جب یہ شخص مدینہ پہنچا تو قبیلۂ قضاعہ نے اس کا استقبال کیا اور اس کے لئے ایک اونٹ ذبح کیا، چونکہ یہ بغیر کسی اطلاع کے مدینہ میں اچانک داخل ہوا لہٰذا جناب ابوایوب انصاری جو مدینہ میں حضرت علی -کی طرف سے مامور تھے وہ خود کو مقابلہ کے لئے آمادہ نہ پاکر مدینہ چھوڑ کر چلے گئے، بسر بن ارطاۃ جناب ابوایوب انصاری کے سپاہیوں سے مقابلہ کئے بغیر مدینہ میں داخل ہوا اور مسجد میں پہنچ کر منبر سے معاویہ کے دستور کے مطابق مہاجرین وانصار میں سے اصحاب پیغمبرؐ کی شان میں جسارت

۱:۔شرح ابن ابی الحدید، ج۳،ص۲۰۸۔

کی اور فحش کلامی سے پیش آیا اورانہیں دھمکی دیتے ہوئے اس آیت {ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا} (۱) سے ان کی مثال دی نیز انہیں اس آیت کا مصداق قرار دیا اور کہا: خداوند عالم نے یہ مثال تم لوگوں کے لئے دی ہے، کیوں کہ تمہارا شہر رسول خداؐ کی ہجرت اور آنحضرتؐ کی قیام گاہ تھا، آنحضرتؐ کا مرقد مطہر اس شہر میں ہے نیز آنحضرتؐ کے بعد کے خلفا بھی اس سرزمین میں مدفون ہیں لیکن خلیفہ خدا (عثمان) قتل ہو گئے اور تم میں سے ایک گروہ ان کا قاتل ہے۔

بسر بن ارطاۃ نے کہا: اے گروہ یہود! اے زریق ونجار وسالم وعبدالاسہل کے غلاموں کی اولاد! خدا کی قسم میں تمھیں ایسی سزا دوں گا کہ مومنین اور عثمان کے خاندان والوں کو سکون حاصل ہو اور خدا کی قسم تمھیں گذشتہ امتوں کی طرح افسانہ قرار دوں گا، اس بے رحم وخونخوار شخص نے اس قدر دھمکی دی کہ لوگ ڈر کر حویطب بن عبدالعزی کے پاس گئے اور قدموں میں گر کر خوشامد کرنے لگے، حویطب منبر پر گیا اور اس نے بُسر کو قسم دی کہ وہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے اور اس نے کہا: یہ تمہاری عترت اور رسول خداؐ کے انصار واصحاب ہیں عثمان کے قاتل نہیں ہیں، اس نے بُسر سے کافی بات چیت کی یہاں تک کہ اس نے ظلم واستبداد سے ذرا ہاتھ روکا اور لوگوں کو معاویہ کی بیعت کرنے کا حکم دیا، لوگوں نے موت سے ڈر کر معاویہ کی بیعت اور اس کی خلافت کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا، اس کے بعد بُسر منبر سے نیچے اترا اور مسجد سے نکل کر بہت سے گھروں کو منجملہ زرارہ بن حرون اور رفاعہ بن رافع زرقی اور ابوایوب انصاری کے گھر کو آگ لگا دی، اس کے بعد جابر بن عبداللہ انصاری کی تلاش میں نکلا، لیکن وہ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی فرار کر گئے، البتہ بُسر نے جابر کے طایفہ کو جو کہ بنی سلمہ کے قبیلہ سے تھا موت کی دھمکی دی، جناب جابر نے جناب ام سلمہ زوجہ پیغمبرؐ کے گھر پناہ لی، جناب ام سلمہ نے جناب جابر اور ان کے قبیلہ کو نجات دلانے کے لئے ان سے درخواست کی کہ وہ بُسر کی بیعت کرلیں تا کہ خون نہ بہے۔ (۲)

جناب ابوایوب انصاری کی وفات

جناب ابوایوب انصاری نے اپنی پوری عمر اسلام کی سربلندی اور حق سے دفاع کے لئے جہاد کیا اور حضرت علی - کے دورخلافت میں آنجنابؑ کی رکاب میں تین جنگوں میں شرکت کی اور اسلام سے دفاع کیا۔

آپ معاویہ کے دورحکومت میں روم میں فوج کے ساتھ جہاد کر رہے تھے کہ بیمار ہو گئے اور دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا

۱:۔سورہ نحل [۱۶]، آیت ۱۱۲۔

۲:۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۳۔۱۷۔

اوراسی سرزمین میں قسطنطنیہ کے پاس سپرد لحد ہو گئے۔(۱)

۲۷۔ابوایوب بن ازہر سلمی

نصر بن مزاحم کہتے ہیں: میں نے تمیم بن حذیم ناجی سے سنا، انھوں نے کہا: حضرت علی - کے اصحاب میں سے جنگ صفین میں زخمی اور شہید ہونے والے بہت سے افراد ہیں اور ان کے بہت سے اسما ذکر کئے گئے ہیں، منجملہ ابوایوب بن ازہر سلمی، ابوایوب بن باکر حکمی وابوجہل بن ظالم وابوشریح بن حارث کلاعی تھے۔(۲)

۲۸۔ابوایوب بن باکر حکمی

تمیم بن حذیم ناجی کے کہنے کے مطابق ''ابوایوب بن باکر حکمی'' حضرت علی - کے اصحاب میں سے تھے جو جنگ صفین میں مجروح ہوئے۔(۳)

۲۹۔ابواراکہ بجلی کوفی

آپ حدیث کے راوی، قابل اعتماد وثقہ اور حضرت علیؑ کے خاص صحابیوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اس جنگ کے کچھ واقعات نقل کئے(۴) مرحوم شیخ طوسی کے کہنے کے مطابق ابواراکہ بجلی حضرت علی - کے صحابی اور کوفہ کے رہنے والے تھے(۵) البتہ بعض انہیں یمنی سمجھتے ہیں۔(۶)

۳۰۔ابواغر تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی - کی رکاب میں جہاد کیا۔(۷)

ابن ابی الحدید نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں صفین کے معرکہ میں کھڑا ہوا تھا کہ عباس بن ربیعہ بن حارث بن

۱:۔اسد الغابہ، ج ۲، ص ۸۱؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۵ ۲۳ وتہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۵۱۰۔

۲:۔وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔۵۵۸۔

۳:۔وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔۵۵۸۔

۴:۔اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۲۸۵، وقعہ صفین، ص ۲۷۴۔

۵:۔رجال طوسی، ص ۶۳، ش ۱۰۔

۶: رجال برقی، ص ۶

۷:۔اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۲۸۹۔

عبدالمطلب اسلحہ سے لیس تھے اور ان کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں میرے قریب سے گذرے، ان کے ہاتھ یمنی تلوار تھی جسے وہ گھمارہے تھے اور ایک خطرناک گھوڑے پر سوار تھے کہ اچانک شام کے ایک عرار بن ادہم نامی شخص نے آواز دی: اے عباس! جنگ کے لئے آمادہ ہوجاؤ، عباس نے کہا: اس شرط کے ساتھ کہ پیادہ جنگ کریں گے تاکہ بھاگنے کے کم امکان ہوں، شامی آدمی پیادہ ہوا اور رجز پڑھتے ہوئے عباس بن حارث سے جنگ شروع کردی۔

ابوالاغر کہتے ہیں: وہ دونوں دن میں کافی دیر تک جنگ کرتے رہے لیکن چوں کہ دونوں زرہ اور جنگ کا پورا لباس پہنے ہوئے تھے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے پر کامیاب نہ ہوسکا، یہاں تک کہ عباس شامی آدمی کی زرہ میں شگاف کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے ہاتھ ڈال کر اسے پھاڑ دیا اور پھر اس طرح تلوار سے وار کیا کہ شامی زمین پر گر گیا۔

اس وقت حضرت علیؑ نے خدا کی بارگاہ میں دست دعا بلند کرکے دعا کی: ''**اللّٰهم! اشكر للعباس مقامه، واغفر ذنبه، انی قد غفرت له فاغفر له؛** خدایا! عباس کے اس عمل کو قبول فرما، اس کی خطا معاف فرما، میں نے درگزر کیا تو بھی درگزر فرما''۔(۱)

۳۱۔ ابوبردہ بن عوف ازدی

مرحوم شیخ طوسی و برقی، ابوبردہ ازدی کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کرتے ہیں۔(۲) اور آپ نے جنگ صفین میں اہل شام سے حضرت علی - کی رکاب میں جہاد کیا۔(۳)

۳۲۔ ابوبردہ بن نیار انصاری

آپ کا نام ہانی بن نیار ہے، آپ انصار میں سے تھے، آپ نے عقبہ دوم میں ستر (۷۰) لوگوں کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔(۴)

ابن ابی الحدید قمطراز ہیں: آپ شجاع و بہادر تھے، صدر اسلام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں جنگ کی اور جنگ بدر میں کئی کافروں کو ہلاک کیا اور فخر و سربلندی کے ساتھ اپنی کامیابی کی خوشخبری پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔(۵)

۱: ۔شرح ابن ابی الحدید، ج۵، ص۲۱۹۔۲۲۱۔

۲: رجال طوسی، ص ۶۳، ش ۱۱، رجال برقی، ص ۶، وقعہ صفین، ص ۴ و ۵، شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۵۔

۳: ۔وقعہ صفین، ص ۴۔

۴: ۔اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۴۶۔

۵: ۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۴، ۱۶۱۔

نیز آپ نے حضرت علیؑ کے دور خلافت میں جنگ جمل وصفین ونہروان میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور معاویہ کی حکومت کے ابتدائی ایام میں دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا۔(۱)

۳۳۔ابوبشیر

آپ حدیث کے راوی اور حضرت علی -کے آزاد کردہ نیز آنجنابؑ کے شیعوں میں سے تھے۔(۲)

۳۴۔ابوبکر بن انصاری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب وانصار(۳) اور یمن کے رہنے والے تھے(۴)، آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب میں سے آخری شخص تھے جو مدینہ میں والی و قاضی تھے، ۱۰۰ھ ہجری میں حج کے لئے آئے اور اسی سال ۱۱۰ یا ۱۲۰ ہجری کو مکہ میں دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا۔

۳۵۔ابوثروان

آپ حضرت علیؑ کے وفادار صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا، حضرت علیؑ کے خطوط لشکر کے سپہ سالار کے نام صفین کے لئے آپ ہی کے توسط سے لکھے گئے اور آپ درحقیقت آنجنابؑ کے کاتب تھے۔(۵)

۳۶۔ابوجحش مغربی

آپ حدیث کے راویوں میں سے ہیں، جعفر بن محمد بن ابان خراسانی نقل کرتے ہیں: میں ہارون رشید کے دور خلافت میں (حلوان) تھا، دیکھا کہ لوگ جمع ہیں، میں نے پوچھا: لوگ جمع کیوں ہیں؟ انھوں نے کہا: یہاں ابوجہش نامی ایک شخص ہے جو اس بات کا دعوی کررہا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا ہے، میں فوراً اس کے قریب گیا، دیکھا کہ ایک سن رسیدہ اور بلند قامت آدمی ہے، میں کہا: آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت علیؑ کو دیکھا ہے؟ کہا: ہاں، میں نے کہا: آپ کی کیا عمر تھی؟ کہا: دس سال، اس کے بعد میں نے حضرت علیؑ کے اوصاف پوچھے، انھوں نے حضرت علیؑ کے اوصاف

۱:۔اسد الغابہ، ج۵ ص۱۴۶۔

۲:۔اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج۲ ص۶۱۹، ش۱۲۶۶۔

۳: رجال طوسی، ص۶۳، ش۸۔

۴:۔رجال برقی، ص۶۔

۵:۔وقعہ صفین، ص۱۲۵ و ۳۳۳، شرح ابن ابی الحدید، ج۸ ص۱۴۔

بیان کئے آخر میں کہا: حضرت علیؑ نے اپنے فرزندوں کی طرف اشارہ کیا کہ: کہیں میرے قاتل ابن ملجم پر ظلم نہ کرنا، اس نے میرے ایک ضربت لگائی تم بھی اسی جگہ اس کے ایک ضربت لگانا، کیوں کہ یہ مجھ سے رسول خداؐ کی وصیت ہے۔(۱)

۳۷۔ابوجرومازنی

ابوجرومازنی کے حالات زندگی کے سلسلہ میں تاریخ میں کچھ نہیں ملتا صرف اتنا نقل ہے کہ آپ نے حضرت علیؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔(۲)

۳۸۔ابوجعد(ابن عطیہ کا غلام)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور ابن عطیہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔(۳)

۳۹۔ابوجعدہ اشجعی

آپ کوفہ کے راویوں اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۴) آپ رسول خداؐ کے صحابی (بھی) ہیں اور آپ نے حضرت علیؑ اور ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے، منجملہ جو روایتیں آپ نے نقل کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ''البر لا یبلی، و الاثم لا ینسی، و الذنب لا یفنی''، نیکی پرانی نہیں ہوتی، جرم اور گناہ فنا نہیں ہوتا(۵) آپ کے چند فرزند تھے: سالم وعبید اور زیاد اور تینوں حضرت علیؑ کے صحابی تھے۔(۶)

۴۰۔ابوجعفر خثعمی اشنانی

آپ کا نام محمد بن حسین ہے، آپ حدیث نقل کرنے والے راویوں میں سے ہیں، فقہ میں آپ سے احادیث منقول ہیں، آپ نے حضرت علی -سے حدیث نقل کی ہے۔(۷)

۱:۔اصحاب الامام امیر المومنین، ج۲، ص۶۲۱، ش۱۲۷۰۔
۲:اصحاب الامام امیر المومنین، ج۲، ص۶۲۱، ش۱۲۷۱۔
۳:۔رجال طوسی، ص۶۴، ش۱۸۔
۴:۔رجال طوسی، ص۶۴، ش۲۷۔
۵:۔اسد الغابہ، ج۵، ص۱۵۹۔
۶:۔رجال طوسی، ص۶۵، ش۴۱۔
۷:رجال طوسی، ص۶۵، ش۴۱۔

۴۱۔ابو جلاس کوفی

آپ کوفہ کے رہنے والے تھے اور تابعین میں سے قابل اعتماد وثقہ اور حضرت علیؑ سے حدیث کرنے والے ہیں۔(۱)

۴۲۔ابو جند بن عمرو

آپ حضرت علی -کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں عائشہ کی اونٹنی کا پاؤں قطع کیا تھا۔(۲)

۴۳۔ابو جهل بن ظالم

نصر بن مزاحم کہتے ہیں: میں نے تمیم بن حذیم ناجی سے سنا، انھوں نے کہا: حضرت علی -کے اصحاب میں سے جنگ صفین میں زخمی اور شہید ہونے والے بہت سے افراد ہیں۔

۴۴۔ابو جهمه اسدی

آپ شاعر اور حضرت علی -کے چاہنے والے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور حضرت علی -کے اصحاب کی تشویق و بنی تغلب وکعب بن جمیل کی رد میں شعر کہے۔

۴۵۔ابو حنش ازدی شامی

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت امیر المومنین -کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۴۶۔ابو خلیفه طائی بصری

آپ ثقہ تابعین اور بصرہ میں مقیم تھے، آپ مدائن آئے اور حضرت علی -کی رکاب میں جنگ نہروان میں جہاد کیا(۴) اور یہ حدیث نقل کی کہ آنجنابؑ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ رَفِیْقٌ وَیُحِبُّ الرَّفِیْقَ'' خدا رفیق ودوست ہے اور دوستی کو دوست رکھتا ہے۔(۵)

۱: تنقیح المقال، ج ۳ ص ۸، فصل الکنی؛ اعیان الشیعہ، ج ۲ ص ۳۱۴۔

۲:۔رجال طوسی، ص ۶۴، ش ۲۳، اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۳۱۷۔

۳:۔رجال طوسی، ص ۶۵، ش ۳۶۔

۴:۔تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۶۵، اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۳۴۸۔

۵:۔اصحاب الامام امیر المومنین، ج ۲، ۶۲۵، ش ۱۲۸۴۔

۴۷۔ابوخمیصه

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ اصحاب میں سے تھے(۱) مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۴۸۔ابوذر غفاری (جندب بن جناده)

آپ کا نام ''جندب بن جنادہ'' یا ''بریر'' ہے اور آپ کنیت ''ابوذر'' سے مشہور ہے، آپ سابقین اور رسول خداؐ کے برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں، مورخین لکھتے ہیں: آپ چوتھے (۳) یا پانچویں فرد ہیں جو پیغمبر اسلامؐ پر ایمان لائے (۴) جناب ابوذر صاحب حکمت و دانش تھے، آپ کی عالمانہ وحکیمانہ باتیں آج بھی قابل توجہ ہیں اور آپ سچ بولنے میں مشہور تھے، ابن حجر قمطراز ہیں: جناب ابوذر کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔(۵)

آپ پہلے وہ شخص ہیں جس نے آنحضرتؐ کو رسالت و نبوت کی مبارک باد پیش کی اور یہی موضوع مسلمان ہونے کے سلسلہ میں مشہور ہے، آپ نے بعثت سے تین سال پہلے عبادت وشب

داری کی اور چوتھے ہیں شخص جو اسلام لائے اور آپ نے رسول خداؐ سے عہد و پیمان باندھا کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت مجھے حق سے دور نہیں کرے گی، آپ عبادت ومناسک میں جناب عیسی بن مریم کی طرح تھے اور آسمان نے آپ سے زیادہ صادق و سچے انسان پر سایہ نہیں کیا۔(۶)

جناب ابوذر علم وفضیلت اور زہد وتقوی کے بلند درجہ پر فائز تھے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سارے مسلمان و

۱:۔اسد الغابہ، ج۵، ص۱۸۲؛ اعیان الشیعہ، ج۲، ص۳۴۸۔

۲:۔رجال طوسی، ص۶۵، ش۴۲۔

۳:۔تھذیب التھذیب، ج۱۰، ص۱۰۱؛ مستدرک حاکم، ج۳، ص۳۸۴؛ معرفۃ الصحابہ، ج۱، ص۴۵۷، اور ابن الحدید نے شرح نہج البلاغہ، ج۱۳، ص۲۲۴، پر جناب ابوذر کو چوتھا مسلمان ذکر کیا ہے نیز لکھتے ہیں: سب محدث بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر لوگوں کی ایک جماعت سے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام لائے اور انھوں نے سات افراد کو اسلام کی ترتیب سے اس طرح ذکر کیا ہے: ۱۔علی ابن ابی طالب ۲۔جعفر بن ابی طالب ۳۔زید بن حارث ۴۔ابوذر غفاری ۵۔عمرو بن عنبسہ سلمی ۶۔خالد بن سعید بن عاص ۷۔خباب بن ارث۔ نیز کہتے ہیں: ابوبکر اس جماعت کے بعد مسلمان ہوئے۔

۴:۔اسد الغابہ، ج۵، ص۱۸۶۔

۵:۔تھذیب التھذیب، ج۱۰، ص۱۰۲۔

۶:۔معرفۃ الصحابہ، ج۱، ص۴۵۷؛ اسد الغابہ، ج۱، ص۳۰۱؛ الاصابہ، ج۷، ص۱۲۷۔

پیغمبرؐ وحضرت علی - کے نزدیک آپ کا بلند مرتبہ ہے، آپ نے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور خلافت عثمان کے دور میں ''ربزہ'' کی طرف جلاوطن کردئے گئے اور وہیں دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا۔

شیخ طوسی اپنی کتاب ''الرجال'' میں آپ کو حضرت علیؑ کے صادق وباوفا اصحاب میں شمار کرتے ہیں نیز آپ کو ارکان اربعہ میں سے قرار دیتے ہیں۔(۱)

اهل بیت پیغمبرؐ سے جناب ابوذر کا دفاع

جناب ابوذر راہ خدا میں کسی بھی سرزنش کرنے والے کی سرزنش وملامت سے نہیں ڈرے اور ایمان وعقیدہ کی راہ میں ہر طرح کی سختی وصعوبت اور مشکلات کا سامنا کیا اور رسول خداؐ کے فرامین پر عمل پیرا رہے اور زندگی کے آخری لمحہ تک اس سے عدول نہیں کیا، آپ آخری عمر تک رسول خداؐ کی سیرت طیبہ سے منحرف نہیں ہوئے اور اکثر جنگوں میں رسول خداؐ کی رکاب میں جہاد کیا، آنحضرتؐ کی وفات کے بعد فرامین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حضرت علی - کے ملازم رہے اور اعلانیہ طور سے اہل بیت ؑ کے فضائل ومناقب کی ترویج کی، بے شک آپ رسول خداؐ کی اس حدیث کا مصداق تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: آسمان کے زیر سایہ اور اس وسیع زمین پر ابوذر سے زیادہ سچ بولنے والا نہیں ہے۔

جناب ابوذر کی حمایت

سقیفہ کے ماجرا اور خلیفہ اول کی بیعت کے بعد حضرت علیؑ رات کے وقت حضرت فاطمہ زہرا☆ اور حسن وحسین + کے ساتھ انصار وغیرہ کے گھر مدد کیلئے آے، تقریباً چالیس لوگوں نے مثبت میں جواب دیا، حضرت علی - نے انہیں سحر کے وقت سر منڈوا کر اسلحہ سے لیس طلب فرمایا، لیکن جب صبح صادق ہوئی تو صرف چار افراد تھے: جناب زبیر(۲)، جناب مقداد و جناب ابوذر اور جناب سلمان۔

حضرت علیؑ پھر دوسری شب ان چالیس لوگوں کے گھر آئے اور انہیں قسم دی کہ مدد کریں، انھوں نے کہا: کل صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے، لیکن جب صبح ہوئی تو پھر وہی چار افراد تھے، حضرت علیؑ تیسری شب پھر گئے لیکن وہی

۱:۔رجال طوسی، ص ۱۳، ۱۲۔

۲:۔زبیر حضرت علیؑ کے دور خلافت تک آپ کے مخلص صحابی تھے، قتل عثمان اور لوگوں کے حضرت علیؑ کی بیعت کرنے کے بعد زبیر اور طلحہ ان پہلے افراد میں سے ہیں کہ جنھوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی لیکن دنیاوی لالچ میں آکر عہد شکنی کی اور عائشہ کے تعاون سے جنگ جمل کا آغاز کر دیا اس جنگ میں زبیر وطلحہ قتل ہوئے اور آنجنابؑ نے احترام کے ساتھ عائشہ کو مدینہ واپس کردیا۔

پہلے کی طرح ہوا اس طرح ابوذر ان انگشت شمار افراد میں سے تھے کہ جنھوں نے آخری عمر تک اپنے مولا وآقا حضرت علیؑ کی حمایت کی۔(۱)

ابوذر کی وصیت اور حضرت علی علیہ السلام

داود بن ابی عوف کہتے ہیں: معاویہ بن ثعلبہ لیثی نے مجھ سے کہا: کیا آپ کو ایک ایسی حدیث سناؤں جس میں کوئی شک وتردد نہیں ہے، میں نے کہا: سنایئے، جس وقت جناب ابوذر بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت علی -کو اپنا وصی قرار دیا اور اپنے کام آنجنابؑ کے سپرد کر دیئے، عیادت کو آنے والے بعض لوگوں نے کہا: اے ابوذر! بہتر تھا کہ آپ عثمان کو وصی قرار دیتے؟ جناب ابوذر نے کہا: میں نے حضرت امیر المومنینؑ کو وصی قرار دیا ہے خدا کی قسم وہ دلوں کی بہار اور سکون قلب کا باعث ہے، اگر ان کا تمہارے سروں پر سایہ نہ ہو تو زمین اور اس کے اہل کو نہیں پہچان سکتے۔

ابن ثعلبہ کہتے ہیں: میں نے آخر میں جناب ابوذر سے پوچھا: اے ابوذر! ہم یہ بات جانتے ہیں کہ تم اس شخص کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست رکھتے تھے، وہ شخص کون ہے؟ جناب ابوذر نے کہا: جان لو کہ میں سب سے زیادہ حضرت علیؑ کو دوست رکھتا ہوں اس لئے کہ ان کا حق پامال کر دیا گیا۔(۲)

حضرت علی علیہ السلام اور جناب ابوذر کی لوگوں سے تاکید

جناب ابوذر خود بھی ہمیشہ حضرت علیؑ کے پہلے مسلمان ہونے کے معترف اور آپؑ کو دوسروں پر برتری دیتے تھے(۳) اور آپؑ کے افضل و برتر ہونے کی دوسروں سے بھی تاکید کرتے تھے، جب بھی موقع ملتا تھا اس حقیقت کو بیان کرتے تھے تاکہ سب پر حجت تمام ہو جائے۔

ابن ابی الحدید رسول خدا کے صحابی ''ابورافع'' کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: میں ''ربذہ'' کے صحرا میں جناب ابوذر کی عیادت کو گیا، جب آپ سے وداع ہونا چاہتا تھا تو آپ نے مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے کہا: عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا، لہٰذا اس سے ڈرنا اور حضرت علی -کا دامن نہ چھوڑنا اور ان کی اتباع کیجئے کیوں کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

۱:۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱۱،ص ۱۴۔

۲:۔اعیان الشیعہ، ج۴،ص ۲۳۰۔

۳:۔شرح ابن ابی الحدید، ج۴،ص۱۱۶۔

انت اول من آمن بی، واول من یصافحنی یو م القیامۃ، وانت الصدیق الا کبر، وانت الفاروق الذی یفرّق بین الحق والباطل، وانت یعسوب المومنین والمال یعسوب الکافرین، وانت اخی ووزیری، وخیر من اترك بعدی، تفضی دینی وتنجز موعدی؛

اے علیؑ! تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور سب سے پہلے قیامت میں مجھ سے مصافحہ کروگے، تم صدیق اکبر اور حق و باطل میں جدائی کرنے والے ہو، تم مومنین کے سید و سردار ہو اور مال کافروں کا سردار ہوتا ہے، تم میرے بھائی اور وزیر اور میرے بہترین باقی ماندہ ہو، تم میرے قرض کو ادا و وعدوں کو پورا کروگے(۱)

مذکورہ عبارت سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ جناب ابوذر آخری عمر تک اپنے مولا و آقا حضرت علیؑ کی محبت و اطاعت پر باقی رہے اور اس بات کی دوسروں کو بھی تاکید کی۔

جناب ابوذر اور عثمان کی کج روی

عثمان نے اپنے دور خلافت میں خاص کر آخری عمر میں بے جا بخشش کر کے اسلامی حکومت کی مسیر کو کج کردیا اور نا مناسب افراد کو مسند حکومت پر لے آئے، اس طرح کہ بارہا مسلمانوں کے اعتراض کا شکار ہوئے، اس بیچ جناب ابوذر اعتراض کرنے والے چند خاص افراد میں سے تھے، جو کہ عثمان اور اس کے افراد کی کارکردگی سے نالاں تھے، جب آپ نے سنا کہ بیت المال کو مروان حکم کے اختیار میں دے دیا ہے تو آپ نے کھل کر بازار اور کوچوں میں اس بات کے خلاف آواز بلند کی اور یہ کہا کہ کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت ہو اور اس آیت {وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَيُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ} (۲) کی تلاوت کی، آپ نے اس آیت کی تلاوت سے عثمان کے اعمال اور بخشش کو زیر سوال قرار دیا۔(۳)

جناب ابوذر شام میں

عثمان نے ابوذر کی تنقید و اعتراض سے بچنے کے لئے آپ کو بزور معاویہ کے دارالامارۃ شام کی طرف جلاوطن کردیا، لیکن آپ وہاں بھی خاموش نہیں بیٹھے اور معاویہ کی (غیر اسلامی) شاہانہ رفتار پر اعتراض کیا، شروع میں آپ کو چپ کرنے

۱:۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۳، ص ۲۲۸۔

۲:۔ جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے، توبہ، [۹] آیت، ۳۴۔

۳:۔ مزید معلومات کے لئے رجوع کریں: شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ۲۵۶۔

کے لئے تین سو(۳۰۰) دینار بھیجے، لیکن آپ نے انہیں قبول نہیں کیا، معاویہ نے سبز قصر بنایا تو آپ نے اس پر بھی اعتراض کیا اور کہا کہ اگر بیت المال سے ہے تو یہ خیانت ہے اور اگر آپ کی اپنی ملکیت سے ہے تو اسراف ہے۔(۱)

جناب ابوذر کی ربذہ کی طرف جلاوطنی

معاویہ اور عثمان کے بیچ خط و کتابت اور معاویہ کی اظہار عاجزی کے بعد عثمان نے معاویہ کے نام خط لکھا کہ انہیں ایک سرکش اونٹ پر سوار کر کے پتھر دل آدمی (کہ جو شب و روز چلے) کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس کر دیا جائے۔

معاویہ نے خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں جناب ابوذر کو بوڑھے اونٹ پر سوار کر کے ایک بے رحم آدمی کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کر دیا، جس وقت ابوذر مدینہ پہنچے تو آپ کی ران کا گوشت راستہ کی سختی اور ناہموار مرکب کی بنا پر چھوٹ چکا تھا۔(۲)

حضرت علی - اجلاس میں حاضر تھے، آپ نے حتی المقدور جناب ابوذر سے دفاع کیا اور عثمان سے فرمایا: میں تمہیں وہی ہدایت کرتا ہوں جو مومن آل فرعون نے کی تھی کہ:

{وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ}۔(۳)

''اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی کے اوپر ہے اور گر سچا ہے تو جس عذاب کا تم سے وعدہ کر رہا ہے اس میں سے تھوڑا بہت ضرور تم پر آ پڑے گا، خدا اس کی ہدایت نہیں کرتا جو اسراف کرنے والا اور جھوٹا ہو''

عثمان کو یہ امید نہیں تھی کہ حضرت علی - اس سے اس طرح گفتگو کریں گے، اس نے اس کے جواب میں آنجنابؑ کو سخت جواب دیا، آنجنابؑ نے بھی جواب دیا پھر اس کے بعد عثمان نے جناب ابوذر کے پاس بیٹھنے اٹھنے پر پابندی لگا دی اور انہیں ممنوع الملاقات کر دیا جس کے نتیجہ میں جناب ابوذر نے ایک عرصہ تک اسی طرح سخت حالت میں زندگی بسر کی۔

کچھ عرصہ بعد جناب ابوذر کو دوبارہ عثمان کے پاس لایا گیا، اس مرتبہ عثمان نے غصہ میں کہا: ''اخرج عنّا من بلادنا'' ہمارے سامنے سے اور ہماری زمین سے باہر نکل جاؤ، جناب ابوذر نے پوچھا: کہاں جاؤں؟ عثمان نے کہا: صحرا میں، جناب ابوذر نے کہا: کیا ہجرت کے بعد پھر صحرا نشین ہو جاؤں؟ عثمان نے کہا: ہاں، جناب ابوذر نے کہا: ٹھیک ہے میں نجد کے

۱:۔شرح ابن ابی الحدید معتزلی، ج۸، ص۲۵۶۔۲۵۸۔

۲:۔شرح ابن ابی الحدید معتزلی، ج۸، ص۲۵۶۔۲۵۸۔

۳:۔سورہ غافر[۴۰] آیت ۲۸۔

بادیہ (نشین) کے پاس چلا جاتا ہوں، عثمان نے قبول نہیں کیا اور کہا: تمھیں اور زیادہ دور بھیجوں گا اور پھر جناب ابوذر، عثمان کے حکم کی بنا پر ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیئے گئے۔(۱)

جناب ابوذر کی حضرت علی -اور اصحاب کرام سے الوداع (رخصتی)

جیسا کہ اشارتاً بیان ہو چکا ہے کہ عثمان جناب ابوذر کی حق گوئی کو برداشت نہ کر سکے لہٰذا ربذہ کی طرف جلاوطنی کا حکم صادر کر دیا نیز حکم دیا کہ کوئی ان سے بات چیت نہ کرے اور الوداع نہ کہے۔

عثمان کے ڈر سے نہ کوئی بات کر سکا اور نہ ہی الوداع کہہ سکا، لیکن جب یہ خبر حضرت علی -تک پہنچی تو آپ بہت روئے حتی کہ آپؑ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، اس کے بعد آپؑ نے

فرمایا: "أهكذا يصنع بصاحب رسول اللهؐ؟ انا لله و انا اليه راجعون" کیا صحابی رسولؐ کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے، بے شک ہم خدا کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانا ہے، اس کے بعد حضرت علی -اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور اپنے بھائی جناب عقیل اور اپنے فرزند حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ اور رسول اکرمؐ کے بزرگ صحابی جناب عمار یاسر اور ایک روایت کے مطابق عبد اللہ بن عباس، فضل، قثم اور عبید اللہ بن عباس کے ساتھ صادر شدہ حکم کے برخلاف شہر کے دروازہ تک جناب ابوذر کو رخصت کرنے کے لئے آئے اور اس حرکت سے جلاوطنی کے حکم کو زیر سوال قرار دیا اور جناب ابوذر کے عمل پر تائید کی مہر لگائی۔(۲)

حضرت علی علیہ السلام اور باوفا ساتھیوں کی جناب ابوذر سے گفتگو

سید رضی "نہج البلاغہ" میں حضرت علیؑ کی گفتگو جناب ابوذر کو الوداع کہتے وقت اس طرح نقل کرتے ہے:

"يَا اَبَاذَر! اِنَّكَ غَضِبْتَ فَارِجِ مَنْ غَضِبْتَ لَهُ، اِنَّ الْقَوْمَ خَافُوكَ عَلَى دُنْيَاهِمْ وَ خِفْتَهُمْ عَلَى دِيْنِكَ، فَاتْرُكْ فِي اَيْدِيهِمْ مَاخَافُوكَ عَلَيهِ، وَاَهْرَبْ مِنْهُمْ بِمَا خِفْتَهُمْ عَلَيهِ، فَمَا اَحْوَجَهُمْ اِلىٰ مَا مَنَعْتَهُمْ، وَمَا اَغْنَاكَ عَمَّا مَنَعُوكَ!..."

"اے ابوذر! تم خدا کے لئے غصہ ہوئے، امید رکھو جس پر تم نے غصہ کیا ہے یہ لوگ تم سے اپنی دنیا کی خاطر ڈر رہے تھے اور تم ان سے اپنے دین کیلئے خوف زدہ تھے، جس چیز کی خاطر یہ ڈر رہے ہیں اس کی خاطر انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دو

۱:۔شرح ابن ابی الحدید، ج۸،ص۲۵۹۔

۲:شرح ابن ابی الحدید، ج۸،ص۲۵۹، امالی مفید، ص۱۶۵، مجلس۲۰، حدیث۴۔

اور جس چیز کی نسبت تم ڈر رہے ہو یہ ضرور اس (عذاب) میں مبتلا ہوں گے، یہ اس چیز کے کتنے محتاج ہیں جس سے تم نے انہیں منع کیا ہے، عنقریب دیکھو گے کہ کامیابی کس کے لئے ہے اور کون زیادہ حسرت وافسوس کرے گا، اے ابوذر! اگر آسمان و زمین کے دروازہ بند ہو جائیں اور وہ

خدا سے ڈرتا ہو، تو خدا اس کے لئے راستہ ہموار کر دیتا ہے، اے ابوذر! اگر تم ان کی دنیا کو قبول کر لیتے تو وہ تمہیں دوست رکھتے اور اگر ان کے ساتھ مل جاتے تو وہ تمہیں کچھ نہ کہتے۔(۱)

اس کے بعد حضرت علی -نے اپنے بھائی عقیل سے کہا: اپنے بھائی ابوذر کو الوداع کہو، پس جناب عقیل وحضرت امام حسنؑ وحضرت امام حسینؑ وجناب عمار یاسر نے جناب ابوذر کے فضائل کے بارے میں گفتگو کیا ورفراق میں غم ظاہر کیا۔(۲)

جناب ابوذر نے جواب میں کہا: اے رحمت وبرکت کے خاندان، خدا رحمت ومہربانی فرمائے جب بھی آپ کو دیکھتا ہوں تو رسول خداؐ کی یاد آتی ہے، مدینہ میں میرا آپ کے سوا نہ کوئی تھا اور نہ ہے حجاز میں عثمان پر میرا وجود گراں گزر رہا تھا اور شام میں معاویہ پر، عثمان نہیں چاہتا تھا کہ میں بصرہ یا شام (۳) میں رہوں کیوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے خلاف انقلاب برپا کروں، اس نے مجھے ربذہ کی طرف جلاوطن کیا کہ جہاں خدا کے سوا کوئی دفاع کرنے والا اور ناصر ومددگار نہیں ہے، خدا کی قسم میں خدا کے سوا کسی کی ہم نشینی نہیں چاہتا اور جب تک اس کے ساتھ ہوں کسی بھی چیز سے ڈر نہیں ہے''

اس کے بعد جناب ابوذر رخصت ہو گئے اور حضرت علی -اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ گئے(۴)

عثمان کا اعتراض

حضرت علیؑ کے واپس ہونے کے بعد عثمان نے آنجنابؑ سے ملاقات کی اور اعتراض کیا کہ: آپ نے میرے فرستادہ مروان کو واپس اور میرے حکم کو کم اہمیت شمار کیوں کیا؟

حضرت علیؑ نے جواب میں فرمایا: تمہارا فرستادہ مجھے واپس کرنا چاہتا تھا لہٰذا میں نے اسے واپس کر دیا، لیکن میں نے تمہارے حکم کو کم اہمیت قرار نہیں دیا۔

۱۔نہج البلاغہ، خطبہ ۱۳۰۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج۸، ۲۵۳۔

۳۔بصرہ کا حاکم عبداللہ بن عامر عثمان کا خالہ زاد بھائی اور مصر میں حاکم عبداللہ بن سعد ابی سرح عثمان کا رضاعی بھائی تھا۔

۴۔شرح ابن ابی الحدید، ج۸، ص ۲۵۴۔

عثمان نے کہا: کیا یہ خبر آپ تک نہیں پہنچی تھی کہ میں نے ابوذر سے بات چیت کرنے کو منع کیا تھا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا تمہارے حکم دیئے جانے والے ہر گناہ کی اطاعت کروں؟ عثمان نے کہا: مروان کو اپنا حق آپ سے ضرور لینا چاہیئے آنجنابؑ نے فرمایا: کس چیز کا؟ عثمان نے کہا: اسے ناسزا کہنے اوراس کے مرکب پر تازیانہ مارنے کا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: جہاں تک مرکب کی بات ہے تو میرا مرکب آمادہ ہے، لیکن اس کے ناسزا کہنے کی بات ہے تو جو کچھ بھی وہ مجھے کہے گا وہی میں تمہیں کہوں گا اور تم پر کوئی جھوٹ نہیں بولوں گا،

عثمان نے کہا: مروان آپ کو ناسزا کیوں نہ کہے؟ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے بہتر وبرتر ہیں؟!

حضرت علیؑ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم تم سے بھی بہتر وبرتر ہوں، آنجناب یہ کہہ کر کھڑے ہوے اور عثمان کے پاس سے چلے گئے۔(۱)

جناب ابوذر کی ربذہ میں وفات

جناب ابوذر غفاری حق گوئی اور امر بالمعروف ونہی از منکر کے جرم میں تیسرے خلیفہ کے حکم سے ''ربذہ'' کی کسی بے آب وگیاہ ریگ زار جگہ کی طرف جلاوطن کردیئے گئے کچھ عرصہ بعد آپ اپنے فرزند ''ذرّ'' کی شہادت کا غم اٹھانے کے بعد موت سے قریب ہوگئے، جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا: ''**یعیش وحدہ، و یموت وحدہ، ویبعث وحدہ، ویدخل الجنۃ وحدہ**؛ تنہا زندگی بسر کریں گے، تنہا موت سے ہم آغوش ہوجاؤ گے وتنہا اٹھو گے اور تنہا جنت میں داخل ہوگے'' جناب ابوذر نے تنہا ''ربذہ'' میں زندگی بسر کی اور تنہائی میں ۳۲ھ میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔

۴۹۔ ابوربیع بن ابی العاص

آپ حدیث کے نقل کرنے والے راویوں میں سے ہیں، عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ پانچ قریشی حضرت علی - کے شیعہ وسچے اصحاب میں سے تھے اور آخری عمر تک وفادار رہے، ان میں سے ایک ابو ربیع ابن ابی العاص ہیں، آپ نے حضرت علیؑ کے دور خلافت میں تین جنگوں جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی اور حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۲)

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۸، ص ۲۵۴۔

۲۔اصحاب الامام الامیر المومنینؑ، ج۲، ص۶۲۶، ش ۱۲۸۷۔

۵۰۔ابورملہ انصاری

مرحوم شیخ طوسی نے ''ابورملہ'' کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۵۱۔ابوزبید طائی

آپ شاعر تھے، جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور آنجنابؑ کی مدح میں شعر کہے۔

۵۲۔ابوزید مخرومی (مولی عمروبن حریث)

آپ حضرت علی -کے چاہنے والے تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی اور حضرت علی -کا ساتھ دیا(۲) اور آپ نے عبدالہ بن مسعود سے حدیث نقل کی ہے۔(۳)

۵۳۔ابوزینب بن عروہ

آپ جنگ صفین میں حضرت علی -کے گھوڑ سوار سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے حضرت علی -کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں ۳۷ھ میں شہید ہوگئے۔(۴)

۵۴۔ابوزینب بن عوف

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور جناب عمار یاسر کے زیر پرچم شہید ہوگئے۔(۵)

۵۵۔ابوساسان (حضین بن منذر رقاشی)

آپ بصرہ کے ربیعہ قبیلہ سے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب میں سے تھے صحابی تھے، نیز آپ

۱:۔رجال طوسی، ص ۶۴، ش ۲۸۔

۲:۔رجال طوسی، ص ۶۶، ش ۴۷۔

۳:۔تھذیب التھذیب، ج ۱۰، ص ۱۱۶۔

۴:۔وقعہ صفین، ص ۲۶۱۔

۵:۔وقعہ صفین، ص ۲۶۳۔

حضرت علی -کے بہادر صحابی اور جنگ صفین میں قبیلہ ''بکر بصری'' کے پرچم دار تھے(۱) آپ روایت کرنے والوں میں سے ہیں، آپ نے حضرت علی -وعثمان ومہاجرین وقنفذ وغیرہ سے حدیث نقل کی ہے، آپ حضرت علی -کے نزدیک قابل اعتماد و ثقہ تھے اسی بنا پر آنجناب ؑ نے آپ کو ''اصطخر'' کا والی مقرر کیا تھا۔(۲)

ابوساسان اور ولایت علی علیہ السلام

آپ کا ولایت حضرت علی ؑ کی نسبت ایمان و اعتقاد کے لحاظ سے مرتبہ میں جناب سلمان و جناب ابوذر و جناب مقداد اور جناب عمار یاسر کے بعد شمار ہوتا ہے۔

حارث بن مغیرہ کہتے ہیں: عبدالملک بن اعین، حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں پہنچے اور کچھ سوال و جواب ہوئے یہاں تک کہ سوالوں کے درمیان کہا کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد سب ہلاک ہو گئے، امامؑ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم سب ہلاک ہو گئے، سوائے تین افراد کے: سلمان و ابوذر و مقداد، نیز چار لوگ ان میں شامل ہوئے: ابو ساسان و عمار و شتیرہ و ابوعمرہ۔(۳)

البتہ بعض روایتوں میں ہلاکت کی جگہ ارتداد (مرتد) کا لفظ آیا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد پانچ یا سات افراد کے علاوہ سب مرتد ہو گئے تھے۔

بعض روایتوں میں وفات پیغمبرؐ کے بعد ہلاک و مرتد ہونے کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ مرتد ہونے سے مراد یہ ہے کہ لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غدیر میں سننے اور آیات وحدیث میں دیکھنے کے بعد بھی حضرت علیؑ کے خلیفہ بلافصل ہونے کی نسبت سکوت اختیار کیا اور خیالی مصلحت و فوائد کے سامنے حضرت علی ؑ کی ولایت و خلافت بلافصل کو قربان کر دیا اور خود کو حق سے دور کر کے مرتد ہو گئے۔

۵۶۔ ابوسعید بن عقیل بن ابی طالب

آپ خاندان بنی ہاشم سے تھے، آپ سخنور و فصیح و بلیغ اور اہل بیت % کی ولایت و محبت پر ثابت قدم تھے۔

۵۷۔ ابوسفاح بجلی

۱:۔ رجال طوسی، ص۹۳، ش۱۳۱؛ وقعہ صفین، ص۲۰۵۔

۲:۔ تھذیب التھذیب، ج۲، ص۳۲۰۔

۳:۔ رجال کشی، ص۶، ح۱۲؛ معجم الرجال الحدیث، ج۶، ص۱۲۶۔

شیخ طوسیؒ آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کرتے ہیں، نیز رقمطراز ہیں: آپ پہلے وہ شخص ہیں جو جنگ صفین میں شہید ہوئے۔(۱)

۵۸۔ابوسفن (ابوالسفر)

مرحوم شیخ طوسی کے مطابق آپ حضرت علی -کے اصحاب میں سے تھے(۲) آپ وہی ابوالسفر (سعید بن یحمد) ہمدانی ہیں جو جنگ صفین میں حاضر تھے، ابن حجر نے آپ کو ابن عباس وغیرہ سے روایت کرنے والے میں شمار کیا ہے، نیز ابن معین اور ابوحاتم سے نقل کی ہیں: وہ قابل اعتماد واطمینان اور سچے تھے اور آپ کی وفات ۱۱۲ یا ۱۱۳ ہجری میں نقل کی ہے۔(۳)

۵۹۔ابوسلامہ دالانی

آپ اہل کوفہ اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور حضرت علی -کی رکاب میں جہاد کیا۔(۴)

۶۰۔ابوسلمان موذن

آپ کا نام ہمام تھا، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین صحابی، کوفہ کے رہنے والے اور روایت نقل کرنے والے تھے، نیز حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے یہ حدیث نقل کی کہ حضرت علیؑ

نے فرمایا: ''جس شخص نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**'' گواہی دے'' امت کے لوگوں نے گواہی دی لیکن زید بن ارقم نے گواہی نہیں دی، جبکہ جانتے تھے لہٰذا آنجناب نے ان کے حق میں نفرین کی اور وہ نابینا ہوگئے، لیکن اس کے بعد ہمیشہ اس حدیث کو لوگوں سے بیان کرتے تھے۔(۵)

۶۱۔ابوسلیمان حضری

آپ حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے کہ آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی -کی رکاب میں

۱:۔رجال طوسی، ص ۶۵، ش ۳۵؛ اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۳۵۷۔

۲:۔رجال طوسی، ص ۶۶، ش ۴۵؛ وقعہ صفین، ص ۳۲۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۱۲۔

۳:۔تھذیب التھذیب، ج ۳، ص ۲۷۳۔

۴:۔تاریخ طبری، ج ۴، ص ۴۹۶۔

۵:۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۷۴؛ الغدیر، ج ۱، ص ۶۲؛ تھذیب التھذیب، ج ۱۰، ص ۱۲۹۔

جہاد کیا۔(۱)

۶۲۔ابوسلیمان مرعشی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین صحابی اور حضرت علی ؑ کے چاہنے والے تھے کہ آپ نے جنگ نہروان میں آنجناب کی رکاب میں جہاد کیا۔

۶۳۔ابوسماک اسدی

آپ بہادر سپاہی اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے کہ آپ نے جنگ صفین میں آنجناب کی رکاب میں جہاد کیا۔نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: آپ جنگ صفین کے ایام میں ایک دن پانی اور چاقو لیکر مجروح شدہ افراد کے بیچ سے نکلے،جس کے بدن میں کچھ جان پاتے تھے اس سے پوچھتے تھے کہ امیر المومنین کون ہے؟ اگر جواب میں کہتا تھا:علی،تو پانی پلا دیتے تھے اور اگر چپ رہتا تھا تو سمجھ جاتے تھے کہ معاویہ کا سپاہی ہے پس چاقو سے اس کا کام تمام کر دیتے تھے۔(۲)

۶۴۔ابوسمرہ بن ذویب

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علی - کے صحابی تھے،صفین کی طرف جاتے وقت آپ لشکر کے آگے چل رہے تھے اور اس جنگ میں آپ نے صبر و استقامت سے جہاد کیا۔(۳)

۶۵۔ابوشریح بن حارث کلاعی

نصر بن مزاحم کہتے ہیں: میں نے تمیم بن حذیم ناجی سے سنا ہے کہ انھوں نے کہا: جنگ صفین میں حضرت علی - کے اصحاب ایک ایک کے مقابلہ میں جا کر مجروح وشہید ہونے والے بہت سے افراد ہیں،منجملہ : ابوایوب بن ازہر،ابوایوب بن باکر حکمی،ابوجہل بن ظالم اور ابوشریح بن حارث کلاعی۔(۴)

۶۶۔ابوصادق ازدی کوفی

۱:۔وقعہ صفین،ص۳۶۹؛اعیان الشیعہ،ج۲،ص۳۵۸۔

۲:۔وقعہ صفین،ص۳۳۹؛شرح ابن ابی الحدید،ج۸،ص۲۲۔

۳:۔رجال طوسی،ص۶۵،ش۴۰؛اعیان الشیعہ،ج۲،ص۳۵۹۔

۴:۔وقعہ صفین،ص۵۵۶۔۵۵۸۔

آپ کا نام عبد خیر بن ناجد ہے، آپ ثقہ راوی اور متقی و پرہیزگار تھے، آپ قبیلہ (ازد) کے لوگوں کے ساتھ مدائن پہنچے اور حضرت علیؑ کی جنگ صفین سے واپسی کے وقت آپ نے آنجنابؑ سے روایت نقل کی۔(۱)

۶۷۔ابوعامر بن عامر

مرحوم شیخ طوسی کے مطابق آپ حضرت علیؑ کے صحابی و چاہنے والے تھے۔(۲)

۶۸۔ابوعبداللہ بجلی کوفی

مرحوم شیخ طوسی و برقی نے آپ کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۶۹۔ابوعبیدہ بن راشد

آپ حضرت علی - کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور شہید ہو گئے، جنگ کرتے وقت آپ کی زبان پر یہ جملے تھے: خدایا! تو نے گمراہی سے ہماری ہدایت کی، جہالت و نادانی سے نجات بخشی اور ہماری آزمائش کی کہ ہم شبہ و تردد میں تھے۔(۴)

۷۰۔ابوعثمان سنہ خزاعی کعبی

آپ تابعین میں سے جلیل القدر اور بعض مورخین کے نقل کرنے کے مطابق صحابی رسولؐ ہیں۔(۵)

آپ اصالۃً شام کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں کوفہ آکر حضرت علی - سے ملحق ہو گئے اور آنجناب کی نشست میں حاضر ہو کر حدیث یاد کرتے تھے، لہٰذا آپ نے حضرت علی - اور عبداللہ ابن مسعود سے حدیث نقل کی ہے۔(۶)

۷۱۔ابوعمرّطہ بن یزید جھنی کندی

۱:۔رجال طوسی، ص۴۸، ش۲۳؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۲۰؛ فصل الکنی؛ تھذیب التھذیب، ج۱۰، ص۱۴۶۔

۲:۔رجال طوسی، ص۶۳، ش۱۵۔

۳:۔رجال طوسی، ص۶۳، ش۹؛ رجال برقی، ص۶۔

۴:۔تاریخ طبری، ج۴، ۵۱۵۔

۵:۔۔اسد الغابہ ج۵، ص۲۵۱؛ تھذیب التھذیب، ج۱۰، ص۱۸۵۔

۶:اسد الغابہ، ج۵، ص۲۵۱؛ تھذیب التھذیب، ج۱۰، ص۱۸۵؛ اصحاب الامام امیر المومنین، ج۲، ص۷ ۶۳، ش۱۳۲۰۔

آپ بڑے بہادر وجنگجو تھے، آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے گھوڑسوار سپاہیوں میں تھے(۱)

۷۲۔ ابو عمر انصاری

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۲) اور شیخ مفیدؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ: آپ ''شرطۃ الخمیس'' میں سے تھے اور حضرت علیؑ نے آپ کو جنت کی ضمانت دی تھی۔(۳)

۷۳۔ ابو قدامہ انصاری

آپ پیغمبر اسلامؐ کے اصحاب میں سے ہیں، جنگ احد میں مجروح ہوئے نیز حضرت علیؑ کے بھی مخلص و باوفا صحابی ہیں، جنگ صفین میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور آپ غدیر خم کے واقعہ کے شاہد ہیں کہ آپ نے رسول اسلامؐ سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی -کا اپنا جانشین ہونے کی حیثیت سے تعارف کرایا اور گواہی دی۔

ابن اثیر وغیرہ ابوطفیل سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک دن حضرت علیؑ نے مسجد کوفہ میں حاضرین سے کہا کہ جو بھی غدیر خم کے دن شاہد تھا وہ کھڑا ہو کر گواہی دے تو سترہ (۱۷) افراد نے کھڑے ہو کر (گواہی دی) حدیث غدیر کو نقل کرنے والوں سے میں ایک آپ بھی تھے۔(۴)

۷۴۔ ابو قرہ سلمی

مرحوم شیخ طوسی کے نقل کرنے کے مطابق آپ حضرت علی -کے اصحاب میں سے ہیں۔(۵)

۷۵۔ ابو قرہ قاضی کندی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۶)

۷۶۔ ابو کثیر زبیدی انصاری

۱: وقعہ صفین، ص ۲۶۸ و ۲۸۵۔

۲: ۔رجال طوسی، ص ۶۳، ش ۴۔

۳: ۔الاختصاص، ص ۲۔

۴: ۔اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۷۵؛ الاصابہ، ج ۷، ص ۳۲۰۔

۵: ۔رجال طوسی، ص ۴، ش ۱۹۔

۶: ۔رجال طوسی، ص ۶۳، ش ۷۔

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں اور آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی۔

۷۷۔ابوکعب خثعمی

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے،آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

نصر بن مزاحم ابوعلقمہ خثعمی سے نقل کرتے ہیں کہ معاویہ کی فوج میں سے عبداللہ بن خثعمی نے ایک شخص کو حضرت علی - کے لشکر کے سپہ سالار ابوکعب کے پاس بھیج کر یہ کہلوایا کہ اگر آپ موافق ہوں تو ہم دونوں جنگ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتے ہیں، جنگ کے بعد جسے بھی فتح وکامیابی نصیب ہوگی اسی سے مل جائیں گے لیکن ابوکعب نے حضرت علی -کو حق پر جانتے ہوئے اس کی بات قبول نہیں کی جس کے نتیجہ میں دونوں لشکر آپس میں بھڑ گئے۔

جنگ جب شباب پر تھی تو ابوکعب نے کہا: اے گروہ خثعم! تلوار کھینچ لو اور شامیوں کے پاؤں اکھاڑ دو، یہ کہہ کر آپ نے پوری بہادری سے جنگ شروع کی کہ اچانک شمر بن عبداللہ خثعمی نے آپ کے اس طرح نیزہ مارا کہ آپ گھوڑے سے زمین پر آئے اور شہید ہو گئے،آپ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند کعب نے علم سنبھالا اور جنگ جاری رکھی۔(۱)

۷۸۔ابوکنانہ غلام ربیعہ

آپ نے حدیث کی کتاب لکھی اور حضرت علی -سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۷۹۔ابولیلی بن حارثہ

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۸۰۔ابولیلی بن عبداللہ بن جراح

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار دیا ہے۔(۴)

۸۱۔ابولیلی بن عمرو

۱:۔وقعہ صفین،ص ۲۵۷۔

۲:اصحاب الامام امیرالمومنین،ج ۲،ص ۶۴۰،ش ۱۳۳۰۔

۳:۔رجال طوسی،ص ۶۳،ش ۱۷۔

۴:۔رجال طوسی،ص ۶۵،ش ۳۹۔

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ ابوسمرہ بن ذویب کے ساتھ حضرت علی ؑ کے پیش پیش کوفہ سے صفین کی طرف چل رہے تھے۔(۱)

۸۲۔ ابوماویہ بن وھب بن اجدع

برقی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار دیا ہے۔(۲)

۸۳۔ ابومسبح بن عمرو جھنی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ صفین میں اہل شام سے بارہ (۱۲) افراد کے ساتھ مل کر جنگ کی، جب بھی ایک شہید ہوتا تھا تو دوسرا علم سنبھال لیتا تھا یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے بارہ افراد شہید ہو گئے۔(۳)

۸۴۔ ابومسعود انصاری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۸۵۔ ابومعاذ نصری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۸۶۔ ابومنح بن عمرو نھدی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں اہل شام کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۶)

۸۷۔ ابومنذر جھنی

۱:۔ رجال طوسی، ص ۶۵، ش ۹ ۳ و ۴۰؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۱۰۹۔

۲۔ رجال برقی، ص ۷؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۳۲، باب الکنی۔

۳:۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۱؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۳۰۸۔

۴:۔ رجال طوسی، ص ۶۳، ش ۱۶؛ تھذیب التھذیب، ج ۱۰، ص ۲۶۱۔

۵:۔ رجال طوسی، ص ۶۴، ش ۲۹۔

۶:۔ اصحاب الامام الصادقؑ، ج ۲، ص ۶۳۴، ش ۱۳۰۹۔

آپ کوفہ کے رہنے والے ورسول خداؐ کے صحابی اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے۔(۱)

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کرعرض کی: آپ مجھے اچھی بات سکھائیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے منذر! ہر روز سو(۱۰۰) مرتبہ کہا کرو: ''لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد، یحیی ویمیت، بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر'' تم عمل کے اعتبار سے افضل اور لوگوں میں برتر قرار پاؤ گے مگر یہ کہ کوئی اس ذکر کا ورد کرے، اس کے بعد رسول خداؐ نے آپ سے فرمایا: ''سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ'' زیادہ پڑھا کرو اور نماز میں ہمیشہ طلب مغفرت کیا کرو تا کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے تمہاری خطاؤں کو معاف کردے۔(۲)

۸۸۔ابوموسی اشعری (عبداللہ بن قیس بن سلیم)

یہ شخص اس کنیت سے مشہور ہے البتہ نام عبداللہ ہے، یہ شخص رسول خداؐ کا صحابی اور بصرہ میں عمر بن خطاب کا نمایندہ تھا، نیز کوفہ میں عثمان کی طرف سے نمایندہ تھا، اس نے عثمان کے قتل کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی، لیکن بعد میں آنجنابؑ کی بیعت سے ہاتھ اٹھالیا اور اہل کوفہ کو بصرہ جانے سے منع کیا کہ امامؑ کی حمایت کو نہ جائیں، یہی وجہ رہی کہ امامؑ نے اسے معزول کر کے دوسرے کو اس کی جگہ منصوب کیا۔

اس بنا پر یہ شخص حضرت علی سے ناراض رہا اور حکمیت کے مسئلہ میں اسلام وولایت علیؑ کی نسبت بہت بڑی خیانت کی اور بدعاقبت قرار پایا، جس کی خبر رسول خداؐ نے بھی دی تھی۔

۸۹۔ابوموسی ھمدانی

آپ راوی حدیث ہیں، آپ نے ذوالثدیہ کے قتل ہونے کا واقعہ حضرت علی - سے نقل کیا ہے(۳)

۹۰۔ابومومن وائلی

آپ حضرت علیؑ سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں اور آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی۔

سوید بن عبید عجلی نقل کرتے ہیں کہ: ابومومن نے کہا: خوارج سے جنگ اور اہل نہروان کی ہلاکت کے وقت میں نے

۱:۔۔رجال طوسی، ص ۶۴، ش ۲۰؛ اسدالغابہ، ج ۵، ص ۲۰۶۔

۲:۔رجال طوسی، ص ۶۴، ش ۲۰؛ اسدالغابہ، ج ۵، ص ۳۰۶۔

۳۔اصحاب الامام امیرالمومنین -، ج ۲، ص ۶۵۴، ش ۱۳۶۱۔

حضرت علی - سے سنا، آپ نے فریا: ''انظروا فیهم رجلاً کانّ ثدیه مثل ثدی المرأة، اخبرنی النبیؐ انه صاحبه'' ان قتل شدہ افراد میں ایک آدمی کو دیکھو کہ اس کا سینہ عورتوں کی طرح اٹھا ہوا ہے، مجھے یہ خبر رسول خداؐ نے دی ہے، حضرت علیؑ کے اصحاب نے کافی سعی و کوشش کے بعد اسے تلاش کیا۔

ابومومن کہتے ہیں: جب اس شخص کے جسد کو لائے تو میں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں بندھے ہوئے ہیں اور اسے کھینچ کر لا رہے ہیں، اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت علی - نے اس کے قتل ہونے پر شکر کا سجدہ کرتے ہوئے کہا: ''قتلاکم فی الجنة وقتلاهم فی النار'' تمہارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جھنم میں ہیں۔(۱)

۹۱۔ابونصر بن عمرو سلمی

آپ راوی حدیث ہیں کہ آپ نے حضرت علی - سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۹۲۔ابونوح کلاعی حمیری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی و کوفہ کے بڑے آدمی اور قبیلہ کلاع سے تھے، آپ حضرت علی - کے بڑے مخلص اور محب تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین میں آنجناب کی رکاب میں جہاد کیا اور آخرکار جنگ صفین میں شہید ہوگئے۔

ایک حقیقت

جنگ صفین میں جناب عمار یاسر کا حضرت علی - کے لشکر میں حاضر ہونا آنجناب کے حق پر ہونے کی بہترین دلیل تھی اور اہل شام کے ہاتھوں ان کی شہادت نے ہر ایک پر حجت تمام کردی اور کسی ایک کے لئے بھی شک و تردد کا مقام نہیں رہا ہے کہ معاویہ باطل اور حضرت علی -حق پر ہیں، کیوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

''تقتلک الفئة الباغیه'' اے عمار! تمھیں ایک سرکش و ظالم گروہ قتل کرے گا اور تمھارے قاتل جہنم میں جائیں گے، یہی وجہ تھی کہ جب جناب عمار یاسر کی خبر شہادت پھیلی تو اہل شام کے سپاہیوں میں تزلزل پیدا ہوا اور اعتراض کی آواز بلند ہوگئی۔

اہل شام کے سرداروں میں حق کے متلاشی ذوالکلاع کہتے ہیں: میں نے بار بار عمرو عاص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول خداؐ نے جناب عمار سے فرمایا: ''تقتلک الفئة الباغیه وآخر شربک ضیاح من لبن'' اے عمار تم سرکش و باغی گروہ کے

۱۔تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۶۲۔

۲۔اصحاب الامام امیر المومنین، ج ۲، ص ۲۶۴، ش ۱۳۶۲۔

ہاتھوں قتل کئے جاؤ گے اور تمہارا پینے کی آخری چیز دودھ کا ایک گھونٹ ہے جس میں تھوڑا پانی ملا ہوگا، میں نے عمرو عاص سے کہا: وائے ہو تم پر، کیا جناب عمار یاسر حضرت علیؑ کے لشکر میں شریک ہو کر ہم سے جنگ نہیں کر رہے ہیں؟ پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ حق پر اور ہم باطل پر ہے؟ عمرو عاص نے حیلہ وفریب کرتے ہوئے جھوٹ بولا تا کہ اس کے سپاہی حضرت علیؑ سے ملحق نہ ہوں، لہٰذا اس نے کہا: اے ذوالکلاع! پریشان مت ہو، اس لئے کہ عنقریب عمار یاسر حضرت علیؑ کو چھوڑ کر ہم سے ملحق ہو جائیں گے۔

یہ بات جناب عمار کی شہادت سے پہلے کی ہے (مگر افسوس کہ) خبر شہادت پھیلنے سے پہلے ذوالکلاع قتل ہو گئے اور عمرو عاص کا جھوٹ فاش نہ ہو سکا، اس بنا پر عمرو عاص نے معاویہ سے کہا: نہیں معلوم کہ ان دونوں میں سے کس کی موت پر زیادہ خوشی مناؤں، حضرت علیؑ کے لشکر سے عمار یاسر کے مرنے پر یا اپنے لشکر سے ذوالکلاع کے مرنے پر، خدا کی قسم اگر اس وقت ذوالکلاع زندہ ہوتے اور سپاہ شام کے ذریعہ جناب عمار یاسر کے قتل ہونے کی خبر سنتے تو حقیقت کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوم کو حضرت علیؑ سے ملحق کر لیتے اور ہمارا کام دشوار وسخت کر دیتے۔(۱)

۹۳۔ ابّی بن قیس بن عبد اللہ نخعی

آپ کوفہ کے بزرگوں میں سے تھے اور آپ کے بھائی حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے(۲) اور آپ کے بھائی اکابر تابعین میں سے ہیں، آپ دونوں نے جنگ جمل وصفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی، ابّی کی جنگ صفین میں شہادت ہوئی اور علقمہ کا پاؤں بھی اسی جنگ میں قطع ہو گیا۔(۳)

ابّی کا زھد وتقویٰ

آپ زہد وتقوی اور ترک دنیا میں اپنے بھائی کی طرح مشہور تھے، آپ نے اس قدر زیادہ نماز پڑھی کہ لوگ آپ کو ابو الصلاۃ کہتے تھے۔(۴)

۹۴۔ اُثال بن حجل مذحجی

۱:۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۸، ص ۲۴۔

۲:۔ رجال طوسی، ص ۵۳، ش ۱۱۵۔

۳:۔ رجال طوسی، ص ۵۳، ش ۱۱۵؛ وقعہ صفین، ص ۲۸۷۔

۴:۔ قاموس الرجال، ج۶، ص ۲۳۵؛ رجال کشی، ص ۱۰۰، ح ۱۵۹۔

آپ پایہ کے عالم ومجتہد تھے اور آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی، آپ پہلے معاویہ کے اصحاب میں شامل تھے لیکن بعد میں حضرت علیؑ سے متمسک ہوکر آپ کے صحابی وشیعہ قرار پائے، آپ نے صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۱)

۹۵۔احنف بن قیس تمیمی سعدی (ابوبحر)

آپ بصرہ کے اشراف وقبیلہ بنی تمیم کے بزرگ اوراپنے دور کے عقل مند، سخنور، شاعراورتابعین سادات میں سے تھے، حلم وبردباری اور بزرگوں میں آپ کی مثال پیش کی جاتی تھی (۲) ان سے پوچھا گیا کہ تم قوم کی بڑی ہستی کیسے بنے؟ جواب دیا کہ: ستم رسیدہ اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرنے سے، پوچھا گیا: حلم وبردباری کس سے سیکھی؟ جواب دیا: اپنے دور کے حکیم وحلیم (قیس بن عاصم) سے۔(۳)

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا رسول خداؐ وحضرت علی -اور حضرت امام حسن -کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

احنف نے اپنے ماتحت سارے افراد کے ساتھ امامؑ کے حکم سے قبیلہ بنی تمیم کی سرداری کا عہدہ سنبھال کر جنگ صفین میں شرکت کی۔

احنف کا جنگ جمل میں کردار

آپ جنگ جمل میں غائب تھے، البتہ اس میں بھی مصلحت اور امامؑ کی موافقت تھی، کیوں کہ شہر بصرہ میں طلحہ وزبیراور عائشہ کے آنے سے اورعثمان بن حنیف کو نکالنے سے اور آپ کے بعض چاہنے والوں کو قتل کرنے کی وجہ سے بصرہ کے اکثر و بیشتر لوگ امام کی حکومت کے سلسلہ میں شک وتردد میں پڑ گئے تھے، جنگ جمل کے سرغنوں نے امامؑ کی طرف سے اہل بصرہ کا اعتماد اٹھانے کے لئے نیز آپ کی حکومت کے جواز کی نسبت لوگوں کو شک وتردد میں ڈالنے نیز اس بات میں کہ امامؑ عثمان کے قتل میں شریک تھے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی، ان لوگوں نے زوجہ پیغمبرؐ (عائشہ) کے ساتھ ہونے کو اپنی حقانیت اور حضرت علیؑ کے برحق نہ ہونے پر دلیل قرار دیا۔

۱:۔طبقات الکبری، ج۶ص ۸۷۔

۲: تھذیب التھذیب، ج۱ص ۲۰۹؛ سیر اعلام النبلاء، ج۵ص ۱۱۹و ۱۲۱۔

۳:۔سفینۃ البحار، ج۱ص ۳۴۹مادہ احنف۔

۴:۔رجال طوسی، ص۷، ش ۶۴وص ۶۵ش ۶وص ۶۶ش ۱۔

اس موقع پر احنف بن قیس نے شہر بصرہ کے باہر امامؑ کے پاس آ کر کہا: بصرہ کے لوگوں کے بیچ یہ بات شایع کی گئی ہے کہ اگر آپ ان پر غالب آ گئے تو لوگوں کو قتل اور عورتوں کو اسیر کر لیں گے!

امامؑ نے جواب میں فرمایا: ''ما مثلی یخاف هذا منه، و هل یحل هذا الا ممن (لمن) تولّی و کفر۔۔۔'' آخر کس لئے لوگ میرے بارے میں اس طرح کا خیال رکھتے ہیں، کیا اس طرح کا کام کافر حربی اور مرتد کے سوا کسی اور کے حق میں جائز ہے؟ کیا تم نے اس سلسلہ میں خداوند عالم کا حکم نہیں سنا کہ خدا نے فرمایا: {لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ، اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ} تم ان لوگوں پر تسلط نہیں رکھتے سوائے ان لوگوں کے کہ جنھوں نے منھ موڑ لیا اور کافر ہو گئے، حالانکہ یہ سب تو مسلمان ہیں

احنف نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! آپ میری دو باتوں میں سے ایک کو قبول کر لیجئے، یا یہ کہ میں آپ کے پاس رہ کر آپ کی رکاب میں جنگ کروں یا یہ کہ اپنے شہر جا کر دشمن کے لشکر سے دس ہزار جنگی لوگوں کو ملنے سے روکوں؟

امامؑ نے فرمایا: یہ خود ایک عظیم نصرت و مدد ہے کہ تم دس ہزار جنگجو سپاہیوں کو دشمن کے لشکر سے ملحق ہونے سے روکو، چنانچہ احنف اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور اپنی قوم کے بیچ پہنچ کر انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں دشمن کے لشکر میں شامل ہو کر جنگ کرنے سے روکا۔(۱)

احنف اور عائشہ پر تنقید

آپ نے جنگ جمل کے واقعہ میں جناب عائشہ سے مناظرہ کیا و تنقید کی، کہا: اے ام المومنین! کیا رسول خداؐ نے اس جنگ کے بارے میں آپ سے عہد و پیمان باندھا تھا؟ عائشہ نے کہا: نہیں۔

احنف: کیا آپ نے اس جنگ کے بارے میں کتاب خدا قرآن مجید میں کچھ پڑھا ہے؟

عائشہ: نہیں۔

احنف: پس ہمارا گناہ کیا ہے کہ آپ نے ہمارے خلاف خروج کیا ہے، احنف نے اسی طرح کا مناظرہ طلحہ و زبیر سے کیا اور حضرت علیؑ سے جنگ کرنے کی نسبت انہیں محکوم و سرنگوں کیا۔(۲)

احنف کا جنگ صفین میں کردار

۱:۔۔تاریخ طبری، ج ۴، ۴۹۷۔

۲:۔عقد الفرید، ج ۴، ص ۳۱۹؛ الجمل، ص ۲۴۳۔

حضرت علیؑ نے جب جنگ صفین کا ارادہ کیا تو اس وقت بصرہ کے والی ابن عباس کے پاس خط لکھا، جس میں آپ نے بصرہ کے جنگجو افراد کو اپنے لشکر سے ملنے کی درخواست کی، اس دعوت نامہ کے بعد احنف کوفہ آئے اور اہل بصرہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! اگر بنی سعد نے جنگ جمل میں آپ کی مدد نہیں کی تو آپ کے مقابلہ میں بھی نہیں آئے اور آپؑ کے خلاف سرکش لوگوں کی حمایت نہیں کی، اس وقت ہمارا طایفہ بصرہ میں ہے، آپ اجازت فرمائیں کہ میں انہیں مدد کے لئے دعوت دوں، وہ اس وقت اپنے وظیفہ اور کل کے قصور کا جبران کریں گے۔

امامؑ نے اجازت دے کر فرمایا: انہیں خط لکھ کر اپنی طرف بلایئے''

احنف نے امامؑ کے حکم سے خط لکھ کر قوم والوں کو اپنی طرف دعوت دی۔(۱)

احنف نے اپنی پوری فوج کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی اور اس جنگ میں آپ امامؑ کے حکم سے قبائل بنی تمیم، ضبہ ورباب کے سپہ سالار قرار پائے۔(۲)

احنف کی ابوموسی اشعری کو نصیحت

جب ابوموسی اشعری (۳) حضرت علیؑ کی نمائندگی میں عمرو عاص سے بات چیت کرنے کے لئے ''دومۃ الجندل'' کی طرف روانہ ہوئے تو احنف بن قیس نے (کہ جو سیاست دان واہل بصیرت تھے) ابوموسی اشعری کا ہاتھ پکڑ کر انہیں عمرو عاص کی چالاکی وحیلہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ: اس کام کی عظمت واہمیت کو درک کیجئے، اگر عراق کو ضایع کروگے تو پھر عراق نہیں ہے، خدا کی مخالفت سے پرہیز کرنا خدا دنیا وآخرت کو تمہارے لئے جمع کردے گا، اگر کل عمرو عاص سے ملاقات کرو تو پہلے سلام مت کرنا، اگر چہ سلام میں سبقت سنت ہے لیکن وہ اس کے لایق نہیں ہے، اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں مت دینا کیوں کہ تمہارا ہاتھ امانت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں صدر مجلس میں بٹھائے کہ اس میں دھوکہ وفریب ہے، اگر وہ تم سے تنہائی میں بات کرنا چاہے تو پرہیز کرنا، کیوں کہ ممکن ہے کہ وہ وہاں پر گروہ کو گواہ کے طور پر چھپائے تا کہ وہ تمہارے خلاف گواہی دیں''

اس وقت احنف نے ابوموسی اشعری کو آزمایا اور امامؑ کی خدمت میں آکر پورا ماجرا بیان کیا، امامؑ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہ

۱:۔وقعۂ صفین، ص ۲۵؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۸۴ ۳۔

۲:۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۹۴۔

۳:۔حضرت علیؑ اس کام کے لئے ابوموسی اشعری سے راضی نہیں تھے، مگر کوفہ کے بعض ظاہر بین افراد نے آپ کو مجبور کردیا اور کسی اور کو قبول نہیں کیا۔

غالب عَلیٰ أَمرِہِ'' احنف نے کہا کہ یہ کام ہمارے لئے ناراضگی کا باعث ہے۔(۱)

احنف معاویہ کی مجلس میں

ایک دن معاویہ کی مجلس میں بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چاپلوس آدمی داخل ہوا اور اس نے تقریر کی جس کے آخر میں حضرت علیؑ کو ناسزا کہا، حاضرین اس کی تائید میں چپ رہے، البتہ حضرت علیؑ کے سچے شیعہ احنف نے اس وقت سکوت جائز نہیں سمجھا اور معاویہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اس شخص نے اس طرح حضرت علیؑ کی شان اقدس میں جسارت کی ہے، اگر اسے معلوم ہوتا کہ انبیائے الٰہی کی شان میں ناسزا کہنے سے آپ خوش ہوتے ہیں تو یہ ان کی شان میں جسارت کرتا، پس خدا سے ڈریں اور حضرت علیؑ سے دست بردار ہو جائیں، وہ اس دنیا سے چلے گئے، اے معاویہ خدا کی قسم میں حضرت علیؑ کو جانتا ہوں وہ پاکیزہ اخلاق، عظیم فضائل و مناقب اور مصائب سے دوچار تھے، وہ علما میں اعلم فضلا میں برتر اور بردبار ترین وانبیاء کے بہترین وصی تھے، آخر کس طرح مناسب ہے کہ اس طرح کے عظیم المرتبت انسان کی شان اقدس میں جسارت کی جائے۔

معاویہ نے کہا: اے احنف! تم نے خار و خاشاک میری آنکھوں میں ڈال دی، تم نے ایسی بات کہی کہ اس کا انجام نہیں جانتے، خیر اگر تم نے ایسا کہا ہے تو منبر پر جا کر حضرت علیؑ پر نفرین کرو، احنف نے کہا: اگر مجھے اس کام پر مجبور نہ کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، کیوں کہ حضرت علی - کی شان اقدس میں گستاخی کے لئے میرے لب ہرگز نہیں کھل سکتے، معاویہ نے کہا: میں تمہیں بخشوں گا نہیں بھرے مجمع میں منبر پر جا کر حضرت علیؑ پر لعنت کرو!

احنف نے کہا: اگر ایسا ہی ہے تو میں تمہارے اور آنجنابؑ کے بیچ انصاف سے کام لوں گا، معاویہ نے کہا: کیا کہو گے؟

احنف نے کہا: خدا کی حمد وثنا کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجوں گا اور کہوں گا کہ اے لوگو! معاویہ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں حضرت علی - پر لعنت کروں، اے لوگو! جان لو کہ حضرت علیؑ اور معاویہ امر خلافت میں اختلاف کرنے کے بعد ایک دوسرے سے جنگ کے لئے کھڑے ہوئے اور دونوں میں سے ہر ایک خود کو حق پر سمجھ رہا تھا، لہٰذا میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہنا، اس کے بعد کہوں گا خدایا! تیری اور تیرے فرشتوں کی نیز انبیاء اور ساری مخلوق کی لعنت ہو ان دونوں میں سے اس شخص پر کہ جس نے دوسرے پر ظلم وستم کیا اور اسے اپنی رحمت سے دور رکھ، اے لوگو! امین کہنا کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

۱:۔ وقعہ صفین، ص ۵۳۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۴۹۔

اے معاویہ! بالکل اسی طرح کہوں گا، اگر چہ میری جان چلی جائے۔
معاویہ نے کہا: میں نے تمہیں معاف کیا کہ علی - پر نفرین کرو۔(۱)

معاویہ کے ساتھ مشورہ میں احنف کی صداقت

۵۳ھ میں زیاد بن ابیہ کے مرنے کے بعد معاویہ نے قصد کیا کے اپنے فرزند یزید کا ولی عہد و اپنا جانشین ہونے کی حیثیت سے تعارف کرائے، اور لوگوں سے اس کی بیعت لے، اس بارے میں معاویہ نے بڑے بڑے لوگوں سے مشورہ کیا، کچھ لوگوں کے اظہار نظر کرنے کے بعد احنف نے اس طرح کہا: اے معاویہ: آپ یزید کے رات دن سے باخبر ہیں، اس کے ظاہر و باطن و آنے جانے سے باخبر ہیں، اگر اس میں خدا کی رضا اور خوشنودی اور ملت کے لئے مصلحت ہے تو مشورے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو دنیا کو اس کے اختیار میں مت دیجئے کہ آپ سفر آخرت کرنے والے ہیں۔(۲)

احنف کی وفات

آپ کی وفات ۶۷ یا ۷۲ ہجری میں ہوئی، مصعب بن زبیر نے جو اپنے بھائی عبداللہ کی طرف سے کوفہ میں حکومت کر رہے تھے ان پر نماز پڑھی اور سپرد لحد کر دیا۔(۳)

۹۶۔ اخنس بن شریق ثقفی

آپ کا نام ''ابی'' ہے، آپ رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ حنین میں آنحضرتؐ کی رکاب میں جنگ کی (۴) بہت سی تاریخوں میں ہے کہ آپ کی وفات عمر بن خطاب
کے زمانہ میں ہوئی (۵) لیکن ڈاکٹر محمد ہادی امینی کتاب ''اصحاب الامام الامیر المومنینؑ'' میں لکھتے ہیں کہ آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور طولانی عمر پائی اور آپ کی وفات ۶۴ ہجری میں ہوئی۔(۶)

۱:۔ عقد الفرید، ج۴، ص ۲۸۔
۲:۔ عقد الفرید، ج۴، ص ۳۰۷۔
۳:۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص ۱۲۴۔
۴:۔ الاصابہ، ج۱، ص ۳۸؛ اسد الغابہ، ج۱، ص ۵۶؛ تنقیح المقال، ج۱، ص ۱۰۴؛ طبقات الکبری، ج۲، ص ۱۴۔
۵:۔ الاصابہ، ج۱، ص ۳۸؛ اسد الغابہ، ج۱، ص ۵۶؛ تنقیح المقال، ج۱، ص ۱۰۴؛ الطبقات الکبری، ج۲، ص ۱۴۔
۶:۔ اصحاب الامام امیر المومنین، ج۱، ۵۶۔

۹۷۔ ادھم بن محرز باھلی (ابو مالک)

آپ رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے طولانی عمر پائی اور عبدالملک بن مروان کی حکومت تک زندہ رہے اور ۸۶ھ میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔(۱)

شیخ طوسی نے آپ کو حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۹۸۔ ارقم بن عبداللہ کندی کوفی

آپ تابعین میں سے کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ نے ہمیشہ حضرت علی -کی حمایت اور زیاد بن ابیہ کی بدعتوں کا مقابلہ کیا، نیز زیاد کے خلاف حجر بن عدی کے قیام میں شرکت کی، زیاد بن ابیہ کو گرفتار کر کے حجر بن عدی وشریک بن شداد حضرمی وغیرہ کے ساتھ شام بھیجا البتہ ارقم کو آزاد کر دیا گیا تھا۔(۳)

۹۹۔ اسامہ بن زید بن حارثہ

آپ کی مکہ میں ولادت اور اسلام کی آغوش میں پرورش ہوئی، آپ بزرگ اصحاب میں سے تھے، چوں کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے لہٰذا جب آنحضرتؐ نے آپ کو آزاد کیا تو آپ ''مولی رسول اللہ یعنی آزاد شدہ رسول'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ (۱۸) یا بیس (۲۰) سال تھی، آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں شامل ہو گئے (۴) معاویہ کی حکومت کے آخری دور میں ۵۴ یا ۵۸ اور بقول دیگر ۵۹ ہجری ۵۶ یا ۵۹ سال کی عمر میں ''جرف'' میں وفات پائی اور آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں سپرد لحد کر دیا گیا (۵) آپ کے تین فرزند ''محمد وحسن اور زید'' تھے۔

زید (اسامہ کے والد)

۱:۔اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۲۳۲۔

۲۔رجال طوسی، ص ۳۵، ش ۱۴۔

۳:۔۔تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷۵؛ کامل ابن اثیر، ج ۲، ص ۴۹۷؛ الاغانی، ج ۱۷، ص ۱۵۵؛ الغدیر، ج ۱۱، ص ۵۴۔

۴:۔۔رجال طوسی، ص ۳۴، ش ۱۔

۵:۔تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۲۲۷۔

آپ ۸ سالہ عمر میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لئے والدین کے ساتھ مکہ آئے، اس وقت قبیلہ ''قین'' نے ان پر حملہ کیا اور زید کو اسیر کر کے مکہ کے بازار میں بیچنے کے لئے لے آئے، جناب خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے جناب خدیجہ کے لئے آپ کو چار سو درہم میں خرید لیا اور جناب خدیجہ نے آپ کو رسول خداؐ کے حوالہ کر دیا، آنحضرتؐ نے آپ کو آزاد کر دیا اور اپنا منہ بولا بیٹا قرار دیا۔

آپ کے والد حارثہ آپ کے فراق میں بہت زیادہ دل تنگ و پریشان تھے، یہاں تک کے قبیلہ ''کلبیہ'' سے کچھ لوگ خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے، انھوں نے آپ کو پہچان لیا والدین کی حالت سے مطلع کیا، آپ نے والدین کے سکون قلب کیلئے رسول خداؐ کی محبت سے شرسار شعر کہہ کر ان کے لئے بھیج دیئے۔

جب ان لوگوں نے واپس جا کر آپ کی سلامتی کی خبر والدین کو دی تو بلا فاصلہ آپ کے والد اور چچا مکہ میں رسول خداؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہم پر احسان فرما کر اسے آزاد کر دیجئے۔

رسول خداؐ نے دریافت فرمایا: تمہارا فرزند کون ہے؟ انھوں نے کہا: زید بن حارثہ، رسول خداؐ نے بلا کر فرمایا: تم انہیں جانتے ہو؟ آپ نے کہا جی ہاں، یہ میرے والد ہیں اور یہ چچا، رسول خداؐ نے فرمایا: تمہیں اختیار ہے کہ خواہ میرے ساتھ رہو یا والد و چچا کے ساتھ چلے جاؤ؟ آپ نے عرض کی: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا اور آپ ہی میرے والد اور چچا کی جگہ ہیں، والد اور چچا نے ناراض ہو کر کہا: کیا غلامی کو آزادی اور بندگی کو والدین پر ترجیح دیتے ہو؟ آپ نے کہا: جی ہاں، میں نے اس مدت میں پیغمبر گرامی سے صفات حسنہ اور اخلاق کریمانہ کا دمشاہدہ کیا ہے کہ اب میں ہمیشہ کسی کو آنحضرتؐ پر ترجیح نہیں دے سکتا، والد و چچا نے کہا: اے گروہ قریش! گواہ رہنا کہ ہم اس سے بیزار ہیں اور آج سے یہ ہمارا فرزند نہیں ہے۔

یہ سنکر رسول خداؐ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ کے پاس آ کر فرمایا: ''**یا من حضر! اشهدوا ان زیدا ابنی ---**؛ اے حاضرین! گواہ رہنا کہ (آج سے) زید میرا بیٹا ہے---''(۱) اس دن سے آپ رسول خداؐ کے منہ بولے فرزند کہلائے۔

آپ ہمیشہ رسول خداؐ کے فدائی رہے اور بعثت کے شروع میں اسلام قبول کیا اور اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے قرار پائے اور آٹھ ہجری جنگ موتہ میں فتح مکہ سے پہلے شہید ہو گئے، آپ کے ایمان و فضل کی برکت سے آپ کے

۱:۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۲۴؛ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۲۶۳۔

صاحبزادہ اسامہ ہمیشہ رسول خداؐ کے اصحاب میں اور آنحضرتؐ کے بعد حضرت علی - کے اصحاب میں شامل رہے۔

اسامہ، رسول خداؐ کے محبوب

رسول خداؐ آپ کے ماں، باپ کی جگہ تھے اور آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کو ''حب رسول اللہ'' کہتے تھے۔(۱)

ابن اثیر کتاب ''اسد الغابہ'' میں ابن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"ان اسامۃلأحب الناس الی او من أحب الناس الی وانا ارجو ان یکون من صالحیکم فاستوصوا بہ خیرا"

''بے شک اسامہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، امیدوار ہوں کہ وہ تم میں نیک وصالح قرار پائے ہمیشہ اسے نیک کاموں کی ہدایت کرنا''۔(۲)

اسامہ اور عظیم لشکر کی سپہ سالاری

آپ کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بلند مقام ومرتبہ کی اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب اسلام کے تین بڑے سردار ''عبداللہ بن رواحہ'' و''جعفر بن ابی طالب'' اور ''زید بن حارثہ'' (آپ کے والد) نیز دیگر مسلمان جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار ہزار لوگوں کو جمع کر کے ان کا سپہ سالار آپ کو قرار دیا جب کہ آپ کا سن اٹھارہ سال سے زیادہ نہیں تھا، اکثر مہاجرین وانصار اور اکابر اصحاب مثلاً ابوبکر وعمر وعثمان کو آپ کے پرچم تلے قرار دیا اور حکم فرمایا کہ شام اور روم کی طرف روانہ ہوجاؤ اور جنگ موتہ کے شہیدوں کا انتقام لو اور آپؐ نے اس بات کی تکرار کی کہ ''**انفذوا اجیش اسامہ، لعن اللّٰہ من تخلف عن جیش اسامہ**؛ اسامہ کے لشکر کے ساتھ جاؤ خدا لعنت کرے اس شخص پر جوان کے لشکر سے منہ موڑے'' اس سفر میں جناب اسامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علیل حالت کی نسبت فکر مند تھے، لہٰذا آپ نے رسول خداؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا: اگر آپ کی اجازت ہو تو میں چند روز مدینہ میں رہوں یہاں تک کہ خدا آپؐ کو شفا عطا فرمائے، کیوں کہ میں آپ کی طرف سے بہت زیادہ فکر مند ہوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے اسامہ! میں نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اور دشمن کی طرف روانہ ہوجاؤ کہ جہاد میں کوتاہی کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، رسول خداؐ نے جیش

۱:۔تھذیب التھذیب، ج۱، ص۲۲۶۔

۲:۔اسد الغابہ، ج۱، ص۶۴۔

اسامہ کو چھبیس (۲۶) صفر، گیارہ (۱۱) ہجری رحلت سے چند روز پہلے حکم صادر فرمایا۔

بعض اصحاب پر یہ بات بڑی گراں گزری اور انھوں نے اعتراض کے طور پر کہا کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نوجوان کو ہم بزرگوں پر امیر قرار دیا ہے، بعض اصحاب کے مخالفت کرنے کی خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے مسجد میں آکر منبر سے خطاب فرمایا: ''بلغنی انکم طعنتم فی عمل اسامه و فی عمل ابیه من قبل۔۔۔؛ اے لوگو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے اسامہ کی سپاہ سالاری میں طعنہ زنی کی ہے جیسا کہ اس سے پہلے ان کے والد کی سپاہ سالاری میں کی تھی'' خدا کی قسم اسامہ سپاہ سالاری کے لئے سزاوار ہے جس طرح ان کے والد تھے، اسامہ اور ان کے والد لوگوں میں میرے نزدیک بہترین مرد ہیں، پس ان کے خیر خواہ رہنا، اگر تم نے آج ان کی سپاہ سالاری کے بارے میں نکتہ چینی کی ہے تو اس سے زیادہ ان کے والد کے امیر لشکر بننے کے بارے میں کی تھی۔

آنحضرتؐ یہ فرما کر واپس گھر آگئے۔

سپاہیوں نے خاص کر بزرگ اصحاب نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علیل ہونے کے بہانے جانے سے گریز کیا اور قرارگاہ ''جرف'' تک جا کر رک گئے، رسول خداؐ کے منادی نے ندا دی کہ کوئی بھی اسامہ کی فرمان روائی سے خلاف ورزی نہ کرے'' جو لوگ خلاف ورزی کر چکے تھے وہ واپس اسامہ کے لشکر تک پہنچ گئے، لیکن دو دن سے زیادہ نہیں ہوئے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مطہر ملکوت اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی اور بلا فاصلہ ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ جراح واپس آگئے (۱) آخر کار رحلت پیغمبرؐ کے بعد ابوبکر کے دور خلافت میں اسامہ اسی لشکر کے ساتھ جنگ موتہ کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے والد کے قاتلوں میں سے کافی زیادہ افراد کو قتل اور بعض کو اسیر کیا اور چالیس (۴۰) دن بعد کامیابی کے ساتھ مدینہ پلٹے اور ابوبکر و اہل مدینہ نے آپ کا استقبال کیا۔ (۲)

ولایت علی علیہ السلام کی نسبت اسامہ کی عقیدت

آپ حضرت علیؑ کی ولایت کے معتقد تھے، آپ نے ابوبکر کی خلافت پر صریح طور پر اعتراض کیا اور حق کو حضرت علیؑ کے ساتھ سمجھا۔

رحلت پیغمبرؐ کے بعد ابوبکر و عمر لشکر سے جدا ہو کر بہت تیزی سے مدینہ واپس آئے اور سقیفہ میں جمع ہو گئے، یہ اس وقت

۱:۔ احتجاج طبرسی، ج۱، ص۷۰؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۱۵۹؛ اسد الغابہ، ج۱، ص۶۶؛ الاصابہ، ج۱، ص۴۸۔

۲:۔ اعیان الشیعہ، ج۳، ص۲۵۰۔

کی بات ہے جب حضرت علی -ودیگر چند بنی ہاشم پیغمبرؐ کے غسل وکفن میں مشغول تھے، اسی وقت ابوبکر کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا خلافت کومزید رواج ورسمیت دینے کے لئے عمر نے ابوبکر سے کہا کہ جتنا جلدی ہوسکے اسامہ کے پاس خط لکھ دیجئے تاکہ وہ لشکر کے ساتھ واپس آ کرآپ کی بیعت کریں، کیوں کہ ان کی بیعت بہت زیادہ اثر انداز ہوگی۔

ابوبکر نے اسامہ کے نام اس طرح خط لکھا: خلیفہ رسول ابوبکر کی طرف سے اسامہ بن زید کے نام، نامہ موصول ہونے کے بعد میرے پاس مدینہ واپس آجایئے ، کیوں کہ سارے مسلمانوں نے جمع ہوکر مجھے خلافت وولایت کے لئے منصوب کرلیا ہے لہٰذا تم بھی مخالفت نہ کرنا ورنہ جس چیز سے راضی وخوش نہیں ہو اس کا سامنا کروگے والسلام۔

خط موصول ہونے کے بعد جناب اسامہ نے اس طرح جواب دیا:

جنگ شام میں رسول خداؐ کے عامل اسامہ بن زید کی طرف سے ابوبکر بن قحافہ کے نام، آپ کا نامہ موصول ہوا، لیکن اس کا اول اس کے آخر سے تضاد رکھتا ہے، شروع میں آپ نے لکھا ہے کہ میں خلیفہ رسول ہوں اور آخر میں لکھا ہے کہ مسلمانوں نے مجھ پر اجماع کرلیا ہے، آپ اس حقیقت سے غافل ہیں کہ میں اور میرے ساتھ لشکر میں افراد (بھی) مسلمان ہیں، خدا کی قسم ہم آپ کی خلافت سے بالکل راضی وخوش نہیں ہیں، آپ غور وفکر کیجئے اور حق کو اس کے اہل تک پلٹا دیجئے اور صاحب حق کو اس کے حق سے محروم مت کیجئے۔

اسامہ کا ارسال کردہ نامہ پڑھنے کے بعد ابوبکر نے خلافت سے دست بردار ہونے کا ارادہ کرلیا کہ عمر نے آپ کو روکا، چنانچہ ابوبکر نے دوبارہ خط لکھا اور انہیں مسلمانوں کے بیچ فتنہ وفساد سے روکا، آخرکار اسامہ واپس آ کر حضرت علی -کے پاس آئے اور پورے ماجرہ سے آگاہ ہوئے۔(۱)

۱۰۰۔اسلم بن یزید حارثی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی -کی رکاب میں جنگ کی اور ایک حملہ میں ابرہہ بن زہیر مذحجی ،اشعث بن جابر واکیل بن جمعہ کنائی کے ساتھ اہل شام سے جہاد کیا اور سب شہید ہوگئے۔(۲)

۱۰۱۔اسماء بن حکم فزاری کوفی (ابوحسان)

آپ تابعین میں اہل کوفہ سے ہیں نیز راوی حدیث اور قابل اعتماد رہے ہیں، آپ حضرت علیؑ کے چاہنے والوں میں

۱:۔احتجاج طبرسی، ج۱،ص۸۷۔

۲:۔اسدالغابہ، ج۱،ص۵۶۔

سے ہیں، آپ نے جنگ صفین میں جناب عمار یاسر کے زیر پرچم اہل شام سے جنگ کی ۔(۱)

۱۰۲۔اسود بن بریر

مرحوم شیخ طوسی کہتے ہیں کہ آپ حضرت علی -کے اصحاب میں سے ہیں ۔(۲)

۱۰۳۔اسود بن بشر بن خوط

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ جنگ جمل میں پرچم دار اور حضرت علیؑ کے ساتھ تھے، نیز اسی جنگ جمل ۳۶ھ میں شہید ہوئے ۔

ابن کلبی اس سلسلہ میں کہتے ہیں: جنگ جمل میں حضرت علیؑ کے پرچم دار پہلے حسین بن محدوج بن بشر تھے، ان کے بعد ان کے بھائی حذیفہ بن محدوج ہوئے، ان دونوں کی شہادت کے بعد ان کے چچا اسود بن بشر نے علم سنبھالا اور آپ بھی اسی جنگ جمل ۳۶ھ میں شہید ہو گئے ۔(۳)

۱۰۴۔اسود بن حبیب بن جمانہ غطفانی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی (۴) اور ایک قول کے مطابق آپ نے حضرت علیؑ کی ساری جنگوں میں یعنی جنگ جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی ۔(۵)

۱۰۵۔اسود بن عبس (ربیعہ) حنظلی (المقترب)

آپ رسول خداؐ کے صحابی اور حضرت علیؑ کے چاہنے والے تھے، منقول ہے کہ قبیلہ ''بنی ربیعہ'' سے اسود بن ربیعہ رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے، آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا: میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ عرض کی: ''اقترب بصحبتک'' آپ کی صحابیت کا تقرب حاصل کرنے کے لئے، اس وقت سے آپ کو ''مقترب'' کہنے لگے، آپ رسول خداؐ

۱:۔اسد الغابہ، ج۱، ص۵۶ ۔

۲:۔رجال طوسی، ص۳۵ ۔

۳:۔اعیان الشیعہ، ج۳، ص۱۴۴ ۔

۴:۔وقعہ صفین، ص۲۶۰ ۔

۵:۔اصحاب الامام امیر المومنین، ج۱، ص۶۰ ۔

کے مہاجرین اصحاب میں قرار پائے اور آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ رہے۔(۱)

۱۰۶۔اسود بن عرفجہ سکسکی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور شام کے رہنے والے تھے، آپ حضرت علی -کی محبت کی خاطر معاویہ کے ہاتھ سے فرار کرکے امامؑ سے ملحق ہو گئے۔(۲)

۱۰۷۔اسود بن قطبہ

آپ تابعین میں سے حضرت علیؑ کے صحابی تھے، اور حضرت علیؑ آپ پر خاص توجہ فرماتے تھے۔(۳)

حضرت علیؑ نے آپ کے نام ایک خط تحریر فرمایا جو حکومت کے عہدہ داروں، والی وحاکم شہر وغیرہ کے لئے فائدہ مند ہے، نامہ کا مضمون: ''**فان الوالی اذا اختلف هواه منعه ذلک کثیراً من العدل فلیکن أمر الناس عندک فی الحق سواء**۔۔'' اگر والی خواہشات نفس کا پیرو ہو تو یہ چیز زیادہ تر اسے عدالت سے دور رکھتی ہے، لہٰذا لوگوں کے امور حق کے لحاظ سے تمہارے نزدیک مساوی ہونے چاہئیں، کیوں کہ کسی بھی صورت میں ظلم وجور عدالت کے قائم مقام نہیں ہوسکتا، جو چیز اپنے لئے پسند نہ ہو اس سے پرہیز کرنا اور اپنے نفس کو خدا کی واجب کردہ چیزوں کے لئے ثواب کی امید سے نیز اسی طرح عذاب کے خوف سے خضوع وتسلیم ہونے کے لئے آمادہ کرو!

اے اسود! جان لو دنیا آزمایش کی جگہ ہے، اگر کوئی شخص خالی وقت ہو اور کام نہ کرے تو یہی بے کاری قیامت میں حسرت ویاس کا باعث ہوگی، جان لو کہ کوئی بھی چیز تمہیں حق سے بے نیاز نہیں کرسکتی، منجملہ ان حقوق سے جو آپ پر فرض کئے گئے ہیں، خواہشات نفس پر قابو رکھو، رعایا کا خیال اور ان کے کاموں تک رسائی کرو اس راہ میں زحمت ومشقت کے بعد جو تمہیں حاصل ہوگا وہ تمہارے لئے بہتر ہے والسلام۔(۴)

۱۰۸۔اسود بن قیس مرادی

آپ شجاع وبہادر اور حضرت علیؑ کے گھوڑ سوار سپاہیوں اور اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین ونہروان میں

۱:۔۔اسد الغابہ، ج۱ص ۸۵؛ الاصابہ، ج۱ص ۷۳، و ۷۶؛ تاریخ طبری، ج، ص۸۶۔

۲:۔۔رجال طوسی، ص ۳۵ش ۱۳؛ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۴۳۴۔

۳:شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۷، ص ۱۴۵۔

۴:۔۔نہج البلاغہ، نامہ ۵۹۔

آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: اسود بن قیس جنگ صفین میں آنجنابؑ کے سپاہیوں میں سے کشتہ شدہ افراد کے بیچ جستجو کررہے تھے کہ عبداللہ بن کعب سے ملاقات کی جو آخری سانسیں لے رہے تھے، آپ نے ان سے کہا: خدا کی قسم آپ کی شہادت میرے لئے بہت سخت ہے، اگر میں آپ کے پاس ہوتا تو آپ کی پوری طرح مددودفاع کرتا، اگر معلوم ہوجائے کہ کس نے آپ کی یہ حالت کی ہے تو اس سے اس وقت تک جنگ کروں گا کہ یا اسے ہلاک کردوں گا یا خود آپ سے آملوں گا، اس کے بعد آپ مرکب سے پیادہ ہوئے اور عبداللہ کے حق میں دعا کی، کہا: خدایا! تو ان پر رحمت نازل فرما، اس کے بعد کہا: مجھے کوئی وصیت کیجئے، عبداللہ نے کہا: میں آپ کو تقوی و پرہیزگاری اور امامؑ کی خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں، آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کرنا یہاں تک کہ حق ظاہر ہوجائے یا خدا سے ملحق ہوجاؤ اور آنجناب سے میرا اسلام عرض کرنا۔۔۔۔(۱)

اسود بن قیس نے جنگ نہروان میں بھی آنجنابؑ کی رکاب میں جوارج سے جنگ اور آنجناب سے دفاع کیا ہے۔(۲)

۱۰۹۔اسود بن یزید بن قیس نخعی ثقفی

فقیہ وعبادت گزار اور کوفہ کے شب بیدار صادق و سچے اور قابل اعتماد تھے، آپ ہر رات و دن میں سات سو (۷۰۰) رکعت نماز پڑھتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تھے، آپ نے اسّی (۸۰) مرتبہ حج وعمرہ کیا، آپ بڑے عابد و زاہد تھے، آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ درک کیا البتہ شرف زیارت حاصل نہ کرسکے، آپ نے حضرت علیؑ و ابوبکر وعمر اور ابن مسعود وغیرہ سے حدیث نقل کی اور آپ حضرت علی - کے اصحاب وانصار میں قرار پائے (۳) البتہ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد شیطان کے فریب میں آکر حق سے منحرف ہوکر معاویہ سے جاملے، اور دل میں معاویہ کی محبت کے ساتھ ۷۴ یا ۷۵ ہجری میں دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا (۴)، اس طرح نماز، روزہ، حج وعمرہ یعنی ساری نیکیاں برباد کردی اور خالی ہاتھ دنیا سے گئے، اس لئے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: {اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْن} یعنی خدا متقین کے اعمال قبول کرتا ہے اور دشمن علیؑ ہرگز متقی نہیں ہوسکتا۔

۱:۔وقعہ صفین، ص ۴۵۶؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۶۔

۲:۔۔تاریخ طبری، ج ۵، ص ۸۶۔

۳:۔۔رجال طوسی، ص ۳۵، ش ۱۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۴۴۳۔

۴:۔۔اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۴۴۳۔

۱۱۰۔اسید بن ثعلبہ انصاری

آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آپ نے جنگ بدر میں آنحضرتؐ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی طرح جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۱)

۱۱۱۔اسید بن صفوان سلمی

آپ رسول خداؐ کے صحابی اور حجاز کے رہنے والے تھے، آپ حضرت علیؑ کے باوفا شیعہ اور اصحاب میں سے تھے، آپ نے حضرت علیؑ کے علاوہ کسی سے حدیث نقل نہیں کی۔(۲)

۱۱۲۔اشرس بن حسان بکری (ابو حسان)

آپ کی کنیت ''ابوحسان'' تھی، آپ قابل اعتماد راوی، افاضل تابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، نیز آپ آنجناب کی جانب سے شہر ''انبار'' میں عامل رہے۔

''انبار'' کا اصل نام ''فلوجہ'' تھا لیکن بعد میں انبار نام پڑ گیا، معاویہ نے جنگ صفین کے بعد ہمیشہ یہ سعی وکوشش کی کہ تمام ان شہروں کو نیست ونابود کر دیا جائے جو حضرت علیؑ کے تحت فرمان تھے، اس قصد سے اس نے چھ ہزار کا لشکر ''سفیان بن عون غامدی'' کی سپاہ سالاری میں شہر ''ھیت'' و''انبار'' اور ''مدائن'' کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے روانہ کیا، اس (ملعون) نے شہر ''ھیت'' سے شروعات کی اور جب قتل وغارت گری میں کسی کو مانع نہیں پایا تو اس کے بعد شہر ''انبار'' کی طرف روانہ ہو گیا، وہاں اشرس بن حسان حاکم تھے، انھوں نے اپنے زیر فرماں سپاہیوں کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کیا شروع میں آپ کے ہمراہ پانچ سو سپاہی تھے کہ ان میں سے تین سو(۳۰۰) افراد متفرق ہو گئے، نیز جو لوگ دل میں جہاد وشہادت کا جزبہ نہیں رکھتے تھے انہیں آپ نے شروع میں ہی واپسی کی اجازت دے دی تھی جس کے نتیجہ میں آپ نے تیس(۳۰) سپاہیوں کے ساتھ جنگ کی اور آخر کار سب شہید ہو گئے، جب یہ خبر حضرت علیؑ کو ملی تو آپ بہت زیادہ رنجیدہ خاطر ہوئے، لوگوں نے آپ سے عرض کی: اگر اجازت فرمائیں تو ہم دفاع کریں مگر آپ نے فرمایا: تم لوگ نہ اپنے لئے کافی ہو اور نہ میرے لئے، اس کے بعد آپؑ نے سعید بن قیس کی سرداری میں سفیان کے پیچھے لشکر روانہ کیا، انھوں نے شہر ''ھیت'' تک اس ظالم وجابر کو تلاش کیا

۱۔اسد الغابہ، ج۱،ص۹۱؛ اعیان الشیعہ، ج۳،ص۴۴۴۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج۳،ص۴۴۶؛ الاصابہ، ج۱،ص۸۱۔

اوراس کے نہ ملنے پر کوفہ واپس آ گئے۔(۱)

البتہ شہر ''انبار'' کے حاکم کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے ''حسان بن حسان'' لکھا ہے، لیکن احتمال پایا جاتا ہے کہ اصلی نام ''حسان'' اور لقب ''اشرس بن حسان'' ہو۔

۱۱۳۔اشرف (بن حکیم) بن جبلہ

شیخ طوسی رقمطراز ہیں کہ: اشرف بن جملہ ''حُکیم بن جبلہ'' کے بھائی حضرت علیؑ کے صحابی تھے۔(۲)

اشرف اور آپ کے والد حکیم دونوں بصرہ میں حضرت علی - کے والی عثمان بن حنیف کے خلاف طلحہ وزبیر کی سازش میں شہید ہو گئے۔

۱۱۴۔اشعث بن جابر

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا، ایک مرتبہ ابرہہ بن زہیر مذحجی ،اسلم بن یزید حارثی واکیل بن جمعہ کنائی کے ہمراہ اہل شام سے جنگ کی اور سب شہید ہو گئے۔(۳)

۱۱۵۔اشعث بن سوار کندی کوفی

شیخ طوسی رقمطراز ہیں کہ: آپ نے قتل عثمان کے بعد مدینہ میں حضرت علی - کی بیعت کی اور عہد و پیمان باندھا کہ جب بھی حضرت علیؑ کسی سے جنگ کریں گے تو آپ بھی اس سے جنگ کریں گے اور جس سے دوستی رکھیں گے آپ بھی اس سے دوستی رکھیں گے اور ساری جنگوں میں آنجنابؑ کے ساتھ رہیں گے۔(۴)

آپ اہواز کے قاضیوں میں سے تھے اور آپ کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی۔(۵)

۱۱۶۔اشعث بن قیس بن معدی کرب (ابو محمد)

آپ کا اصلی نام ''معدی کرب'' تھا، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، آپ دس ہجری میں قبیلہ کندہ

۱۔تاریخ طبری، ج۵،ص ۱۳۴؛ الکامل فی التاریخ، ج۲،ص ۴۲۵۔

۲۔رجال طوسی،ص ۳۵،ش ۸؛ قاموس الرجال، ج۲،ص ۱۵۰؛ تاریخ طبری، ج۴،ص ۴۷۵۔

۳۔اسد الغابہ، ج۱،ص ۵۶۔

۴۔الجمل،ص ۱۰۹۔

۵۔سیر اعلام النبلاء، ج۶،ص ۴۵۲؛ تھذیب التھذیب، ج۱،ص ۳۶۳۔

(۱) کے ساٹھ (۶۰) یا ستر (۷۰) افراد کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور سب نے بیک وقت اسلام قبول کیا۔

آپ نے صدر اسلام کی بہت سی جنگوں میں شرکت کی، منجملہ جنگ یرموک میں جہاد کیا اور آپ کی ایک آنکھ خراب ہوگئی، نیز آپ نے عمر کی خلافت کے دور میں جنگ قادسیہ و مدائن جلولا اور نہاوند میں شرکت کی، اس کے بعد کوفہ میں قیام کیا اور حضرت علیؑ کے خلافت کی دور میں جنگ جمل و صفین میں شرکت کی۔ لیکن بعد میں منافقانہ کردار ادا کیا اور امام کی نفرین کے مستحق قرار پائے۔

۱۱۷۔ اصبغ بن نباتہ مجاشعی تمیمی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور قبیلہ ''مجاشع تمیمی'' سے تھے، آپ حضرت علی - کے خاص صحابی، شرطۃ الخمیس میں سے اور آنجنابؑ کے نزدیک قابل اعتماد تھے، آپ بلند پایہ کے عالم وشاعر، شجاع و بہادر سردار اور راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کرنے والے تھے، حضرت علی - کی شہادت کے بعد آپ حضرت امام حسن - کے صحابی قرار پائے۔(۲)

جب سلمان فارسی بیمار ہوئے اور موت کا وقت نزدیک آیا تو آپ مدائن میں ان کی عیادت کے لئے گئے اور انہیں قبرستان میں لے گئے تاکہ اہل قبور (مرنے والوں) سے گفتگو کریں نیز اسی طرح آپ جناب سلمان کے کفن دفن میں حضرت علیؑ کے ساتھ شریک رہے۔

اصبغ اور جنگ جمل

آپ نے جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی رکاب میں قابل تعریف جہاد کیا، چنانچہ آپ نقل کرتے ہیں: جب اہل بصرہ شکست کھا کر فرار کر گئے تو حضرت علیؑ شہبا (رسول خداؐ کے گھوڑے) پر سوار ہو کر قتل شدہ افراد کے بیچ سے گزر رہے تھے، جب آنجنابؑ بصرہ کے قاضی ''کعب بن سور'' (جو طلحہ و زبیر کے دوستوں میں سے تھا) کے جسد کے قریب سے گزرے تو اس کے جسد سے خطاب کر کے فرمایا: ''**ویل لک و لأمک کعب بن سور، لقد کان لک علم لو نفعک، لکن الشیطان أضلّک فازلّک، فعجلّک الی النار**، اے کعب بن سور! تم پر اور تمہاری ماں پر وائے ہو تم اہل علم تھے، اے کاش یہ علم تمہارے حق میں فائدہ مند ہوتا لیکن شیطان نے تمہیں گمراہ کر دیا اور لغزش میں ڈال دیا اور بہت جلد تمہیں جہنم کی

۱۔ کندہ یمن کا ایک قبیلہ ہے جو کہ زمانہ جاہلیت میں جزیرۃ العرب کے مغربی علاقہ میں رہتا تھا۔

۲۔ قاموس الرجال، ج ۲، ص ۱۶۲؛ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۴۶۴۔

طرف لے گیا، اس کے بعد حکم دیا کہ اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔

اصبغ کہتے ہیں: اس کے بعد امام علی - طلحہ کے بے جان جسد کے قریب سے گزرے اور فرمایا: ''**ویل لک ولامک طلحہ، لقد کان لک قدم لو نفعک، لکن الشیطان اضلّک، فازلّک فعجلّک الی النار**؛ اے طلحہ! تم پر اور تمہاری ماں پر وائے ہو تم اسلام کی نسبت سبقت کرنے والوں میں سے تھے، اے کاش یہ اسلام میں سبقت تمہیں فائدہ دیتی لیکن شیطان نے تمہیں گمراہ کیا اور لغزش میں ڈال دیا اور بہت جلد تمہیں جہنم میں لے گیا۔(۱)

اصبغ جنگ صفین میں

آپ نے حضرت علی - سے مرنے تک کا پیمان باندھا تھا، لہٰذا آپ جنگ صفین میں ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے حاضر تھے، آنجنابؑ بھی آپ کو اس قدر چاہتے تھے کہ میدان جنگ میں بھیجنے سے دریغ کرتے تھے اور انہیں وقت ضرورت اور حساس مواقع کے لئے ذخیرہ کے طور پر رکھتے تھے۔(۲)

جنگ صفین میں ایک دن جب معاویہ نے دیکھا کہ اہل عراق نے جنگ کے لئے اس کے ساتھ مقابلہ رکھا ہے تو شامی لشکر سے کہا: آج آزمائش کا دن ہے، میں تم میں کسی طرح کی سستی وکوتاہی نہ دیکھوں، حضرت امیر المومنین - نے اپنے لشکر سے معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کہا اور انہیں رغبت دلائی، اس وقت اصبغ بن نباتہ نے امامؑ کے پاس آکر کہا: اے امیر المومنینؑ! آپ مجھ پر دوسروں

کی نسبت زیادہ اطمینان رکھتے ہیں، آپ جنگ میں میرے صبر وتحمل کو جانتے ہیں اور میری شجاعت وبہادری سے واقف ہیں لہٰذا آپ مجھے میدان جنگ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

آنجنابؑ نے ان کے جواب میں فرمایا: ''**تقدم باسم اللّٰہ**؛ نام خدا کے ساتھ جایئے (۳) اصبغ نے امامؑ کی اجازت سے پرچم اٹھایا اور میدان جنگ میں داخل ہوگئے، آپ نے اس طرح بہادری کے ساتھ جنگ کی کہ معاویہ کو اس کی جگہ سے متزلزل کردیا جب آپ میدان سے واپس ہوئے تو آپ کی تلوار اور نیزہ سے خون ٹپک رہا تھا۔(۴)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۲۴۸۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۴۴۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۸۲؛ قاموس الرجال، ج ۲، ص ۱۶۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۴۰۶۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۴۴۲۔

اصبغ اور حضرت علیؑ سے نقل حدیث

اصبغ چوں کہ حضرت علیؑ کے کافی قریب تھے لہذا انھوں نے آنجنابؑ سے بہت سی روایات اور واقعات نقل کئے ہیں جن میں سے بعض کو ذکر کر رہے ہیں:

۱۔امام علیہ السلام کی خبر شہادت

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''مایحبس أشقاها؟ والذی نفس بیده لتخضبن هذه من هذا؛ کس چیز نے شقی ترانسان کو قید رکھا ہے؟ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ (ڈاڑھی) اس (سر کے خون) سے رنگین ہو جائے گی''۔(۱)

۲۔تین طلاق والی حدیث

اصبغ روایت بیان کرتے ہیں کہ جب بھی حضرت علیؑ کے پاس مال آتا تھا تو آپ اسے حسب معمول مسلمانوں کے بیت المال میں رکھ دیتے تھے اور آنجنابؑ بیت المال سے اس وقت تک باہر نہیں نکلتے تھے جب تک اسے مسلمانوں میں تقسیم نہیں کر دیتے تھے اور صاحب حق کو اس کا حق نہیں دیتے تھے، اس کے بعد حکم دیتے تھے کہ اس جگہ جھاڑو لگا کر پانی چھڑک دیا جائے، اس کے بعد آپؑ دو رکعت نماز پڑھ کر سلام کے بعد فرماتے تھے:

''یا دنیا لا تتعرَّضین لی ولا تتشوَّقین ولا تغرِّینی، فقد طلقتك ثلاثاً لا رجعة لی علیك''

''اے دنیا! میرے سامنے خود کو پیش نہ کر اور مجھے اپنی طرف شوق مت دلا اور فریب نہ دے، میں نے تجھے تین طلاقیں دی، اب تیری طرف رجوع نہیں کروں گا''۔(۲)

۳۔امام علیہ السلام کے ساتھ بازار میں

آپ بیان کرتے ہیں: حضرت علیؑ اپنی خلافت کے زمانہ میں بعض اوقات تازیانہ (کوڑا) لیکر بازار کوفہ میں نکل جاتے تھے اور جو خرید وفروخت میں کم فروشی یا دھوکہ دھڑی کرتے تھے آپؑ ان کی ہدایت کرتے تھے اور بعض اوقات خلاف ورزی کرنے والوں کو تنبیہ کرتے تھے۔(۳)

۱:۔الاغانی، ج۱۵، ص۲۲۰۔

۲:۔امالی صدوق، مجلس ۴۷، ح۱۶؛ کشف الغمہ (ترجمہ) ج۱، ص۲۲۱۔

۳:۔دعائم الاسلام، ج۲، ص۵۳۸، ح۱۸۳۔

ایک زنا کار جماعت کے سلسلہ میں امامؑ کا فیصلہ

اصبغ بن نباتہ عمر بن خطاب کے دور خلافت میں حضرت علیؑ کا ایک فیصلہ بیان کرتے ہیں عمر کے دور خلافت میں زنا کے مرتکب پانچ لوگوں کو عدالت میں حاضر کیا گیا، عمر نے ان پانچوں کا زنا کرنا ثابت ہونے کے بعد حکم دیا کہ ہر ایک کو بعنوان حد الٰہی سو، سو کوڑے مارے جائیں، حضرت علی - نے ۔ جو اس نشست میں حاضر تھے ۔ فرمایا: ''اے عمر! ان کا یہ حکم نہیں ہے'' عمر نے مجبور ہو کر ان پانچ گنہگاروں کا فیصلہ حضرت علی - کے سپرد کیا!

اصبغ کہتے ہیں: حضرت علیؑ نے حکم الٰہی کے مطابق حکم دیا کہ ان پانچ میں سے ایک کو قتل کر دیا جائے، دوسرے کو سنگسار کیا جائے، تیسرے کو سو کوڑے مارے جائیں، چوتھے کو پچاس کوڑے مارے جائیں اور پانچویں کو تعزیر کی جائے۔

آنجنابؑ نے اپنے فیصلہ کی علت میں اس طرح فرمایا: ''پہلا چوں کہ اسلام کی پناہ میں ذمی تھا لہذا وہ اس برے عمل سے اسلام کی پناہ سے نکل گیا، تلوار کے سوا اس کی کوئی حد نہیں اور اس کا حکم موت ہے، دوسرا مسلمان تھا اور اس کی زوجہ اس کے اختیار میں تھی اس نے زنا کیا لہذا اس کا حکم سنگساری ہے، تیسرا مسلمان تھا لیکن اس کی زوجہ اس کے پاس نہیں تھی لہذا اس کی حد سو کوڑے ہیں، چوتھا غلام تھا لہذا اس کی حد آزاد شخص سے آدھی ہے یعنی پچاس کوڑے، پانچواں دیوانہ تھا اس کی عقل کام نہیں کر رہی تھی لہذا اس کا حکم تعزیر ہے''۔

اصبغ حضرت علی علیہ السلام کے سوگ میں

اصبغ جس طرح حضرت علیؑ سے بے پناہ محبت کرتے تھے اسی طرح ضربت لگنے اور شہادت کی بنا پر بے حد غم زدہ تھے، آپ کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ بدبخت ابن ملجم کی ضربت کے بعد بستر پر آئے تو میں چند لوگوں کے ساتھ منجملہ ''حارث ہمدانی'' اور ''سوید بن غفلہ'' کے ساتھ امامؑ کے دروازہ پر پہنچا یہاں تک کہ اہل خانہ کی آواز گریہ بلند ہوگئی اور ہم بھی گریہ کرنے لگے اس وقت حسن بن علیؑ نے گھر سے نکل کر فرمایا: اے لوگو! میرے والد امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ: اپنے، اپنے گھروں کو واپس چلے جائیے، اصبغ کہتے ہیں: سب چلے گئے لیکن میں نہیں گیا اور میں نے بیت الشرف میں اذن دخول پر اصرار کیا بالآخر حضرت امام حسنؑ نے مجھے اجازت فرمائی، جب میں کمرہ میں داخل ہوا تو آنجنابؑ کو پریشان و بیمار دیکھا، میں بیتاب ہو کر امامؑ کے قدموں پر گر گیا اور بوسہ دے کر گریہ کرنے لگا، امامؑ نے آہستہ سے فرمایا: ''**لا تبک یا اصبغ!، فانها و الله الجنة**؛ اصبغ! گریہ مت کرو، میں جنت کا راستہ طے کر رہا ہوں، میں نے کہا: میری جان آپ پر قربان خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ جنت میں جائیں گے لیکن میں اپنی حالت اور آپ کی جدائی پر رو رہا ہوں، اصبغ جو وقت شناس تھے انھوں نے

احساس کیا کہ یہ امامؑ کا آخری وقت ہے، اس کے بعد امامؑ کی زیارت نصیب نہیں ہوگی لہٰذا انھوں نے کہا: اے امیر المومنینؑ! پیغمبرؐ کی کوئی حدیث سنائیں، شاید آج کے بعد آپؑ سے حدیث سننا نصیب نہ ہو۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: اے اصبغ! ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا کہ لوگوں سے کہو: اے لوگو! مجھے رسول خداؐ نے تمہارے پاس بھیجا ہے، پیغمبرؐ نے فرمایا ہے: خدا اور مقرب فرشتوں اور انبیا نیز میری لعنت اس شخص پر ہو جو خود کو اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے سے منسوب کرے، یا اپنے مولا کے علاوہ کسی دوسرے کی اطاعت کرے یا مزدور پر ظلم کرے، اے اصبغ! میں حکم پیغمبرؐ کی تعمیل میں مسجد گیا اور جو کچھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا لوگوں سے بیان کر دیا، لیکن جیسے ہی منبر سے اترا تو عمر بن خطاب نے میرے پاس آ کر کہا: آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام تو پہنچا دیا لیکن مجمل بات کہی، اس کی وضاحت نہیں فرمائی، میں نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دوں گا، میں نے عمر بن خطاب کا سوال آنحضرتؐ سے بیان کر دیا، آنحضرتؐ نے فرمایا: ان سے کہہ دیجئے: اے لوگو! ہم تم سے جو کچھ بھی بیان کرتے ہیں اس کی تاویل وتفسیر ہمارے پاس ہے، جان لو کہ میں تمہارا باپ ہوں، جان لو کہ میں تمہارا مولا ہوں، جان لو کہ میں تمہارا اجیر (مزدور) ہوں،۔(۱)

اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین - نے اپنی آخری عمر میں اس حدیث کی طرف اشارہ کیا، اس کلام سے سمجھ میں آتا ہے کہ: علیؑ امت کے باپ ومولا اور اجیر ہیں لہٰذا جو بھی حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا اور ان کے برخلاف کوئی عقیدہ رکھے گا اور آنجنابؑ کا حق ضایع کرے گا تو اس پر خدا ومقرب فرشتوں اور انبیا کی اس پر لعنت ہے۔

۱۱۸۔اعلم ازدی

آپ کا امیر المومنینؑ کے اصحاب کرام وچاہنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔(۲)

۱۱۹۔اعین بن ضبیعہ مجاشعی

آپ اورعرب کے مشہور شاعر فرزدق کا تعلق ایک خاندان ہے، آپ نے جنگ جمل میں امام علیؑ کے ساتھ شرکت کی

۱:۔۔امالی شیخ مفید، مجلس ۴۲، ح ۳؛ امالی شیخ طوسی مجلس ۵، ح ۱۹۱ / ۴؛ بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۲۰۴۔

۲۔رجال برقی، ص ۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۴۶۷۔

اور بڑی بہادری سے لڑے،، آپ نے عائشہ کی اونٹنی کا کام تمام اور ناکثین کے فتنہ کو خاموش کیا۔(۱)

آپ جنگ صفین میں بھی آنجنابؑ کے ساتھ رہے، آپ جنگ جمل کا فتنہ ختم ہونے کے بعد احنف بن قیس اور قبیلہ بنی تمیم کی کثیر جمعیت کے ساتھ بصرہ سے کوفہ آئے اور معاویہ کے لشکر سے جنگ کے لئے آمادگی کا اعلان کیا اور آپ جنگ صفین میں عمرو اور حنظلہ کے کوفی گروہ کے علم بردار تھے۔(۲)

آپ پر حضرت امیر المومنینؑ بڑا اعتماد کرتے تھے، چنانچہ جب معاویہ نے محمد بن ابی بکر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ میں تصرف کے لئے بھیجا اور اس کی خبر حضرت امیر المومنین -تک پہنچی تو آنجنابؑ نے بلا فاصلہ اعین کو اس کی شرارتوں سے مقابلہ کے لئے بصرہ بھیجا مگر افسوس کہ آپ کو ۳۸ھ میں شہید کر دیا گیا اور آپ اپنے وظیفہ پر عمل نہ کر سکے۔(۳)

۱۲۰۔اغرّ بن سلیک (ابن حنظلہ)

آپ کی کنیت ابومسلم اور آپ کوفہ کے تابعین میں سے تھے(۴) نیز آپ کو ابن حنظلہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے(۵) آپ نے حضرت امیر المومنینؑ سے حدیث نقل کی ہے، منجملہ سماک کہتے ہیں کہ میں نے اغرّ بن سلیک سے سنا انھوں نے کہا: حضرت علیؑ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ: ''**ثلاثة یبغضهم الله: الشیخ الزانی، والغنی الظلوم والفقیر المختال**؛ تین طرح کے لوگوں پر خدا کا غضب ہے: بوڑھے زنا کار پر، مال دار ظالم و ستمگر پر اور متکبر و خود خواہ فقیر پر''۔(۶)

۱۲۱۔اکیل بن جمعہ کنائی

آپ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ صفین میں حضرت امیر المومنینؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور ایک مرتبہ ابرہہ بن زہیر مذحجی، اسلم بن یزید حارثی و اشعث بن جابر کے ہمراہ اہل شام سے جنگ کی اور سب شہید ہو گئے۔(۷)

۱:۔اسد الغابہ، ج۱،ص ۱۰۳؛ تاریخ طبری، ج۴،ص ۵۳۔

۲۔اسد الغابہ، ج۱،ص ۲۰۵۔

۳۔تاریخ طبری، ج۵،ص ۱۱۰۔۱۱۲؛ اسد الغابہ، ج۱،ص ۱۰۳۔

۴:طبقات الکبری، ج۶،ص ۲۴۳۔

۵:۔تھذیب التھذیب، ج۱،ص ۳۷۷۔

۶:۔طبقات الکبری، ج۶،ص ۲۴۳۔

۷:۔اسد الغابہ، ج۱،ص ۵۶۔

۱۲۲۔الاحمر

آپ بڑے جنگ جو بہادر اور شاعر تھے، جنگ صفین میں آپ نے حضرت علی - کی رکاب میں اہل شام سے جہاد کیا اور اسی جنگ ۳۷ھ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۱۲۳۔امینہ انصاری

آپ حضرت علی - کے صحابی اور شاعر تھے، جنگ صفین کے شہدا کی شان میں آپ کے شعر مشہور ہیں، جس میں سے ایک شعر مالک بن تیہان کی شان میں اس طرح ہے:

یاأباالهیثم بن تیهانَ إنیّ صرت للهمّ معدناًووساداً

اے ابوہیثم! میں تمہاری شہادت میں رنج وغم میں مبتلا ہوں(۲)

۱۲۴۔امیہ عبدی

مرحوم شیخ مفید کے نقل کرنے کے مطابق امیہ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی، اس جنگ میں بنی عدی سے ایک دشمن تلوار لیکر امامؑ کے مقابلہ میں آیا اور اس نے جنگ کے لئے پکارتے ہوے کہا:

اضربهم ولوأری علیًا عممته أبیض مشرفیًا

میں انھیں تلوار سے ماروں گا اگر چہ علیؑ کو دیکھوں، میری تلوار کی چمک انھیں بھی اپنی گرفت میں لے گی۔

اریح منه قومنا عدیًا

تا کہ ان سے اپنی قوم کو نجات دے سکوں

اس وقت امیہ عبدی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا:

هذا علی والهدیٰ سبیله والرشد فیه والتقیٰ دلیله

یہ علیؑ ہیں ان کا راستہ ہدایت و کامیابی ہے اور ان کا راستہ تقوی و پرہیز گاری اور دلیل و برہان ہے۔

اس کے بعد امیہ عبدی اور اس بنی عدی کے آدمی کے بیچ جنگ شروع ہوئی اور امیہ عبدی نے اسے ہلاک کر دیا۔(۳)

۱:۔وقعہ صفین، ص۳۷۶۔

۲:۔وقعہ صفین، ص۳۶۵۔

۳:۔الجمل، ص۳۴۴۔

۱۲۵۔امیہ بن سعد طائی

آپ شجاع وبہادر، مرکب سوار سپاہی، تابعین میں سے تھے اور آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے، آپ جنگ صفین میں آنجنابؑ کے ملازم تھے، جب آپ کو حضرت امام حسین -اور آپ کے باوفا اصحاب کے کربلا کی طرف روانہ ہونے کی خبر ملی تو آپ کوفہ سے کربلا آئے اور آٹھویں محرم ۶۱ھ کو امام حسینؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور عاشور کے دن سب سے پہلے میدان میں جاکر شہید ہو گئے۔(۱)

۱۲۶۔انس بن حارث نبیہ کاھلی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کے والد حارث بھی رسول خداؐ کے صحابی اور اصحاب صفہ میں سے تھے، انس نے جنگ بدر وحنین وغیرہ میں رسول خداؐ کے ساتھ شرکت کی، آپ صدق وسچائی، اعتماد اور نیک نیت وحسن سیرت جیسی صفت سے آراستہ تھے، آپ وفات پیغمبرؐ کے بعد کوفہ رہنے لگے اور ابن داؤد کے نقل کرنے کے مطابق حضرت امیرالمومنین -وحضرت امام حسن -وحضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں قرار پائے۔(۲)

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"ان ابنی حسین یقتل وکان الحسین بن علی فی حجر الرسول (ص) بارض من ارض العراق فمن ادرکه فلینصر"

''میرا فرزند حسینؑ۔جبکہ امام حسینؑ آپ کی آغوش مبارک میں تھے۔عراق کی ایک سرزمین پر شہید کر دیا جائے گا جو بھی اس زمانہ کو درک کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ (میرے) فرزند کی مدد کرے''۔

اس بنا پر جب آپ کو خبر ملی کہ امام حسین -اپنے اصحاب واقارب کے ساتھ میدان کربلا میں پہنچ گئے ہیں تو آپ رات کے وقت خفیہ طور سے کربلا آکر امام حسین -کے لشکر میں شامل ہوئے اور عاشور کے دن کربلا میں شہید ہو گئے۔(۳)

۱۲۷۔انس بن مدرک خثعمی

آپ کی کنیت ابوسفیان ہے، ایک نقل کے مطابق آپ رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ شاعر اور قبیلہ خثعم

۱:۔اعیان الشعیہ، ج۳،ص۴۹۸۔

۲:۔اعیان الشیعہ، ج۳،ص۴۹۹؛ تنقیح المقال، ج۱،ص۱۶۵؛ اسد الغابہ، ج۱،ص۱۲۳؛ الاصابہ، ج۱،ص۱۲۱۔

۳:۔اعیان الشیعہ، ج۳،ص۴۹۹؛ تنقیح المقال، ج۱،ص۱۵۴؛ اسد الغابہ، ج۱،ص۱۱۲۳؛ الاصبہ، ج۱،ص۱۲۱۔

کے رئیس تھے(۱) آپ نے بہت زیادہ جنگوں میں شرکت کی ہے، ابو حاتم سجستانی کے نقل کرنے کے مطابق آپ سن رسیدہ تھے اور آپ نے ۱۵۴ سال عمر پائی اور ابن فتحون کے نقل کرنے کے مطابق ۳۷ھ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔(۲)

۱۲۸۔اویس تمیمی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۱۲۹۔اویس قرنی

آپ ''اویس بن عامر'' اور ''اویس قرنی'' کے نام سے مشہور ہیں، آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایمان لائے مگر آپ اپنی مادر گرامی کے حکم کے احترام میں مدینہ سے فوراً واپس ہو گئے اور آنحضرتؐ کا دیدار نہ کر سکے، آپ اصل میں یمن کے رہنے والے تھے، البتہ عمر کے دور خلافت میں کوفہ میں رہنے لگے، آپ بزرگ تابعین میں سے ہیں۔(۴)

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی ہیں، آپ نے حضرت علی کی بیعت کی کہ آخری وقت تک ولایت امام علیؑ سے دفاع کریں گے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔(۵)

حضرت علیؑ نے جب آپ کو پہلی بار دیکھا تو چہرہ کے نور سے پہچان گئے، فرمایا: ''تمہیں اویس ہونا چاہیے؟'' عرض کی! جی ہاں، میں اویس ہوں، امامؑ نے فرمایا: قرنی (بھی) ہونا چاہیے، عرض کی: جی ہاں، اویس قرنی ہوں''۔(۶)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اویس کا مرتبہ

اویس کے مقام و مرتبہ کے لئے بس یہی کافی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے ملاقات کی آرزو رکھتے تھے، آنحضرتؐ فرماتے تھے:

" تفوح روائح الجنة من قِبَل قرن، واشوقاه اليك يا اويس القرنی، الاٰ و من لقيه فليقرئه

۱:۔اسد الغابہ، ج۱، ص۱۲۹۔

۲:۔اعیان الشعہ، ج۳، ص۵۰۳۔

۳:۔رجال طوسی، ص۳۵، ش۱۰۔

۴:۔اسد الغابہ، ج۱، ۱۵۱؛ الاصابہ، ج۱، ص۲۱۹۔

۵:۔رجال طوسی، ص۳۵، ش۱۵؛ وقعہ صفین، ص۳۲۴؛ الاصابہ، ج۱، ص۲۲۱ و ۲۲۲۔

۶:۔رجال کشی، ص۹۸، ح۱۵۶۔

منی السلام"

"قرن کی طرف سے جنت کی ہوا آتی ہے، اے اویس قرنی! میں تمہارا کتنا مشتاق ہوں، یاد رکھو جو بھی اویس سے ملاقات کرے وہ انہیں میرا سلام کہے"

ایک شخص نے پوچھا: اویس قرنی کون ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: "وہ گم نام شخص ہیں، اگر وہ تم سے غائب ہوں تو تم انہیں تلاش نہیں کروگے اور اگر تمہارے پاس ہوں تو کوئی اہمیت نہیں دوگے،

لیکن یاد رکھو ان کی شفاعت سے دو قبیلہ "ربیعہ" و "مضر" جنت میں داخل ہوں گے، انھوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے مگر مجھ پر ایمان رکھتے ہیں، آخر کار میرے لایق خلیفہ (علی بن ابی طالبؑ) کی رکاب میں جنگ صفین میں شہید ہو جائیں گے"۔(۱)

دوسری روایت میں حضرت علی -فرماتے ہیں: رسول خداؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ: میں آنحضرتؐ کی امت کے ایک شخص سے ملاقات کروں گا، جس کا نام اویس قرنی ہے اور وہ حزب اللہ میں سے ہے، اس کی موت راہ خدا میں ہوگی اور اس کی شفاعت سے دو قبیلہ "ربیعہ" و "مضر" جنت میں داخل ہوں گے"۔(۲)

اویس کا زھد و تقوی

آپ حضرت علیؑ کے حواری اور زاہدوں میں افضل تھے، آپ کی شان و منزلت اس درجہ بلند ہے کہ مثال پیش کی جائے، آپ کے فضائل و مناقب کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ آپ حضرت علی - کے برگزیدہ اصحاب اور زاہدوں میں افضل و برتر تھے اور تقریباً صاحبان نظر کو اس میں شک و تردد نہیں ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اویس کے زہد کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ان من امتی لا یستطیع ان یأتی مسجده او مصلاه من العری، یعجزه ایمانه ان یسأل الناس، منهم اویس القرنی"

"میری امت میں کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو کپڑے نہ ہونے کی بنا پر مسجد میں حاضر نہیں ہو پاتے اور ان کا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ لوگوں سے کچھ مدد مانگیں ان میں سے ایک اویس قرنی ہیں"۔(۳)

۱۔ سفینۃ البحار، ج ۱، عنوان اویس، ص ۵۳۔

۲۔ سفینۃ البحار، ج ۱، عنوان اویس، ص ۵۳۔

۳۔ حلیۃ الاولیا، ج ۲، ص ۸۴؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ص ۷۶؛ الاصابہ، ج ۱، ص ۲۲۰۔

اویس رضی اللہ عنہ کی عبادت

ابونعیم اصفہانی اصبغ بن زید سے اویس کی عبادت کے بارے میں نقل کرتے ہیں: اویس عصر (غروب) کے وقت کہتے تھے: یہ رات رکوع کی ہے اور پھر واجبات ادا کرنے کے بعد پوری رات رکوع میں رہتے تھے، کبھی کہتے تھے: یہ رات سجدہ کی ہے اور پھر صبح تک سجدہ میں رہتے تھے، آپ ہر روز عصر کے وقت جو کچھ گھر میں ہوتا تھا راہ خدا میں خرچ کر دیتے تھے اور کہتے تھے: خدایا! اگر کوئی بھوکا مرجائے اس کے حق میں میری کوتاہی سے درگزر کرنا اور اگر کوئی برہنہ مرجائے تو اس کے بارے میں مجھ سے سوال مت کرنا۔(۱)

اویس رضی اللہ عنہ اور ماں کی اطاعت

آپ یمن میں رہتے تھے ایک دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کیا، والدہ گرامی سے پیغمبرؐ کی زیارت کیلئے حجاز جانے کے واسطے اجازت مانگی، ماں نے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ مدینہ پہنچ کر آدھے دن سے زیادہ نہیں رکو گے اور فوراً اپنے وطن واپس آو گے، آپ یمن وحجاز کا طولانی راستہ طے کرنے کے بعد مدینہ پہنچ کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیت الشرف پہنچے، لیکن اتفاق سے کہ اس دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں نہیں تھے، اویس راستہ کی تھکن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ ہونے کے باوجود ماں کا حکم نہیں بھولے، آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ سے عرض کی: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ یمن سے ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے آیا تھا لیکن چوں کہ ماں کی طرف سے آدھے دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہیں تھی لہٰذا نہیں ٹھہر سکا، یہ کہہ کر اویس اپنے وطن کی طرف واپس چلے گئے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر واپس آئے تو آپ نے پوچھا: کیا کوئی شخص ہمارے گھر آیا تھا؟ جواب دیا گیا: ہاں، یمن سے اویس قرنی نامی ایک شخص آیا تھا، آپ کو بہت سلام کہا اور اپنے وطن واپس چلا گیا، رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں، یہ اویس کا نور ہے جو ابھی تک یادگار کے طور پر گھر میں ہے۔(۲)

اویس کی شہادت جنگ صفین میں

جنگ صفین میں اہل شام سے ایک شخص نے سامنے آکر حضرت علیؑ کے سپاہیوں سے کہا: کیا تمھارے بیچ اویس قرنی

۱:۔حلیۃ الاولیا، ج۲، ۸۷؛ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۷۷۔

۲:۔ناسخ التواریخ امیر المومنینؑ، ص۱۷۶۔

ہیں؟ کہا: ہاں، وہ ہم میں ہیں، تمہیں ان سے کیا مطلب؟ اس نے کہا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ''میری امت کے تابعین میں بہترین و برترین شخص اویس قرنی ہے'' اس وقت شامی آدمی نے حدیث نقل کرنے کے بعد اپنے مرکب کو امامؑ کے لشکر کی طرف دوڑایا اور ان میں شامل ہوگیا اور معاویہ کی فوج سے نکل گیا۔(۱)

ابن شہر آشوب لکھتے ہیں: اویس امامؑ کے پیادہ سپاہیوں کے بیچ تلوار چلا رہے تھے، آپ کی شہادت اس وقت واقع ہوئی کہ آپ کے لاغر بدن پر تلوار کے بہت زیادہ قاتل وار ہو چکے تھے، حضرت علی - نے خود آپ کے جسد پر نماز پڑھی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے دفن کیا، جناب اویس کی شہادت کے بعد جناب عمار یاسر میدان کارزار میں گئے اور اہل شام سے بڑی سخت جنگ کی مگر آخرکار آپ بھی اس جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔(۲)

۱۳۰۔ ایاس بن عامر غافقی مصری

آپ بصرہ کے رہنے والے تھے، آپ نے حضرت علیؑ کے پاس آ کر بیعت کی اور جنگ جمل و صفین اور نہروان میں شرکت کی۔(۳)

۱۳۱۔ ایاس بن نذیر ضبی کوفی

آپ کوفہ کے رہنے والے تھے اور نسائی کے نقل کرنے کے مطابق آپ نے جنگ جمل میں حضرت علی - کی رکاب میں جہاد کیا۔(۴)

۱۳۲۔ ایوب بن طھمان (ابو عطاء ثقفی)

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں، آپ مدائن میں امامؑ کی خدمت میں پہنچے اور ایک نقل کے مطابق آپ نے جنگ نہروان میں امامؑ کی نصرت و مدد کی۔(۵)

آپ نقل کرتے ہیں کہ: جب حضرت علیؑ مدائن کے ایوان میں داخل ہوئے تو آپ نے مجسموں اور صورتوں کو جو قبلہ

۱:۔ حلیۃ الاولیاء، ج۲،ص۸۶؛ سیر اعلام النبلاء، ج۵،ص۷۷؛ مستدرک حاکم، ج۳،ص۴۵۵؛ رجال کشی، ص۹۸،ش۱۵۵۔

۲:۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۳،ص۱۷۷؛ وقعہ صفین، ص۳۲۴؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۸،ص۹۔

۳:۔ تھذیب التھذیب، ج۱،ص۴۰۳؛ معجم رجال الحدیث، ج۳،ص۲۴۹۔

۴:۔ تھذیب التھذیب، ج۱،ص۴۰۶۔

۵:۔ تاریخ بغداد، ج۷،ص۳؛ قاموس الرجال، ج۲،ص۲۴؛ اعیان الشیعہ، ج۳،ص۵۲۴۔

کے سامنے تھیں ہٹانے کا حکم دیا اور پھر اس کے بعد نماز ادا کی۔(۱)

۱۳۴۔ ایوب بن عبید بدری

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ ''بدری'' ہیں۔(۲)

۱: تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳؛ قاموس الرجال، ج ۲، ص ۲۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۵۲۴۔

۲:۔ رجال طوسی، ص ۳۵، ش ۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۵۲۵۔

(ب)

۱۳۴۔بارقی (عمرو بن سعید حمان بارقی)

آپ شروع میں معاویہ کے ساتھ تھے لیکن بعد میں حضرت علیؑ کی رائے پسند کی اور بیعت کی اور جنگ صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا، جب آپ کو علم ہوا کہ معاویہ شرحبیل کو فریب دے کر خود اپنے سے قریب کرنا چاہتا ہے تو آپ نے ایک قصیدہ کہہ کر اس کے پاس بھیجا۔(۱)

۱۳۵۔بجیر نخعی

آپ حضرت علیؑ کے مجاہد اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل میں شجاعت و بہادری کے ساتھ جہاد کیا۔

۱۳۶۔براء بن عازب (ابو عمارہ)

آپ قبیلہ خزرج اور انصار اصحاب میں سے تھے، آپ بزرگ صحابی، فقیہ عصر اور عظیم شخصیتوں میں سے ہیں کہ آپ کے ذریعہ اسلام کو بعض فتح و کامیابی حاصل ہوئیں۔

آپ نے بچپن ہی میں اسلام قبول کیا اور چودہ یا پندرہ جنگوں میں رسول خداؐ کے ہمراہ جہاد کیا، آپ نے سب سے پہلے جنگ خندق اور ایک قول کے مطابق جنک احد میں شرکت کی، جنگ بدر کے زمانہ میں چوں کہ آپ کم سن تھے لہذا رسول خداؐ نے آپ کو جنگ میں جانے سے روک دیا تھا۔

آپ نے عثمان کے دور خلافت ۲۴ھ میں شہر رے کو جنگ یا صلح کے ساتھ فتح کیا، آپ نے جنگ تستر میں ابوموسی اشعری کے ہمراہ جنگ کی اور اس جگہ پر قبضہ کیا، آپ نے قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی۔۔۔، آپ کوفہ میں رہتے تھے اور ۲۷ھ مصعب بن زبیر کی حکومت میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔(۲)

۱:۔۔وقعہ صفین، ص ۴۹۔

۲:۔اسد الغابہ، ج ۱ص ۱۷۱؛ الاصابہ، ج ۱ص ۱۴۸؛ سیر اعلام النبلا، ج ص ۳۴۰۔

براء اور لعن معاویہ کی حدیث

براء بن ثابت نقل کرتے ہیں: ایک دن ابوسفیان اور معاویہ رسول خداؐ کے پاس آئے، آنحضرتؐ نے فرمایا: ''اللهم العن التابع والمتبوع، اللهم علیک بالاقیعس: خدایا! تابع (معاویہ) اور متبوع (ابوسفیان) پر لعنت کر اور ان کو اپنی رحمت سے دور رکھ، خدایا! اقیعس پر خاص کر لعنت فرما، ابن براء نے اپنے والد (براء) سے پوچھا: ''اقیعس'' کون ہے؟ براء نے کہا: معاویہ ہے۔(۱)

۱۳۷۔ براء بن مالک بن نضر انصاری

''براء'' انس بن ملک (خادم رسولؐ) کے بھائی تھے اور آپ کی والدہ ام سلیم تھیں، آپ بڑے غیرت مند صحابی تھے، آپ نے جنگ بدر کے علاوہ دوسری جنگوں میں مثلاً جنگ احد وخندق وغیرہ میں شرکت کی۔(۲)

آپ نے جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ اس قدر جنگ کی کہ مسلمان کامیاب ہوگئے اور اس جنگ میں آپ کو اسّی (۸۰) سے زیادہ زخم لگے۔(۳)

اگرچہ آپ نے فتح شوشتر میں شرکت کی اور اس شہر کے شرقی دروازہ کے پاس ۲۰ ھ میں شہید ہوئے اور اسی جگہ دفن ہوگئے (۴) لیکن آپ حضرت علیؑ کی ولایت اور خلیفۂ بلافصل ہونے کے معتقد تھے۔(۵)

۱۳۸۔ بریدہ اسلمی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کر کے حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا، حضرت علیؑ نے آپ اور عبداللہ اسلمی کی شان ومنزلت میں یہ دوشعر بیان فرمائے ہیں:

جزی اللہ خیراً عصبةً أسلمیةً — حسان الوجوہ صرّعوا حول ھاشم

برید و عبد اللہ منھم و منقذ — و عروۃ وابنا مالک فی الاکارم

۱۔ وقعہ صفین، ص ۲۱۸۔

۲:۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۷۲؛ الاصابہ، ج ۱، ص ۲۸۰؛ سیر اعلام النبلا، ج ۳، ص ۱۲۳۔

۳:۔ رجال کشی، ص ۴۲۔

۴:۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۷۲؛ سیر اعلام النبلا، ج ۳، ص ۱۲۳۔

۵:۔ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۵۵۲۔

خدا اسلمی کے جوانوں کو جزائے خیر دے جو بڑے خوبصورت ہیں انھوں نے اپنی جان ہاشم کیلئے قرار دی۔ برید وعبد اللہ ومنقذ اور عروہ ومالک کے دو فرزند جو سب کے سب بہادر ہیں۔(۱)

۱۳۹۔ بریدۃ بن حُصَیب اسلمی

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے عازم سفر تھے تو آپ ''غمیم'' نامی جگہ پر پہنچ کر تقریباً اپنے اسّی (۸۰) ساتھیوں کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور عشا کی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں ادا کی۔

برید ہ مدینہ کے قریب اپنے وطن میں رہ گئے اور جنگ احد کے بعد مدینہ آئے اور جنگ خیبر و فتح مکہ نیز دیگر جنگوں میں شرکت کی اور آپ صلح حدیبیہ وبیعت رضوان کے وقت موجود تھے۔

آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہمیشہ علیؑ اور خاندان رسالت کے حامی وہمدرد رہے اور قتل عثمان کے بعد ان لوگوں میں قرار پائے جنھوں نے آخری عمر تک حضرت علیؑ کا ساتھ دینے کی بیعت کی تھی۔

بریدہ کی تجہیز فاطمہ سلام اللہ علیہا میں شرکت

آپ نے وفات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کے ساتھ حمایت وجاں فشانی میں کسی بھی طرح سے دریغ نہیں کیا لہٰذا آپ خاندان رسالت کے رازدار قرار پائے یہاں تک کہ آپ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی تجہیز وتکفین میں مخفی طور پر شرکت کی۔

علامہ مجلسی کتاب ''روضۃ الواعظین'' سے نقل کرتے ہیں: حضرت فاطمہ زہرا = جب بستر علالت پر تھیں تو آپ نے حضرت علی – سے وصیت کی کہ رات کی تاریکی میں مجھے غسل (وکفن) دے کر نماز پڑھیں اور رات کی تاریکی ہی میں سپرد لحد کریں اور ظلم وستم کرنے والوں میں سے کوئی بھی حاضر نہ ہو، جب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے انتقال فرمایا تو اہل مدینہ اور خاص کر خواتین بنی ہاشم کی آواز گریہ بلند ہوگئی اور سب اس بات کے منتظر تھے کہ یادگار پیغمبرؐ کی تشییع جنازہ میں شرکت کریں لیکن حضرت علیؑ کے حکم کے مطابق جناب ابوذرؓ نے گھر سے باہر آکر کہا: سب اپنے گھر واپس چلے جائیں، ابھی تشییع جنازہ میں دیر ہے، سب لوگ واپس چلے گئے، تاکہ کل تشییع جنازہ اور نماز ودفن میں شرکت کریں، لیکن جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت کے مطابق چند خاص افراد کے ساتھ نماز پڑھی اور خفیہ طور پر

۱:۔الاصابہ، ج۱، ص۲۸۷۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو سپرد خاک کر دیا، تشیع جنازہ میں شرکت کرنے والے ونماز جنازہ پڑھنے والوں میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دو بچوں یعنی امام حسنؑ وامام حسینؑ کے علاوہ چند خاص افراد تھے جن کے نام اس طرح ہیں: جناب عمار یاسر، جناب مقداد، جناب ابوذر، جناب سلمان، جناب زہیر، جناب عقیل، جناب بریدہ بن حصیب اسلمی اور بنی ہاشم کے کچھ افراد اوران کے خاص لوگ۔

بریدہ کا اعتراض ابوبکر کی خلافت پر

جس وقت حضرت علیؑ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل وکفن میں مشغول تھے تو لوگوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوکر ابوبکر کی بیعت کی، ان دنوں بریدہ بن حصیب مدینہ میں نہیں تھے (چونکہ آپ مدینہ سے باہر لشکر اسامہ کے پرچم دار تھے(۱) مدینہ پہنچ کر جب آپ کو یہ خبر ملی کہ لوگ ابوبکر کی بیعت کر چکے ہیں اور انہیں پیغمبرؐ کی جانشینی کے لئے منتخب کرلیا ہے تو آپ فوراً عمران بن حصین کے گھر آئے اوران سے کہا: اے عمران! بھلا دیکھا آپ نے کہ لوگوں نے پیغمبر اسلامؐ کی بات حضرت علی - کے حق میں کتنا جلدی بھلا دی، کیا آپ کو یاد ہے کہ اس باغ میں جب بھی کوئی داخل ہوکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا تھا تو آنحضرتؐ اس سے جواب سلام کے بعد فرماتے تھے: "**سلم علی امیر المومنین، علی بن ابی طالب**؛ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ پر سلام کرو، سب لوگوں نے سلام کیا اور سوائے عمر بن خطاب کے کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ: حضرت علیؑ پر امیر المومنین کی حیثیت سے سلام کرنا خدا کے حکم سے ہے یا رسول خداؐ کے حکم سے ہے،؟ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "**بل من الله و من رسوله**؛ یہ خدا کی طرف سے ہے اوراس کے رسول کی طرف سے بھی،، اے عمران! کیا آپ کو یہ واقعہ یاد ہے؟ عمران نے کہا: ہاں میرے یاد ہے، بریدہ نے کہا: تو پھر آئیں ابوبکر کے پاس جا کر پوچھتے ہیں کہ کیا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ کے بعد نیا حکم فرمایا ہے کہ جس سے ہم بے خبر ہیں؟ کیوں کہ اگر انھوں نے اس طرح کا کوئی نیا حکم نہیں سنا ہوگا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق جھوٹ نہیں بولیں گے، بریدہ اور عمران نے ابوبکر کے پاس جا کر ایک انصار کے باغ میں سلام کا واقعہ انہیں یاد دلایا نیز ان سے کہا: آپ نے خود اس دن حضرت علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا تھا، لہٰذا اب یہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ کوئی دوسرا شخص ان پر امیر وحاکم ہو! کیا اس کے بعد آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی نیا حکم سنا ہے جس کی ہمیں اطلاع نہیں ہے؟ ابوبکر نے تصدیق کی اور کہا کہ وہ دن میرے یاد ہے۔

بریدہ نے کہا: تو پھر کس طرح مناسب ہے کہ کوئی دوسرا شخص حضرت امیر المومنینؑ پر حکومت کرے باوجود یہ کہ پیغمبر

۱:۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱ص ۱۶۰۔

اسلامؐ نے انہیں امیر المومنینؑ قرار دیا ہے؟ ابوبکر نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں، لیکن (کیا کیا جائے کہ) مسلمانوں نے انتخاب کر کے میری بیعت کی اور میں نے ان کی رائے قبول کر لی، بریدہ نے کہا: **واللّٰہ ماذٰلك لك ولا للمسلمین خلاف رسول اللّٰہ**، خدا کی قسم آپ اور مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ رسول خداؐ کی خلاف ورزی کریں، آپ کو چاہئے کہ امامت وولایت (کا عہدہ) حضرت علیؑ کے سپرد کریں، بات جیسے ہی یہاں تک پہنچی تو ابوبکر نے کہا: اس بارے میں عمر سے بات کرتے ہیں، جب عمر آئے اور انہیں بریدہ کے اعتراض کا علم ہوا تو کہا: (ٹھیک ہے لیکن) "**لا یجتمع النبوۃ والملك فی اھل بیت واحد**؛ نبوت وسلطنت ہرگز ایک گھر میں جمع نہیں ہوں گی"۔

بریدہ چوں کہ قرآن کا علم رکھتے تھے اور آپ میں جرأت گفتار بھی تھی لہٰذا کہا: اے عمر! آپ قرآن کے خلاف بات کیوں کر رہے ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ قرآن میں آپ کے اس دعوی کو اشتباہ وغلط قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

{أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا}۔(۱)

"ہم نے جو کچھ انہیں اپنے فضل سے دیا ہے کیا لوگ اس پر حسد کرتے ہیں، بہ تحقیق ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دی اور انہیں عظیم حکومت عطا فرمائی"

عمر کو بریدہ کی بات سنکر بڑا غصہ آیا، کہنے لگے: آپ دونوں اس امت میں تفرقہ ڈالنے آئے ہو۔

راوی کہتا ہے: میں نے عمر کو اس دن کے برابر غصہ میں کبھی نہیں دیکھا۔(۲)

۱۴۰۔بریر بن خضیر ھمدانی مشرقی

آپ تابعین اور زاہد وعابد اور اہل کوفہ کے رؤسا میں سے ہیں، آپ کا شمار اکابر قوم اور قاریوں میں ہوتا ہے، آپ حضرت علی -کے صحابی ہیں، جب آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت امام حسین -مدینہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو فوراً آپ مکہ پہنچ کر آنجنابؑ سے ملحق ہو گئے اور حضرت امام حسینؑ کے باوفا اصحاب کے ساتھ کربلا آ کر ۶۱ھ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۱۴۱۔بسر بن زھیر ازدی

۱:۔سورۂ نساء، [۴] آیت ۵۴۔

۲:۔بحار الانوار، ج ۷۳، ص ۳۰۹۔

۳:۔اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۵۶۱؛ تنقیح المقال، ج ۱، ص ۱۶۶۔

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے آنجنابؑ کی رکاب میں جنگ صفین میں شرکت کی اور ۳۷ھ میں بکر بن علقمہ بجلی اور بواب بن زاہر کے ساتھ شہید ہو گئے۔(۱)

۱۴۲۔بشر اسلمی

آپ قرآن مجید کے قاری اور حضرت علی - کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

۱۴۳۔بشر بن حسان ذهلی

آپ قبیلہ ذہل اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور اپنے پانچ بھائیوں کے ساتھ آنجنابؑ کی رکاب میں شہید ہو گئے، اس جنگ میں اہل کوفہ کے قبیلہ ''بکر بن وائل'' کا پرچم آپ کے بھائی کے ہاتھ میں تھا۔(۲)

۱۴۴۔بشر بن زید بن عمرو

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۱۴۵۔بشر بن عسوس طائی

آپ شاعر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں سخت جہاد اور کافی لوگوں کو ہلاک کیا۔(۴)

۱۴۶۔بشر بن عمرو همدانی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۵)

۱۴۷۔بشر بن غالب ازدی کوفی

۱:۔وقعہ صفین، ص۵۵۶و۵۵۸۔

۲:۔تاریخ طبری، ج۴، ص۵۲۲۔

۳:۔رجال طوسی، ص۳۵، ش۳۔

۴:۔تاریخ طبری، ج۵، ص۳۱؛ وقعہ صفین، ص۲۸۰۔

۵:۔مقدمہ رجال کشی، ح۵۔

آپ ایک روایت کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے بعد میں کوفہ آکر رہنے لگے، برقی کے نقل کرنے کے مطابق آپ حضرت علیؑ وامام حسنؑ وامام حسینؑ اور امام سجادؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۱)

علم فقہ میں آپ سے بہت زیادہ روایتیں منقول ہیں اور آپ ثقہ ہیں، من جملہ آپ نے حضرت امام حسینؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جو شخص بھی نماز میں کھڑا ہو کر قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھے گا تو ہر حرف کے بدلے سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور اگر نماز کے علاوہ پڑھے گا تو دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اگر قرآن کی تلاوت سنے گا تو ہر حرف کے بدلے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر شب میں قرآن کا ورد کرے تو صبح تک فرشتے اس پر درود پڑھتے رہیں گے اور اگر دن میں ورد کرے تو رات تک فرشتے اس کی حفاظت کرتے رہیں گے اور اس پر درود پڑھتے رہیں گے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اسے زمین وآسمان سے بہتر نیکی نصیب ہوگی۔

بشر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسینؑ سے پوچھا: یہ اجر وثواب اس کے لئے ہے جو پورے قرآن کی تلاوت کرے، لیکن جو نہیں پڑھتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اے بنی اسد کے بھائی! خدا جواد وماجد اور بڑا مہربان ہے۔(۲)

۱۴۸۔ بشر بن کثیر

آپ ان افراد میں سے ہیں کہ جو وفات پیغمبر اسلامؐ کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت کی طرف پلٹ آئے اور آپ حضرت علی -کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ہیں۔(۳)

۱۴۹۔ بشر بن مسعود

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۱۵۰۔ بشر بن منقذ عبدی (اعورنشی)

آپ نے جنگ جمل وصفین میں شرکت کی اور حضرت امیر المومنینؑ کی رکاب میں جہاد کیا، آپ بڑے شجاع و بہادر

۱:۔ رجال برقی، ص۸؛ معجم رجال الحدیث، ج۳،ص۳۲۰؛ رجال طوسی ص۲۷، ش۱وص۸۴، ش۱۔

۲:۔ اصول کافی، ج۲، باب ثواب قرائت قرآن، ص۶۱۱۔

۳:۔ تنقیح المقال، ج۱،ص۱۷۴؛ اعیان الشیعہ، ج۳،ص۵۷۶۔

۴:۔ رجال طوسی ص۳۶، ش۷۔

تھے اور آپ کے خلوص کا اندازہ میدان جنگ سے ہوسکتا ہے(۱) آپ نے کافی اشعار کہے ہیں جو کتاب ''وقعہ صفین'' میں نقل ہیں۔

آپ کا حضرت علی علیہ السلام اور آنجناب کے فرزندوں کی نسبت اظہار ایمان وعقیدت

نصر بن مزاحم رقمطراز ہیں: معاویہ نے جنگ صفین میں پہلے دنوں قبیلہ مضر کے سرداروں کو پرچم دیئے تو طایفہ کندہ سے عبداللہ بن حارث سکونی نامی شخص نے معاویہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: آپ نے بعض کو دیگر بعض پر ترجیح دی ہے، معاویہ نے اس کی رضایت وخوشی کی خاطر مجبور ہوکر اس کی بات قبول کی اور اسے اس کا حق دیا لیکن جب یہ بات حضرت علی - کے ساتھیوں تک پہنچی تو اعور شنی نے کھڑے ہوکر حضرت علی - سے عرض کیا: مولا! ہم اہل شام کی طرح آپ پر اعتراض نہیں کریں گے بلکہ ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے، اور اگر خدانخواستہ آپ ہمارے بیچ نہ رہے تو آپ کے فرزند حضرت امام حسن وامام حسینؑ ہمارے امام وقائد ہیں۔

آخر کار آپ نے ۵۰ ہجری شہر کوفہ میں زیاد بن ابیہ کی حکومت میں دار فانی سے کوچ کیا اور ایک روایت میں نقل ہے کہ آپ ان شیعوں میں سے ہیں جو زیاد کے ہاتھوں شہید ہوئے۔(۲)

۱۵۱۔ بشیر بن ابی زید بن ثابت انصاری

آپ نے جنگ صفین میں اپنے بھائی کے ہمراہ حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا، آپ کے والدان چھ افراد میں سے ہیں جنھوں نے زمانہ رسولؐ میں قرآن مجید جمع کیا۔(۳)

۱۵۲۔ بشیر بن عقبہ (ابی مسعود) انصاری

آپ انصار اصحاب میں سے ہیں نیز بدری اور حضرت علیؑ کے صحابی ہیں۔(۴)

ابن حجر بشیر کے حالات میں لکھتے ہیں کہ: آپ اور آپ کے والد عقبہ دونوں پیغمبر اسلامؐ کے صحابی تھے، آپ نے

۱:۔اعیان الشیعہ، ج۳،ص۵۷۶۔

۲:۔اعیان الشیعہ، ج۳،ص۵۷۶۔

۳:اسد الغابہ، ج۱،ص ۱۹۴الاصابہ، ج۱،ص۳۱۱؛اعیان الشیعہ، ج۳،ص۵۷۸۔

۴:۔اسد الغابہ، ج۱،ص ۱۹۴الاصابہ، ج۱،ص۳۱۱؛اعیان الشیعہ، ج۳،ص۵۷۸۔

حدیث مواقیت کو نقل کیا ہے(۱) البتہ بخاری وغیرہ آپ کو تابعین میں قرار دیتے ہیں، بعض سندوں میں آپ کا نام ''بشر'' ذکر ہوا ہے، آپ کی واقعہ حرّہ ۶۳ ہجری میں شہادت ہوئی۔(۲)

۱۵۳۔ بشیر بن عمر (ابو عمرہ انصاری)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ بدر و احد اور خندق وغیرہ۔۔۔ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں جہاد کیا۔

وفات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ حضرت علیؑ کے برگزیدہ اصحاب میں سے تھے، آنجنابؑ کی رکاب میں آپ نے جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور آخر کار جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔(۳)

ابو عمرہ کا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت پر اعتقاد

آپ وفات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پختہ ایمان و اعتقاد رکھتے تھے، لہٰذا جب ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق - سے عرض کیا: وفات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تین افراد (سلمان، ابوذر و مقداد) کے علاوہ سارے لوگ مرتد ہو گئے تو امامؑ نے فرمایا: ''فاین ابو ساسان وابو عمرہ انصاری وشنتیرہ''(۴) یعنی ابو ساسان وابو عمرہ اور شنتیرہ بھی مرتد نہیں ہوئے اور حضرت علی -کی امامت و ولایت پر ثابت قدم رہے۔(۵)

آپ نے جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور جنگ صفین ہی میں ۳۷ھ میں شہید ہو گئے، آپ نے جانی قربانی کے علاوہ حضرت علی - کے لشکر کو ایک لاکھ درہم کی مالی مدد بھی کی۔(۶)

حضرت علی علیہ السلام کا ایلچی معاویہ کی طرف

حضرت علیؑ نے سیرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے قتل و غارت گری کو روکنے کی خاطر ابو عمرہ کو سعید بن

۱:۔اسد الغابہ، ج۱ص۱۹۶۔

۲:۔الاصابہ، ج۱ص ۲۳۴۔

۳:۔رجال طوسی، ص۳۶، ش۶۔

۴:۔۔رجال کشی، ص۸، ح۱۷، قاموس الرجال، ج۲ص۴۸۶۔

۵:۔۔رجال کشی، ص۷، ح۱۴۔

۶:۔تھذیب التھذیب، ج۱۰ص۲۰۹۔

قیس ہمدانی وشبث بن ربعی کے ہمراہ معاویہ کے پاس بات چیت کرنے کیلئے بھیجا، تا کہ معاویہ جنگ سے باز آجائے، معاویہ کے پاس پہنچنے کے بعد ابوعمرہ نے خدا کی حمد وثنا کے بعد کہا:

اے معاویہ! جان لو کہ دنیا بہت جلد گزر جائے گی اور تم ایک دوسرے عالم میں منتقل ہو جاؤ گے، جہاں خداوند عالم تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کے خلاف تفرقہ واختلاف مت پھیلاؤ اور مسلمانوں کے بیچ خون ریزی کا سبب مت بنو۔(۱)

معاویہ نے ابوعمرہ کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا: پھر (علیؑ سے) ساتھ ہونے کی تاکید کیوں نہیں کرتے؟

ابوعمرہ نے کہا: تم اپنا علیؑ سے مقابلہ کررہے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ وہ فضیلت ودینداری کے لحاظ سے اسلام میں سبقت رکھتے ہیں اور لوگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ قریبی ہیں، نیز آنحضرتؐ کے لایق جانشین ہیں، پس تم ہرگز حضرت علیؑ کے برابر نہیں ہو سکتے۔

ابوعمرہ کی منطقی گفتگو کے سامنے معاویہ نے لاجواب ہو کر پوچھا: اے ابوعمرہ! آخر تم کیا چاہتے ہو؟ ابوعمرہ نے کہا: میں تمہیں تقوی و پرہیزگاری کی دعوت دیتا ہوں اور یہ کہ حضرت علیؑ کی بات قبول کرو تا کہ یہ کام تمہارے لئے دین اور عاقبت کے اعتبار سے بہتر قرار پائے۔(۲)

بہرحال ابوعمرہ وغیرہ کی وعظ ونصیحت کا معاویہ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور خون ریزی اور مکروفریب کے ذریعہ حضرت علی - کی حکومت کو متزلزل کرکے اپنے ناجائز مقصد تک پہنچ گیا۔

۱۵۴۔ بشیر بن معبد (ابن خصاصیہ)

آپ ابن خصاصیہ کے نام سے مشہور اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ کا نام ''زحم'' یا ''نذیر'' یا ''بریر'' تھا جسے رسول خداؐ نے بدل کر بشیر رکھا اور آپ کی والدہ کا نام ماریہ تھا۔(۳)

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۱:۔شرح ابن ابی الحدید۔

۲:۔وقعہ صفین، ص ۱۸۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۱۴؛ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۷۳۔

۳:۔اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۹۳؛ تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۴۸۷؛ رجال طوسی، ص ۹، ش ۸؛ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۵۸۶۔

۴۔رجال طوسی، ص ۳۵، ش ۵۔

۱۵۵۔بکر بن تغلب سدوسی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے،(۱) مزاحم کے نقل کرنے کے مطابق آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے مجاہد صحابی تھے۔(۲)

۱۵۶۔بکر بن زید ھمدانی

آپ جنگ صفین میں حضرت علی -کے جنگجو اور گھوڑ سوار سپاہی تھے، کتاب ''الکامل فی التاریخ'' میں ابن اثیر کے نقل کرنے کے مطابق آپ نے ایک دن جنگ صفین میں قبیلہ ہمدان کے ایک سو اسی (۱۸۰) جوانوں کے ہمراہ مالک اشتر کی معیت میں لشکر معاویہ کے خلاف جنگ کی اور ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس جنگ میں اس قبیلہ کے گیارہ بزرگ منجملہ بکر بن زید اور ان کے بھائی عبداللہ حضرت علی -کی رکاب میں شہید ہو گئے۔(۳)

۱۵۷۔بکر بن عجلی

تاریخ کی کتابوں میں آپ کے حالات زندگی نہیں ملتے، آپ کی حضرت علیؑ سے نقل کی ہوئی حدیث ملتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور قریبی لوگوں میں سے تھے، حدیث یہ ہے:

بیان کرتے ہیں: ہم کوفہ میں حضرت علیؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ لوگوں نے آ کر سلام کیا، آنجنابؑ نے پوچھا: تم شام کے رہنے والے ہو یا جزیرہ کے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم شام کے رہنے والے ہیں، اس کے بعد انھوں نے پوچھا: ہمارے باپ کا انتقال ہو گیا ہے اور انھوں نے کافی مال چھوڑا ہے، ہم کئی بھائی، بہن ہیں اور ہم میں سے ایک خنثیٰ ہے جس کے مرد اور عورت دونوں کا عضو ہے، وہ بھی مرد کی طرح میراث مانگ رہا ہے، اس صورت میں ہمارا کیا وظیفہ ہے؟ حضرت نے فرمایا: معاویہ سے کیوں نہیں پوچھا؟ انھوں نے کہا: ہم ان کے پاس گئے تھے مگر وہ جواب نہیں دے پائے، حضرتؑ نے اطراف کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''لعن اللّٰہ قوماً لا یرضون بقضائنا ویطعنون علینا فی دیننا؛ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو ہمارے فیصلہ سے راضی نہیں ہیں اور ہمارے دین میں ہم پر طعن کرتے ہیں'' اس کے بعد حضرت علیؑ نے شامی لوگوں سے فرمایا: ''اس خنثیٰ وارث کے پاس جا کر دیکھو اگر وہ مرد کے عضو سے پیشاب کرتا ہے تو اسے مرد کی میراث دیجئے اور اگر اس کے علاوہ تو

۱۔رجال طوسی، ص ۳۵، ش ۴۔

۲۔وقعہ صفین، ص ۱۷۰۔

۳۔اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۵۹۲۔

عورت کی میراث دیجئے'' انھوں نے واپس جا کر دیکھا کہ وہ مرد کے عضو سے پیشاب کرتا ہے لہٰذا اسے مرد کی میراث دی۔(۱)

۱۵۸۔ بکر بن علقمہ بجلی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور ۳۷ھ میں بسر بن زہیر ازدی اور بواب بن زاہر کے ساتھ شہید ہو گئے۔(۲)

۱۵۹۔ بکر بن ہوذہ نخعی

آپ حضرت علی - کے صحابی ہیں، آپ جنگ صفین میں آنجنابؑ کے ساتھ تھے اور آپ نے بڑی شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا، آپ کا درواقع اہل نخعی میں شمار ہوتا ہے جو کہ جنگ صفین میں بڑے جم کر لڑے ہیں، منقول ہے کہ آپ کی شہادت اسی جنگ میں ہوئی۔(۳)

۱۶۰۔ بکیر بن وائل

آپ بڑے شجاع و بہادر تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی - کا ساتھ دیا اور اہل شام سے جنگ کی۔

۱۶۱۔ بواب بن زاھر

آپ حضرت علی - کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جنگ کی اور آخر کار ۳۷ھ میں بکر بن علقمہ بجلی و بسر بن زہیر ازدی کے ساتھ شہید ہو گئے۔(۴)

۱۔ اعیان الشیعہ، ج ۳،ص ۵۹۴۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔۵۵۸۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۲۸۶؛ تاریخ طبری، ج ۵،ص ۳۲۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔۵۵۸۔

(ت)

۱۶۲۔ تمّام بن عباس

آپ رسول خداؐ وحضرت علیؑ کے چچا جناب عباس بن عبدالمطلب کے آخری فرزند اور جناب عبداللہ بن عباس کے بھائی ہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کی والدہ ام الولد (کنیز) تھیں، آپ کے دو مادری بھائی عون وکثیر تھے۔(۱)

آپ کے صحابی یا تابعین ہونے میں اختلاف ہے، البتہ آپ نے اس مشہور روایت کو رسول خداؐ سے نقل کیا ہے: ''**فلو لا اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ**، اگر میری امت کے لئے سخت نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا واجب قرار دے دیتا'' (۲) اگر آپ نے یہ حدیث بلا واسطہ رسول خداؐ سے نقل کی ہے تو یہ آپ کے صحابی ہونے کو تقویت کرتی ہے۔

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں، آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور مقرب قرار پائے، امامؑ بھی آپ پر اعتماد کرتے تھے لہذا امامؑ نے آپ کو مدینہ کا والی قرار دیا۔۔۔۔(۳)

۱۶۳۔ تمیم بن حاتم

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں اور آپ نے آنجنابؑ سے حدیث نقل کی ہے، آپ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت علیؑ کے ساتھ بصرہ کی طرف سفر کر رہے تھے راستہ میں ایک جگہ ٹھہرے تھے کہ اچانک زلزلہ آگیا، آنجنابؑ نے زمین پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''تجھے کیا ہو رہا ہے؟'' اس کے بعد ہماری طرف رخ کر کے فرمایا: ''اگر یہ وہی زلزلہ ہوتا کہ جس کا ذکر

۱۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۲۱۲؛ الاصابہ، ج۱، ص ۳۷۵؛ اعیان الشیعہ، ج۳، ص ۶۳۷۔

۲۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۲۱۲؛ الاصابہ، ج۱، ص ۳۷۵؛ اعیان الشیعہ، ج۳، ص ۶۳۷۔

۳۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۲۱۲؛ تاریخ طبری، ج۵، ص ۹۳۔

خداوندعالم نے قرآن مجید میں کیا ہے تو یہ میرے کہنے پر ٹھہر جاتا لیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے''۔(۱)

۱۶۴۔تمیم بن حذیم ناجی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز رقمطراز ہیں: آپ نے حضرت علی - کے زمانے میں بعض جنگوں میں شرکت کی ہے۔(۲)

آپ شجاع وبہادر اور قبیلہ ''نصر'' سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۳)

نصر بن مزاحم کتاب ''وقعہ صفین'' میں تمیم کے حوالہ سے ایک اہم واقعہ نقل کرتے ہیں کہ:

جابر بن یزید جعفی تمیم بن حذیم سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: جب بھی حضرت علی - جنگ صفین میں میدان کارزار میں جاتے تھے تو نام خدا کے ساتھ مرکب پر سوار ہوتے تھے اور کہتے تھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ نِعَمِهِ عَلَيْنَا وَ فَضْلِهِ عَلَيْنَا {سُبحانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ}۔(۴)

حمد وثنا خدا کے لئے ہے کہ اس نے ہمیں نعمتیں عطا کیں اور ہم پر فضل وکرم فرمایا،'' خدا کی ذات پاک ومنزہ ہے جس نے اسے ہمارے قابو میں کر دیا حالانکہ ہم میں اسے قابو کرنے کی طاقت نہیں تھی اور بے شک ہم اپنے پروردگار کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں''

اس کے بعد حضرت روبہ قبلہ کھڑے ہوکر ہاتھ بلند کر کے اس طرح دعا کرتے تھے: ''خدایا! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو بہترین کامیابی عطا کرنے والا ہے''

اس کے بعد فرمایا: ''الله اکبر، الله اکبر، لا اله الاالله والله اکبر، یا الله یا احد یاصمد، یا رب محمد، بسم الله الرحمن الرحیم، لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم، الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم، مالك یوم الدین ایاك نعبد وایاك نستعین'' اس کے بعد آخر میں فرمایا: '' خدایا! ظالموں کے خطروں کو ہم سے دور فرما'' آخر میں تمیم کہتے ہیں: یہ دعا اور آیتیں جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا شعار تھیں۔(۵)

۱:۔۔اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۶۳۹؛ تنقیح المقال، ج ۱، ص ۱۸۶؛ جامع الرواۃ، ج ۱، ص ۱۳۲۔

۲:۔رجال طوسی، ص ۳۶، ش ۱۔

۳۔رجال برقی، ص ۴۔

۴۔سورہ زخرف [۴۳]، آیت: ۱۳۔۱۴۔

۵۔وقعہ صفین، ص ۲۳۰۔

۱۶۵۔تمیم بن طرفہ طائی مسلی کوفی

آپ کوفہ کے رہنے والے، تابعین میں سے تھے اور حضرت علی - کے صحابی تھے(۱) آپ حدیث کے راوی، قابل اعتماد اور امین تھے، آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ۹۳ اور ایک قول ہے کہ ۹۴ یا ۹۵ ہجری میں حجاج کے زمانہ میں آپ کی شہادت ہوئی۔(۲)

۱۶۶۔تمیم بن عمرو(ابوجبیش)

آپ قابل اعتماد اور حضرت علی - کے اصحاب میں سے تھے، آپ کی کنیت ابوجبیش یا ابوحنش یا ابوحنیش تھی۔(۳)

۱۔اعیان الشیعہ، ج۳،ص۶۳۹؛ تنقیح المقال، ج۱،ص۱۸۷۔

۲۔تھذیب التھذیب، ج۱،ص۵۱۴؛ اعیان الشیعہ، ج۳،ص۶۳۹۔

۳۔رجال طوسی، ص۳۶، ش۲؛ اعیان الشیعہ، ج۳،ص۶۴۰۔

(ث)

۱۶۷۔ثابت بن حجاج کلابی جزری

مورخین نے آپ کا نام ثقہ تابعین اور حدیث نقل کرنے والے راویوں میں ذکر کیا ہے۔(۱)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور تحریر کرتے ہیں کہ: انھوں نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے۔(۲)

۱۶۸۔ثابت بن سعد طائی (ابوعمرو حمصی)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۳) ابن حجر کے نقل کرنے کے مطابق آپ کی کنیت ''ابوعمر حمصی'' ہے، آپ شام کے بزرگوں میں سے تھے۔(۴)

۱۶۹۔ثابت بن عبید بنانی انصاری (ابوفضالہ)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ بدر میں شرکت کی، آپ حضرت علی - کے صحابی ہیں اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں شہید ہوئے۔(۵)

آپ کے فرزند فضالہ نقل کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ (مدینہ کے باہر) حضرت علیؑ کی عیادت کے لئے گیا، حضرت بستر علالت پر تھے، میرے والد نے کہا: آپ یہاں کیوں ہیں؟ اگر خدانخواستہ اجل آ پہنچی تو یہاں اعراب کے علاوہ کوئی نہیں ہے، بہتر ہے کہ آپ مدینہ میں تشریف لے چلیں، اگر خدانخواستہ اس طرح کا اتفاق پیش آ گیا تو وہاں نماز و تشیع کے

۱۔اعیان الشیعہ، ج۴،ص۹۔

۲۔رجال طوسی،ص۳۶،ش۲؛ تھذیب التھذیب، ج۱،ص۵۴۸۔

۳۔رجال طوسی،ص۳۶،ش۱۔

۴۔تھذیب التھذیب، ج۱،ص۵۴۸۔

۵۔رجال طوسی،ص۳۶،ش۳۔

لئے اصحاب موجود ہیں، حضرت علیؑ نے فرمایا: اے ابوفضالہ! اس بیماری میں میرا انتقال نہیں ہوگا، ان النبی ﷺ عهد الیّ انی لاأموت حتی اضرب ثم تخضب هذه من هذه یعنی لحیته من دم هامته؛ کیوں کہ پیغمبر اسلامؐ نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میرا اس وقت انتقال ہوگا جب میرے (سر پر) ضربت لگے گی اور یہ (ڈاڑھی سر کے) خون سے رنگین ہوجائے گی۔(۱)

۱۷۰۔ثابت بن قیس بن خطیم

ابن اثیر کے مطابق آپ رسول خداؐ کے صحابی تھے اور معاویہ کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا، آپ حضرت علیؑ کے صحابی قرار پائے، آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں حضرت علی - کی رکاب میں جہاد کیا، آپ کے تین فرزند عمرو ویزید ومحمد واقعہ حرّہ میں شہید ہوگئے، آپ کے دوسرے فرزند عدی بن ثابت ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔(۲)

ابن حجر اور خطیب بغدادی کے نقل کرنے کے مطابق آپ نے جنگ احد اور اس کے بعد والی ساری جنگوں میں رسول خداؐ کی رکاب میں جہاد کیا، حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ کے والی منصوب ہوئے اور معاویہ کے دور خلافت تک حیات رہے۔(۳)

خطیب، عبداللہ بن عمارہ سے نقل کرتے ہیں: ثابت بن قیس قوی وبہادر، حضرت علیؑ کے عقیدت منداور وفادار صحابی تھے، آپ نے آنجنابؑ کی خدمت میں بہت زیادہ فداکاری کی، حضرت علیؑ بھی آپ پر اعتماد کرتے تھے اور آپ کو مدائن کی حکومت کے لئے منصوب کیا۔

۱۷۱۔ثابت بن قیس بن منقع نخعی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے مدینہ میں آنجنابؑ کی اس بات پر بیعت کی کہ آخری دم تک ولایت وخلافت سے دفاع کریں گے۔(۴)

۱۷۲۔ثابت مولیٰ (آزاد شدہ غلام) ابوذر

۱۔رجال طوسی، ص۳۶، ش۳۔

۲۔اسد الغابہ، ج۱، ص۲۲۸۔

۳۔الاصابہ، ج۱، ص۳۹۳؛ تاریخ بغداد، ج۱، ص۱۷۶۔

۴۔الجمل، ص۱۰۸۔

آپ جناب ابوذر کے آزاد کردہ غلام اور حضرت علیؑ کے چاہنے والے تھے، آپ کہتے ہیں: میں جنگ جمل میں حضرت علی - کے ساتھ تھا، عائشہ کو دیکھ کر متردد و دودل ہوگیا، البتہ سورج غروب ہونے کے بعد خداوند عالم نے مجھ پر لطف وعنایت فرما کر میرے شک وتردد کو برطرف کردیا اور میں میدان کارزار میں داخل ہوگیا، جنگ جمل کے بعد مدینہ میں جناب ام سلمہ کے پاس جاکر میں نے پورا ماجرا بیان کیا، ام سلمہ نے کہا: جب سب مطمئن ہوگئے تو تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی: میرا دل مولا علیؑ کی حقانیت پر مطمئن ہوا، خداوند عالم نے شک وتردد کو زوال کے بعد برطرف کردیا اور میں نے ڈٹ کر حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی، ام سلمہ نے کہا: مرحبا، تم نے بہت اچھا کیا، میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: "علی مع القرآن والقرآن معه، لایفترقان حتی یردا علی الحوض" علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے، دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔(۱)

۱۷۳۔ثعلبہ بن عمرو بن محصن خزرجی (ابوعمیرہ انصاری)

آپ حدیث نقل کرنے والے راوی، گھوڑ سوار بہادر سپاہی اور ابوعمرہ یا ابوعمیرہ انصاری کے نام سے مشہور تھے(۲) آپ نے جنگ صفین میں ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) درہم سے اہل شام کی شکست کے لئے حضرت علیؑ کی کمک کی اور اسی جنگ میں ۳۷ھ کو حضرت علی - کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہوگئے۔(۳)

۱۷۴۔ثعلبہ بن یزید حِمّانی

آپ حمانی (۴) کے لقب سے مشہور تھے، حضرت علیؑ کی پلیس کے سربراہ اور خاص صحابی ومخلص شیعہ تھے، آپ نے حضرت علیؑ سے حدیثیں نقل کی ہیں اور حبیب بن ابی ثابت، سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ نے آپ سے روایتیں نقل کی ہیں۔(۵)

۱۔امالی طوسی، ص ۴۶۰، مجلس ۱۰۲۸/۴۳؛ ص ۵۰۶ مجلس ۱۱۰۸/۱۵۔

۲۔رجال طوسی، ص ۱۲، ش ۱۳؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۲۳۔

۳۔اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۲۳؛ تنقیح المقال، ج ۱، ص ۱۹۵۔

۴۔حمانی قبیلہ تمیم حمان کی طرف منسوب ہیں۔

۵۔تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۵۶۷؛ قاموس الرجال، ج ۲، ص ۴۹۲؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۲۵۔

۱۷۵۔ثمامہ بن مثنی

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی ہیں، آپ نے حضرت علی -کی رکاب میں جنگ جمل میں جہاد کیا اور درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

(ج)

۱۷۶۔ جابر (ابو خالد کوفی)

آپ کی کنیت ابو خالد ہے، آپ تابعین اور اہل کوفہ سے ہیں، آپ نے جنگ نہروان میں حضرت علی - کے ہمراہ جنگ کی۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں: آپ تابعین اور اہل کوفہ میں سے ہیں، نیز رقمطراز ہیں: خالد بن جابر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: میں جنگ نہروان میں حضرت علی - کے ساتھ تھا، جیسے ہی امامؑ نے اہل نہروان کو دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا: ابھی جنگ نہ کرنا، حضرت کے اصحاب نے کہا: ہم عبداللہ بن خبّاب (جو نہروان میں حضرت کے عامل تھے اور انہیں ان کی زوجہ اور رحم مادر میں ان کے فرزند کے ساتھ شہید کر دیا تھا ان) کا قصاص لیں گے، یہ سن کر اہل نہروان نے کہا: ہم سب نے مل کر انہیں قتل کیا ہے، امامؑ نے اللہ اکبر کی تکبیر بلند کر کے فرمایا: ''حملہ کیا جائے'' حملہ شروع ہو گیا اور اہل نہروان کو ہلاک کر دیا گیا۔

۱۷۷۔ جابر بن عبداللہ انصاری

آپ طایفہ خزرج سے تھے، آپ کی کنیت عبداللہ تھی اور ایک قول کی بنا پر ابو عبدالرحمن یا ابو محمد تھی، آپ رسول خداؐ کے بزرگ و برتر اصحاب اور خاندان رسالت کے عقیدت مند تھے۔

آپ کی والدہ نسیبہ بنت ابو عبداللہ (عبدالرحمن) عقبہ بن عدی ہے، جناب جابر نے بچپنے میں اپنے والد کے ساتھ عقبہ دوم میں ستر (۷۰) لوگوں کی جماعت کے ساتھ مکہ میں رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہو کر آنحضرتؐ کی بیعت کی۔(۱)

ذہبی کے نقل کرنے کے مطابق آپ نے ۹۴ سال عمر پائی، جنگ بدر میں آپ اٹھارہ (۱۸) سال کے تھے، آپ نے اٹھارہ جنگوں میں شرکت کی منجملہ جنگ بدر و احد میں رسول خداؐ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۲)

آپ سے بہت زیادہ روایتیں منقول ہیں، رسول خداؐ کے بعد بھی آپ نے ساری جنگوں میں شرکت کی، جنگ صفین

۱۔ اسد الغابہ، ج۱، ص۲۵۶؛ الاصابہ، ج۱، ص۴۳۴؛ سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۳۴۷۔

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۳۴۷۔

میں حضرت علی ؑ کی رکاب میں جنگ کی، آپ طولانی عمر کے صحابی ہیں اور آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام حضرت امام محمد باقرؑ کو ان کے بچپنے میں پہنچایا، واقعہ کربلا کے بعد آپ سب سے پہلے کربلا پہنچے اور شہدائے کربلا کی زیارت کی۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور قرض کی ادائے گی

ایک دن جابر بن عبداللہ سے ان کے والد کے قرض کے بارے میں رسول خداؐ نے سوال کیا؟ جابر نے عرض کی: میرے والد کا قرض ابھی باقی ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: قرض خواہ کون ہے اور کب ادا کرنا ہے؟ جناب جابرؓ نے عرض کی: فلاں یہودی قرض خواہ ہے اور کھجور پکنے کی فصل پر ادا کرنا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کھجور جمع کرلو تو انہیں جدا جدا کر کے مجھے اطلاع دینا۔

وقت آنے پر جابر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر کے باغ میں آکر کھجوریں دیکھیں اور کھجور کی ہر قسم میں سے ایک مٹھی اٹھا کر دوبارہ وہیں ڈال دی اور فرمایا: جس یہودی کا قرض ہے اسے بلاؤ، جب یہودی آیا تو آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: ان میں سے قرض کے طور پر جو چاہے لے لو، یہودی نے کہا: یہ کھجور کم ہیں اور قرض زیادہ ہے، رسول خداؐ نے فرمایا: ان میں سے جس قسم کے کھجور چاہتے ہو لے لو، یہودی نے کہا: صیحانی کھجور لوں گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کا نام لیکر کھجور تول کر یہودی کو دینا شروع کردی اور اس کا پورا قرض اسی قسم سے ادا کر دیا اور اس مقدار سے کھجور بھی کم نہیں ہوئی، اس کے بعد آنحضرتؐ نے جناب جابرؓ سے فرمایا: ''اے جابر! کیا اس کے علاوہ بھی قرض ہے؟'' عرض کی: نہیں، فرمایا: ''یہ کھجوریں اپنے گھر لے جاؤ، خداوند عالم نے انھیں تمہارے لئے بابرکت قرار دیا ہے'' جناب جابر کہتے ہیں: میں کھجور اٹھا کر گھر لے گیا اور ایک سال تک انہیں استعمال کیا اور راہ خدا میں انفاق بھی کیا اور انہیں بیچ کر اپنی ساری ضرورتیں پوری کیں اور دوسری فصل آنے تک رسول خداؐ کی برکت سے کھجور کم نہیں ہوئیں۔(۱)

جناب جابر اور اہل بیت پیغمبرؐ

جناب جابر کی شان و منزلت اور اہل بیت پیغمبرؐ کی نسبت آپ کے خلوص کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا: جب یہ آیہ مبارکہ: {قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ} (۲) ''اے پیغمبرؐ! کہہ دیجئے کہ میں تم سے اجر رسالت نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کرو'' نازل ہوئی تو خدا کی قسم کسی نے بھی اس آیت

۱۔ خرائج راوندی، ج۱، معجزات النبیؐ ص ۱۵۴، ح ۲۴۲؛ بحار الانوار، ج ۱۸، ص ۲۳۲۔

۲۔ سورۂ شوری [۴۲] آیت ۲۳۔

کی نسبت وفاداری نہیں کی سوائے سات افراد کے: سلمان، ابوذر، عمار، مقداد، جابر بن عبداللہ انصاری، پیغمبر اسلام کا آزاد کردہ غلام اور زید بن ارقم''۔(۱)

مرحوم علامہ امینی نقل کرتے ہیں: جب حجاج بن یوسف ثقفی نے مکہ پر قبضہ اور ابن زبیر کا کام تمام کیا تو عبدالرحمن بن نافع کو مکہ کا حاکم قرار دیا اور خود نے مدینہ جا کر لوگوں پر سختی و شکنجہ آری کی، منجملہ پکی ہوئی گرم مہر کو حضرت علیؑ کے چاہنے والوں کے جسموں پر لگا کر انہیں تکلیف پہنچائی، ان مظالم کو جاری رکھتے ہوئے اس نے حکم دیا کہ جابر بن عبداللہ انصاری کو حاضر کر کے ان پر مہر لگائی جائے، نیز حکم دیا کہ سہل بن سعد کو بھی حاضر کیا جائے، حاضر ہونے کے بعد ان سے کہا: تم نے امیر المومنین عثمان کی مدد کیوں نہیں کی؟ پھر اس کے بعد وہ گرم مہر ان کی گردن پر لگا دی۔(۲)

جناب جابر کی حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام سے عقیدت

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: ایک دن جابر نے خود کو حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ کے قدموں پر گرا کر ان کا بوسہ لینا شروع کر دیا، مروان کے رشتہ داروں میں سے ایک قریشی آدمی نے کہا: اس قدر سن رسیدگی اور پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ ہم نشینی کے باوجود ان کے قدموں کا بوسہ کیوں لے رہے تھے؟ جابر نے کہا: مجھ سے دور جایئے، ان دونوں کا مرتبہ جس قدر میں جانتا ہوں اگر آپ جانتے تو اعتراض نہیں کرتے بلکہ ان کے قدموں کی خاک کا بوسہ لیتے۔

اس کے بعد جابر نے انس بن مالک سے کہا: ابو حمزہ! پیغمبر اسلامؐ نے مجھ سے جو کچھ ان دونوں کے بارے میں فرمایا ہے وہ کسی دوسرے کے بارے میں نہیں فرمایا، انس نے پوچھا: اے ابو عبداللہ! پیغمبر اسلامؐ نے ان کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: اس وقت میرے والد اور عمو (امام حسن و امام حسینؑ) تو چلے گئے لیکن میں وہیں تھا کہ جابر نے انس سے کہا: میں ایک دن مسجد میں رسول خدا کے پاس بیٹھا ہوا تھا، جب سب لوگ چلے گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر لاؤ، میں فوراً گیا اور انہیں بلا کر لایا راستہ میں کبھی حضرت حسنؑ کو آغوش میں لیتا تھا اور کبھی حضرت حسینؑ کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح ان دونوں کی نسبت میری محبت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے فرمایا: اے جابر! کیا میرے ان دونوں فرزندوں سے محبت کرتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اے رسول خداؐ! اس کے بعد رسول خداؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان دونوں کی فضیلت کے بارے میں خبر دوں؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: جب خداوند عالم نے

۱۔ قاموس الرجال، ج۲، ص۵۱۷۔

۲۔ الغدیر، ج۹، ص۱۲۹۔

مجھے خلق فرمانا چاہا تو سفید نطفہ کی شکل میں جناب آدمؑ کے صلب میں قرار دیا، اس نطفہ کو پاک و پاکیزہ صلب و رحم سے منتقل کرتا ہوا جناب نوح و جناب ابراہیم تک لایا یہاں تک کہ صلب جناب عبد المطلب میں منتقل کیا، اس بیچ خداوند عالم نے مجھے اور میرے آباواجداد کو جاہلیت کی آلودگی سے محفوظ رکھا، پھر اس نطفہ کو صلب جناب عبدالمطلب میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا، نصف کو صلب جناب عبداللہ میں قرار دے کر مجھے خلق فرمایا اور نصف کو میرے چچا جناب ابو طالب کے صلب میں قرار دے کر میرے بھائی علی کو خلق فرمایا، پیغمبری کو مجھ پر اور وصایت کو علی پر ختم کیا(۱) پھر اس کے بعد یہ دونوں نطفے مجھ سے اور علیؑ سے ایک جگہ جمع ہوئے اور پھر اس سے حسن و حسین کو خلق فرمایا اور ان کے ذریعہ میری نسل کو ان میں قرار دیا۔(۲)

جناب جابر نے اس حدیث کو بیان کر کے اہل بیت کی نسبت اپنے خلوص اور عقیدت کا اعلان کیا۔

جناب جابر رضی اللہ عنہ کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات

شیعہ و سنی روایتوں میں ایک متواتر روایت جو بیان ہوتی ہے وہ صحابی رسولؐ جناب جابرؓ کی حضرت امام محمد باقر - سے ملاقات کے سلسلہ میں ہے، یہ ملاقات رسول خداؐ کی ایک غیبی خبر سے متعلق ہے جس کا ایک حصہ ہم یہاں بیان کر رہے ہیں:

جناب جابر نقل کرتے ہیں: جس وقت خداوند عالم نے آیہ مبارکہ: { اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ }(۳) ''اے ایمان لانے والو! خدا و رسولؐ اور اولی الامر کا اتباع کرو'' پیغمبر اسلامؐ پر نازل کی تو میں نے رسول خداؐ سے عرض کی: اے رسول خداؐ! میں خدا و رسول کو جانتا ہوں البتہ اولی الامر کون ہیں خدا نے جن کے اتباع کو اپنے اور آپ کے اتباع کے ساتھ قرار دیا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:

''هم خلفائی یاجابر! وائمة المسلمین من بعدی، اولهم علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین، ثم محمد بن علی المعروف فی التوریة بالباقر، ستدرکه یاجابر! فاذا لقیته فاقراه منی السلام، ثم الصادق...''

اے جابر! وہ میرے جانشین ہیں، میرے بعد مسلمانوں کے امام و پیشوا ہیں، ان میں پہلے علی بن ابی طالبؑ ہیں، پھر

۱۔ یعنی پیغمبر کی جانشینی کو حضرت علی اور آپ کی اولاد میں ختم کیا۔

۲۔ امالی شیخ طوسی، ص ۴۹۹، مجلس ۱۸، ح ۱۰۹۵/ ۲؛ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۱۱۱۔

۳۔ سورہ نساء [۴] آیت ۵۹۔

حسن، پھر حسین، پھر علی بن الحسین، پھر محمد بن علی جن کا توریت میں باقر نام ہے، اے جابر! تم انہیں درک کرو گے، جس وقت ان سے ملاقات کرو تو ان سے میرا اسلام کہنا، پھر ان کے فرزند جعفر صادق ہیں، ان کے بعد موسی بن جعفر ہیں، ان کے بعد علی بن موسی ہیں، ان کے بعد محمد بن علی ہیں، ان کے بعد علی بن محمد ہیں، ان کے بعد حسن بن علی ہیں اور ان کے بعد میرے ہم نام ہیں، ان کا نام میرا نام ہے، وہ روئے زمین پر حجت خدا، بقیۃ ا۔۔۔ اور لوگوں میں خدا کے (منتخب کردہ) خلیفہ ہیں، وہ حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں، خداوند عالم ان کے ہاتھوں پر مشرق ومغرب کو فتح کرے گا، ان کی غیبت طولانی ہوگی، ان لوگوں کے علاوہ جن کا دل خدا نے ایمان کیلئے آزمالیا ہے ان کی امامت پر کوئی باقی نہیں رہے گا۔

جناب جابر کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس غیبت میں ان کے چاہنے والوں کے لئے کوئی فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں، خدا کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا ہے، ان کے شیعہ ان کے نور سے فائدہ اٹھائیں گے اور ان کی ولایت سے بہرہ ور ہوں گے جس طرح سورج کے بادلوں میں چھپ جانے کے باوجود لوگ اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں، اس کے بعد فرمایا: اے جابر! یہ بات خدا کے راز واسرار اور اس کے پوشیدہ علوم سے متعلق ہے، اس بات کو چھپانا اور جس میں صلاحیت اور لیاقت نہ ہو اس سے بیان مت کرنا۔

جناب جابر چھلم میں کربلا

آپ کا چہلم کے وقت کربلا میں آنا اہل بیتؑ کی نسبت خلوص وعقیدت کی علامت ہے، اعمش عطیہ کوفی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ہم جابر بن عبداللہ انصاری کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لئے کربلا گئے، جب اس متبرک جگہ پہنچے تو جناب جابر نے پہلے فرات میں غسل کیا، پاک وصاف کپڑے زیب تن کئے اور ذکر خدا کرتے ہوئے حضرت امام حسین -کی قبر پر پہنچے، جناب جابر چوں کہ نابینا تھے لہٰذا مجھ سے کہا کہ میرا ہاتھ حضرت امام حسین -کی قبر پر رکھ دیجئے، میں نے ان کا ہاتھ قبر مبارک پر رکھ دیا، ہاتھ رکھتے ہی پیغمبر وعلی وفاطمہ کی اولاد کی شہادت یاد آئی بے ہوش ہو کر قبر مطہر پر گر پڑے، میں نے فوراً پانی کے چند قطرے ان کے چہرے پر ڈالے، ہوش میں ائے اور فریاد کرنے لگے: "یاحسین، یاحسین، یاحسین حبیب لایجیبُ حبیبه؛ اے حسینؑ! اے حسینؑ! کیا دوست، دوست کا جواب نہیں دے گا؟" اس کے بعد جناب جابرؓ نے خود جواب دیا جسے سن کر اہل دل کا کلیجہ منھ کو آجاتا ہے آنجناب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: " وانی لك بالجواب وقد شَحطت اوداجُكَ علی اثباجك، وفرّق بین بدنك وراسك، فاشهد انك ابن النبیین وابن سید المومنین، وابن حلیف التقویٰ، وسلیل الهدیٰ، وخامس اصحاب الكساء، وابن سید

النقباء، وابن فاطمة سيدة النساء؛

اے حسین! آخر آپ کس طرح جواب دے سکتے ہیں جب کہ آپ کے جسم کی رگیں کٹ چکیں اور سروتن میں جدائی ہوگئی، اے حسین! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ انبیاء اور سید الاوصیا کے فرزند ہیں، آپ برگزیدہ ہدایت اور اصحاب کساء کے پانچویں فرد ہیں، عظیم المرتبت جانشینوں اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند ہیں''

اس کے بعد کہا: ومالك لاتكون هكذا، وقد غذتك كف سيد المرسلين، وربيّت فى حجر المتقين، ورضعت من ثدى الايمان، وفطمت بالاسلام، فطبت حيّاً وطبت ميّتاً ...؛

آخر آپ اس طرح کیوں نہ ہوں جب کہ آپ نے رسول خدا کے دست مبارک سے غذا کھائی ہے اور متقی و پرہیزگار افراد کی آغوش میں پرورش پائی اور ایمانی سینہ سے دودھ پیا، آپ نے پاک و پاکیزہ زندگی بسر کی اور پاک و پاکیزہ زندگی کی حالت میں دنیا سے گئے، البتہ آپ کے فراق میں مومنین کے دل غمزدہ ہیں اور آپ کی پاکیزگی اور نیکی میں شک وتردد نہیں رکھتے آپ پر خدا کا سلام ہو، اے حسینؑ میں گواہی دیتا ہوں آپ اس راہ میں شہید ہوئے جس راہ میں آپ کے بھائی جناب یحیی بن زکریا شہید ہوئے۔

اس کے بعد جناب جابر نے غم گساری میں حضرت امام حسینؑ کی قبر کا طواف کیا اور پھر سارے شہدائے کربلا کی قبروں پر آکر کہا:

السلام عيكم أيها الارواح التى حلت بفناء الحسين، وأناخت برحله، اشهد انكم اقمتم الصلاة، وآتيتم الزكاة، وامرتم بالمعروف، ونهيتم عن المنكر ...؛ اے پاک وپاکیزہ ارواح آپ پر سلام کہ آپ نے امام حسین -کو اپنے درمیان لیکر ان کی حفاظت وحمایت کی اور اب ان کی قبر مطہر کے پاس آرام کررہے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز اور زکات ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا، کافروں وملحدوں کے ساتھ جہاد کیا اور اپنی عبودیت اور بندگی کو جان فشانی کے ساتھ مرحلہ یقین تک پہنچایا، خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا ہم اس سعادت مندراہ میں اور جو کچھ آپ نے انجام دیا ہے اس میں شریک ہیں۔

عطیہ کہتے ہیں: میں نے جناب جابر سے کہا: اس بات کا (کہ ہم شہدائے کربلا کے ساتھ شریک ہیں) کیا مطلب ہے؟ جب کہ ہم نہ ان کی طرح شہر بدر ہوئے اور نہ میدان کارزار میں آکر تلوار چلائی؟ البتہ ان نیک وصالح افراد نے جنگ کی اور ان کے سر و بدن میں جدائی ہوئی، ان کی اولاد یتیم اور ان کی رگیں کاٹ دی گئیں؟ اے جابرؓ! آخر کس طرح ہم ان کے

ساتھ شریک ہو سکتے ہیں؟

جناب جابرؓ نے جواب دیا: اے عطیہ! میں نے اپنے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: جو آدمی بھی کسی نیک و بد قوم کو دوست رکھتا ہے تو وہ اسی کے ساتھ محشور ہوتا ہے، جو شخص کسی قوم کے عمل کو پسند کرتا ہے تو وہ ان کے اجر وثواب میں شریک ہوتا ہے، اے عطیہ! خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا، میں چاہتا تھا کہ حضرت امام حسین - کے ساتھ رہوں اور اس مظلوم امام کی راہ میں شہید ہو جاؤں یہ میری دلی خواہش تھی اسی بنا پر ہم انشاء اللہ ان شہیدوں کے ساتھ اجر وثواب میں شریک ہیں''۔

عطیہ کہتے ہیں: اس کے بعد ہم حضرت امام حسینؑ کی قبر مطہر سے رخصت ہو کر چل دیئے، راستہ میں مجھ سے جناب جابرؓ نے فرمایا: اے عطیہ! ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں، ہو سکتا ہے کہ اس سفر کے بعد مجھ سے نہ مل پاؤ؟ میں نے کہا: فرمائیے، فرمایا: " يا عطية!، احب محب آل محمد ما احبهم، وابغض مبغض آل محمد، ما ابغضهم وان كان صواماً قوّاماً ۔۔۔؛ اے عطیہ! آل محمدؐ کے چاہنے والوں کو دوست رکھو اور آل محمدؐ کے دشمنوں سے دشمنی رکھو، اگرچہ وہ ہمیشہ نماز وروزہ کے پابند ہوں، اے عطیہ! آل محمدؐ کے چاہنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگرچہ ان میں لغزش پائی جائے اور گنہگار ہوں، چوں کہ محبت آل محمدؐ کی بنا پر ان کے گناہوں کا جبران ہو جاتا ہے، اس لئے کہ ان کے محب جنت میں اور دشمن جہنم میں جائیں گے''۔(۱)

جناب جابر رضی اللہ عنہ اور معاویہ کا سلوک

ایک مرتبہ آپ مساعدت کے لئے معاویہ کے پاس آئے، معاویہ نے اہل بیت پیغمبرؐ اور آنحضرتؐ کے اصحاب وشیعوں سے دشمنی کی بنا پر کئی دن جناب جابرؓ کو دروازہ پر معطل کیا اور اندر آنے کی اجازت نہیں دی تا کہ اس طرح انہیں رسوا کرے، لیکن اجازت ملنے کے بعد جناب جابرؓ نے معاویہ سے کہا: کیا تم نے رسول خداؐ سے نہیں سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: "من حجب ذا فاقة حجبه الله يوم فاقته وحاجته؛ جو شخص حاجت مند پر دروازہ بند کرے گا، خدا اس کے لئے قیامت میں رحمت کا دروازہ بند کر دے گا'' یہ سن کر معاویہ نے غصہ میں کہا: میں نے بھی پیغمبرؐ سے سنا ہے: "انكم ستلقون بعدي امرة فاصبروا حتى تردوا علي الحوض، أفلا صبرت؟ تم میرے بعد اہل حکومت سے ملاقات کرو گے لہٰذا صبر کرنا یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کرو، پس تم نے صبر نہیں کیا اور یہاں آ گئے؟''

۱۔ بحار الانوار، ج ۶۸، ص ۱۳۰۔

جناب جابرؓ نے کہا: ہاں، تم نے ایک فراموش شدہ چیز مجھے یاد دلا دی، لہٰذا میں صبر کرتا ہوں، آپ یہ کہہ کر معاویہ کے قصر سے نکل گئے اور مرکب پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے، معاویہ اپنے اس رویہ پر بڑا شرمندہ ہوا اور چھ لاکھ سونے کے دینار جناب جابرؓ کے لئے بھیجے لیکن جناب جابرؓ نے قبول نہیں کئے اور اس کے فرستادہ سے فرمایا: معاویہ سے کہہ دینا'' **واللہ یابن آکلة الاکباد، لا وجدت فی صحیفتک حسنة انا سببھا ابداً**؛ خدا کی قسم اے جگر خوار عورت کے فرزند! تو اپنے نامہ اعمال میں ایسی نیکی کبھی نہیں پائے گا کہ جس کا سبب میں بنوں''۔(۱)

جناب جابر رضی اللہ عنہ اور نقل حدیث

۱۔ جناب جابر بن عبداللہ انصاری نقل کرتے ہیں: جس وقت رسول خداؐ جان کنی کے حالت میں تھے تو آپؐ کے پاس حضرت فاطمہ زہرا☆ آئیں اور رونے لگیں، آنحضرتؐ نے فرمایا:

"یابنیة انتِ المظلومة بعدی، انتِ المستضعفة بعدی، فمن آذاك فقد آذانی، ومن غاظكِ فقد غاظنی، ومن سرّكِ فقد سرّنی و...، لانكِ منی وانامنك، وانت بضعة منی و روحی التی بین جنبی؛

میری بیٹی! تم میرے بعد مظلوم رہو گی اور تمہیں کمزور قرار دیا جائے گا، جو تمہیں اذیت دے گا گویا وہ مجھے اذیت دے گا اور جو تم سے دشمنی کرے گا گویا مجھ سے دشمنی کرے گا اور جو تمہیں راضی وخوش رکھے گا گویا مجھے راضی وخوش رکھے گا، جو تمہارے ساتھ نیکی کرے گا گویا میرے ساتھ نیکی کرے گا، جو تمہارے ساتھ جفا کرے گا گویا میرے ساتھ جفا کرے گا، جو تم سے رابطہ برقرار رکھے گا گویا مجھ سے رابطہ برقرار رکھے گا اور جو تم سے قطع تعلق کرے گا گویا مجھ سے قطع تعلق کرے گا جو تمھارے ساتھ منصفانہ عمل کرے گا گویا میرے ساتھ منصفانہ عمل کرے گا اور جو تم پر ظلم وستم کرے گا گویا مجھ پر ظلم وستم کرے گا اس لئے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تم میرے بدن کا ٹکڑا ہو اور میری روح وجان ہو''۔

۲۔ جناب جابرؓ کہتے ہیں: رسول خداؐ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا:'' **الصبر و السماحة**؛ ایمان صبر اور سخاوت مندی ہے''۔(۲)

۳۔ جناب جابر وابوسعید رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:'' **ایاکم و الغیبة، فان الغیبة اشد من**

۱۔ قاموس الرجال، ج ۲، ص ۵۲۱۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۳۲۲:

الزنا، ان الرجل یزنی فیتوب اللہ علیہ، وان صاحب الغیبة لایغفر له حتی یغفر له صاحبه؛ غیبت سے پرہیز کرو، کیوں کہ غیبت زنا سے بدتر ہے اس لئے کہ اگر آدمی زنا کرتا ہے تو توبہ کرنے پر خدا اسے معاف کر دیتا ہے لیکن اگر غیبت کرتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی بخشش نہیں ہوتی جب تک کہ غیبت کئے جانے والا اسے معاف نہ کر دے''۔(۱)

۴۔ جناب جابرؓ رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں: ''اِذَا دَخَلَ اَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ لَهُمْ رَبُّهُمْ تَعَالَى: أَتُحِبُّوْنَ اَنْ اَزِيْدَ كُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَهَلْ خَيْرٌ مِمَّا أُعْطِيْتَنَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ رَضْوَانِی اَكْبَر؛ جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو خدا ان سے فرمائے گا: کیا اس سے زیادہ چاہتے ہو؟ کہیں گے: جو تو نے عطا کیا ہے کیا اس سے بہتر بھی کوئی چیز ہے؟ خداوند فرمائے گا: ہاں، میری رضا و خوشنودی اس سے برتر ہے''۔(۲)

۵۔ ایک دوسری روایت میں جناب جابرؓ بیان کرتے ہیں:

''اَلْجِيْرَانُ ثَلَاثَةٌ: فَجَارٌ لَهُ حَقٌّ، وَجَارٌ لَهُ حَقَّانِ، وَجَارٌ لَهُ ثَلَاثَةُ حُقُوقٍ، وَصَاحِبُ الْحَقِّ الْوَاحِدِ جَارٌ مُشْرِكٌ لَارَحِمَ لَهُ، فَحَقُّهُ حَقُّ الْجِوَارِ، وَصَاحِبُ الْحَقَّيْنِ جَارٌ مُسْلِمٍ لَارَحِمَ لَهُ، وَصَاحِبَةُ الثَّلَاثَةِ جَارُ مُسْلِمٍ ذُورَحِمٍ، وَأَدْنَى حَقُّ الْجِوَارِ اِلَّا تُؤْذِىَ جَارُكَ بِقُتَارِ قَدْرِكَ اِلَّا اَنْ تَقْتَدَحَ لَهُ مِنْهَا؛

پڑوسی تین طرح کے ہیں: ایک پڑوسی وہ ہے جس کا صرف ایک حق ہے، دوسرا جس کے دو حق ہیں اور تیسرا جس کے تین حق ہیں، جو ایک حق رکھتا ہے وہ مشرک ہے جو رشتہ دار بھی نہیں ہے، اس کا حق صرف پڑوسی کی بنا پر ہے، جس کے دو حق ہیں، وہ مسلمان ہے جو رشتہ دار نہیں ہے اور جس کے تین حق ہیں وہ پڑوسی ہے جو رشتہ دار بھی ہے اس کے بعد فرمایا: پڑوسی کا کم سے کم حق یہ ہے کہ اسے تکلیف نہ دی جائے''۔(۳)

۶۔ ان کے علاوہ ایک حدیث جو صرف جناب جابر نے پیغمبر اسلامؐ سے نقل کی ہے وہ حدیث لوح ہے جس کی وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔(۴)

آخر میں حضرت علی -کا جناب جابرؓ کے حوالہ سے حکمت آمیز کلام نقل کرتے ہیں: حضرت علیؑ نے فرمایا:

'' یا جابر، قوام الدین والدنیا باربعة: عالمٍ مستعملٍ علمه، وجاهل لایستنکف ان

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۹، ص۶۰۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۹، ص۲۰۸۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۷، ص۱۰۔

۴۔ اثبات الهداة، ج۲، ص۲۸۵، باب التاسع، ح۷۳۔

یتعلم وجوادٍ لا یبخل بمعروفه، وفقیر لا یبیع آخرته بدنیاه۔۔۔"

"اے جابر! دین ودنیا کے ستون چار چیزوں پر استوار ہیں: ۱۔ عالم باعمل۔ ۲۔ جاہل جو حصول علم سے گریز نہ کرے۔ ۳۔ سخاوت مند جو نیکی کرنے میں بخالت نہ کرے۔ ۴۔ وہ ضرورت مند جو اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچے، جب بھی عالم اپنے علم کو ضایع کرے گا (اور اس پر عمل نہیں کرے گا) اور نادان علم حاصل کرنے سے پرہیز کرے گا اور بے نیاز سخاوت کرنے میں بخالت کرے گا اور ضرورت مند اپنی آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دے گا تو دین ودنیا کے ستون تباہ وبرباد ہو جائیں گے"

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: "یَا جَابِر! مَنْ کَثُرَتْ نِعَمُ اللّٰہِ عَلَیهِ، کَثُرَتْ حَوَائِجِ النَّاسِ اِلَیهِ۔۔۔؛ اے جابر! جسے خداوند عالم زیادہ نعمتیں دیتا ہے تو اس کے ذریعہ لوگوں کی زیادہ ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، اس صورت میں جو شخص کسی کے مقابلہ میں اپنا وظیفہ انجام دیتا ہے گویا وہ اپنی نعمتوں کی ہمیشگی وبقا کے لئے کمک (بیمہ) کرتا ہے اور جو اس طرح نہیں کرتا وہ اپنی نعمتوں کو بربادی کے گھڑے میں ڈال دیتا ہے"۔(۱)

۱۷۸۔ جابر بن عمیر انصاری

آپ مدینہ کے رہنے والے اور رسول خداؐ (۲) وحضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔

نصر بن مزاحم جابر بن عمیر سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: حضرت علیؑ نے "یوم الہریر" میں ہاتھوں کو بلند کر کے اس طرح دعا کی:

" یَا اَللّٰہُ ،یَا رَحمٰن یَا رَحِیمُ یَاوَاحِدُ(یَا اَحَدُ) یَاصَمَدُ یَااَللّٰہُ، یَااِلٰہُ مُحَمَّد، اَللّٰھُمَّ اِلَیكَ نُقِلَتِ الْقِدَامِ، وَاَفْضَتِ الْقُلُوب، وَرَفَعَتِ الْاَیْدِی۔۔۔ اَللّٰھُمَّ اِنَا نَشْکُوا اِلَیكَ غِیبَۃَ نَبِیّناً وَ کَثْرَۃِ عُدُوِّنَا، تَشَتُّت اَھْوَائِنَا، {رَبَّنَا افْتَح بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَومِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ}

خدایا! اے مہربان! اے رحم وکرم کرنے والے!، اے واحد ویکتا!، اے بے نیاز!، اے محمدؐ کے معبود بارالہا! تیری ہی طرف بازگشت ہے اور دل سینوں میں تیرے لئے تڑپتے ہیں اور ہاتھ تیری بارگاہ میں بلند ہوتے ہیں۔۔۔ خدایا! ہم پیغمبر

۱۔ نہج البلاغہ، سخن ۳۷۲۔

۲۔ اسد الغابہ، ج۱، ص۲۵۹؛ رجال طوسی، ص۱۳، ش۱۰؛ تھذیب التھذیب، ج، ص۱۰۔

اسلامؑ کے دنیا سے جانے نیز اپنے دشمنوں کی کثرت اور خواہشات کی زیادتی کی تجھ سے شکایت کرتے ہیں، خدایا! تو ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو بہترین کامیابی دینے والا ہے''۔

اس کے بعد فرمایا: خدا کے فضل وکرم اور اس کی برکت کے آگے بڑھو۔۔۔۔(۱)

۱۷۹۔ جاریہ بن زید

آپ رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں آنجنابؑ کا ساتھ دیا۔(۲)

۱۸۰۔ جاریہ بن قدامہ سعدی

آپ کی کنیت ''ابوایوب'' اور ایک قول کی بنا پر ابوقدامہ یا ابویزید بصری تھی(۳) آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی -کے پاک طینت اور شجاع و بہادر صحابی تھے، آپ ہمیشہ اسلام کی راہ میں ثابت قدم رہے۔(۴)

شیخ طوسیؒ اور دیگر علما آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کرتے ہیں۔(۵)

جاریہ کی وفاداری

آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں حضرت علی -کی رکاب میں جنگ کی اور آنجنابؑ کی عادلانہ حکومت اور اسلام سے دفاع کیا، آپ نے بسر بن ارطاۃ کو حضرت علی -کی حکومت سے باہر کیا نیز حضرت علی -کے زیر فرمان سارے علاقوں کو اس کی فوج کے وجود سے پاک کیا۔

عبیداللہ بن عباس اس زمانے میں یمن کے والی تھے، جب بسر بن ارطاۃ کے حملوں کی خبر ملی تو آپ عمرو بن اراکہ کو اپنی جگہ مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ ہو گئے، جب بسر بن ارطاۃ یمن پر مسلط ہوا تو وہاں کے وقتی والی کو قتل کیا نیز جناب عبیداللہ بن عباس کے دو فرزندوں کو بے رحمی سے قتل کر دیا۔

البتہ جاریہ اپنی بے مثال شجاعت و بہادری کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلے اور عراق وحجاز اور یمن کو اس کے اور اس

۱۔ وقعہ صفین، ص ۴۷۷۔

۲۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۲۶۲؛ الاصابہ، ج۱، ص ۴۴۴؛ اعیان الشیعہ، ج۴، ص ۷۵۔

۳۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۲۶۲؛ تھذیب التھذیب، ج۲، ص ۲۰۔

۴۔ شیخ طوسیؒ نے ''الرجال'' میں ''حارثہ بن قدامہ'' کا حضرت علی -کے اصحاب میں ذکر کیا ہے، شاید شیخ کی مراد ''جاریہ'' تھی اور اشتباہ سے ''حارثہ'' لکھا گیا۔

۵ رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۲۹۔

کی فوج کے شر سے نجات دی اوران علاقوں میں امنیت قائم کی، آپ نے ایک جنگ میں عبداللہ بن عامر حضرمی کے فتنہ وفساد کو بصرہ میں خاموش کیا اور جنگ جمل سے پہلے لوگوں کو حضرت علی -کی بیعت کے لئے تشویق کی۔

حضرت علیؑ نے نجران کے مرتد ہونے کے بعد آپ کو نجران کے مرتد لوگوں کی شکست کے لئے روانہ کیا، جاریہ کی شجاعت و بہادری اور حضرت علیؑ کے ساتھ وفاداری کے لئے بس یہی کافی ہے کہ جب کوفہ کے لوگ بسر بن ارطاۃ کے مقابلہ میں جانے سے ہمت ہار گئے اور حضرت علیؑ ناامید ہوگئے تو آپ نے آنجنابؑ کے چہرہ پر اداسی دیکھ کر کھڑے ہوکر کہا: ''انا اکفیکھم یاامیر المومنین: اے امیر المومنین! میں ان کے مقابلہ میں آپ کی طرف سے کافی ہوں''۔

امامؑ نے ان سے جواب میں فرمایا: ''انت لعمری میمون النقیبة، حسن النیة، صالح العشیرة؛ اے جاریہ! اپنی جان کی قسم تم بلند مناقب، نیک نیت اوراچھے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو''۔(۱)

اس کے بعد امامؑ نے ان لوگوں سے (جو بسر بن ارطاۃ کی طرف سے فکرمند تھے) فرمایا: تم بسر کی طرف سے فکرمت کرواس لئے کہ جاریہ یااسے ہلاک کردیں گے یا خود شہید ہوجائیں گے تم اہل شام سے مقابلہ کی سوچو۔(۲)

جاریہ اور جنگ جمل

آپ جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی طرف سے تمیمی لشکر کے سپہ سالار رہے اور ناکثین سے جنگ کی۔(۳)

تاریخ طبری میں نقل ہے: جاریہؓ نے جنگ جمل شروع ہونے سے پہلے جناب عائشہ سے کہا: اے ام المومنین! خدا کی قسم اگر آپ واقعاً عثمان کا بدلہ لینے کے لئے آئی ہیں تو جان لیجئے کہ وہ (قتل عثمان کا) کام آپ کے گھر سے نکل کر مرکب پر سوار ہونے اور خود کو تیروں کا نشانہ قرار دینے سے آسان تھا کیوں کہ خداوند عالم نے آپ کے پیغمبر اسلامؐ سے ازدواج کے بعد آپ کے لئے پردہ اور حرمت قرار دی لیکن آپ نے پردہ کو چاک اور حرمت کو پامال کردیا، آج جو آپ سے جنگ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں وہ آپ کو قتل کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں، اب بھی اسی میں بہتری ہے کہ آپ اپنے گھر واپس چلی جائیں اور اگر کچھ

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۸۔۱۶؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۰؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۶۰۔

۲۔مزید معلومات کے لئے: شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۱۴/ ۵۳؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۱۰/ ۱۱۲؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۱۵۔۴۱۷؛ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۶۳۔

۳۔الجمل، ص ۳۲۱۔

لوگوں نے آپ کواس کام پر مجبور کیا تو بہتر ہے کہ قضیہ کو چند لوگوں کے بیچ رکھئے اوران سے مدد لے کر واپس چلی جائیں یقیناوہ آپ کی مدد کریں گے۔(۱)

جنگ صفین اور جاریہ کی شجاعت

آپ جنگ صفین میں قبیلہ سعد ورباب کے فرمان روا تھے اوران دونوں طایفوں کے امور کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں تھی۔(۲)

جاریہ اور امام حسن علیہ السلام

جب آپ بسر بن ارطاۃ کا کام تمام کرنے کے بعد واپس ہوئے تو حضرت امام حسنؑ کی خدمت میں آئے، اس وقت حضرت علیؑ کی شہادت ہوچکی تھی خبر شہادت سنکر بے حد افسوس کیا اور سوگ منایا، حضرت امام حسنؑ سے کہا: ''سِر، یرحمک اللّٰہ الی عدوّک قبل ان سار الیک؛ خدا آپ پر رحم وکرم فرمائے اپنے دشمن سے مقابلہ کے لئے بڑھیں اس سے پہلے کہ دشمن آپ کی طرف آئے''

امام حسنؑ نے فرمایا: ''لو کان الناس کلھم مثلک سرت الیھم؛ اگر سب لوگ تمہاری طرح ہوتے تو ضرور مقابلہ کے لئے جاتا''۔(۳)

جاریہ اور حضرت علی علیہ السلام کی حمایت

آپ کی حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد معاویہ سے ملاقات ہوئی اورآپ دونوں کے بیچ حضرت علیؑ کی فضیلت کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔

جلال الدین سیوطی ''تاریخ الخلفا'' میں اس طرح لکھتے ہیں کہ: ایک دن جاریہ معاویہ کے پاس آئے معاویہ نے طعنہ زنی اوراعتراض کے طور پر کہا: کیا تم وہی نہیں ہو کہ جس نے حضرت علیؑ کی رکاب میں ڈٹ کر جنگ کی اوران کے فتنہ کی آگ پوری طرح بھڑکائی اورلوگوں کا ناحق خون بہایا؟ جاریہ نے فرمایا: ''یا معاویہ! دع عنک علیاً فما ابغضنا علیاً منذ احببناہ، لاغششناہ منذ صحبناہ؛ اے معاویہ! تمہارا حضرت علیؑ سے کیا سروکار؟ خدا کی قسم جب سے ان سے محبت کی

۱۔تاریخ طبری، ج۴،ص۴۶۵۔

۲۔مزید معلومات کے لئے: وقعہ صفین، ص۲۰۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۴،ص۲۷۔

۳۔قاموس الرجال، ج۲،ص۵۵۸۔

ہے ایک لمحہ کے لئے مجھے ان کی طرف سے میرے دل میں کینہ نہیں آیا اور جب سے ان کا حامی و مدافع ہوا ہوں ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے ساتھ خیانت نہیں کی، لہٰذا ذرا سنبھل کر بات کیجئے اور ان کا ذکر چھوڑ دیئے''

معاویہ نے ان کی ہتک حرمت کی غرض سے کہا: اے جاریہ! تم پر وائے ہو تم اپنے گھر اور خاندان میں اتنے پست ہو کہ انھوں نے تمہارا نام جاریہ رکھا ہے۔

جاریہ نے جواب میں کہا:۔ یہ بات آپ کے حق میں زیادہ صادق ہے کیوں کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کا نام معاویہ (یعنی بھونکنے والی) رکھا ہے، یہ سنکر معاویہ کو بہت غصہ آیا اور کہا: اے بے مادر! جاریہ نے جواب دیا: میری ماں ہے اور میری ماں نے مجھے تلوار چلانے کے لئے پیدا کیا ہے اور جس تلوار کے زخم تم نے جنگ صفین میں سہے ہیں وہ اب بھی میرے ہاتھ میں ہے، معاویہ نے کہا: تم ہمیں ڈرا رہے ہو؟ جاریہ نے کہا: اپنی طاقت وقوت اور عقل وخرد کے ذریعہ ہم پر حاکم نہیں ہوئے ہو بلکہ کچھ عہد و پیمان کے بعد یہاں تک پہنچے ہو لہٰذا اگر عہد شکنی کی تو پھر جان لو مضبوط سپر اور تیز دھار تلواریں بے شمار ہم نے اسی طرح کے دن کیلئے حفاظت سے رکھی ہیں، اگر ہم سے خیانت کرنے کی ذرا بھی کوشش کی تو ہم تمہیں بے آرام اور بدترین حالت وموت میں مبتلا کردیں گے۔

معاویہ مجبور و ناچار ہو کر حالات کی نزاکت کے پیش نظر ٹھنڈا پڑ گیا اور صرف یہ جملہ کہا: ''**لا اکثر اللّٰہ فی الناس امثالک**؛ خدا تم جیسوں کو لوگوں میں زیادہ نہ کرے'' البتہ جاریہ نے معاویہ کو حقوق کی رعایت اور نیک سخن کی تاکید کی۔(۱)

ابن حجر کے نقل کرنے کے مطابق جاریہ کی وفات یزید بن معاویہ کے زمانے میں سن ۶۱ ہجری یا ۶۳ ہجری میں ہوئی۔(۲)

۱۸۱۔ جاریہ بن مثنی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جنگ صفین میں جب معاویہ کے بعض سپاہیوں کو مثلاً ذوالکلاع حمیری کو معلوم ہوا ہے کہ جناب عمار یاسر حضرت علیؑ کے لشکر میں ہیں تو وہ معاویہ کے حق پر ہونے کے سلسلہ میں مردّد ہو گئے، انھوں نے حضرت علیؑ کے لشکر میں سے اپنے ایک رشتہ دار ابونوح حمیری سے درخواست کی کہ وہ عمرو عاص کے پاس

۱۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۷۶؛ عقد الفرید، ج ۴، ص ۲۷۔

۲۔ تھذیب التھذیب، ج ۲، ص ۲۰۔

جا کر اسے سمجھائے کہ جناب عمار یاسر سے حضرت علیؑ کی حقانیت کے بارے میں ملاقات کرے، عمرو عاص نے قبول کیا کہ ابو نوح حمیری ملاقات کرائیں چنانچہ ذوالکلاع کے فرزند شرحبیل، ابونوح کے ساتھ حضرت علی - کے سپاہیوں کے خیموں کے قریب پہنچے اور جناب عمار یاسر کے پاس آئے، آپ کچھ اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، جناب عمار یاسر کے پاس جو اصحاب بیٹھے ہوئے تھے ان میں: جاریہ بن مثنی، ہاشم مرقال، جناب مالک اشتر، عبداللہ بن حجل، خالد بن معمر اور عبداللہ بن عباس تھے۔(۱)

۱۸۲۔جبر بن انس بن ابی زریق

ابن اثیر کہتے ہیں کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ بدر میں شرکت کی، نیز کہتے ہیں کہ آپ کا تعلق قبیلہ بنی زریق سے ہے اور آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔

۱۸۳۔جبلہ بن ابوسفیان بصری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۱۸۴۔جبلہ بن ثعلبہ انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ بدر میں شرکت کی ہے، ابورافع سے نقل ہے کہ: آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی - کا ساتھ دیا۔(۳)

۱۸۵۔جبلہ بن عطیہ ذھلی (ابوعرفاء)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے اس جنگ میں شہید ہو گئے۔

نصر بن مزاحم آپ کی بہادری کے سلسلہ میں عمرو بن زبیر سے اس طرح نقل کرتے ہیں: میں نے حضین بن منذر رقاشی سے اس طرح سنا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے جنگ صفین میں قبیلہ ربیعہ کا علم مجھے دے کر فرمایا: اے حضین! خدا کی پناہ

۱۔وقعہ صفین، ص ۳۳۰۔ ۳۳۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۲۲۔ ۱۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۶۵۔

۲۔رجال طوسی، ص ۳۷، ش ۱۱۔

۳۔اسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۶۷؛ الاصابہ، ج ۱، ص ۴۵۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۶۵۔

میں آگے بڑھو، جان لو کہ اس طرح کا علم تمھیں کبھی نصیب نہیں ہوا ہے، کیوں کہ یہ رسول خداؐ کا علم ہے، حضین کہتے ہیں: جبلہ بن عطیہ نے میرے پاس آ کر کہا: اگر اجازت ہو تو علم مجھے دے دیجئے، تا کہ ثواب مجھے ملے اور علمبر داری کی شہرت وافتخار آپ کو ملے، میں نے کہا: چچا جان! اجر وثواب کے بغیر شہرت کی ضرورت نہیں ہے، آخر کار جبلہ نے علم لیا اور پھر معاویہ کے لشکر پر حملہ کر دیا اور بہت سخت جنگ ہوئی، جس میں جام شہادت نوش کر کے اپنی دلی آرزو تک پہنچ گئے۔(۱)

۱۸۶۔ جبلہ بن علی الشیبانی

آپ کوفہ کے شجاع و بہادر، پختہ ایمان اور حضرت علی -وآپ کے اہل بیت کی ولایت پر ثابت قدم تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور آنجنابؑ کی شہادت کے بعد اہل بیت پیغمبرؐ کی نسبت اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے، جس وقت مسلم بن عقیل حضرت امام حسینؑ کی طرف سے کوفہ آئے تو آپ نے ان کی بیعت کی اور آخر تک ان کے ساتھ رہے، لیکن جب جناب مسلم گرفتار ہو کر شہید ہو گئے تو آپ فرار کر کے مخفی گاہ میں چھپ گئے اور حضرت امام حسینؑ کے منتظر رہے، یہاں تک کہ آپ کو خبر ملی کے حضرت امام حسینؑ کربلا پہنچ گئے ہیں، آپ بھی چھپ کر کربلا پہنچ گئے اور امامؑ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ عاشور کے دن یزیدیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے، آپ کی منزلت ومرتبہ کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ امام زمانہ -زیارت ناحیہ میں آپ پر اس طرح درود وسلام بھیجتے ہیں:

"السلام علی جبلہ بن علی الشیبانی"۔(۲)

۱۸۷۔ جبلہ بن عمرو ساعدی انصاری

ابن اثیر وغیرہ رقمطراز ہیں کہ: آپ ابی مسعود عقبہ بن عمرو انصاری کے بھائی، مدینہ کے رہنے والے اور رسول خداؐ کے فقہا اصحاب میں سے ہیں نیز حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ شجاع و بہادر تھے اور آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا، آپ نے پچاس (۵۰) ہجری میں معاویہ بن حدیج کے ساتھ افریقا کی جنگ میں شرکت کی اور مصر میں رہنے لگے(۳)

آپ پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے عثمان بن عفان کی خلاف ورزی پر اعتراض کرتے ہوئے اس کی رفتار وکردار کو زیر سوال قرار دیا، آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے اور آپ نے صفین میں آنجناب کی رکاب میں جنگ کی۔

۱۔ وقعہ صفین، ۲۰۴ و۲۰۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۲۳۹؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۶۶۔

۲۔ مناقب، ج ۴، ص ۱۱۳؛ بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۷۲؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۱۳۶؛ معجم رجال الحدیث، ج ۴، ص ۳۵؛ تنقیح المقال، ج ۱، ص ۲۰۶۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۴۹؛ الاصابہ، ج ۱، ص ۴۵۷؛ قاموس الرجال، ج ۲، ص ۵۶۷۔

۱۸۸۔ جبیر بن حباب بن منذر انصاری

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی، اسی طرح آپ کے والد ماجد ''حباب'' بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔(۱)

۱۸۹۔ جبیر بن ھشام اسدی کوفی (ابوسعید)

آپ محدث اور راوی ہیں، آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے، آپ سعید بن جبیر کے والد ہیں جو حضرت امام زین العابدینؑ کے صحابی تھے، آپ آخری وہ شخص ہیں جو اہل بیت عصمت وطہارت کی محبت کی بنا پر حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں ۹۵ ہجری میں شہید ہوئے، البتہ اس بات کو زیادہ وقت نہیں ہوا تھا کہ سعید بن جبیر کی نفرین و بددعا کی بنا پر حجاج پر دیوانگی طاری ہوگئی اور اپنی ذلت وخوار بھری زندگی کو جاری نہ رکھ سکا۔(۲)

۱۹۰۔ جریر بن سھم تمیمی

آپ بڑے شجاع و بہادر اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے۔(۳)

سنان بن یزید نقل کرتے ہیں: جب ہم شام کی طرف جارہے تھے تو جریر اشعار پڑھتے ہوئے امامؑ کے آگے آگے چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم مدائن پہنچے، وہاں انھوں نے ایک شعر پڑھا جس پر امامؑ نے فرمایا: یہ آیتیں: {کَمْ تَرَکُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُیُونٍ، وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ کَرِیمٍ، وَنَعْمَةٍ کَانُوا فِیهَا فَاکِهِینَ۔۔۔} (۴) ایک دن یہ لوگ خود وارث تھے اور اب مر کر موروث ہوگئے ہیں،

انھوں نے کفران نعمت کیا لہٰذا سختی و بلا میں مبتلا ہوگئے، اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: ''اِیَّاکُم وَ کُفْرُ النِّعَمِ، فَتُحِلَّ بِکُم النِّقَم؛ کفران نعمت سے پرہیز کرو کہ بلاؤں میں مبتلا ہوجاؤ گے'' اس جملہ کی امامؑ نے تین مرتبہ تکرار کی۔(۵)

۱۔ اسد الغابہ، ج۱ص ۲۷۰؛ الاصابہ، ج۱ص ۴۶۰۔

۲۔ تنقیح المقال، ج۲، ۲۵؛ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج۱، ۱۰۲۔

۳۔ تھذیب التھذیب، ج۹ص ۴۰۔

۴۔ سورۂ دخان [۴۴] آیت ۲۵۔۲۷۔

۵۔ تاریخ بغداد، ج۹ص ۲۱۳۔

۱۹۱۔ جریر بن عبداللہ بجلی (۱) (ابوعبداللہ)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے دس ہجری ماہ رمضان المبارک میں رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے چالیس دن پہلے حضور اکرمؐ کے محضر میں شرفیاب ہوکر اسلام قبول کیا۔

اطاعت جریر اور ولایت علی علیہ السلام

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جس وقت حضرت علیؑ بصرہ سے کوفہ تشریف لائے اسلامی حکومتوں کے والیوں اور کارمندوں کو خطوط تحریر فرمائے جن میں آپ نے ان سب کو اپنی اطاعت و پیروی کی دعوت دی، منجملہ جریر بن عبداللہ بجلی کو جو ہمدان میں عثمان کی طرف سے حاکم وقت تھے، جب خط آپ تک پہنچا تو آپ نے اسے پڑھنے کے بعد اہل ہمدان کو جمع کر کے ان کے سامنے خطبہ دیا جس میں آپ نے حضرت علی -کی اطاعت وعقیدت بیان کی۔

آپ کی گفتگو (تقریر) اور اشعار سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ آپ امامؑ کے مطیع وفرماں بردار تھے اور امامؑ پر پختہ ایمان وعقیدہ رکھتے تھے۔ البتہ بعد میں امام سے جدا ہو گئے تھے۔ (۲)

۱۹۲۔ جریر بن کلیب کندی

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ (۳)

ابن حجر کہتے ہیں: آپ کا نام ''جری بن کلیب نھدی'' تھا، آپ تابعین میں سے تھے اور آپ نے حضرت علی -اور بشیر بن خصاصیہ سے حدیث نقل کی ہے۔ (۴)

۱۹۳۔ جریر ضبی (ابوغزوان)

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے۔ (۵)

۱۔ بجلی، بجیلہ سے منسوب ہے جو کہ یمن میں ایک قبیلہ کا نام ہے۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۶۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۳۷، ش ۱۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۷۶۔

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۴۴۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۴۳۔

۱۹۴۔ جریش سکونی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی، آپ شاعر تھے اور آپ نے جنگ صفین میں قصید بھی کہا۔

۱۹۵۔ جعادہ بن سعد انصاری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۱۹۶۔ جعدتہ بن ھبیرہ مخزومی

آپ حضرت علیؑ کے بھانجے تھے، آپ کی والدہ کا نام ام ہانی بنت ابی طالب - تھا اور آپ حضرت علی - کے باوفا صحابی تھے۔(۲)

آپ ان پانچ قریشی افراد میں سے ہیں، جو آخری دم تک وفاداری کے ساتھ حضرت علیؑ کی خدمت میں رہے۔(۳)

آپ بڑے شجاع و بہادر تھے، آپ نے جنگ صفین میں اپنے ماموحضرت علیؑ کی رکاب میں مخلصانہ جنگ کی اور اپنے مولا وآقا کے حق کا دفاع کیا۔

جنگ صفین میں جعدہ کی شجاعت

نصر بن مزاحم ابی جحیفہ سے نقل کرتے ہیں: جنگ صفین میں ایک دن معاویہ کے بھائی عتبہ نے میدان کارزار میں آکر جعدہ کو جنگ کے لئے پکارا، حضرت علیؑ نے جعدہ کو میدان کارزار میں جانے کی اجازت دی۔۔۔ یہاں تک کہ جنگ کا آغاز ہوا اور عتبہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر اپنے لشکر کو چھوڑ کر میدان سے فرار کر گیا، معاویہ نے کہا: جعدہ نے تمہیں رسوا کیا اور میدان سے بھگا دیا، تم نے ایسی ذلت وفضیحت سے اپنے دامن کو داغدار کیا ہے کہ اسے کبھی پاک نہیں کر سکتے، عتبہ نے کہا: خدا کی قسم میں نے پوری کوشش کی لیکن کیا کیا جائے خدا نے مجھے ان پر کامیابی نہیں فرمائی؟ جعدہ کامیابی کے ساتھ حضرت علی - کی خدمت میں واپس آئے جس کے بعد حضرت علیؑ کی نظر میں آپ کا مرتبہ اور بلند ہو گیا۔

۱۔ رجال طوسی، ص ۳۷، ش ۷۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۳۷، ش ۱۴؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۰۴۔

۳۔ رجال کشی، ص ۶۳، ح ۱۱۱۔

خاندان جعدہ اور اھل بیت پیغمبرؐ سے محبت

آپ کا خاندان ہمیشہ اہل بیت پیغمبرؐ کا محب رہا، حضرت علیؑ اور آنجنابؑ کے فرزند آپ پر بھی اعتماد کرتے تھے۔

۱۹۷۔ جعید (جعد) ھمدانی کوفی

برقی نے آپ کا حضرت علیؑ وحضرت امام حسنؑ وحضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۱) البتہ شیخ طوسی تحریر فرماتے ہیں: جعدہ ہمدانی حضرت علیؑ کے صحابی ہیں اور جعید ہمدانی حضرت امام حسنؑ وحضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے صحابی ہیں۔(۲)

۱۹۸۔ جمیل بن کعب ثعلبی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ ومحبوں میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جنگ کی۔

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ کو معاویہ کے سپاہیوں نے گرفتار کرلیا اور اس کے پاس لیکر آئے، معاویہ نے کہا: خدا کا شکر کہ تم ہمارے چنگل میں آ گئے۔۔۔، اس کے بعد معاویہ نے حکم دیا کہ جمیل کو لے جا کر ان کی گردن ماردی جائے، جمیل نے دست دعا بلند کر کے کہا: خدایا! تو گواہ رہنا کہ معاویہ مجھے تیری رضا وخوشنودی کے لئے نہیں بلکہ اس بے اہمیت دنیا کے لئے قتل کر رہا ہے، خدایا! اگر قتل کر دے تو جس عذاب کا مستحق ہے اس میں مبتلا فرما اور اگر رہا کر دے تو جو تیرے لئے سزاوار ہے انجام دے۔

یہ دعا سن کر معاویہ نے کہا: اے جمیل! خدا تمہیں قتل کرے، تم نے میرے حق میں بددعا کی اور بددعا میں زیادتی کی، نیز میرے حق میں دعا کی اور دعا میں افراط کی، اس کے بعد حکم دیا کہ آپ کو رہا کر دیا جائے۔(۳)

۱۹۹۔ جندب بن حجیر کندی کوفی

آپ شجاع وبہادر، شیعہ مجاہد اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جنگ کی اور قبیلہ ''کندہ'' اور ''ازد'' کے فرمان روا تھے، آپ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد ولایت اہل بیت کے ایمان وعقیدہ پر ثابت

۱۔ رجال برقی، ص ۶؛ معجم رجال الحدیث، ج ۴، ص ۱۴۰۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۳۷، ش ۵، ص ۶۷، ش ۲، ص ۷۲، ش ۷ و ص ۸۶، ش ۵۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۲۲۲۔

قدم رہے اور کربلا کے راستہ میں جناب حر کے امام حسینؑ تک پہنچنے سے پہلے آپ امامؑ سے ملحق ہو گئے اور کربلا پہنچ کر عاشور کے دن ۶۱ھ میں اپنے فرزند حجر بن جندب کے ساتھ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔(۱)

آپ کی عظمت وفضیلت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ حضرت امام زمانہؑ زیارت ناحیہ میں آپ پر سلام بھیجتے ہیں: "**السلام علی جندب بن حجیر النهولانی**" سلام ہو جندب بن حجیر نہلانی پر۔(۲)

۲۰۰۔ جندب بن زهیر ازدی (جندب الخیر)

آپ جندب الخیر کے لقب سے مشہور ہیں، آپ اکابر کوفہ اور اصحاب رسولؐ میں سے ہیں اور آپ نے رسول خداؐ و حضرت علی -سے حدیثیں نقل کی ہیں۔(۳)

آپ نے وفاداری کے ساتھ آخری دم تک حضرت علی -کا ساتھ دیا اور صفین میں آنجنابؑ کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۴)

ایک قول کی بنا پر آپ حضرت علی -کی شہادت کے بعد حیات رہے اور ۶۱ھ میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔(۵)

جندب اور جنگ جمل وصفین

آپ جنگ جمل میں حضرت علیؑ کے لشکر کے سپاہ سالار تھے، شیخ مفید روایت نقل کرتے ہیں: آپ جنگ جمل میں "ازد" کے گروہ کے سردار تھے اور آپ نے جناب مالک اشتر کے ہمراہ دشمن کے لشکر پر اس قدر دلیرانہ حملہ کیا کہ مخالف لشکر میں رعب و وحشت بیٹھ گئی۔(۶)

آپ جنگ صفین میں "ازد" اور "یمن" کے گروہ کے سردار تھے اور آپ نے بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کی اور آخر کار خود بھی شہید ہو گئے۔۔۔۔(۷)

۱۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۲۴۲۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۲۴۲۔

۳۔ سیر اعلام النبلا، ج ۴، ص ۳۲۵۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۰۳۔

۵۔ مقتل خوارزمی، ج ۲، ص ۵۵۔

۶۔ الجمل، ص ۳۲۰ و ۳۶۵۔

۷۔ وقعہ صفین، ص ۲۰۵، ۲۶۲ و ۴۰۸؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷۔

شیخ مفید حضرت امام باقرؑ سے اس طرح نقل کرتے ہیں: "شهد مع علی بن ابی طالب علیہ السلام من التابعين ثلاثة نفر بصفين شهد لهم رسول الله صلى الله عليه وآله الجنة ولم يرهم اويس القرني، وزيد بن صوحان العبدي، جندب الخير الازدي رحمة الله عليهم؛ جنگ صفین میں تابعین سے تین افراد شہید ہوئے اور رسول خداؐ نے انہیں دیکھے بغیر ان کے لئے جنت کی گواہی دی تھی: ایک اویس قرنی دوسرے زید بن صوحان اور تیسرے جندب الخیر ازدی، خدا ان پر رحمت نازل فرمائے۔(۱)

۲۰۱۔جندب بن عبداللہ ازدی

آپ حضرت علی - کے باوفا صحابی تھے (۲) آپ وہ شیعہ ہیں جس نے اس بات پر بیعت کی کہ آخری دم تک حضرت علی - کی حمایت کروں گا (۳) آپ نے حضرت علیؑ کے دور خلافت کی تینوں جنگوں میں شرکت کی۔

جندب کی دلسوزی

آپ بیان کرتے ہیں کہ عثمان کی بیعت کے بعد مقداد اور عبدالرحمن (۴) کے بیچ کچھ بات چیت ہوئیں۔

مقداد نے کہا: جو شخص حق پر ہے اور حق کی طرف دعوت دینے والا ہے وہ ہرگز فتنہ برپا نہیں کرسکتا لیکن جو شخص لوگوں کو باطل کی طرف دعوت دیتا ہے اور حق کے مقابلہ میں خواہشات نفس کو ترجیح دیتا ہے وہی لوگوں کے بیچ فتنہ برپا کرنے والا ہے، اس پر عبدالرحمن کو بڑا غصہ آیا۔۔۔آخر کار جب مقداد اٹھ کر چل دیئے تو میں ان کے پیچھے چل دیا، میں نے کہا: اے بندہ خدا! میں آپ کا دوست بنوں گا، مقداد نے کہا: خدا تم پر رحم و کرم فرمائے۔

جندب کہتے ہیں: میں اس وقت حضرت علیؑ کے گھر گیا اور آنجنابؑ کے پہلو میں بیٹھ گیا، میں نے کہا: اے ابوالحسن! آپ کی قوم نے اچھا کام نہیں کیا کہ آپ کو خلافت سے محروم کردیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: "صبرٌ جميل والله المستعان، صبر ہی بہتر ہے اور خدا مدد کرنے والا ہے" میں نے کہا: خدا کی قسم آپ بہت صبر کرنے والے ہیں، حضرتؑ نے فرمایا: اگر صبر نہ کروں تو کیا کروں؟

۱۔الاختصاص، ص ۸۲۔

۲۔رجال طوسی، ص ۳۷، ش ۲۔

۳۔الجمل، ص ۱۰۹۔

۴۔آپ ان چھ افراد میں سے ہیں جنہیں عمر نے اپنا جانشین قرار دیا تھا، آپ نے عثمان کو رائے دی اور حضرت علیؑ کو حق خلافت سے محروم کیا۔

میں نے کہا: آپ لوگوں کو اپنی حکومت کی طرف دعوت دیجئے اور ان سے کہئے کہ پیغمبر اسلامؐ کی نسبت میں زیادہ سزا وار ہوں اور ان سے کہئے کہ وہ مخالفین کے مقابلہ میں آپ کی مدد کریں اگر دس فیصد افراد بھی آپ کی بات قبول کر لیتے ہیں تو آپ انہیں ساتھ لیکر دوسروں پر سختی کیجئے، اب اگر آپ کی بات قبول کر لیتے ہیں تو بہتر ہے ورنہ ان سے جنگ کیجئے، خواہ قتل ہو جائیں یا زندہ رہیں تا کہ آپ کی طرف سے حجت تمام ہو جائے۔

حضرت نے فرمایا: ''أترجو یا جندب! یبایعنی من کل عشرۃ واحدۃ؟ اے جندب! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ دس افراد میں سے ایک میری بیعت کرے گا؟'' میں نے کہا: ہاں، بالکل، فرمایا: نہیں، خدا کی قسم مجھے یہ بھی امید نہیں ہے کہ ایک فیصد لوگ میری بیعت کریں گے۔۔۔اور یہ اپنی مرضی کے ساتھ خلافت ہمارے اختیار میں نہیں دیں گے۔(۱)

جندب اور جنگ نہروان سے پہلے غیبی خبر

جندب بن عبداللہ نقل کرتے ہیں: میں جنگ نہروان میں شک و تردد میں پڑ گیا کہ کیا قرآن کے قاریوں (و حافظوں) سے بھی جنگ کی جا سکتی ہے؟ چنانچہ میں صبح کے وقت ایک برتن میں پانی لئے ہوئے لشکر سے تھوڑا دور ہوا، اس وقت حضرت علی - میرے پاس آئے، زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک گھوڑ سوار نے آ کر کہا: اہل نہروان اور خوارج نہر سے عبور کر چکے ہیں، امام نے فرمایا: نہیں، انھوں نے پانی سے عبور نہیں کیا ہے اور ہرگز عبور نہیں کر سکتے، خدا کی قسم ان کی قتل گاہ پانی کے اس طرف ہے اور خدا انھیں قتل کرے گا اور جو بھی افترا پردازی کرے جھوٹا ہے، اس وقت ایک دوسرے گھوڑ سوار نے آ کر بھی وہی خبر دی اور امامؑ نے وہی جواب دیا۔

جندب کہتے ہیں: میں نے خود سے کہا: عینی گواہیوں کی بات قبول کروں یا امامؑ کی غیبی خبر؟ میں نے خدا کی حمد و ثنا کی اور خود سے کہا: اگر وہ نہر سے عبور کر چکے ہیں تو میں دشمن کے لشکر سے مل جاؤں گا اور اگر خوارج نے نہر سے عبور نہیں کیا تو حضرت علی - کے لشکر کے ساتھ رہوں گا، یہ سوچ کر میں چل دیا، جب خوارج کے خیموں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ نہر کے اسی طرف ہیں اور (برہنہ تلوار لئے ہوئے) حضرت علی - سے جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔

جندب کہتے ہیں: اس وقت حضرت علی - نے میرا شانہ ہلا کر کہا: اے ازدی بھائی! حقیقت روشن ہو گئی؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، اے امیر المومنین! پس میں اپنی بری نیت پر نادم ہوا اور خدا سے

طلب مغفرت کی، اس کے بعد امامؑ نے مجھے توبہ کا حکم دے کر فرمایا: خدا سب گناہوں کو بخش دے گا' جندب کہتے

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۹،ص۵۶؛ ارشاد مفید، ج۱،ص۲۴۱۔

ہیں: اس کے بعد میں حضرت علیؑ کی حقیقت پر یقین کامل کے ساتھ میدان کارزار میں داخل ہوا اور خوارج کے دو آدمیوں کو ہلاک کر دیا تیسرے سے لڑ رہا تھا کہ ہمارے اصحاب واحباب نے میری حمایت کی اور مجھے نجات مل گئی۔(۱)

۲۰۲۔ جندب بن عفیف ازدی

آپ حضرت علیؑ کے شجاع و بہادر سپاہی تھے۔

تاریخ میں ہے: جس وقت سفیان بن عوف کے شہر انبار پر حملہ اور وہاں کے والی کی شہادت کی غم انگیز خبر حضرت علیؑ کو ملی تو آپ نے اہل کوفہ کو جہاد کی دعوت دی مگر لوگوں نے خاموشی اختیار کی اور کوئی جواب نہیں دیا۔

امامؑ مسجد سے نکل آئے، لوگ آپ کے ساتھ تھے کہ جندب بن عفیف اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر سامنے آئے اور دو زانو بیٹھ کر عرض کی:

اے امیر المومنینؑ! آج میں اور میرا بھائی اس آیت: {قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي} "خدا! میں تیرے دین کی نصرت وحفاظت کے لئے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی کو نہیں پاتا" کے مصداق ہیں (۲) لہٰذا اے امیرؑ! ہمیں جو چاہے حکم فرمائیں کہ خدا کی قسم خود کو سفیان تک پہنچا دیں گے اگر چہ ہمارے اور اس کے بیچ دیر پا آتش اور خاردار زمین ہے۔

حضرت علیؑ نے ان کے حق میں دعا کی اور فرمایا: "آخر تم دو لوگ تنہا کیا کر سکتے ہو"۔(۳)

۲۰۳۔ جندب بن کعب ازدی (اسدی)

آپ حضرت رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے باوفا صحابی ہیں۔ آپ جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔(۴)

جندب اور جادوگر کا قتل

بہت سے مورخین کے نقل کرنے کے مطابق آپ ہی نے عثمان بن عفان کے دور خلافت میں کوفہ کے حاکم ولید بن

۱۔ قاموس الرجال، ج ۲، ص ۲۴۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۷۱۔

۲۔ سورہ مائدہ [۵] آیت ۲۵۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۸۹؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۲۴۶؛ قاموس الرجال، ج ۳، ص ۹۴۔

۴۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۵۱۱؛ الاغانی، ج ۵، ص ۱۵۶۔

عقبہ کے جادوگر کو قتل کیا جس کے بعد آپ قاتل جادوگر کے نام سے مشہور ہو گئے۔

اس کے بعد ولید نے آپ کو قید کر دیا، جس وقت آپ کوفہ کے قید خانہ میں تھے اس وقت وہاں کا چوکیدار نصرانی تھا جب اس نے دیکھا کہ جندب دن میں روزہ اور رات میں عبادت کرتے ہیں تو متاثر ہو کر وہ بھی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا: ''ربّی ربّ جندب و دینی دین جُندب؛ جو جندب کا خدا ہے وہی میرا خدا ہے اور جو جندب کا دین ہے وہی میرا دین ہے''(۱)

آپ عثمان پر اعتراض و تنقید کی خاطر ۳۳ھ میں حکم عثمان کی بنا پر کوفہ سے شہر بدر کر دیئے گئے۔(۲)

آپ حضرت علی - کے وہ باوفا صحابی ہیں جس نے آخری دم تک حضرت علی - کی ولایت سے دفاع کیا اور آپ جنگ صفین میں پیادہ سپاہیوں کے سردار تھے اور آپ اسی جنگ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۳)

۲۰۴۔ جوھر بن جابر الخضر

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ جنگ جمل میں مہازم قبیلوں کے سردار تھے۔(۴)

۲۰۵۔ جویریہ بن مسھّر عبدی

آپ تابعین میں سے بہترین شخص اور حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے(۵) آپ نے حضرت علیؑ کے دور خلافت کی بعض جنگوں میں شرکت کی۔(۶)

حضرت علی - آپ پر اطمینان و اعتماد اور آپ سے انسیت رکھتے تھے نیز آپ کا امامؑ کے رازدار اصحاب میں شمار ہوتا تھا، ایک دن امامؑ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: ''یاجویریة الحق بی لا اباً لك، الا تعلم انی اهواك واحبك؟ اے جویریہ! تم میرے پاس آؤ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہیں دوست رکھتا ہوں'' اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: ''میں کچھ باتیں تم سے کہنا چاہتا ہوں انہیں یاد کر لینا'' اس طرح آپ حضرت علیؑ کے راز و اسرار سے آگاہ ہوئے۔(۷)

۱۔ الاغانی، ج۵، ص۱۵۶؛ اسد الغابہ، ج۱، ص۳۰۵۔

۲۔ تاریخ طبری، ج۴، ص۳۲۶۔

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۳۲۶؛ الاصابہ، ج۱، ص۵۱۱۔

۴۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج۱، ص۱۲۱۔

۵۔ رجال طوسی، ص۳۶، ش۴۔

۶۔ رجال برقی، ص۵۔

۷۔ قاموس الرجال، ج۲، ص۷۵۹۔

راوندی نقل کرتے ہیں: ایک دن امامؑ نے جویریہ سے فرمایا: ''اے جویریہ! تم ایک پست فطرت آدمی کے ہاتھوں قتل کردیئے جاؤ گے، وہ پہلے تمہارے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گا اور پھر سولی پر چڑھا دے گا،، کچھ عرصہ بعد جب زیاد بن ابیہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کا والی مقرر ہوا تو اس نے حکم دیا کہ جویریہ کے ہاتھ پاؤں قطع کرکے سولی پر چڑھا دیا جائے۔(۱)

حضرت علیؑ جویریہ سے کس درجہ محبت واعتماد رکھتے تھے اس کا اندازہ لگانے کے لئے بس یہی کافی ہے کہ ایک دن حضرت علی - نے اپنے کاتب عبیداللہ بن رافع سے فرمایا: میرے معتمدین میں سے دس افراد کو میرے پاس بلاؤ، عبیداللہ نے پوچھا: ان کے نام بتایئے؟ امامؑ نے دس نام بتائے جن میں ایک جویریہ کا نام تھا۔(۲)

۲۰۶۔ جوین والدابی ہارون عبدی

آپ راوی اور حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں، آپ نے جنگ نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور خوارج کے سردار ذوالثدیہ کے قتل کے وقت آپ حضرت علی - کے ساتھ تھے۔(۳)

۲۰۷۔ جہم بن معلی

آپ حضرت علیؑ کے لشکر کے سپاہی تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں شرکت کی اور جنگ صفین میں شہید ہوئے۔(۴)

۲۰۸۔ جہم راسبی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی وسپاہی تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں شرکت کی اور اسی جنگ صفین میں اپنے مولا وآقا حضرت علی بن ابی طالبؑ کی رکاب میں لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔(۵)

۲۰۹۔ جہمہ بن ہلال کلبی

آپ حضرت علیؑ کے سپاہی تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں شرکت کی اور جنگ صفین میں شہید ہوگئے۔(۶)

۱۔ الخرائج والجرائح، ج۱، ص۲۰۲؛ قاموس الرجال، ج۲، ص۷۵۸۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۴، ص۲۹۹۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۲۵۰؛ اعیان الشیعہ، ج۴، ص۲۹۹۔

۴۔ وقعہ صفین، ص۵۵۷۔۵۵۸۔

۵۔ وقعہ صفین، ص۵۵۷۔۵۵۸۔

۶۔ وقعہ صفین، ص۵۵۷۔۵۵۸۔

۲۱۰۔جیش بن ربیعه (ابوالمعتمر کنانی)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ کی کنیت ابوالمعتمر تھی، آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی اور حرقوص بن زہیر کو (جوکہ خوارج کے سرداروں میں سے تھا) ہلاک کیا۔(۱)

۱۔تاریخ طبری، ج۵،ص۸۷۔

(ح)

۲۱۱۔ حارث بن ابی الحارث بن ربیع ازدی

آپ محدث اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جس وقت حضرت علیؑ نے مخنف بن سلیم کو ۳۷ھ میں جنگ صفین کی شرکت کیلئے دعوت دی تو آپ نے چلتے وقت حارث بن ابی الحارث کو اصفہان اور سعید بن وہب کو ہمدان میں مقرر کیا کہ دونوں آپ کے رشتہ دار تھے اور خود نے حضرت علیؑ کے پاس آ کر جنگ صفین میں شرکت کی۔(۱)

بعض مورخین نے آپ کا نام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں (بھی) ذکر کیا ہے۔(۲)

۲۱۲۔ حارث بن بشر ھمدانی

آپ ہمدان کے رہنے والے(۳) حضرت علیؑ کے شجاع و بہادر سپاہی تھے(۴) آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی، آپ اور آپ کے بھائی عمیر بن بشر ان گیارہ سرداروں میں سے تھے

جنھوں نے آٹھ سو (۸۰۰) ہمدانی جوانوں کے ساتھ معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور ثبات قدمی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، اس حملے میں ایک سو اسی (۱۸۰) سپاہی اور گیارہ سردار شہید ہوئے۔(۵)

۲۱۳۔ حارث بن جلاح حکمی

آپ یمن کے ایک قبیلہ (حکم) سے منسوب اور حضرت علیؑ کے صحابی ہیں اور آپ کی جنگ صفین میں شہادت ہوئی۔(۶)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۰۵۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۲۵۔

۳۔ وقعہ صفین، س ۱۵۲؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۱۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۴۴، ش ۲۵ عنوان ''سفیان بن یزید'' اور لفظ ''حرث بن بشر''۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۲؛ تاریخ طبری، ج ۵، ۲۱۔

۶۔ وقعہ صفین، ۳۱۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۲۳۹۔

۲۱۴۔ حارث بن جمھان جعفی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے۔(۱)

آپ حضرت علیؑ کی طرف سے زید بن نضر اور شریح بن ہانی کے پاس پیغام لیکر گئے، یہ دونوں حضرات صفین کی طرف جاتے وقت علیؑ کے لشکر کے فرمان روا تھے، امامؑ نے دستور العمل میں ان دونوں کے لئے تحریر فرمایا کہ میں نے تمہارے عہدہ کو مالک اشتر کے سپرد کر دیا ہے، ان سے ملنے کے بعد مالک اشتر تمہارے امیر ہیں۔(۲)

حارث کی جنگ میں بہادری

مورخین جنگ صفین میں آپ کی بہادری کے سلسلہ میں اس طرح نقل کرتے ہیں:

حارث بن جمہان جنگ صفین میں جب میدان کارزار گرم تھا تو ایک دن مالک اشتر کے ہمراہ اہل شام سے جنگ کر رہے تھے اور آپ نے ان کے ایک بڑے حصہ کو متفرق اور پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا جس سے امامؑ کے لشکر کو فائدہ ہوا، آپ کی اس دلیرانہ جنگ کا آغاز اس وقت ہوا کہ جب حضرت علی -کے اصحاب کا ایک گروہ عبداللہ بن بدیل کی فرمان روائی میں معاویہ کی فوج کے محاصرہ میں آ گیا، انھوں نے اس حد تک مقابلہ وجنگ کی کہ ان کے اکثر افراد شہید اور باقی خستہ وزخمی ہو گئے، زیادہ احتمال یہ تھا کہ دشمن قتل عام کرنا چاہتا تھا، اس وقت مالک اشتر نے حارث بن جمہان سے کہا کہ اپنے زیر فرمان سپاہیوں کے ساتھ فوراً اپنی متفرق فوج کی مدد کو جائیں، آپ فوراً بجلی کی طرح تیزی سے بڑھ کر شامی سپاہیوں پر (جو زخمی سپاہی اور عبداللہ بن بدیل کا پیچھا کر رہے تھے) حملہ آور ہوئے، اس طرح سپاہیوں نے حارث کی مدد سے نجات حاصل کی اور اپنے خیمہ گاہ کی طرف واپس آئے (۳) اس کے علاوہ بھی حارث بن جمہان نے جنگ صفین میں اپنی بہادری وشجاعت کا مظاہرہ کیا۔(۴)

۲۱۵۔ حارث بن جیش اسدی ازدی

آپ راوی حدیث تھے، آپ سے ابووائل نے حدیث نقل کی ہے۔

۱۔ رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۳۳، رجال طوسی میں ''جمھان'' ذکر ہے۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۱۵۴۔

۳۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۲۔ ۲۳۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۴۔

ابوالفرج اصفہانی، حارث بن جیش سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: عثمان کی طرف سے جس وقت سعید بن عاص کوفہ کے امیر تھے تو انھوں نے مدینہ میں کچھ لوگوں کے لئے منجملہ خلیفہ وقت عثمان کے واسطے ہدیہ بھیجے اور میرے ذریعہ حضرت علی - کے لئے بھی ہدیہ بھیجا اور خط میں لکھا: جو ہدیہ میں نے آپ کے لئے بھیجا ہے وہ عثمان کے بعد سب سے زیادہ ہے، حارث کہتے ہیں: جب میں حضرت علیؑ کے پاس پہنچا اور حضرت نے سعید کا خط پڑھا تو آپ نے فرمایا: یہ بات کس قدر مصیبت آور ہے کہ بنی امیہ رسول خداؐ کی میراث کو میرے لئے ناپسند سمجھتے ہیں۔۔۔۔(۱)

۲۱۶۔ حارث بن حاطب انصاری

آپ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ جنگ بدر میں شرکت کرنا چاہتے تھے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ اور ابولبابہ کو کم سنی کی وجہ سے واپس کر دیا تھا، البتہ آپ نے دوسری جنگوں میں شرکت کی۔(۲)

آپ نے جنگ صفین میں (بھی) حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۳)

۲۱۷۔ حارث بن حسان ربعی بکری

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور اپنے زمانے کے اثر و رسوخ رکھتے تھے، آپ اور آپ کے بھائی، آپ کے والد اور چچا نیز دیگر رشتہ دار سب حضرت علی - کے صحابی تھے کہ جنگ جمل میں حضرت علی - کی رکاب میں جہاد کیا، حارث اور آپ کے والد و بھائی اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

۲۱۸۔ حارث بن حصیرۃ ازدی (ابونعمان کوفی)

آپ ثقہ تابعین میں سے تھے اور شیعیت پر ثابت قدم تھے، آپ نے اہل بیت % کے فضائل و مناقب میں بہت زیادہ روایتیں نقل کی ہیں۔(۵)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص ۱۷۵، خطبہ ۷۷ کے ذیل میں۔

۲۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۳۲۳؛ الاصابہ، ج۱، ص ۵۶۸۔

۳۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۳۲۳؛ الاصابہ، ج۱، ص ۵۶۸؛ تھذیب التھذیب، ج۲، ص ۱۱۰۔

۴۔ تاریخ طبری، ج۴، ص ۵۲۲؛ اسد الغابہ، ج۱، ص ۳۵۵؛ اعیان الشیعہ، ج۴، ص ۳۰۴۔

۵۔ اعیان الشیعہ، ج۴، ص ۳۰۴۔

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۲۱۹۔ حارث بن حنظلہ کندی

آپ حضرت علیؑ کے جنگ صفین میں وفادار گھوڑسوار سپاہی تھے، آپ نے حارث بن وداعہ، حصین بن تمیم حمیریان، حسین بن سعید جرشی، حکم بن حنظلہ بن کندی اور حنظلہ بن سعدی تمیمی کے ساتھ مل کر اہل شام کے لشکر کو ہلاک کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔(۲)

۲۲۰۔ حارث بن ربعی (ابوقتادہ انصاری)

آپ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا اور آپ کی والدہ کبشہ بنت مطہر بن حرام تھیں، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجاع و بہادر اور فاضل صحابی تھے اور آپ ''فارس رسول اللہؐ '' کے لقب سے مشہور تھے۔

ابوقتادہ اور حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ

آپ حضرت علیؑ کے مخلص و باوفا صحابی تھے، آپ نے حضرت علیؑ کے دور خلافت کی ساری جنگوں میں شرکت کی اور آپ جنگ جمل و صفین اور نہروان میں آنجنابؑ کی رکاب کے ملازم تھے۔(۳)

جب حضرت علیؑ ظاہری خلافت پر فائز ہوئے تو آپ نے عثمان کے مقرر کردہ مکہ کے والی خالد بن عاصی بن ہاشم بن مغیرہ مخزومی کو معزول کر کے ابوقتادہ کو وہاں کا والی منصوب فرمایا، البتہ کچھ عرصہ کے بعد ابوقتادہ کو بھی مکہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ عباس کے فرزند قثم کو منصوب کیا، قثم نے حضرت علیؑ کی شہادت تک ولایت وحکومت کی۔(۴)

جنگ نہروان میں شرکت اور مدینہ کا قصد

حضرت علیؑ نے خوارج سے جنگ میں (ان کی ہدایت سے ناامید ہو کر) اپنے لشکر کو آمادہ کیا اور اس جنگ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سات سو (۷۰۰) یا آٹھ سو (۸۰۰) صحابیوں نے حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور ان کا سردار قیس

۱۔ رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۲۸۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔ ۵۵۸۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۷۵؛ الاصابہ، ج ۷، ص ۳۲۹؛ رجال طوسی، ص ۶۳۔

۴۔ ظاہراً ابوقتادہ کی مکہ کی ولایت سے معزولی کی علت آپ کی جنگ جمل و صفین ونہروان میں امامؑ کے ساتھ شرکت کرنا ہے۔

بن سعد بن عبادہ کو مقرر کیا اور خود امامؑ بھی قلب لشکر میں موجود تھے۔(۱)

خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں: جب حضرت علیؑ جنگ نہروان سے فارغ ہوئے تو ابوقتادہ انصاری ساٹھ یا ستر اصحاب رسول خداؐ کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے، آپ سب سے پہلے جناب عائشہ کے پاس پہنچے اور دونوں کے بیچ حضرت علی ؑ کے سلسلہ میں نیز آنجنابؑ کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے متعلق کافی بات چیت ہوئی، آخر میں جناب عائشہ نے کہا: اے ابوقتادہ! میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا:

"تفترق امتی علی فرقتین، تمرق بینھما فُرقة مُحَلِّقُون رؤسھم محفّون شواربھم... یقرأون القرآن لایتجاوز تراقیھم، یقتلھم احبھم الیّ واحبھم الی اللہ تعالی"

''میری امت دو گروہ میں تقسیم ہو جائے گی، ان میں سے ایک گروہ اپنے سروں کو مونڈے گا اور مونچھے چھوٹی رکھے گا ۔۔۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے گلوں سے نہیں اترے گا، یہ گروہ ایسے افراد کو قتل کرے گا جو میرے اور خدا کے نزدیک بڑے محبوب ہیں''

جب عائشہ نے اس حقیقت کا اقرار کرلیا کہ حضرت علیؑ اور آپ کے اصحاب (جو کہ خوارج کو قتل کرنے والے ہیں) خدا اور رسولؐ کے نزدیک محبوب ترین افراد ہیں، اس پر ابوقتادہ نے کہا: اے عاشہ! کیا آپ اس حقیقت کو جانتی ہیں؟ پھر آخر کس بنا پر حضرت علیؑ کے ساتھ آپ نے اس طرح کیا؟ (اور جنگ جمل برپا کی) عاشہ نے کہا: اے ابوقتادہ! امر خدا کے لئے ایک اندازہ ومقدار معین ہے اور اندازہ ومقدار کیلئے اسباب وسائل ہیں ۔۔۔۔ (۲)

وفات ابوقتادہ

آپ کی وفات ۳۸ یا ۴۰ ہجری حضرت علیؑ کے دور خلافت میں کوفہ میں ہوئی، امامؑ نے آپ کے جنازہ پر نماز پڑھی اور چھ یا سات تکبریں کہیں، ایک قول یہ ہے کہ سن ۵۸ھ مدینہ میں آپ کی وفات ہوئی اور اس وقت آپ کا سن ۷۰ یا ۷۲ سال تھا۔(۳)

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۲،ص ۲۷۲۔

۲۔تاریخ بغداد، ج۱،ص ۱۶۰۔۱۵۹۔

۳۔اسد الغابہ، ج۵،ص ۲۷۵؛ الاصابہ، ج۷،ص ۳۲۹؛ تاریخ بغداد، ج۱،ص ۱۶۱؛ سیر اعلام النبلاء، ج۴،ص ۹۲و۹۰؛ تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص۲۲۹۔

۲۲۱۔ حارث بن ربیع بن ناشب (ابوزیاد)

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ راوی ہیں، آپ قبیلہ بنی عبس کے نو (۹) افراد کے ساتھ مدینہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اوراسلام قبول کیا، آنحضرتؐ نے آپ لوگوں کے حق میں دعا کی اورآپ پہلے مہاجرین میں سے ہیں(۱) کچھ عرصہ تک حضرت علیؑ کی طرف سے مدینہ میں عامل رہے۔(۲)

۲۲۲۔ حارث بن زهیر ازدی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ کی شہادت جنگ جمل میں ہوئی۔

طبری، جندب بن عبداللہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: جنگ جمل میں عمرو بن اشرف عائشہ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھا، جو بھی اس کے پاس جاتا تھا قتل ہو جاتا تھا اس وقت حارث بن زہیر اس کی طرف بڑھے اور شعر پڑھ کر اس پر حملہ کیا یہاں تک کے لڑتے ہوئے زمین بوس ہوئے اور دونوں دنیا سے چل بسے۔

۲۲۳۔ حارث بن سوید تمیمی (ابوعائشہ)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے اور کوفہ میں رہنے لگے تھے، حضرت علیؑ کے صحابی قرار پائے اور آپ نے حضرت علیؑ وعبداللہ بن مسعود وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔(۳)

آپ حضرتؑ کی شہادت کے بعد اپنے ایمان وعقیدہ پر ثابت قدم رہے اور حضرت امام حسنؑ کی بیعت کی، حضرت امام حسن -نے معاویہ کے نام خط لکھ کر حارث بن سوید اور جندب ازدی کو دیا، یہ دونوں خط لیکر معاویہ کے پاس گئے اور اسے امامؑ کی بیعت کی دعوت دی۔(۴)

۷۲ھ میں عبداللہ بن زبیر کی حکومت کے آخری ایام میں آپ کی وفات ہوئی۔(۵)

۲۲۴۔ حارث بن شہاب طائی

۱۔اعیان الشیعہ، ج۴،ص ۳۰۶۔

۲۔رجال طوسی،ص ۳۹،ش ۱۹۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج۲،ص ۱۱۳؛ الاصابہ، ج۲،ص ۱۵۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۵،ص ۴۹۔

۴۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱۶،ص ۲۵و۲۶۔

۵۔الاصابہ، ج۲،ص ۱۵۸۔

آپ تابعین میں سے ہیں نیز شیخ طوسی کے نقل کرنے کے مطابق حضرت علیؑ کے صحابی ہیں۔(۱)

۲۲۵۔ حارث (حُر) بن صبّاح

شیخ طوسی کے قول کے مطابق آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں۔(۲)

نصر کہتے ہیں: عمر بن شمر نے حرّ (حارث) بن صباح کے حوالہ سے نقل کیا کہ: ایک دن (جنگ صفین میں جب سخت جنگ ہورہی تھی تو) میں نے جناب مالک اشتر کے ہاتھ میں یمنی تلوار دیکھی جب نیچے کی طرف آتی تو ایسا لگتا تھا جیسے اس سے پانی ٹپک رہا ہو اور جب اوپر اٹھاتے تھے تو آنکھیں خیرہ سی ہو جاتی تھیں وہ بڑی بہادری کے ساتھ دشمن پر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: یہ وہ سختیاں ہیں جو بہت جلدی گزر جائیں گی۔۔۔۔(۳)

۲۲۶۔ حارث بن عمرو انصاری

آپ حضرت رسول خداؐ نیز حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔

ابن حجر ابن سعد کے نقل کرنے کے مطابق کہتے ہیں: حارث اور ان کے بھائی (سعد بن عمرو) دونوں رسول خداؐ کے صحابی تھے اور انھوں نے جنگ احد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا، نیز دونوں بھائی حضرت علیؑ کے شیعہ و صحابی تھے اور انھوں نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۴)

۲۲۷۔ حارث بن عمرو بن عبید

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے اپنے بھائی سعد بن عمرو کے ہمراہ جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۵)

۲۲۸۔ حارث بن عمرو (عوف) (ابو واقد لیثی)

شیخ طوسی رقمطراز ہیں: آپ کی کنیت ''ابو واقد'' اور آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے۔

۱۔ رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۲۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۶۵۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۳۲؛ شرح ابن ابی الحدید ''حارث بن صباح''، لیکن وقعہ صفین و تاریخ طبری میں ان کا نام ''حر بن صباح'' ہے۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۴؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۲؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۲۰۵۔

۴۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۵۸۷۔

۵۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۲۲۶۔

شیخ مفید تحریر کرتے ہیں: آپ کے والد کا نام عوف ہے اور آپ ان مہاجرین میں سے ہیں جنھوں نے آخری دم تک کیلئے بیعت کی تھی۔

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔(۱)

۲۲۹۔ حارث بن غزیہ

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور راوی ہیں، عبداللہ بن رافع نے آپ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے کہا: میں نے حضرت رسول خداؐ سے فتح مکہ کے موقع پر سنا آپ نے فرمایا: "لا هجرة بعد الفتح؛ فتح مکہ کے بعد ہجرت بے معنی ہے"

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور میدان کارزار میں ندا دی: اے گروہ انصار! جس طرح حضرت رسول خدا کی نصرت میں پیش قدم تھے اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ کی نصرت میں سعی وکوشش کیجئے، خدا کی قسم تمہاری یہ نصرت و مدد رسول خداؐ کی مدد کرنے کی طرح ہے۔(۲)

۲۳۰۔ حارث بن قیس (ابوموسیٰ ہمدانی)

آپ کی کنیت ابوموسی ہمدانی تھی، آپ کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ نے جنگ نہروان میں حضرت علی -کی رکاب میں جہاد کیا۔

۲۳۱۔ حارث بن قیس جعفی

آپ حضرت علیؑ کے وفادار صحابی اور فقیہ تھے، آپ نے اپنے دو بھائی ابی بن قیس اور علقمہ بن قیس کے ہمراہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور کہتے ہیں: آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اس جنگ میں آپ کا ایک پیر کٹ گیا تھا۔(۳)

۱۔الجمل،ص ۱۰۳۔

۲۔اعیان الشیعہ،ج ۴،ص ۳۷۲۔

۳۔رجال طوسی،ص ۳۹،ش ۲۰

۲۳۲۔ حارث بن قیس جعفی کوفی

شیخ طوسی نے آپ کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱) ظاہراًیہ حارث بن قیس پہلے والے حارث بن قیس کے علاوہ ہیں اسی بنا پر شیخ طوسیؒ نے ان دونوں کے نام جداگانہ طور پر ذکر کئے ہوئے۔

ابن حجر عسقلانی ''علی بن المدینی'' سے نقل کرتے ہیں کہ: حارث بن قیس جعفی کوفی نے جنگ صفین میں شرکت کی نیز اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

حدیث اور سیرت کی کتابوں میں آپ سے یہ حدیث نقل ہے:

''اذا کنت فی امر الآخرۃ فتمکّث، واذا کنت فی امر الدنیا فتوخّ، واذا اھممت بأمر خیر فلا تؤخّرہ، واذا أتاك الشیطان وانت تصلی فقل انك مرائُ فردہ طولا''

اگر آخرت سے متعلق کسی کام میں ہو تو اس میں ثابت قدم رہو اور اگر کسی دنیاوی کام میں مشغول ہو تو اس میں غور فکر و کرو اور اگر کسی کار خیر میں کوشاں ہو تو اس میں تاخیر مت کرو اور اگر حالت نماز میں تم پر شیطان آ جائے تو اس سے کہو! تو دشمن ہے اور نماز میں طول دے کر اسے دور کرو۔(۲)

۲۳۳۔ حارث بن مرہ عبدی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جنگ صفین میں میسرہ پیادہ سپاہیوں کے سردار تھے(۳) آپ جنگ نہروان سے پہلے بے قصور خوارج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

جب حضرت علی -کو خبر دی گئی کہ خوارج نہروان نے بے گناہ افراد کو قتل کر دیا ہے اور صحابی رسول عبداللہ بن خباب جیسے افراد کا حق گوئی کے جرم میں سر قلم کر دیا ہے اور ان کی زوجہ کے شکم کو چاک کر کے ان کے رحم میں بچہ کو بھی قتل کر دیا ہے نیز طایفہ ''طی وام سنان صیداویہ'' کی تین عورتوں کو ناحق قتل کر دیا ہے، امامؑ بہت زیادہ رنجیدہ خاطر ہوئے اور آپ نے حارث بن مرہ عبدی کو اپنا سفیر بنا کر ان لوگوں کے پاس بھیجا تا کہ وہ انھیں قتل وغارت گری سے منع کریں، مگر افسوس کہ جب حارث خوارج کے پاس نہر کے کنارے پہنچے تو انھوں نے ناحق آپ کو (بھی) قتل کر دیا، جب یہ خبر لوگوں تک پہنچی تو سب کوفہ میں جمع

۱۔رجال طوسی، ص ۳۸، ش ۸۔

۲۔حلیۃ الاولیا، ج ۴، ص ۱۳۲، تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۱۲۴۔

۳۔وقعہ صفین، ص ۲۰۵۔

ہوئے اور حضرت علیؑ سے کہا کہ ان لوگوں کا خاتمہ کریں چنانچہ امامؑ نے لوگوں کے ناحق قتل عام کو روکنے کے لئے نہروان سے جنگ کی ۔(۱)

۲۳۴۔ حارث بن منصور عبدی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

۲۳۵۔ حارث بن نصر جُشمی (۲)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور بہت اچھے شاعر تھے اور آپ جنگ صفین میں بڑی بہادری کے ساتھ لڑے۔

نصر بن مزاحم، عبدالرحمن بن حاطب سے نقل کرتے ہیں: عمرو عاص حارث بن نصر جشمی کے بڑے سخت دشمن تھے اور ہر جگہ حارث کی برائی کرتے تھے، کیوں کہ حارث نے جنگ صفین میں عمرو عاص کی مذمت میں شعر کہے تھے، (جن میں سے)دو شعر اس طرح ہیں:

لیس عمر بتارك ذكره الحر ب مدى الدهر او يلاقى علياً
واضع السيف فوق منكبه الا يمن لا يحسب الفوارس شيًّاً

عمرو عاص کسی بھی وقت اس جنگ کو نہیں بھولے گا اور علیؑ کے مدّ مقابل نہیں ہوگا۔

کیوں کہ علیؑ اپنی تلوار کو دائیں بازو پر لٹکاتے تھے اور سوار کاروں کا کوئی حساب نہیں کرتے تھے۔

عمرو عاص یہ شعر سن کر بڑا شرمندہ ہوا اور میدان میں حضرت علیؑ کے مقابلہ میں آیا، جب حضرت علی - نے حملہ کیا اور عمرو عاص نے موت کو سر پر دیکھا تو ڈر کر اپنی شرم گاہ ظاہر کردی، حضرت علیؑ نے چونکہ شرم گاہ کی طرف دیکھنا حرام سمجھا لہٰذا اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور عمرو عاص موقع کا فائدہ اٹھا کر فرار کر گیا(۳)

چوں کہ عمرو عاص کی شرمگاہ کا ظاہر ہونا تاریخ میں باقی رہ گیا اور اس کی ذلت و رسوائی سب کو معلوم ہوگئی لہٰذا وہ حارث بن نصر کی برائی کرتا تھا اور کہتا تھا: اگر وہ یہ شعر نہ کہتے تو میں حضرت علیؑ کے مقابلہ میں لڑنے نہیں جاتا اور مجھے اس ذلت و رسوائی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۸۲؛ مروج الذہب، ج ۲، ص ۴۲۵؛ الکامل فی التاریخ، ج ۲، حوادث سال ۳۹، ص ۴۲۹۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید میں ''حارث بن نضر خشعمی'' ذکر ہوا ہے۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۴۳۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۶، ۳۱۳۔۳۱۶۔

۲۳۶۔ حارث بن وداعہ حمیری

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی اور جنگ صفین میں گھوڑ سوار سپاہی تھے، آپ نے حارث بن جلاح حکمی، حارث بن حنظلہ کندی، حصین بن تمیم حمیریان، حسین بن سعید جرشی، حکم بن حنظلہ کندی وحنظلہ بن سعدی تمیمی کے ساتھ مل کر اہل شام سے جہاد کیا، ان کے کافی افراد کو ہلاک کیا اور خود بھی شہید ہو گئے(۱)

۲۳۷۔ حارث بن ھمّام نخعی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جنگ صفین میں جناب مالک اشتر کے پرچم کو اٹھائے ہوئے تھے۔(۲)

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جن دنوں جنگ صفین میں میدان کارزار گرم تھا تو ایک دن جناب مالک اشتر نے حارث بن ہمام نخعی کو بلا کر انہیں پرچم دے کر کہا: اے حارث! اگر تم آخری وقت تک صبر کرنے والے نہ ہوتے تو علم تم سے واپس لے لیتا اور یہ کرامت تمھارے نصیب نہ کرتا‘‘ جناب حارث نے جواب میں کہا: خدا کی قسم آج دشمن کے لشکر کی طرف اس طرح بڑھوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے یا میں قتل ہو جاؤں گا لہٰذا آپ میرے پیچھے آیئے، پس جناب مالک اشتر کا علم لیکر آگے بڑھ گئے۔(۳)

۲۳۸۔ حارث بن یزید

آپ حضرت علیؑ کے مجاہد صحابی تھے، جنگ صفین میں اپنے بھائی سفیان اور عبید کے ہمراہ امامؑ کی رکاب میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۴)

۲۳۹۔ حارث (حارثہ) بن سرقہ انصاری

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور جنگ بدر میں حالات پر نظارت کئے ہوئے تھے(۵)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔ ۵۵۸۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۲۵۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۱۷۲ و ۱۷۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۳۲۷۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۲۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۲۰۔

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۲۴۰۔حارث ہمدانی (حارث بن عبداللہ اعور ہمدانی)

آپ حضرت علیؑ کے خاص صحابی اور مورد عنایت تھے(۲) آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور آپ امامؑ کے نزدیک قابل اعتماد اور راز دار اصحاب میں سے تھے۔

ابن داؤد کے نقل کرنے کے مطابق آپ بلند پایہ عالم دین اور اپنے دور کے فقیہ تھے۔(۳)

حارث اور جان کنی کی حالت میں امام علیہ السلام کے حاضر ہونے کی حدیث

آپ حضرت علیؑ اور اہل بیت پیغمبرؐ کے مخلص وعقیدت مند ہونے میں بڑے مشہور تھے لہٰذا آپ کے بارے میں حضرت علیؑ نے فرمایا:

ولو ان یوماً کنت بوّاب جنة　　لقلت لهمدان ادخلوا بسلام

اگر میں جنت کے دروازہ پر ہوتا تو اہل ہمدان سے کہتا سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ ۔(۴)

اسی محبت والفت کی بنا پر حارث بیان کرتے ہیں: ایک رات میں دیر سے حضرت علیؑ کے پاس پہنچا، حضرتؑ نے فرمایا: اس وقت رات میں آنے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! آپ کی محبت یہاں لے آئی، امامؑ نے جواب میں فرمایا: میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں: اے حارث! میرا چاہنے والا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ جان کنی کی حالت میں میری زیارت نہ کرلے اور دشمنی رکھنے والا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کے دشمنی کے مطابق جان کنی کی حالت میں مجھے دیکھ نہ لے۔(۵)

حارث کی ضعیفی اور امام علیہ السلام کی نصیحت

حارث ایک دن شیعوں کی جماعت کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے، اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: حارث امامؑ

۱۔رجال طوسی، ص ۳۸، ش ۱۲؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۰۷۔

۲۔رجال طوسی، ص ۳۸، ش ۴ ورجال برقی، ص ۴۔

۳۔تھذیب التھذیب، ج ۲، ص ۱۱۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۶۶۔

۴۔سفینة البحار، ج ۲، ۱۱۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۶۷۔

۵۔رجال کشی، ص ۸۹، ش ۱۴۲۔

کے بڑے قریبی تھے لہٰذا امامؑ نے ان سے فرمایا: ''کیف تجدک یا حارث ؟؛ اے حارث! خود کو کیسا پاتے ہو؟'' انھوں نے کہا:

اے امیر المومنینؑ! آپ کے اصحاب کی دشمنی نے میرے رنج وغم میں اضافہ کر رکھا ہے

امامؑ نے پوچھا: ان کی دشمنی کس چیز سے متعلق ہے؟ کہا: آپ سے متعلق دشمنی رکھتے ہیں، کیوں کہ بعض آپ کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور افراط کا شکار ہیں اور بعض بے حد دشمنی رکھتے ہیں اور بعض شک و تردد میں مبتلا ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: «فحسبك یا اخا همدان، الا ان خیر شیعتی النمط الاوسط، الیهم یرجع الغالی وبهم یلحق التالی»

''اے ہمدانی بھائی! تمھارے لئے بس یہی کافی ہے کہ جان لو میرے بہترین شیعہ وہ ہیں جو حد اوسط کی رعایت کرتے ہیں غلو کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ ان کی طرف پلٹیں اور تفریط کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ بھی انہی حد اوسط والوں سے ملحق ہو جائیں''

حضرت علی علیہ السلام اور حارث کی میزبانی

کشی میمون بن مہران سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: ایک دن حارث ہمدانی نے مجھے اپنے گھر مدعو کیا، میں نے کہا: اس شرط کے ساتھ قبول کرتا ہوں کہ کھانے میں کوئی اہتمام نہیں کرو گے بلکہ جو کچھ گھر میں ہے وہی کافی ہے، حارث نے عرض کی: ٹھیک ہے، جب حضرت علیؑ حارث کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ حارث رنجیدہ خاطر ہیں اور باہر سے کچھ خرید کر لانا چاہتے ہیں مگر اس شرط کی بنا پر مجبور ہیں کہ جائز نہیں سمجھتے، چنانچہ امامؑ نے فرمایا: اے حارث! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ عرض کی: مولا! میرے پاس یہ درہم ہیں لیکن آپ کے لئے اپنی پسندیدہ چیز نہیں خرید سکتا، امامؑ نے فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ خود کو خریدنے کے چکر میں زحمت میں مت ڈالنا بہر حال چوں کہ یہ پیسے گھر میں ہیں لہٰذا خرید لو۔(۱)

۱۴۲۔ حارثہ بن بدر (ثور) غدانی تمیمی

شاید آپ ہی حارثہ بن ثور ہیں (۲) آپ بصرہ کے اشراف اور روسائے تمیم نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اور

۱۔ رجال کشی، ص ۸۹، ۱۴۳۔

۲۔ شیخ مفید نے حارثہ بن ثور حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے، رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۳۰۔

حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، احنف کہتے ہیں کہ آپ زیرک و باذوق شاعر اور قبیلہ بنی تمیم میں ماہر سوار تھے۔(۱)

۲۴۲۔ حارثہ بن سرافہ (سراقہ) انصاری

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں شمار کیا ہے نیز رقمطراز ہیں کہ: آپ نے جنگ بدر و احد میں شرکت کی (۲)، اسی طرح آپ کا حارث نام کے ساتھ حضرت علیؑ کے اصحاب میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔(۳)

مرحوم شیخ مفید آپ کا نام حارث بن سراقہ بتاتے ہیں نیز تحریر کرتے ہیں: حارث مہاجرین میں سے تھے اور آپ نے حضرت علی -کی بیعت کی۔(۴)

ابن حجر رقم طراز ہیں: آپ اصحاب بدر میں سے ہیں۔

۲۴۳۔ حارثہ بن نعمان انصاری (ابوعبداللہ)

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل اصحاب میں سے ہیں، آپ نے آنحضرتؐ کی رکاب میں بدر، احد اور ساری جنگوں میں شرکت کی، آپ نے دو مرتبہ جناب جبرئیل کو دحیہ کلبی کی شکل میں دیکھا ایک مرتبہ اس وقت جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کا رخ کیا اور دوسری مرتبہ حنین سے واپسی میں (۵)

آپ حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب میں سے ہیں اور آپ نے امامؑ کی رکاب میں جنگوں میں جہاد کیا۔(۶)

آپ نے اپنی والدہ کے ساتھ بڑی نیکی کی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: جب میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے کسی کے قرائت (تلاوت) کرنے کی آواز سنائی دی میں نے کہا: یہ آدمی کون ہے؟ کہا گیا: حارث ہیں، آپ کا انتقال معاویہ کے دور حکومت میں ہوا۔(۷)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۲۴۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۱۸، ش ۷ ۳۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۳۸، ش ۱۲۔

۴۔ الجمل، ص ۱۰۴۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۵۸؛ الاصابہ، ج ۱، ص ۶۱۸؛ رجال طوسی، ص ۱۷، ش ۳۵۔

۶۔ رجال طوسی، ص ۱۷، ش ۳۵۔

۷۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۶۱۶؛ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۵۸؛ رجال طوسی، ص ۱۷، ش ۳۵۔

۲۴۴۔ حازم بن ابی حازم احمسی

آپ قیس کے بھائی اور ابن اثیر کے قول کے مطابق قیس کے والد ہیں، آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی نیز حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں احمس و بجیلہ کے زیر پرچم جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۱)

۲۴۵۔ حبان بن حارث کوفی

آپ کی کنیت ابو عقیل کوفی ہے، آپ راوی اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے جنگ نہروان میں خوارج سے جنگ کی۔(۲)

۲۴۶۔ حُبشی بن جنادہ سلولی (ابوالجنوب)

آپ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ حجۃ الوداع میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، نیز ادیب اور شاعر تھے اور آپ کے حوالہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بھی نقل ہوئی ہیں، منجملہ یہ مشہور حدیث کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"علی منّی و أنا من علی ولا یودّی (لا یبلغ) عنی الّا انا أو علی"

آپ حضرت علیؑ کے (بھی) باوفا صحابی تھے اور آپ نے امامؑ کی جنگ جمل و صفین اور نہروان میں نصرت کی، ولایت علی بن ابی طالبؑ کی نسبت آپ کے ایمان و عقیدہ کے سلسلہ میں بس یہی کافی ہے کہ جب ایک جنگ میں دشمن کی طرف روانہ تھے تو ایک شخص نے کہا: مجھے اس بات کا

ڈر ہے کہ تم حضرت علیؑ کے ساتھ ہو، جواب میں آپ نے کہا: "ما من عملی شئ ارجی عندی عنه؛ میرے اعمال میں سے کوئی بھی عمل ایسا نہیں کہ جس سے مولا علی -کی ہمراہی کے برابر امید کی جا سکتی ہو"(۳) (یعنی آپ کی نظر میں کوئی بھی عمل حضرت علیؑ کی محبت و ہمراہی سے بہتر نہیں تھا یقیناً اس جملہ کی گہرائی کو اہل معرفت ہی درک کر سکتے ہیں)

۱۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۶۰؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۶؛ وقعہ صفین، ص ۲۵۸۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۸۷۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۸۷۔

۲۴۷۔ حبہ بن جوین (جویر) عرنی

آپ یمن کے رہنے والے اور حضرت علیؑ(۱) وحضرت امام حسنؑ کے شیعہ وصحابی تھے۔(۲)

آپ راوی وزاہد، متقی وپرہیزگار اور دائم الذکر تھے، لہٰذا سلمہ بن کہیل کہتے ہیں: میں نے ہمیشہ حبہ کو ذکر وتسبیح میں مشغول دیکھا۔(۳)

بعض مؤرخین نے آپ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۴) ابن اثیر وغیرہ نے مسلم ملائی سے نقل کیا ہے کہ حبہ نے کہا: میں حجۃ الوداع غدیر خم میں موجود تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی -کا اپنا جانشین ہونے کی حیثیت سے تعارف کرایا۔

مسلم اعور کہتے ہیں: حبہ نے جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۵)

خطیب بغدادی اور ابن اثیر، مسلم واعور سے بحوالہ حبہ بن جوین نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں اور ابوسعید مدائن میں جناب حذیفہ کے پاس پہنچے، سلام وگفتگو کے بعد میں نے جناب حذیفہ سے کہا: ہمیں آیندہ فتنہ سے بڑا ڈر ہے کوئی حدیث بیان کیجئے، جناب حذیفہ نے کہا: جناب عمار یاسر کے سر پر آنے والے فتنہ سے ہوشیار رہیے گا، کیوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''تقتله الفئة الباغية (النا كبة) عن الطريق وان آخر رزقه ضياح من لبن؛ (عمار یاسر) کو صراط مستقیم سے منحرف باغی گروہ قتل کرے گا اور ان کی آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہے''۔(۶)

حبہ سے منقول چند حدیثیں

۱۔ حبہ عرنی نقل کرتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان غدیر میں دوپہر کے وقت لوگوں کو نماز جماعت کے لئے جمع کیا اور خداوند عالم کی حمد وثنا کی اس کے بعد فرمایا: ''أتعلمون انی اولی بکم من أنفسکم؟؛ کیا تم جانتے ہو کہ میں

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۳۸، ش ۹؛ رجال برقی، ص ۶؛ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۶۷۔

۲۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۷، ش ۵۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۲۷۶؛ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۱۵۱۔

۴۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۱۶۴۔

۵۔ الجمل، ص ۳۸۲۔

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۲۷۵؛ الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۲۸۱۔

تمھارے نفسوں پر اولویت رکھتا ہوں؟'' سب نے کہا: جی ہاں، اس کے بعد فرمایا: "فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ، اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ؛ جس جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، خدایا جو ان (علی) کو دوست رکھے اسے دوست رکھ اور جو ان سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ''۔

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اتنا بلند کئے کہ میں نے دونوں ہاتھوں کی بغلوں کے حصے کو دیکھا اور آنحضرت نے ان کا اپنا جانشین ہونے کی حیثیت سے تعارف کرایا۔(۱)

۲۔ حبہ عرنی حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "ان اللہ عزوجل اخذ میثاق کل مومن علی حبی ومیثاق کل منافق علی بُغضی، فلو ضربت وجه المؤمن بالسیف ما أبغضنی، ولو صبب الدنیا علی المنافق ما احبّنی؛ خداوند عالم نے ہر مومن سے میری محبت پر عہد و پیمان باندھا اور ہر منافق سے میری دشمنی پر عہد و پیمان باندھا اگر میں مومن کو تلوار ماروں تو بھی وہ مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا اور اگر منافق کو پوری دنیا دے دوں تب بھی وہ مجھ سے دوستی و محبت نہیں کرے گا''۔(۲)

۳۔ ''مسلم اعور'' حبہ عرنی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:

"مَن اَحبَّنِی کَانَ مَعِی، اَمّا اِنّكَ لَو صُمتَ الدَّھرَ کُلَّهُ وَقُمتَ اللَّیلَ کُلَّهُ ثُمَّ قُتِلتَ بَینَ الصَّفَا وَالمَروَةِ (أوقَالَ بَینَ الرُّکنِ وَالمَقَامِ) لَمَا بَعَثَكَ اللهُ اِلّا مَعَ ھَوَاكَ بَالِغاً مَا بَلَغَ اِنَّ فی جَنَّةٍ فَفِی جَنَّةٍ وَاِنَّ فِی نَارٍ فَفِی نَارٍ"

اے حبہ! جو مجھے دوست رکھتا ہے وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا، اگر سارے دنوں روزے رکھو اور ساری راتوں کو نماز و عبادت میں بسر کرو اور صفا و مروہ (یا رکن و مقام) کے درمیان موت کو گلے لگا لو تو (خدا بھی) تمھیں اسی شخص کے ساتھ مبعوث کرے گا جس کی پیروی کرتے ہوا گر وہ جنتی ہے تو جنت میں اور اگر جہنمی ہے تو جہنم میں جاؤ گے۔(۳)

۴۔ ''ابن فضیل''، اجلح سے نقل کرتے ہیں کہ حبہ عرنی نے کہا: میں نے حضرت علیؑ سے سنا آپ نے فرمایا:

"لقد عبدت اللہ قبل أن یعبدہ احد من ھذہ الامة خمس سنین"

۱۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۳۶۷؛ الاصابہ، ج۲، ص ۱۶۴۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۴، ص ۸۳۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۴، ص ۱۰۵۔

''میں نے خداوند عالم کی اس امت کے ہر شخص کے عبادت کرنے سے پانچ سال پہلے عبادت کی''۔(۱)

۵۔''سلمہ بن کہیل'' حبہ عرنی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے حضرت علیؑ سے سنا، آپ نے فرمایا:

"انا اوّل من صلّی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ"

میں نے سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔(۲)

حضرت علی علیہ السلام اور بیت المال

حبہ عرنی نقل کرتے: جب حضرت علیؑ کے ہاتھ میں بصرہ کا بیت المال آیا تو آپ نے سارا مال اپنے جنگجو اصحاب میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو پانچ سو (۵۰۰) درہم دیئے اور سب کی طرح اپنے لئے بھی پانچ سو درہم رکھے، اس وقت ایک شخص۔ جس نے جنگ میں شرکت نہیں کی تھی۔ نے آ کر کہا: مولا! میں دل وجان سے آپ کے ساتھ تھا اگر چہ میرا جسم وہاں حاضر نہیں تھا لہٰذا مجھے بھی مال غنیمت میں سے کچھ دیجئے، امامؑ نے جو پانچ سو درہم اپنے لئے رکھے تھے اسے دے دیئے اور اپنے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔(۳)

راھب کا واقعہ

عرنی کہتے ہیں: کوفہ سے صفین جاتے وقت راستہ میں جب حضرت علیؑ ''رقہ'' نامی ایک جگہ پہنچے تو آپ فرات کے کنارے ٹھہر گئے، وہاں ایک صومعہ (عبادت خانہ) تھا اس سے ایک راہب نکل آیا اور اس نے امامؑ سے کہا: میرے پاس ایک کتاب ہے جسے میں نے اپنے نیک وصالح افراد سے میراث میں لیا ہے اور اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے لکھا ہے، اگر اجازت فرمائیں تو آپ کی خدمت میں پیش کروں؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں اجازت ہے، راہب نے اس کتاب کو (لاکر) پڑھا، اس کا مضمون پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت، اخلاق حسنہ نیز وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کے اختلاف اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برحق جانشین، اس کے نہر فرات سے گزرنے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر و برحق فیصلہ کرنے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی نظر میں دنیا کی کوئی قدر وقیمت نہیں اور اس کے لئے موت آسان ہے۔۔۔ جو شخص بھی اس سے شرف ملاقات کرے اسے چاہئے کہ اس کی نصرت کرے کیوں کہ اس کی راہ میں قتل ہونا خدا کی راہ میں

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۴،ص۱۱۸۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج۴،ص۱۱۸۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱،ص۲۵۰۔

شہید ہونا ہے۔

راہب کتاب پڑھنے کے بعد سمجھ گیا کہ وہ شخص حضرت علیؑ ہیں جو اس کے پاس حاضر ہیں لہٰذا اس نے کہا: میں آپ کے ساتھ چلوں گا اور کبھی آپ سے جدا نہیں ہوں گا، جس چیز کا آپ سامنا کریں گے میں بھی سامنا کروں گا۔

حضرت علیؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، آپ نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا:

"الحمد للّٰہ الّذی لم اکن عندہ منسیاً، الحمد للّٰہ الّذی ذکر عندہ فی کتب الابرار"

ساری تعریفیں خدا کے لئے سزاوار ہیں کہ اس نے مجھے اپنے نزدیک فراموش شدہ افراد میں قرار نہیں دیا، تعریف اس کے لئے ہے کہ اس نے میرا ذکر نیک وصالح افراد کی کتابوں میں کیا۔

اس کے بعد راہب حضرت علی -کے ساتھ صفین آیا اور امامؑ کی رکاب میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا، جب شہداء کے لاشوں کو سپرد خاک کر رہے تھے تو ہر گروہ اپنے شہید کے لاشہ کی تلاش میں تھا، امامؑ نے فرمایا: ''اس راہب کا لاشہ بھی تلاش کیجئے'' جب اس کا لاشہ ملا تو خود امامؑ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے سپرد لحد کیا، اس کے لئے طلب مغفرت کی اور آخر میں فرمایا: ''ھذا منّا اھل البیت؛ یہ شخص ہم اہل بیت میں سے ہے۔(۱)

امام علیہ السلام کی نصف شعبان میں دعا

حبہ عرنی نصف شعبان میں حضرت علی -کی مناجات نقل کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ ہم نوف بکالی کے ساتھ کوفہ کے دارالامارہ کے صحن میں سوئے ہوئے تھے، نصف شب کے بعد ہم نے دیکھا کہ حضرت علیؑ قصر کے اندر سے صحن کی طرف آہستہ آہستہ آرہے ہیں، البتہ غیر عادی حالت اور آپ پر خوف و دہشت طاری تھی آپ دیوار کے سہارے آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور سورۂ آل عمران کی ان آیتوں {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ، الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ، رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ، رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۲۰۵۔

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ}(۱) کی تلاوت کر رہے تھے۔(۲)

حبہ کہتے ہیں: میں اور نوف بستر پر لیٹے ہوئے اس عجیب وغریب منظر کو دیکھ رہے تھے، میں ہیبت زدہ افراد کی طرح دیکھ رہا تھا، البتہ نوف اپنے آنسوؤں پر قابو نہ کر پائے اور مسلسل گریہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت علی - نے ہمارے قریب آکر کہا: حبہ! سو رہے ہو یا بیدار ہو؟ میں نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! بیدار ہوں، اگر خوف خدا سے آپ کا یہ حال ہے تو ہمارا کیا ہوگا!

حضرت علیؑ سر جھکائے گریہ کر رہے تھے، آپ نے فرمایا:

"یا حبة ان لله موقفاً ولنا بين يديه موقف لا يخف عليه شيء من اعمالنا ان الله اقرب اليّ واليك من حبل الوريد، يا حبة انه لی يعجبنی ولا اياك عن الله شیء"

اے حبہ! ایک دن ہمیں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور ہمارا کوئی عمل بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے، خدا مجھ سے اور تم سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، خدا اور ہمارے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی

پھر امامؑ نے نوف سے فرمایا: اے نوف! سو رہے ہو یا بیدار ہو؟ عرض کی: اے امیر المومنینؑ! بیدار ہوں اور کافی دیر سے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا:

"یا نوف! ان طال بكائك فی هذه الليلة مخافة من الله عزوجل قرّت عيناك غداً بين يدی الله عزوجل..."

''اے نوف! اگر اس شب تم خوف خدا سے رو رہے ہو تو کل خدا کی بارگاہ میں تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی، اے نوف! خوف خدا میں جو قطرہ بھی آنکھوں سے نکلتا ہے وہ آگ کے دریا کو بجھا دیتا ہے''۔

اس کے بعد امامؑ نے ہمیں وعظ ونصیحت کی اور امامؑ نے آخری جملہ یہ ارشاد فرمایا:

"فكونوا عن الله حذر، فقد انذر تكما"

خدا سے ڈریئے، میں نے تمھیں (پیغام) پہنچا دیا۔(۳)

۱۔سورۂ آل عمران [۳] آیت ۱۹۰۔ ۱۹۴۔

۲۔بحار الانوار، ج ۸۷، ص ۲۰۱۔

۳۔بحار الانوار، ج ۸۷، ص ۲۰۱۔

۲۴۸۔ حبیب بن ابی ثابت کوفی (ابویحییٰ)

آپ قبیلہ بنی اسد سے کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ راوی حدیث، مشہور عالم وفقیہ اور تابعین میں سے اور حضرت علی وحضرت امام سجاد اور حضرت امام باقر وحضرت امام صادق علیہم السلام کے شیعوں میں تھے، آپ کی وفات ۱۱۹ھ اور ایک قول کے مطابق ۱۲۲ھ میں ہوئی۔

ابوالفرج اصفہانی حبیب بن ثابت سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: معاویہ نے صلح امام حسن - کے بعد کوفہ میں آ کر لوگوں سے خطاب کیا، حضرت امام حسن وامام حسینؑ منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، معاویہ نے حضرت علی - کا نام لیا اور بدکلامی کی، اس کے بعد حضرت امام حسنؑ کی شان میں بدکلامی کی، حضرت امام حسینؑ معاویہ کا جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے کہ حضرت امام حسنؑ امام حسینؑ کو بٹھا کر جواب دینے کے لئے خود کھڑے ہوئے اور آپ نے معاویہ سے فرمایا: تو نے علیؑ کا نام لیا، میں حسن ہوں اور میرے پدر بزرگوار علی ہیں اور تو معاویہ ہے اور تیرا باپ پتھر (صخر) ہے، میری والدہ حضرت فاطمہ زہرا ☆ ہیں اور تیری ماں ہندہ (جگر خوار) ہے، میرے نانا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تیرا نانا عتبہ بن ربیعہ ہے، میری نانی حضرت خدیجہ ہیں اور تیری نانی قتیلہ ہے خدا ہم میں سے جو بھی کفر ونفاق ۔۔۔ کے لحاظ سے سابقہ رکھتا ہے اس پر لعنت کرے جو لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے آمین کہا۔(۱)

۲۴۹۔ حبیب بن مسلم

شیخ طوسیؒ نے حبیب بن مسلم کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۲۵۰۔ حبیب بن بدیل خزاعی

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے باوفا صحابی ہیں، آپ ان بارہ افراد میں سے ہیں جنھوں نے مسجد کوفہ میں غدیر کے واقعہ کی گواہی دی اور کہا: ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ''۔(۳)

۱۔ مقاتل الطالبین، ص ۴۶، شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۴۶۔

۲۔ رجال طوسیؒ ص ۳۹، ش ۱۸۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۶۸، والاصابہ، ج ۲، ص ۱۵۔

۲۵۱۔ حبیب بن حمار (حماز) اسدی کوفی

آپ محدث وراوی اور کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ نے جناب ابوذر غفاری سے حدیث نقل کی ہے، آپ شروع میں حضرت علی - کے شیعہ تھے لیکن امامؑ کی شہادت کے بعد دنیا کے لالچ میں آ کر اہل بیت رسولؐ کو چھوڑ کر بنی امیہ سے مل گئے۔

۲۵۲۔ حبیب بن عاصم ازدی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جنگ نہروان میں گھوڑسوار سپاہی تھے اور اس جنگ میں خوارج کے ہاتھوں آپ کی شہادت ہوئی۔

حضرت علیؑ نے خوارج کے ساتھ جنگ شروع ہونے سے پہلے غیبی خبر دی: ''**مصارعهم دون النطفة، والله لا يفلت منهم عشرة ولا يهلك منكم عشرة**؛ ان (خوارج) کی قتل گاہ نہر کے پاس ہے، خدا کی قسم ان میں سے دس افراد بھی نہیں بچیں گے اور تم میں سے دس افراد بھی شہید نہیں ہوں گے''۔(۱)

۲۵۳۔ حبیب بن عبد اللہ انصاری

مرحوم شیخ طوسیؒ اور برقی نے آپ کا حضرت علی اور حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۲) حبیب نے حضرت علی - سے حدیث نقل کی ہے منجملہ یہ حدیث نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ''خدا کی قسم میں حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا عبداللہ بن معین اور کعب بن عبداللہ محمد بن ابی بکر کے پاس سے آئے، محمد بن ابی بکر کے شہید ہونے سے پہلے انھوں نے حضرت علیؑ سے مدد کی درخواست کی، حضرت نے کھڑے ہو کر لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر جا کر حمد وثنا کی اور پیغمبر پر درود کے بعد اس طرح فرمایا: ''**اما بعد فهذا صريخ محمد بن ابى بكر واخوانكم من اهل مصر**۔۔۔؛ یہ محمد بن ابو بکر اور تمھارے مصری بھائیوں کی آواز استغاثہ ہے، عمرو عاص ان کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔۔۔ اے بندگان خدا ان کی مدد کے لئے جلدی کرو۔۔۔''۔(۳)

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۹۵۔

۲۔ رجال طوسیؒ ص ۳۸، ش ۱۳؛ رجال برقی، ص ۷۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۶ ص ۸۹، پورا واقعہ محمد بن ابو بکر کے حالات زندگی میں ملاحظہ کریں۔

۲۵۴۔ حبیب بن عمرو

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں جو کوفہ میں رہتے تھے، حضرت علیؑ کی شہادت کے وقت امامؑ کے پاس حاضر تھے اور آپ نے امامؑ سے بات چیت کی۔

حبیب بیان کرتے ہیں: جب حضرت علیؑ کے ضربت لگی اور آپ بستر شہادت پر تھے تو میں آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، میں نے عرض کی: مولا! یہ زخم کوئی خاص نہیں، انشاء اللہ آپ کو کچھ نہیں ہوگا، امامؑ نے مجھ سے فرمایا: ''یاحبیب! انا واللّٰہ مفارقکم الساعة؛ اے حبیب! خدا کی قسم کچھ دیر بعد تم سے جدا ہو جاؤں گا، حبیب کہتے ہیں (یہ سن کر) میں رونے لگا''

امامؑ نے مجھ سے فرمایا:

''یاحبیب! اری ملائکة السموات والارضین بعضهم فی اثر بعض والنبیین وقوفاً الی ان تتلقونی، وهذا اخی محمد رسول الله صلی الله علیه وآله جالس عندی یقول: أقدم فان امامك خیر لك ممّا انت فیه''

''اے حبیب! آسمان و زمین کے فرشتوں اور انبیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ مجھ سے ملاقات کے لئے منتظر ہیں اور یہ میرے بھائی محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو فرماتے ہیں: اے علی! میرے پاس آجاؤ، جو عالم تمھارے انتظار میں ہے وہ تمھارے لئے اس سے بہتر ہے جس میں تم زندگی بسر کر رہے ہو۔۔۔''

حبیب کہتے ہیں: میں ابھی گھر سے نہیں نکلا تھا کہ مولا آقا کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔(۱)

حبیب کہتے ہیں: جب شہادت کے بعد صبح کے وقت حضرت امام حسن مجتبیٰؑ منبر پر گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد حضرت علیؑ کے سلسلہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''ایها الناس! فی هذه اللیلة نزل القرآن وفی هذه اللیلة رفع عیسی بن مریم وفی هذه اللیلة قتل یوشع بن نون۔۔۔؛ اے لوگو! اس شب میں قرآن نازل ہوا اور اسی شب جناب عیسی بن مریم آسمان پر گئے اور اسی شب جناب یوشع بن نون شہید ہوئے اور اسی شب میرے والد بزرگوار دنیا سے رخصت ہوئے، خدا کی قسم گذشتہ انبیاء کے اوصیا میرے والد بزرگوار سے پہلے جنت میں نہیں گئے اور نہ دیگر افراد، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں جہاد کے لئے بھیجتے تھے تو دائیں طرف جناب جبرئیل اور بائیں طرف جناب میکائیل جہاد کرتے تھے، انھوں نے کوئی درہم

۱۔ امالی صدوقؒ، مجلس ۵۲، ج ۳۔

ودینار نہیں چھوڑا سوائے سات سو درہم کے جو اہل خانہ کے لئے خادم خریدنے کے واسطے جمع کر رکھے تھے"۔(۱)

۲۵۵۔ حبیب بن مظاہر اسدی

آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، آپ تابعین میں سے جلیل القدر محدث، حافظ قرآن اور باادب و بافضیلت تھے، نیز حضرت علی اور حضرت امام حسنؑ کے خاص صحابی تھے نیز حضرت امام حسین -کے باوفا اصحاب میں سے تھے۔(۲)

جناب حبیب کی فداکاری اور اہل بیت پیغمبرؐ

جناب حبیب نے حضرت علیؑ کی امامت وولایت کی نسبت اور جنگ جمل وصفین اور نہروان میں فداکاری کا ثبوت دیا نیز حضرت امام حسن -کی امامت کی حمایت کی، مگر افسوس کہ کتب تاریخ میں ان کا ذکر کم ملتا ہے۔

جناب حبیب اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو کوفہ کی طرف دعوت

دیگر لوگوں کی طرح آپ نے بھی خط لکھ کر کوفہ میں اسلامی حکومت کے لئے دعوت دی، آپ اپنے اس عہد و پیمان پر باقی رہے اور آخری دم تک امام حسینؑ اور آپ کے باوفا اصحاب سے دفاع کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

جناب حبیب اور دیگر شیعہ حضرات نے پہلا کام یہ کیا کہ معاویہ کے انتقال اور امامؑ کے یزید کی بیعت سے انکار کرنے کے بعد امام حسینؑ کے نام خط لکھا کہ جتنا جلدی ہو سکے اہل کوفہ کی امامت کے لئے تشریف لے آیئے، خط میں کوفہ کے بزرگوں کی کثیر تعداد کے دستخط بھی تھے، خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا:

حمد وثنا اس خدا کے لئے جس نے آپ کے دشمن کو ہلاک کیا جو بہت تیزی سے اس امت پر غالب آیا اور ناحق حکومت کی باگ ڈور اپنے قبضہ میں لے لی، امت کے بیت المال کو غصب کیا اور مسلمانوں کی مرضی کے بغیر ان پر حکومت کی اس کے بعد امت کے شریف ونیک نفس لوگوں کو قتل کیا اور برے لوگوں کو باقی رکھا اور بیت المال کو زورآور اور ظالم وستمگر افراد کے سپرد کیا، اس وقت ہم اہل عراق کا کوئی امام وپیشوا نہیں ہے لہٰذا آپ تشریف لے آیئے شاید خداوند عالم آپ کی راہنمائی کے ذریعہ ہماری راہ حق کی طرف ہدایت فرمائے۔

جناب حبیب اور جناب مسلم بن عقیل کی حمایت

۱۔امالی صدوقؒ مجلس ۵۲، ج ۳۔

۲۔رجال طوسیؒ ص ۳۸ و ۶۷ و ۷۲؛ اعیان الشیعہ ج ۴، ص ۵۵۔

جب اہل کوفہ کے کافی تعداد میں نامہ موصول ہوئے تو امامؑ نے اپنے چچازاد بھائی جناب مسلم بن عقیل کو اپنا نمایندہ بنا کر کوفہ بھیجا، جب جناب مسلم کوفہ میں داخل ہوئے اور جناب مختار کے گھر ٹھہرے تو لوگوں نے گروہ در گروہ آ کر امامؑ کے نمایندہ کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا۔

اس وقت جناب مسلم نے امامؑ کا خط اہل کوفہ کو پڑھ کر سنایا جس کے بعد کوفہ کے بعض بزرگوں من جملہ حبیب بن مظاہر نے جناب مسلم کی حمایت کا علان کیا جس میں عباس شاکری نے جوشیلا خطبہ دیا اور آخری وقت تک حمایت کی یہاں تک کہ میدان کربلا میں شہید ہو گئے۔(۱)

امام کی بیعت اور جناب حبیب کی کوشش

تاریخ میں بیان ہوا ہے کہ جناب حبیب بن مظاہر اور مسلم بن عوسجہ نے اہل کوفہ سے امامؑ کی بیعت لی تا کہ امامؑ کے تشریف لانے سے پہلے لوگ آپ کی امامت کو قبول کرنے کے لئے آمادہ رہیں، لیکن جب عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ میں داخل ہوکر لوگوں کو قتل وغارت گری کی دھمکی دی تو لوگ جناب مسلم کے اطراف سے دور ہو گئے اور انھیں یک وتنہا چھوڑ دیا اور پھر ان کی مدد کے لئے حاضر نہیں ہوئے، آخر کار جناب مسلم بن عقیل اور جناب ہانی بن عروہ کی شہادت اور چند اصحاب امامؑ گرفتار کر لئے گئے جناب حبیب بن مظاہر اور جناب مسلم بن عوسجہ کے قبیلہ والوں نے انھیں چھپا دیا اور باہر نکلنے نہیں دیا تا کہ عبید اللہ گرفتار نہ کر سکے، لیکن جب حضرت امام حسین -کربلا تشریف لائے تو جناب حبیب اور جناب مسلم بن عوسجہ مخفی طور پر کوفہ سے کربلا سات یا آٹھ محرم کو پہنچ گئے۔(۲)

جناب حبیب اور بنی اسد کو دعوت

جناب حبیب نے جب امامؑ کی خدمت میں پہنچ کر دیکھا کہ دشمن کی فوج بہت زیادہ ہے تو امامؑ سے عرض کی کہ: اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں بنی اسد کے لوگوں کو آپ کی نصرت و مدد کیلئے دعوت دوں۔

امامؑ نے اجازت دی اور جناب حبیب قبیلہ بنی اسد کے پاس گئے، آپ نے ان کے مجمع میں اپنا تعارف کرایا اور انھیں وعظ ونصیحت کی کہ وہ کربلا پہنچ کر امامؑ کے قافلہ سے ملحق ہو جائیں۔

عبد اللہ بن بشیر اسدی نے اپنی جگہ کھڑے ہو کر کہا: آپ ہمارے لئے یہ بہت بڑی کرامت لے کر آئے ہیں۔ میں

۱۔تاریخ طبری، ج۵،ص ۳۴۳۔۳۴۴۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج۴،ص ۵۵۴۔

لبیک کہتا ہوں اور امامؑ کی نصرت کیلئے تیار ہوں۔ان کے بعد ایک گروہ نے مثبت میں جواب دیا اور (مؤرخ) مقرم کے نقل کرنے کے مطابق نوّے (۹۰) افراد امامؑ کی نصرت کے لئے کربلا کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان میں ایک بنی امیہ کا جاسوس نکلا جس نے رات کی تاریکی میں مخفیانہ طور پر لوگوں سے جدا ہو کر عمر سعد کو خبر دی کہ بنی اسد کے کافی لوگ امام حسینؑ کی مدد کے لئے کربلا کی طرف جارہے ہیں، عمر سعد نے ارزق نامی شخص کو پانچ سو (۵۰۰) یا چار سو (۴۰۰) گھوڑ سوار سپاہیوں کے ساتھ بھیج کر ان کا راستہ رکوادیا، انھوں نے شب کی تاریکی میں درمیان راہ بنی اسد کے لوگوں پر حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں بعض لوگ قتل اور باقی مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر جان بچا کر فرار ہو گئے۔

حبیب بن مظاہر نے امامؑ کی خدمت میں پہنچ کر پورا ماجرا بیان کیا، امامؑ نے یہ جملہ فرمایا: ''**وما تشاؤن الّا ان یشاء اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم**''

طبری اور دیگر مورخین ابومخنف کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: جب عمر سعد چار ہزار افراد کے ساتھ کربلا میں داخل ہوا تو اس نے شروع میں ''عزرہ بن قیس'' کو امامؑ کے پاس بھیجنا چاہا، چونکہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے امامؑ کے پاس دعوت نامہ لکھا تھا لہٰذا شرم وحیا کی بنا پر انکار کردیا، عمر سعد نے کوفہ کے سبھی بزرگوں سے۔جنھوں نے امامؑ کے پاس دعوت نامہ لکھا تھا۔جانے کی درخواست کی مگر کوئی تیار نہیں ہوا کہ امامؑ سے پوچھے آپ کس لئے یہاں آئے ہیں؟ آخر کار کثیر بن عبداللہ شعبی جانے کے لئے تیار ہو گیا، ابوثمامہ صائدی جو کہ کثیر کو جانتے تھے انھوں نے اس کا راستہ روک کر کہا: تلوار یہیں چھوڑ و بعد میں امامؑ کے پاس جاؤ، کثیر تلوار چھوڑ کر جانے کے لئے تیار نہیں ہوا اور امامؑ کے اس باوفا صحابی نے بھی اسے امامؑ کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی لہٰذا وہ بغیر کسی نتیجہ کے عمر سعد کے پاس واپس چلا گیا۔

ابن سعد نے دوسری مرتبہ قرۃ بن قیس کو امامؑ سے بات چیت کرنے کے لئے بھیجا کہ آپ کس لئے یہاں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ قرۃ کے آنے کے بعد امامؑ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: ''کوئی اسے جانتا ہے'' جناب حبیب نے کہا: ہاں، اے فرزند رسولؐ! یہ حنظلہ تمیمی کے قبیلہ کا ہے، اس کی ماں ہمارے قبیلہ کی ہے میں جانتا ہوں کہ یہ شخص ٹھیک ہے اور مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ یہاں آئے گا جنگ کے لئے نہیں آیا ہے، یہاں تک کہ قرۃ نے امامؑ کے پاس پہنچ کر سلام کیا اور عمر سعد کا پیغام امام حسین -کی خدمت میں پیش کیا، امامؑ نے جواب میں فرمایا: ''**کتب الیّ اهل مصر کم هذا أن أقدم فامّا اذ کرهو نی فأنا انصرف عنهم**؛ تمہارے شہر (کوفہ) کے لوگوں نے میرے پاس خطوط لکھ کر مجھے مدعو کیا لہٰذا میں یہاں آ گیا، اب اگر تم لوگوں کو یہ بات پسند نہیں ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں''۔

قرۃ بن قیس امامؑ کی گفتگو سن کر واپس جانا چاہتا تھا کہ جناب حبیب بن مظاہر نے آگے بڑھ کر کہا: اے قرۃ! وائے ہو تم پر کیا اس ظالم و ستمگر کی طرف واپس جا رہے ہو؟ یہاں رک کر امامؑ کی نصرت و مدد کرو کہ خداوند عالم نے ان کے بزرگوں کے ذریعہ ہمیں کرامت عطا کی ہے۔

قرۃ بن قیس نے کہا: میں عمر سعد کے پاس جا کر امامؑ کا پیغام پہنچاتا ہوں پھر جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کے بارے میں غور و فکر کروں گا مگر قرۃ جانے کے بعد واپس نہیں آیا۔

امامؑ کے پیغام کا عمر سعد پر اثر ہوا اور اس نے کہا: ''انی ارجو ان یعاقبنی اللّٰہ من حربه و قتاله؛ خدا ہمیں حضرت حسین سے جنگ کرنے سے محفوظ رکھے۔ اور ایک نقل کے مطابق فوراً ابن زیاد کو خط لکھا کہ حضرت حسین بن علی + اہل کوفہ کے بلانے کی بنا پر آئے ہیں اور واپسی کے لئے تیار ہیں لہٰذا کیا کیا جائے؟ ابن زیاد ملعون نے جواب میں لکھا کہ حضرت حسین اور ان کے ساتھیوں کو چاہئے کہ یزید کی بیعت کریں اگر بیعت نہ کریں تو بعد میں بتاؤں گا کیا کرنا ہے۔ والسلام''(۱)

اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر بیعت نہ کریں تو واپس نہ جانے دیا جائے۔

نو(۹) محرم کو جناب حبیب کا بیان

نو(۹) محرم عصر کے وقت جب عمر سعد کا لشکر امام حسین - کے خیموں کی طرف حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا تو جناب عباس - نے حکم امامؑ سے جناب حبیب اور زہیر قین کے مثل بیس (۲۰) افراد کے ساتھ دشمن سے آکر پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: امیر نے حکم دیا ہے کہ آپ یا ان کے حکم کو قبول کریں یا جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں؟

جناب عباسؑ نے فرمایا: جلدی مت کرو، میں تمھارا پیغام اپنے بھائی تک پہنچاتا ہوں، انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، جناب عباس - نے واپس آکر دشمن کا پیغام امامؑ تک پہنچایا اور جناب حبیب وغیرہ وہیں دشمن کے مقابل کھڑے رہے، اس وقت جناب حبیب بن مظاہر نے جناب زہیر کے مشورہ سے دشمن سے اس طرح خطاب کیا: اے لوگو! یاد رکھو خدا کی قسم تم برے لوگ ہو، تم کل قیامت میں خدا کی بارگاہ میں اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور متقی و پرہیزگار لوگوں کو قتل کرنے کے جرم میں حاضر ہو گے۔۔۔ مگر افسوس کہ ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

جناب حبیب اور جناب مسلم بن عوسجہ

طبری نقل کرتے ہیں کہ جناب مسلم بن عوسجہ کربلا کے پہلے شہید ہیں، ابھی جسم میں جان باقی تھی کہ امامؑ اور جناب

۱۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۴۱۰۔

حبیب آپ کے پاس پہنچ گئے، امامؑ نے فرمایا: ''رحمک اللّٰہ یامسلم بن عوسجہ فمنھم من قضی نحبه و منھم من ینتظر و مابدّلو تبدیلا؛ اے مسلم! خدا تم پر رحمت نازل کرے، کچھ لوگ اپنے وظیفہ پر عمل کر کے چل بسے اور کچھ منتظر ہیں دونوں گروہ میں تبدیلی نہیں ہے''

امامؑ کی گفتگو ختم ہونے کے بعد جناب حبیب نے قریب آ کر کہا: ''عزّ علیّ مصرعک یامسلم ابشر بالجنة؛ اے مسلم! آپ کا مرنا میرے لئے بڑا سخت و دشوار ہے، پس آپ کو جنت کی بشارت ہو' جناب مسلم نے آہستہ سے کہا: ''بشرک اللّٰہ بخیر؛ اے حبیب! خدا آپ کو خیر و نیکی کی بشارت دے''

اس کے بعد جناب حبیب نے کہا: ''اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ آپ کے پیچھے مجھے آنا ہے تو آپ سے وصیت کی درخواست کرتا اور پھر آپ کی وصیت پر عمل کرتا''

جناب مسلم نے کہا: ''بل انا اوصیک بھذا رحمک اللّٰہ۔ و اھوی بیدہ الی الحسین ان تموت دونه؛ ہاں میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان ۔ امامؑ کی طرف اشارہ کیا۔ کا خیال رکھنا، خدا آپ پر رحمت نازل کرے، ان سے پہلے ان پر اپنی جان فدا کر دینا''۔

جناب حبیب نے کہا: ''اے مسلم! خدا کی قسم آپ کی اس وصیت پر عمل کروں گا اور ان سے پہلے ان پر اپنی جان قربان کر دوں گا، اس کے بعد جناب مسلم کی روح پرواز کر گئی''۔(۱)

جناب حبیب اور نماز ظهر

حضرت امام حسینؑ کے باوفا صحابی جناب ابوثمامہ صائدی نے زوال کے وقت امام حسین -کی خدمت میں آ کر عرض کی: مولا! میری جان آپ پر قربان، دشمن قریب پہنچ چکے ہیں لیکن خدا کی قسم آخری دم تک آپ تک آنچ نہیں آنے دوں گا، البتہ میں چاہتا ہوں کہ خدا سے اس نماز ظہر کے ادا کرنے کی حالت میں ملاقات کروں۔

امامؑ نے آسمان کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے ابوثمامہ! خدا تمھیں نماز گزاروں میں قرار دے، ہاں یہ نماز ظہر کا اول وقت ہے، اس کے بعد فرمایا: ''ان لوگوں سے کہو کہ نماز پڑھنے کے وقت تک جنگ نہ کریں' جب نماز کے لئے کہا تو حصین بن تمیم نے نہایت بے ادبی کے ساتھ کہا: تمھاری نماز خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہے؟!

اس وقت جناب حبیب بن مظاہر نے کہا: ''زعمت انما لاتقبل من آل الرسول و تقبل منک۔۔۔؛ کیا تم یہ گمان

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۳۵؛ الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۵۶۵۔

کرتے ہو کہ پیغمبرؐ کی آل سے نماز قبول نہیں ہوگی تم سے قبول ہوگی؟''۔(۱)

حصین نے جناب حبیب کی بات سے ناراض ہوکر حملہ کردیا، جناب حبیب نے حصین کے گھوڑے کے منھ پر اس طرح تلوار ماری کہ گھوڑے نے بگڑکر حصین کو زمین پر گرادیا لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھاکر نجات دی، جناب حبیب اسی طرح حملہ کرتے رہے اور آپ نے مُسِن (بوڑھے) ہونے کے باوجود باسٹھ (٦٢) افراد کو ہلاک کیا(۲) اور اس طرح رجز پڑھا:

انا حبیب وابی مظاهر فارس هیجاء وحرب تسعر

انتم أعد عدّة و أكثر ونحن أفى منكم وأصبر

نحن أعلى حجة واظهر حقاً وأتقى منكم وأعذّرُ

میں حبیب اور میرے والد مظاہر ہیں میں مرکب سوار سپاہی ہوں۔

تم دشمنوں نے بہت زیادہ افراد جمع کرلئے ہیں لیکن ہم زیادہ وفادار اور زیادہ صبر کرنے والے ہیں۔

ہماری دلیل محکم اور حق ظاہر ہے تم سے زیادہ متقی ہیں اور ہمارا عذر زیادہ قبول ہے۔

کافی دیر جنگ کرنے کے بعد بنی تمیم کے ''بدیل بہ صریم'' نامی شخص نے جناب حبیب کے تلوار ماری بلا فاصلہ دوسرے نے نیزہ مارا، جب آپ زمین پر آئے تو حصین بن تمیم نے تلوار سے وار کرکے آپ کو شہید کردیا۔

فرزند جناب حبیب اور باپ کا سر

جب جناب حبیب کا قاتل کوفہ کے دارالامارہ میں عبیداللہ کے لئے سر لے کر پہنچا تو اس وقت جناب حبیب کے فرزند قاسم۔ جو عمر کے لحاظ سے بلوغ کے نزدیک تھے۔ کی نگاہ اپنے باپ کے سر بریدہ پر پڑی تو وہ تمیمی آدمی کے پیچھے چل دیئے، یہاں تک کہ قاتل نے مشکوک ہوکر پوچھا: ''**مالک یابنی تتبعنی**؛ اے لڑکے! تمھیں کیا کام ہے کہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتے، جہاں بھی میں جاتا ہوں میرے پیچھے چلے آتے ہو؟'' جناب قاسم نے گھبرا کر کہا: کچھ نہیں، تمیمی آدمی نے کہا: کوئی بات ضرور ہے، بتایئے کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ''**انّ هذ الرأس الذی معک، رأس أبی، أفتعطینیه حتی أدفنه؟**؛ تمھارے پاس یہ میرے بابا کا سر ہے کیا مجھے دوگے کہ دفن کروں؟''۔

۱۔ مقتل مقرم، ص ۲۴۴؛ تاریخ طبری، ج۵، ص ۴۳۹۔

۲۔ مقتل مقرم، ص ۲۴۴؛ تاریخ طبری، ج۵، ص ۴۳۹۔

اس نے کہا: اے لڑکے! امیر راضی نہیں ہوگا کہ تمھارے باپ کا سر دفن ہو اور میں بھی انعام لینا چاہتا ہوں۔

جناب قاسم نے غمزدہ حالت میں اس سے کہا: ''جان لے کہ خداوند عالم تمھیں بدترین سزا دے گا، خدا کی قسم تم نے اپنے سے بہتر کو قتل کیا ہے، یہ کہہ کر جناب قاسم رونے لگے اور اس سے جدا ہو گئے''۔(۱)

جناب قاسم اور باپ کا انتقام

کافی سال گزر چکے تھے اور جناب قاسم اپنے باپ کے انتقام کی فکر میں تھے یہاں تک کہ مصعب بن زبیر کا دور حکومت آیا اور مصعب و عبدالملک بن مروان کے بیچ ''باجُمیرہ''(۲) میں جنگ ہوئی، جناب قاسم مصعب کے لشکر میں تھے، اچانک جناب قاسم کی اپنے باپ کے قاتل پر نگاہ پڑی، انھوں نے اس کا پیچھا کیا، وہ جہاں بھی جاتا تھا اس کا پیچھا کرتے تھے اور موقع کے منتظر تھے کہ اس کے غافل ہوتے ہی قتل کر دیں، یہاں تک کہ تمیمی آدمی دوپہر کے وقت آرام کے لئے لیٹ گیا، جناب قاسم موقع غنیمت پا کر اندر داخل ہوئے اور تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔(۳)

۲۵۶۔ حبیب بن یساف انصاری

آپ نے جنگ بدر سے پہلے اسلام قبول کیا اور بدر و احد اور خندق میں شرکت کی، ابن اثیر تحریر کرتے ہیں: عثمان کے دور خلافت میں آپ کا انتقال ہوا۔

البتہ مقری نقل کرتے ہیں کہ حبیب نے جنگ جمل میں بھی حضرت علی -کی رکاب میں جہاد کیا، آپ نے امامؑ کے بصرہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے قصیدہ کہا جس میں لوگوں کو جنگ کی تشویق دلائی۔

۲۵۷۔ حجاج بن علاط بن خالد مکی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور وہیں رہنے لگے، آپ نے مدینہ میں گھر اور مسجد کی تعمیر کی جو آپ کے نام سے مشہور ہوئی، آپ سے روایتیں بھی نقل ہوئی ہیں(۴) آپ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔۔۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہو کر بیعت کی اور جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب

۱۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۴۴۰؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۵۶۷۔

۲۔ موصل کی ایک جگہ جو مصعب کے لشکر کی عبدالملک مروان کے ساتھ جنگ کے زمانہ میں قیام گاہ تھی۔

۳۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۴۴۰؛ الکامل فی التاریخ، ج۲، ص۵۶۷۔

۴۔ اسد الغابہ، ج۱، ص۳۸۱۔

میں جہاد کیا۔(۱)

۲۵۸۔ حجاج بن عمرو بن غزیہ انصاری

آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی -کے اصحاب میں سے ہیں۔(۲)

شیخ طوسیؒ نے ''حجاج بن عمرو'' کا جو کہ شاید ''حجاج بن عمر بن غزیہ'' ہیں حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور حضرت علی -کی ولایت سے دفاع کیا۔

۲۵۹۔ حجاج بن مسروق جعفی

آپ کوفہ میں حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب میں سے تھے، آپ حضرت علیؑ اور آنجناب کے فرزندوں پر اعتقاد کی نسبت ثابت قدم رہے، چنانچہ آپ نے حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ کی بیعت کی، حضرت امام حسنؑ کے کوفہ سے مکہ پہنچنے کے بعد آپ بھی مکہ چلے گئے اور امامؑ کے خدمت گزار قرار پائے، حضرت امام حسنؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں شامل ہو گئے اور امامؑ کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کوفہ تک امامؑ کے ساتھ رہے اور جب یزید بن ریاحی نے ہزار سپاہیوں کے ساتھ راستہ روکا تو امامؑ نے حجاج بن مسروق سے فرمایا: اذان ظہر کہیں، انھوں نے ظہر کی اذان کہی، امامؑ نے اپنے اصحاب و جناب حر اور ان کے لشکر کے ساتھ نماز ادا کی (۴) بعض حضرات نے کہا ہے کہ حجاج کربلا کے سفر میں حضرت امام حسینؑ کے مؤذن تھے۔(۵)

عاشور کے دن حجاج نے اپنے مولا و آقا حضرت امام حسینؑ سے دفاع کیا اور خیمہ میں واپس آکر یہ شعر پڑھا:

الیوم القی جدك النبیا ثم اباك ذا الندی علیّا

ذاك الذی تعرفه الوصیا

آج آپ کے جد سے جو رسول خدا ہیں، اس کے بعد آپ کے والد سے و صاحب جودکرم ہیں سے ملاقات کروں گا۔

۱۔اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۵۶۵۔

۲۔رجال طوسیؒ، ص ۳۸، ش ۱۵۔

۳۔اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۸۳۔

۴۔تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۰۱؛ مقتل مقرم، ص ۱۸۳۔

۵۔قاموس الرجال، ج ۳، ص ۱۱۷۔

وہ علی جنھیں وصی رسول کی حیثیت سے جانتا ہوں۔

حضرت امام حسینؑ نے ان سے فرمایا: میدان میں واپس جاؤ، میں بھی تمہارے بعد اپنے جد اور بابا سے ملاقات کروں گا، حجاج نے میدان کارزار میں جا کر جنگ شروع کی اور عمر سعد کے لشکر کے پچیس (۲۵) افراد کو ہلاک کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔(۱)

حجاج کی فضیلت وایمان کے لئے بس یہی کافی ہے کہ زیارت رجبیہ (اول رجب) میں وزیارت شعبانیہ (زیارت نصف شعبان) اور زیارت ناحیہ (۲) میں حضرت امام زمانہؑ کی طرف سے آپ پر درود وسلام بھیجا گیا ہے: **''اَلسَّلَامُ عَلیٰ حَجَّاجِ بْنِ مَسْرُوقِ الْجُعْفِی''**۔(۳)

۲۶۰۔ حجارۃ بن سعد انصاری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں میں شمار کیا ہے۔(۴)

۲۶۱۔ حجر بن عدی کندی

آپ کا تعلق قبیلہ کندہ سے تھا اور آپ کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی آپ ''حجر الاخیر'' اور ''حجر بن ادبر'' (کے نام) سے مشہور تھے، آپ صدر اسلام کے صاحب فضیلت اور بزرگ مہاجرین میں سے تھے، آپ اپنے بھائی (ہانی بن عدی) کے ساتھ مدینہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور اسلام قبول کیا۔(۵)

آپ بڑے متقی و پرہیز گار اور زاہد و عابد اور ہمیشہ خدا سے دعا میں مشغول رہتے تھے(۶) حضرت علیؑ اور خاندان پیغمبرؐ سے تقرب کی بنا پر بافضیلت و کرامت اور مستجاب الدعوات تھے، اس کے باوجود آپ ایک بہادر افسر اور فدا کار سپاہی تھے، عمر بن خطاب کی خلافت کے دور میں آپ نے قادسیہ اور فتح شام کی جنگوں میں شرکت کی اور ''مرج عذرا'' کی سرزمین کو۔ جو کہ بعد میں جائے شہادت قرار پائی۔ فتح کیا۔

۱۔ مقتل مقرم، ص ۲۵۴؛ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۱۰۳؛ قاموس الرجال، ج ۴، ص ۱۱۷۔

۲۔ یہ زیارت نامہ امام زمانہؑ کی طرف سے ۲۵۲ ہجری میں صادر ہوا۔

۳۔ بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۳۴۰ و ۳۷۳۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۳۷، ش ۱۰؛ تنقیح المقال، ج ۱، ص ۲۱۱؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۶۸۔

۵۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۳۷؛ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۸۵؛ البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۵۱۔

۶۔ بدایہ والنہایہ، ۸، ص ۵۴۔ ۷؛ الغدیر، ج ۱۱، ص ۵۴۔

آپ قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کے وفادار صحابی و مخلص شیعہ ہو گئے اور جنگ جمل و صفین اور نہروان میں بہادری کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علیؑ کے حق کا دفاع کیا اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ کے اصحاب و انصار میں شامل ہو گئے اور ہمیشہ اہل بیت پیغمبرؐ کی حقانیت سے دفاع کیا یہاں تک کہ شام کے قریب ''مرج عذرا'' نامی جگہ پر شیعیان اہل بیتؑ کے ساتھ معاویہ کے جلادوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور اسی جگہ دفن ہوئے، آپ کے مرقد مطہر کے پاس دعا مستجاب ہوتی ہے۔(۱)

آپ کے دو فرزند تھے عبداللہ اور عبدالرحمن جو خاندان اہل بیتؑ سے محبت کے جرم میں شہید کر دیئے گئے۔(۲)

جناب حجر اور امام علیہ السلام کی بیعت

قتل عثمان کے بعد مہاجر و انصار اور مدینہ کی بڑی شخصیتیں حضرت علیؑ کے گھر کے اطراف میں جمع ہو گئیں، امامؑ کی بیعت کی اور آخری دم تک وفاداری و ثبات قدمی کا اظہار کیا۔

مرحوم شیخ مفید نے کتاب ''الجمل'' میں مہاجرین و انصار میں سے بہت سے بزرگوں کے نام (جھنوں نے اس دن بیعت کی تھی) تحریر کئے ہیں منجملہ: جناب عمار یاسر و جناب عدی بن حاتم اور جناب حجر بن عدی، ان لوگوں نے بخوشی امامؑ کی خدمت میں شرفیاب ہو کر بیعت کی اور عہد و پیمان باندھا کہ صلح اور جنگ میں آخری دم تک اطاعت کریں گے، چنانچہ جناب حجر بن عدی نے پہلی فرصت میں امامؑ کی بیعت کی اور اطاعت و فرماں برداری کا اعلان کیا۔(۳)

جناب حجر اور جنگ جمل

حضرت علیؑ نے جنگ جمل کے شروع ہونے سے پہلے حضرت حسن بن علیؑ اور جناب عبداللہ بن عباس اور محمد بن ابو بکر کو اہل کوفہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ جنگ جمل کی آمادگی کے لئے امامؑ کا پیغام ان تک پہنچا دیں، اگر چہ ابو موسیٰ اشعری جو کہ امامؑ کی طرف سے کوفہ میں حاکم تھے ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں تھے اور انھوں نے خاموشی اختیار کرنے نیز ساتھ نہ دینے کی بات کہی لیکن بعض افراد منجملہ حجر بن عدی نے بے خوف و خطر امامؑ کی فرمائش پر لبیک کہہ دیا اور بہت عمدہ تقریر کی، جس کے نتیجہ میں تقریر کے بعد اہل کوفہ نے بلند آواز میں کہا: ہم نے سن لیا ہے، اطاعت و فرماں برداری کریں گے اور پھر اسلحہ حمائل کر کے

۱۔ اسد الغابہ، ج۱، ص ۳۸۶؛ بدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۵۲۔

۲۔ الاصابہ، ج۲، ص ۳۹۔

۳۔ الجمل، ص ۱۱۴۔

کوفہ سے نکل گئے۔

حضرت علیؑ کی نسبت ایمان وعقیدت سے سرشار جناب حجر بن عدی کی تقریر اس طرح تھی:

اے لوگو! یہ حسن بن علی بن ابی طالبؑ ہیں، آپ انھیں پہنچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بابا امام وصی پیغمبرؐ ہیں، اے لوگو! حسن بن علی اور ان کے بھائی حسین بنؑ کی اسلام میں مثال نہیں ہے، دونوں مولا وآقا اور جوانان جنت کے سردار ہیں اور عرب کے سارے بزرگوں کے سرور وآقا ہیں، یہ دونوں بھائی صلاحیت کے لحاظ سے پورے عرب میں اکمل اور علم وعمل کے لحاظ سے برتر ہیں، اس وقت حسن بن علی +جیسی عظیم شخصیت اپنے والد کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے، جو آپ کو حق اور اپنے باپ کی مدد کے لئے دعوت دے رہے ہیں، خدا کی قسم وہ سعادت مند ہے جو ان کی مدد کرے گا اور انھیں دوست رکھے گا اور وہ بدبخت ہے جو مخالفت اور ان کے حق میں کوتاہی کرے لہٰذا ان کی آواز پر لبیک کہئے اور پوری قوت وتوانائی کے ساتھ روانہ ہوئیے، خدا آپ پر رحم کرے، اس راہ میں اپنے لئے اجر وثواب حاصل کیجئے اس لئے کہ خداوند عالم نیک لوگوں کا اجر وثواب ضائع نہیں کرتا۔

جناب حجر اور جنگ صفین میں فداکاری

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو ایک غیبی خبر میں جنگ صفین کی اس طرح اطلاع دی تھی:

"یاعلی! ستقاقل بعدی الناکثین والقاسطین والمارقین... واما القاسطون اهل الشام بصفین؛"

اے علی! تم میرے بعد عنقریب تین گروہوں (ناکثین وقاسطین اور مارقین سے جنگ کروگے۔۔۔اور قاسطین اہل شام ہیں جو صفین میں جمع ہوں گے۔(۱)

اس جنگ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے مہاجرین وانصار نے کثیر تعداد میں شرکت کرکے حضرت علیؑ کی رکاب میں باغی اور منافق گروہ کے خلاف جنگ کی اور آخری دم تک ثابت قدم رہے۔ آخر کار سنت پیغمبر کو زندہ کرنے اور حضرت علیؑ کی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے بہت سے اصحاب پیغمبرؐ نے جان کی قربانی دی اور شہادت کے بلند درجہ پر فائز ہوئے، منجملہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر اصحاب میں سے حجر بن عدی تھے، آپ نے اس جنگ میں بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کی، آپ اس جنگ میں کندی وحضرموت اور قضاعہ کے علم بردار تھے اور آپ نے احسن طریقہ سے اپنا وظیفہ انجام

۱۔احقاق الحق، ج۶، باب ۴۴؛ مناقب خوارزمی، ص۱۷۶۔

دیا۔(۱)

حجر کی شام جانے میں حمایت اور امامؑ کی دعا

شروع میں معاویہ کے لشکر سے جنگ کرنے کیلئے روانگی کے وقت امامؑ کے لشکر نے (منجملہ) حجر بن عدی، عمرو بن حمق ۔۔۔وغیرہ نے اصرار کیا کہ شام کی طرف جلدی روانہ ہوکر معاویہ کا کام ٹھکانہ لگائیں، شروع میں عمرو بن حمق نے بیان دیا جو آیندہ ان کے حالات زندگی میں آئے گا، اس کے بعد جناب حجر نے کھڑے ہوکر کہا: اے امیر المومنین! ہم جنگجو ہیں اور جنگ کو آخری نتیجہ تک پہنچائیں گے، ہمارے پاس قبیلہ ہیں جو افراد اور اسلحہ رکھتے ہیں نیز اہل رائے اور بڑے بہادر موجود ہیں اور ہمارا پورا اختیار آپ کو ہے۔۔۔۔۔

جناب حجر کی تقریر کے بعد حضرت علیؑ نے ان سے پوچھا: کیا تمھاری ساری قوم تمھاری طرح معتقد ہے؟ عرض کی: اے مولا! میں نے ان سے نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا اور یہ میرا ہاتھ ان کی طرف سے آپ کی بیعت کے لئے آمادہ ہے، اس موقع پر امامؑ نے ان کے حق میں دعا کی۔(۲)

حسّاس موقع پر امام علیہ السلام کا راھنمائی کرنا

عراق سے شام جاتے وقت امامؑ کو خبر دی گئی کہ دوسرے افسروں (عمرو بن حمق اور حجر بن عدی) نے اہل شام سے برائت کی اور ان پر لعن وطعن کی، امامؑ نے واقع سے مطلع ہوکر انھیں ناسزا کہنے سے منع کیا، ان دونوں نے پوچھا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ امامؑ نے ان کے جواب میں فرمایا:

”کرهت لکم ان تکونوا لعّانین، شتّامین لاتشتمون، ولکن لو وصفتم مساوی أعمالهم، فقلتم: من سیرتهم کذا و کذا، ومن عملهم کذا و کذا، کان اصوب فی القول، وأبلغ فی الغدر۔۔۔“

میں پسند نہیں کرتا کہ تم اصحاب علی لعنت کرنے والے اور سب وشتم کرنے والے بنو لہٰذا سب وشتم مت کرو اور برائت نہ کرو، اگر تم ان کی برائیوں کو بیان کرو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

اور لعنت کی جگہ کہو:

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۱۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۹۴۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۱۰۴؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۸۲۔

اللّٰھم احقن دمائنا ودمائھم، واصلح ذات بیننا وبینھم، وأھدھم من ضلالتھم حتی یعرف الحقّ منھم مَن جَھَلہ، ویرعوی الغیّ والعدوان مَن لَھِج بہ، وکان ھذا أحبّ الیّ وخیراً لکم۔

خدایا! ہماری اور ان کی جانوں کی حفاظت فرما، ہمارے اور ان کے درمیان صلح قرار دے، انھیں گمراہی سے نجات دے تا کہ ان میں سے جو لوگ حق سے جاہل ہیں وہ حق جان لیں اور ان میں سے جو ظلم وستم کا عادی ہو گیا ہے وہ اس سے دست بردار ہو جائے، میں اس طرح کی دعا پسند کرتا ہوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔(۱)

جناب حجر بن عدی کی حجر الشر سے صفین میں جنگ

آپ نے جنگ صفین میں بہادری سے جنگ کی اور حضرت علیؑ کی حمایت میں ہر خطرہ کا سامنا کیا، لہٰذا جب آپ کا چچا زاد بھائی حجر الشر میدان کارزار میں آیا تو آپ بلا فاصلہ اس کے مقابلہ میں گئے، آپ مشغول جنگ تھے کہ خزیمہ بن ثابت نے حجر الشر کی مدد کی غرض سے آپ کو نیزہ مار کر مجروح کر دیا، یہ دیکھ کر حضرت علیؑ کے سپاہیوں میں سے حجر بن عدی کے ساتھیوں نے خزیمہ پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا، حجر الشر نے جب جان خطرہ میں دیکھی تو میدان سے فرار کر گیا، یہ واقعہ سات(۷) صفر ۳۷ھ کو پیش آیا۔(۲)

جناب حجر کا جنگ نہروان میں دلیرانہ کردار

حضرت علی – نے خوارج کے مظالم اور ان کے ہاتھوں خباب بن ارث، ان کے اہل خانہ اور اپنے فرستادہ حارث بن مرہ کے (قتل ہونے) کی خبر سن کر شام کا ارادہ ترک کر کے خوارج کے مرکز ''حرورا'' کی طرف روانگی کا حکم دیا تا کہ ان بے گناہوں کے قاتلوں کو ان کی سزا دیں، البتہ حضرت علیؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے پہلے انھیں وعظ ونصیحت کی اور امن وسلامتی کا پرچم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابی جناب ایوب انصاری کو دیا تا کہ وہ پرچم لے کر خوارج کے پاس جائیں اور جو بھی اس پرچم تلے آئے وہ امن وامان میں رہے نیز امامؑ نے فرمایا: جو بھی اس گروہ سے الگ ہو جائے گا وہ امان میں ہے، امامؑ کے موعظہ حسنہ سے ان میں سے سو(۱۰۰) افراد پرچم کے اطراف میں جمع ہو گئے، امامؑ نے انھیں بخش دیا اور باقی مخالفت پر اڑے رہے اور جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔(۳)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۰۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۸۱۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۲۴۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۱۹۵۔

۳۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۳۶۔

امامؑ نے ان کی ہدایت وخیر خواہی کے لئے دوبارہ خطبہ پڑھا اور انھیں وعظ ونصیحت کی لیکن جب امامؑ ان کے راہ راست پر آنے سے ناامید ہو گئے تو آپ نے لشکر کو آمادگی کا حکم دیا اور میمنہ کا سردار حجر بن عدی اور میسرہ کا سردار شبث بن ربعی اور بقول دیگر معقل بن قیس کو قرار دیا، سوار سپاہیوں کو جناب ایوب انصاری اور پیادہ سپاہیوں کو ابوقتادہ انصاری کے سپرد کیا۔(۱)

اس ناخواستہ جنگ میں جناب حجر بن عدی بڑی بہادری کے ساتھ لڑے اور آپ نے سرداری کے عہدہ کو بخوبی انجام دیا۔

جناب حجر کا ضحاک بن قیس سے مقابلہ

حکمیت کے غمزدہ افسوس آور ماجرہ کے بعد معاویہ کو خبر ملی کہ حضرت علیؑ دوبارہ جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں اور شام کی طرف لشکر کے ساتھ روانہ ہونے والے ہیں، وہ یہ خبر سن کر وحشت زدہ ہو گیا لہٰذا اس نے شام کے علاقوں میں قاصد بھیج کر لوگوں کو حضرت علیؑ کے خلاف جنگ کی دعوت دی اور لشکر کو حضرت علیؑ کی فوج سے جنگ کرنے کے لئے فرات کی طرف بھیجنے سے پہلے حضرت علیؑ کے زیر نظر علاقوں میں سخت دل افراد کو بھیج کر لوگوں کو تکلیف پہنچائی تاکہ اس سے حضرت علیؑ کے چاہنے والے گھبرا جائیں، تذبذب میں پڑ جائیں اور اس بنا پر اس نے ضحاک بن قیس کو تین، چار ہزار کے لشکر کے ساتھ کوفہ کے اطراف میں بھیجا اور حکم دیا کہ حضرت علیؑ کے چاہنے والے جہاں بھی ملیں ان پر حملہ کر کے ان کے اموال غارت کرے، حتی الامکان کوشش رہے کہ صبح ایک جگہ تو شام دوسری جگہ ہو، اس نے تاکید کی کہ جب بھی خبر ملے کہ حضرت علی - کا لشکر تم سے مقابلہ کے لئے آ رہا ہے تو ان سے مقابلہ کرنے سے گریز کرنا۔

ضحاک معاویہ کے حکم سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور کوفہ کے اطراف میں جہاں بھی حضرت علی - کے شیعہ ملے ان پر حملہ کر کے ان کے اموال غارت کر دیئے، نیز کوفہ اور کربلا کے بیچ ''قطقطانہ'' نامی جگہ پر پہنچ کر عبداللہ بن مسعود کے بھتیجے عمرو بن قیس ذہلی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا، اس نے بہت مختصر وقت میں تاریخ کے چہرہ کو اپنے مظالم کی تاریکی سے سیاہ کر دیا، جب وہ تکلیف آور اور وحشتناک خبر حضرت علی - تک پہنچی تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا: اے اہل کوفہ! اگر کچھ کرنا چاہتے تو اٹھ کھڑے ہو جاؤ اور جہاں خدا کے نیک بندہ عمرو بن قیس اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا ہے وہاں چل کر اپنے دشمنوں سے جنگ کرو۔

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۸۵؛ الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۰۵۔

البتہ اہل کوفہ نے امامؑ کا بیان سن کرسستی وکاہلی کا اظہار کیا، چنانچہ حضرت علیؑ ان سے دوبارہ خطاب فرمایا: ''خدا کی قسم میرے لئے یہ بہتر ہے کہ تمھارے آٹھ افراد کے بدلہ ان میں سے ایک آدمی میرے ساتھ ہو(۱) وائے ہو تم پر پہلے میرے ساتھ باہر نکلتے ہو اور پھر گریز کرتے ہو، خدا کی قسم مجھے اس حالت میں مرنے میں کوئی ناگواری نہیں ہے بلکہ خدا سے ملاقات کرنے میں بہتری وآرام ہے''

اس کے بعد امامؑ منبر سے اتر کر چل دیئے یہاں تک کہ ''غرّیین'' نامی جگہ تک گئے اور وہاں اپنے باوفا اور دلسوز صحابی کو بلایا اور وہاں ان کے سپرد چار ہزار افراد کی سپہ سالاری کا عملہ دے کر ضحاک کی طرف روانہ کیا۔(۲)

ابن ابی الحدید نقل کرتے ہیں: حجر بن عدی کوفہ سے روانہ ہوکر ''سماوہ'' پہنچے اور حضرت امام حسینؑ کی زوجہ جناب رباب کے رشتہ دار امرء القیس بن عدی سے ملاقات کی، انھوں نے حجر کو ان کی منزل مقصود تک پہنچنے میں رہنمائی کی اور حجر بہت تیزی سے ضحاک کی طرف روانہ ہوگئے یہاں تک کہ شام کے ایک شہر ''تدمر'' میں ضحاک مل گیا، آپ نے اس کا مقابلہ کیا اور ضحاک کے سپاہیوں میں انیس (۱۹) افراد کو ہلاک کردیا اور آپ کے لشکر سے دو افراد شہید ہوئے، جب رات ہوئی تو ضحاک اور اس کا لشکر رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر فرار کرگیا، جب صبح ہوئی تو ضحاک اور اس کے لشکر کی کوئی خبر نہیں تھی (۳) اس طرح حجر نے ضحاک کے شر سے لوگوں کو نجات دی۔

جناب حجر انیسویں رمضان میں فکر مند و پریشان

آپ انیسویں رمضان کو مسجد کوفہ میں مشغول عبادت اور شب بیداری میں تھے، انھوں نے ابن ملجم، اشعث اور شبیب اور وردان کی آمدورفت سے اندازہ لگایا کہ کوئی سازش ضرور ہے، اشعث سے کہا: لگتا ہے تم حضرت علیؑ کے خلاف سازش کئے ہوئے ہو؟ یہ کہہ کر حضرت علیؑ کے دولت کدہ کی طرف نکل گئے تاکہ حضرت علیؑ کو مطلع کردیں اور وہ آنے جانے میں احتیاط کریں، لیکن افسوس کہ حضرت علیؑ دوسرے راستہ سے آئے اور حجر کے ملنے سے پہلے مسجد میں داخل ہوکر نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور ملعون ابن ملجم نے آپ کے سر اقدس پر زہر آلود تلوار ماردی۔

جس وقت حجر مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کی فریادیں بلند ہوچکی تھیں جو کہہ رہے تھے: ''قتل امیر المومنین؛ علیؑ کو

۱۔الغارات، ص ۴۲۳۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۱۶۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۱۷۔

قتل کر دیا گیا‘‘۔(۱)

جناب حجر بن عدی امام علیہ السلام کے پہلو میں

بستر علالت پر آرام کے دوران امامؑ نے حجر بن عدی سے فرمایا: اے حجر! جب لوگ تمھیں مجھ سے اعلان بیزاری کی دعوت دیں گے اس وقت تم کیا کرو گے؟ حجر نے کہا:

’’واللہ لو قطعت بالسیف ارباً ارباً و اضرم لی النار و القیت فیھا لاثرت ذلک علی البرائۃ منک، مولا! اگر تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور شعلہ ور آتش میں مجھے ڈال دیا جائے تو بھی میں آپ سے بیزار نہیں ہوسکتا اور آپ کی مدح وسرائی کے علاوہ لب بھی نہیں کھولوں گا‘‘

حضرت علیؑ نے فرمایا:

’’وفّقت لکل خیر یا حجر جزاک اللہ خیراً عن اھل بیت نبیک‘‘

خداوند عالم تمھیں ہر کار خیر میں کامیاب کرے اور تمھارے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کی طرف سے تمھیں جزائے خیر مرحمت فرمائے‘‘

اس کے بعد امامؑ نے دودھ منگا کر نوش کیا اور فرمایا: ’’دنیا سے یہ میری آخری غذا ہے‘‘

جناب حجر اور امام حسن علیہ السلام کی بیعت

آپ نے حضرت علیؑ کے بعد حضرت امام حسنؑ کی بیعت کی اور حضرت امام حسنؑ و معاویہ کے بیچ جو جنگ ہوئی اس میں شرکت کی، البتہ صلح امام حسنؑ کے بعد بہت سے لوگوں نے امامؑ سے اظہار ناراضگی کیا یہاں تک کہ تکلیف بھی پہنچائی البتہ مخلص صحابی اور سچّے شیعہ مثلاً قیس بن سعد اور حجر بن عدی وغیرہ ہمیشہ اپنی وفاداری پر باقی رہے۔

حجر جنگ اور صلح کے زمانہ میں امامؑ کے ملازم رہے اور اہل بیت نبوتؐ کی نسبت ہمیشہ اپنی وفاداری پر ثابت قدم رہے یہاں تک کہ دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا۔

جناب حجر کا اعتراض

شہر کوفہ جو حضرت علیؑ کی حکومت کا مرکز تھا آنحضرتؑ کی شہادت کے ایک سال بعد اس سے جانی اور مالی امنیت اٹھ چکی

۱۔ زیادہ معلومات کے لئے شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج۶ ص۱۷۷، کی طرف رجوع کریں۔

تھی، کیوں کہ معاویہ نے جن لوگوں کو کوفہ کے لئے منصوب کیا تھا انھیں حکم دے رکھا تھا کہ لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں، چنانچہ جب اس نے خود پرست مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ میں منصوب کیا تو اس سے کہا: تمھیں کچھ کام انجام دینے ہیں: حضرت علیؑ پر سب وشتم اوران کی اہانت کرنے سے چشم پوشی نہ کرنا، عثمان کے ساتھ حسن سلوک کرنا، محبّان علیؑ کی عیب جوئی اوران پرلعنت کرنا اورحضرت علیؑ کے چاہنے والوں کی بات پر ہرگز کان نہ دھرنا البتہ عثمان کے پیرو افراد کو اپنے سے قریب کرنا اوران کی باتوں پرتوجہ دینا، مغیرہ نے معاویہ کی بات پر عمل کیا اورکسی بھی طرح کے ظلم وستم میں کسر باقی نہیں چھوڑی، جناب حجر نے مغیرہ کی اس غیر اسلامی رفتار کو دیکھ کر اعتراض کیا اور کہا: اے مغیرہ! تم (معاذ اللہ) حضرت علیؑ رلعنت کر کے خدا پر لعنت کرتے ہو، اس کے بعد کہا: خداوند عالم نے ہم سے اس طرح فرمایا ہے:

"یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُونُوا قَوَّامِینَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ" وانا اشهد ان من تذمّون وتعيرُون لأحق بِالْفَضْلِ وَإِنّ مَن تذكون وَتَطَهَّرُونَ واولى بالذم"

"اے ایمان لانے والو! عدل وانصاف قائم کرواور خدا کے لئے گواہی دو اگر چہ تمھارے نقصان میں ہو" اے مغیرہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ جس کی تم اہانت اورعیب جوئی کرتے ہو فضائل اورتعریف وتمجید کا زیادہ حقدار ہے اورجن کی تم تعریف کرتے ہو وہ مذمت اورعیب جوئی کے زیادہ حقدار ہیں۔

مغیرہ نے غصہ میں کہا: وائے ہو آپ پر، امیر سے ڈریئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ غصہ میں آپ کو قتل کردے، مغیرہ یہ کہہ کر حجر سے جدا ہو گیا۔

قتل کی دھمکی

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں: مغیرہ نے صرف یہی نہیں کہ معاویہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے غضب خدا کو خریدا اور امام المتقین حضرت علیؑ پر سب وشتم کیا بلکہ اس نے حکم دیا کہ کچھ لوگ منبر پر جائیں اورلوگوں کی جمعیت میں حضرت علیؑ پر لعن کریں اور جو اس کام پر حاضر نہیں ہوا اسے قتل کی دھمکی دی منجملہ جن لوگوں کو قتل کی دھمکی دی گئی ان میں سے ایک حجر بن عدی تھے۔۔۔

جناب حجر اوران کے ساتھیوں پر اقتصادی دبائو

مغیرہ نے اپنی حکومت کے آخری ایّام میں جناب حجر اوران کے ساتھیوں کو مجبوراً تسلیم کرنے اور بنی امیہ کی حکومت کو تنقید سے بچانے کے لئے حکم دیا کہ ان کے سارے حقوق بیت المال سے بند کردیئے جائیں اورانھیں کچھ نہ دیا جائے۔

جناب حجر اوران کے ساتھیوں کی گرفتاری

زیادہ بن ابیہ جو کہ بصرہ میں حاکم تھا مغیرہ کے مرنے کے بعد ۵۱ھ ہجری میں معاویہ کی طرف سے کوفہ میں حاکم کی حیثیت سے منصوب ہوا، چنانچہ وہ بصرہ اور کوفہ دونوں جگہ کا حاکم قرار پایا لہٰذا چھ مہینے بصرہ میں اور چھ مہینے کوفہ میں حکومت کرتا تھا۔

حکومت کے جاسوسوں نے زیاد کو جناب حجر اوران کے ساتھیوں کے کچھ خبر دی جسے سن کر وہ فوراً کوفہ واپس آیا اور اس نے بہت ہوشیاری وسازش کے ساتھ جناب حجر کے کچھ افراد کو ان سے جدا کر دیا اور اس وقت شدّاد کو (جو پلیس افسر تھا) حکم دیا کہ حجر کو گرفتار کرے اور ان کے طرفدار افراد کا راستہ تلوار سے روک دیا جائے۔

شدّاد نے زیاد کے حکم کے مطابق اپنی فوج کے ساتھ جناب حجر کے ساتھیوں سے مقابلہ کیا جس کے نتیجہ میں سخت جنگ اور بہت سے افراد مجروح ہوئے اور کچھ فرار کر گئے آخر کار جناب حجر نے اپنے کم ساتھیوں کے بنا پر جنگ رکنے کا حکم دیا اور خود کو مخفی کر دیا چنانچہ جب زیاد گرفتار کرنے سے عاجز ہو گیا تو اس نے محمد بن اشعث کو بلا کر کہا: حجر کو گرفتار کر کے ہمارے حوالہ کرو ورنہ تمھیں قتل کر دیا جائے گا، محمد بن اشعث نے مہلت مانگی جس پر زیاد نے اسے تین دن کی مہلت دی۔

ادھر جناب حجر نے اپنے غلام کو محمد بن اشعث کے پاس بھیجا تاکہ وہ زیاد کے پاس جا کر حجر اوران کے ساتھیوں کے لئے امان لے اور ہر فیصلہ سے پہلے انھیں معاویہ کے پاس بھیج دے۔

محمد بن اشعث نے زیاد کے پاس جا کر ان حضرات کے لئے امان لی اور انھیں زیاد کے دربار میں حاضر کر دیا گیا، کچھ دیر گفتگو کے بعد جناب حجر کو زندان میں قید کر دیا گیا۔

جناب حجر کو قید خانہ میں بھیجنے کے بعد زیاد کے حکم کے مطابق جناب حجر کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ہر ایک کو زندان میں قید کرنے سے پہلے کوڑوں سے مارا گیا، ان کی ہتک حرمت اور نہایت بدکلامی سے ان کے ساتھ پیش آیا گیا۔

زیاد اور جناب حجر کے خلاف گواهی

زیاد چونکہ جناب حجر اوران کے ساتھیوں کے قتل کے درپے تھا لیکن امان دے کر مجبور ہو چکا تھا لہٰذا اس نے ان قیدی حضرات کو معاویہ کے پاس شام بھیجنے سے پہلے شہر اور قبیلوں کے کچھ بزرگ افراد مثلاً عمر بن حریث جو کہ ایک چوتھائی کوفہ کا سربراہ تھا اور خالد بن عرفطہ جو کہ بنی تمیم و ہمدان کے قبیلہ کا سردار تھا اور قیس بن ولید جو کہ محلہ کندہ وربیعہ کا سردار تھا اور بردہ بن ابی موسیٰ کو جمع کیا اور کہا کہ طومار تیار کرو کہ حجر بن عدی کچھ فریب کھائے افراد کو جمع کر کے خلیفہ سوم پر کھلم کھلا لعنت بھیج رہے

ہیں اور امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان سے جنگ کے درپے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی وخلافت صرف خاندان ابوطالب کا حق ہے۔

زیاد نے ان چار افراد کی گواہی کو کافی نہ سمجھ کر اہل کوفہ کو جمع کر کے ان میں سے ستر (۷۰) افراد کو جمع کیا جو اہل بیت پیغمبرؐ سے بے پناہ پرانی دشمنی رکھتے تھے اور ان سے دستخط لئے کہ حجر اور ان کے ساتھی معاویہ سے جنگ کرنے لئے آمادہ ہیں (زیاد نے ان ستر قرشی افراد کے علاوہ دیگر چوالیس (۴۴) افراد کو جمع کر کے ان سے دستخط لئے کہ حجر اور ان کے ساتھی معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں) زیاد نے افراد کے دستخط کے علاوہ کچھ دیگر اہم افراد جو کہ دستخط کے لئے حاضر نہیں تھے ان کے جعلی نام اور دستخط اپنی طرف سے کر کے جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ شام کی طرف بھیج دیئے۔

جناب حجر اور ساتھیوں کی قتل گاہ

جناب حجر اور ان کے ساتھی جو سب ملا کر چودہ (۱۴) افراد تھے شام کی طرف روانہ کر دیئے گئے، چنانچہ جب یہ لوگ ''مرج عذرا'' (۱) نامی جگہ پہنچے تو معاویہ کی طرف سے حکم آیا کہ انھیں اسی جگہ قید کر دیا جائے تا کہ ان کے بارے میں اپنی رائے بیان کرے پس اس طرح یہ لوگ وہیں قید کر دیئے گئے۔

جب جناب حجر ''مرج عذرا'' نامی جگہ پہنچے تو انھیں ماضی کی یاد نے بڑا متاثر کیا لہٰذا کہنے لگے: میں نے عمر بن خطاب کے زمانہ میں اس سرزمین کو جس میں غیر مسلمان رہتے تھے فتح کیا تھا اور میں پہلا مسلمان تھا جس نے اس علاقہ میں ''اللہ اکبر'' کی آواز بلند کی اور خدا کی تسبیح وتقدیس کی تھی ۔۔۔ اور اب محبت اہل بیتؑ کے جرم میں قید کر کے لایا گیا ہوں۔

زیاد کا جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کی تاکید کرنا

زیاد کا جھوٹ وتہمت بھرا خط معاویہ کو دیا گیا تو اس نے خط اہل شام کو پڑھ کر سنایا اور پھر زیاد کے نام ایک خط لکھا جس میں حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا تھا۔

زیاد کو معاویہ کا خط پڑھ کر بہت تعجب ہوا اور اس نے معاویہ کے جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کے قتل سے صرف نظر کرنے سے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے تحریر کیا کہ اگر کوفہ اور بصرہ کی بقا چاہتے ہو تو حجر اور ان کے ساتھیوں کو واپس نہ کیا جائے اور پھر یزید بن وجیہ کے ذریعہ معاویہ کے پاس خط بھیج دیا۔(۲)

۱۔ دمشق سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے۔

۲۔ تاریخ طبری، ج۵،ص ۲۷۲؛ کامل فی التاریخ، ج۲،ص ۴۹۷؛ الاغانی، ج۱۷،ص ۱۵۴؛ الغدیر، ج۱۱،ص ۵۰۔

آخری فیصلہ

جناب حجر نے معاویہ پر حجت تمام کرنے کیلئے موقع غنیمت پا کر عتبہ بن اخنس سعدی اور سعید بن غران ہمدانی کے ذریعہ معاویہ کے پاس پیغام بھیجا کہ: ''ہمارا خون تم پر حرام ہے، خدا سے ڈریں اور ہمارے بارے میں غور وفکر کریں کہ ہم تمہارے ساتھ صلح وآشتی اور امان میں ہیں''

لیکن افسوس کے جناب حجر کے پیغام کا معاویہ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے اس پیغام پر کوئی توجہ نہیں دی بلکہ ان بے گناہ افراد کو قتل کرنے پر مصر رہا۔(۱)

معاویہ نے ایک مجلس میں قبیلوں کے سرداروں کو جمع کر کے ان کی سفارش سے چھ افراد کے لئے آزادی کا حکم صادر کر دیا لیکن جناب حجر اور ان کے دیگر ساتھیوں کے سلسلہ میں کسی کی سفارش قبول نہیں کی اور اسی جگہ انھیں اعدام کرنے کا حکم صادر کر دیا۔(۲)

جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کی شہادت

آخر کار معاویہ کے سنگ دل جلاد ''مرج عذرا'' پہنچے اور انھوں نے جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا اور جیسا کہ حضرت علیؑ نے ایک غیبی خبر میں اہل عراق کو جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کی خبر شہادت دی تھی ویسا ہی ہوا۔(۳)

حسن بصری کہتے ہیں: اگر معاویہ کے سارے خلاف اعمال سے چشم پوشی کی جائے تو بھی اس کے چار کاموں سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی، ان میں سے ایک حجر بن عدی کو قتل کرنا ہے جو اسے واصل جہنم کر دے گا، وائے ہو معاویہ پر جو اس نے حجر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہے، وائے ہو معاویہ پر۔(۴)

۲۶۲۔ حجر بن عنبس (قیس) حضرمی

آپ کوفہ کے رہنے والے، بزرگ تابعین، ثقہ اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے رسالت م آب

۱۔ تاریخ طبری، ج۵، ص ۲۷۲؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۹۷؛ الاغانی، ج ۱۷، ص ۱۵۴، الغدیر، ج ۱۱، ص ۵۰۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷۳۔ ۲۷۸؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۹۷؛ الاغانی، ج ۱۷، ص ۱۵۵۔

۳۔ بدایہ والنہایہ، ابن کثیر، ج ۸، ص ۵۷؛

۴۔ الغدیر، ج ۱۱، ص ۵۴۔

کے زمانہ حیات میں اسلام قبول کیا مگر آنحضرتؐ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوسکا، لہٰذا آپ کا شمار اصحاب میں نہیں بلکہ تابعین میں ہوتا ہے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا، نیز ابن سعد کہتے ہیں کہ جب امامؑ کے سپاہیوں نے خوارج کے فتنہ کو ختم کرنے کے لئے نہروان کا قصد کیا تو آپ بھی ساتھ ہو گئے تھے۔(۱)

۲۶۳۔ حجر بن قحطان وادعی همدانی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور صفین میں موجود شعراء میں سے تھے۔

۲۶۴۔ حجر بن قیس همدانی مددی

آپ یمن کے رہنے والے اور تابعین میں سے ہیں نیز ثقہ ومعتمد اور حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب میں سے ہیں اور آپ نے امامؑ سے حدیث بھی نقل کی ہے۔(۲)

۲۶۵۔ حجل بن عامر

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۲۶۶۔ حذیفه بن اسید بن خالد غفاری

آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے بیعت رضوان کے وقت آنحضرتؐ کی بیعت کی اور صلح حدیبیہ میں شرکت کی۔(۴)

آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوذر غفاری سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں، منجملہ یہ مشہور حدیث کہ جناب ابوذر نے کعبہ کے دروازہ کی زنجیر پکڑ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا: جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے میں ابوذر ہوں، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: "۔۔۔ **انّما مثلُ اهل بیتی فی هذه الامة مثل سفینة نوح فی لجة البحر مَن رکبها نجیٰ و مَن تخلف عنها غرق الا هل بلغت؟**؛ "اس امت میں میرے اہل بیت

۱۔ اسد الغابہ، ج۱ص۳۸۶؛ تهذیب التهذیب، ج۲ص۱۹۰؛ الاصابہ، تاریخ بغداد، ج۸ص۲۷۴۔

۲۔ تہذیب التهذیب، ج۲ص۱۹۱۔

۳۔ رجال طوسیؒ ص۲۷؛ تنقیح المقال، ج۱ص۲۰۸۔

۴۔ اسد الغابہ، ج۱ص۲۸۸؛ اعیان الشیعہ، ج۴ص۵۸۸۔

کی مثال تلاطم خیز دریا میں کشتی نوحؑ کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوگا نجات پا جائے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ ڈوب جائے گا، کیا میں تیم لوگوں تک یہ پیغام نہیں پہنچایا؟۔(۱)

آپ بلند مرتبہ صحابی وفات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوفہ چلے آئے اور وہیں رہنے لگے اور حضرت علیؑ کے اصحاب اور ان کے بعد حضرت امام حسنؑ کے اصحاب اور ان کے بعد حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں شامل ہوئے اور ۴۲ھ کوفہ میں وفات پائی، آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے(۲)

امام موسیٰ کاظمؑ کی حدیث کے مطابق قیامت میں آپ حضرت امام حسنؑ کے حواریوں میں ہوں گے۔(۳)

۲۶۷۔ حذیفہ بن مجدوح

آپ حضرت علیؑ، آپ کے بعد آپ کے بھائی علمبردار قرار پائے اور وہ بھی شہید ہو گئے۔(۴)

۲۶۸۔ حذیفہ بن یمان عبسی (ابوعبداللہ)

آپ چوں کہ اہل یمان کے انصار سے بھی عہد و پیمان بستہ تھے لہٰذ''ایمانی'' کے نام سے مشہور ہو گئے، آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت اور راز دار صحابی تھے اور آپ کا شمار صدر اسلام کے بزرگوں اور مشہور شخصیتوں میں ہوتا ہے، آپ کی عظمت و بلندی کے لئے بس یہی کافی ہے کہ بعض دینی بزرگوں مثلاً شیخ طوسیؒ نے آپ کا شمار ارکان اربعہ میں کیا ہے نیز آپ کو جناب سلمان و جناب مقداد و جناب ابوذر اور جناب عمار یاسر کی صف میں شمار کیا ہے(۵) جس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں مہاجر و انصار کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا تو آپ اور جناب عمار یاسر کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔(۶)

آپ شجاع و بہادر اور راتوں میں عبادت گزار تھے، آپ کا زہد و تقویٰ کمال تک پہنچا ہوا تھا جس کے باعث آپ نے

۱رجال کشی، ص ۲، ح ۵۲؛ اعیان الشیعہ ج ۴، ص ۵۸۸۔

۲۔اعیان الشیعہ ج ۴، ص ۵۸۸۔

۳۔اعیان الشیعہ ج ۴، ص ۵۸۸؛ رجال کشی''جناب سلمان کے حالات زندگی''، ص ۲۰۹۔

۴۔الاصابہ، ج ۲،''حسان بن خوط کے حالات''، ص ۶۵۔

۵۔اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۵۹۳؛ سفینۃ البحار، ج ۱، ص ۲۳۷۔

۶۔طبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۵۰؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۳۱۔

سوائے جنگ بدر کے صدر اسلام کی ساری جنگوں میں شرکت کی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں جہاد کیا۔

آپ منافقین کے چہرہ شناس تھے، اس حد تک کہ اگر آپ کسی کے جنازہ میں شرکت نہیں کرتے تھے تو عمر بن خطاب اس کی تشییع میں شرکت نہیں کرتے تھے، آپ عمر بن خطاب کے دور خلافت کی جنگوں میں حاضر تھے اور ''دینور'' و ''ماسبذان'' و ''ہمدان'' اور ''رے'' کو فتح کرنے میں شریک رہے(۱) آپ حضرت علیؑ کے دور خلافت تک حیات رہے اور مدائن کے لوگوں کو آنجناب کی بیعت کے لئے دعوت دی اور جنگ جمل سے پہلے دعوت الٰہی کو لبیک کہہ دیا، آپ کے دو فرزند صفوان اور سعید آپ کی وصیت کے مطابق حضرت علیؑ کے ساتھ رہے جو جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔

آپ کے والد گرامی بھی اپنے زمانہ کے متقی و پرہیزگار لوگوں میں سے تھے جنھوں نے جنگ احد میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۲)

جناب حذیفہ کی جنگ خندق میں مخفی ذمہ داری اور جاں نثاری

مشرکوں نے اپنے عہد و پیمان بستہ قبیلوں کی مدد سے عظیم لشکر تیار کر کے اسلام کو ختم اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے مدینہ پر چڑھائی کی، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان کے مشورہ کے مطابق حکم دیا کہ مدینہ کے اطراف میں بڑی خندق کھودی جائے تاکہ دشمن شہر میں داخل نہ ہو سکے اس بنا پر مشرکین مسلمانوں تک نہیں پہنچ سکے اور مدینہ پر قبضہ کرنے میں ناکام رہے، مشرکین عمر بن عبدود کے قتل اور حضرت علیؑ کے مجروح ہونے کے بعد بھی ایک مہینے تک مدینہ کا محاصرہ کئے رہے تاکہ کسی طرح مسلمانوں تک پہنچنے کا راستہ نکل آئے اور شہر پر قبضہ کر سکیں، اس عرصہ میں مسلمان بے حد پریشان ہو چکے تھے اور دشمن کے حالات بھی بہت خستہ تھے، مسلمانوں کی بڑھتی پریشانی کو دیکھ کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر والوں سے کہا کہ کوئی آدمی دشمن کے لشکر تک جائے اور ان کی خبر لے کر آئے لیکن کوئی حاضر نہیں ہوا، حضرت علیؑ ''عمرو بن عبدود کی ضربتوں کے اثر سے'' بستر بیماری پر تھے، چنانچہ یہ (جان لیوا) ذمّہ داری جناب حذیفہ کے سپرد ہوئی اور آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔

جناب حذیفہ کہتے ہیں: میں مخفی طور پر دشمن کے لشکر تک پہنچا جبکہ سخت آندھی طوفان چل رہا تھا، خیمہ گر رہے تھے، میدان میں آگ پراکندا اور کھانے کے برتن اِدھر اُدھر اُڑ کر گر رہے تھے اچانک میں نے ابوسفیان کو دیکھا جو اپنے مرکب پر

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۲، ص۱۹۸۔

۲۔ اسد الغابہ، ج۲، ص۱۵؛ الاصابہ، ج۲، ص۷۵۔

سوار اور تاریکی میں چیخ کر کہہ رہا تھا اے گروہ قریش! ہوشیار رہو، اپنے بغل والے کو پہچانو کے کوئی غیر ہمارے درمیان نہ آنے پائے، حذیفہ کہتے ہیں: میں نے سبقت کی اور جو میرے پہلو میں تھا میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں فلاں ہوں، جب ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ کوئی غیر ہمارے درمیان نہیں ہے تو اس نے مجمع کے بیچ میں آ کر کہا: اے گروہ قریش! خدا کی قسم یہ تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے، ہمارے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے اور بنی قریظہ کے یہودیوں نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور اس آندھی طوفان نے ہمارا سامان کچھ نہیں چھوڑا، یہ کہہ کر بہت تیزی سے اپنے مرکب پر سوار ہوا اور جلدی میں اپنے اونٹ کے اگلے پاؤں جو بندھے تھے انھیں کھولنا بھول گیا اور مستقل اونٹ کو تازیانہ مارتا رہا تاکہ وہ چلے لیکن چونکہ بندھا تھا لہٰذا نہیں چل سکا۔

اس وقت میرے ذہن میں آیا کہ چلّہ کمان میں تیر جوڑ کر اس کا کام تمام کر دوں جیسے ہی تیر چلانا چاہتا تھا فوراً یاد آیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''کچھ مت کرنا صرف دشمن کی خبر لیکر آنا'' لہٰذا ابوسفیان کے قتل کرنے سے درگزر کیا اور اپنے لشکر کی طرف پلٹ آیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مشغول تھے جیسے ہی میری طرف متوجہ ہوئے کہ میں صحیح و سالم پلٹ آیا ہوں تو بہت خوش ہوئے اور مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور اپنی عبا میرے اوپر ڈال دی اور سجدہ شکر ادا کر کے مجھ سے پوچھا: کیا خبر ہے اور میں نے سارے حالات بیان کئے۔(۱)

منافقین اور جن لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف سے کینہ تھا وہ ہمیشہ موقع کی تلاش میں تھے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیں، جنگ تبوک سے واپسی میں منافقین کا ایک گروہ پختہ ارادہ کئے ہوئے تھا کہ تبوک و مدینہ کے درمیان راستہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گزرنے کی جگہ چھپ جائیں اور رات کی تاریکی میں جب آنحضرتؐ گزریں تو ان کے اونٹ کو بھڑکا دیں تاکہ آنحضرتؐ پہاڑ کی بلندی سے نیچے درّہ (کھائی) میں گر کر قتل ہو جائیں لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کے ذریعہ ان کی سازش سے آگاہ ہو گئے اور جب وہ قریب ہوئے تو انھیں ان کے نام سے آواز دی اور اس طرح راز فاش کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کا نام جناب حذیفہ سے بیان کیا اور ان پر تجاوز کی اجازت نہیں دی، نیز جب کچھ لوگوں نے منافقین کو قتل کرنے کے لئے ان کے نام پوچھے تو آنحضرتؐ نے کہا: کچھ لوگ کہیں گے کہ محمدؐ نے قدرت (اقتدار) حاصل کرنے کے بعد اپنے ہی اصحاب کو قتل کر دیا اور میں اس کام کو پسند نہیں کرتا۔(۲)

۱۔ سفینۃ البحار، ج۱، ص ۲۳۶؛ بحار الانوار، ج ۲۰، ص ۲۰۸۔

۲۔ سیرۂ حلبی، ج ۳، ص ۱۲۰؛ بدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۱۸؛ بحار الانوار، ۲۱، ص ۲۳۳؛ تفسیر مجمع البیان، ج ۵، ص ۴۶؛ تفسیر المنار، ذیل سورۂ توبہ آیت ۶۴ و ۷۴۔

علامہ مجلسیؒ نے ''ارشاد القلوب'' سے اس طرح کا ایک واقعہ غدیر خم کے بعد نقل کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ (۱۳) افراد کو جنھیں جناب حذیفہ جانتے تھے انھیں پہچنوایا اور وہ وہی لوگ تھے جنھوں نے وفات رسولؐ کے بعد حضرت علیؑ کو گوشہ نشین کیا اور خلافت پر قبضہ کرلیا۔(۱)

جناب حذیفہ کا علم

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے آپ کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب ہٹ چکے تھے، آپ نا قابل تصور حوادث کی پیش گوئی کرتے تھے جنہیں سن کر ہر ایک تعجب میں پڑ جاتا تھا۔

عبداللہ بن یزید حطمی جناب حذیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا: ''**لقد حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله بما کان و مایکون حتی تقوم الساعة**؛ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جو گزر چکا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا اس طرح کی خبر دی ہے۔(۲)

زاذان نے حضرت علیؑ سے جناب حذیفہ کے بارے میں سوال کیا تو امامؑ نے فرمایا: ''**علم المنافقین**؛ وہ منافقین کو جانتے ہیں''۔(۳)

والی مدائن

عمر بن خطاب کے دور خلافت میں آپ مدائن کے والی قرار پائے، آپ نہایت عدل و انصاف سے لوگوں کے ساتھ پیش آئے اور وہاں کی سرزمین کو آباد کیا۔ آپ نے اپنے دور حکومت میں بعض علاقوں کو فتح بھی کیا ہے جن میں ہمدان اور رے وغیرہ شامل ہیں۔(۴)

جناب حذیفہ کا عقیدہ

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے اور آپ ان انگشت شمار افراد میں سے ہیں جنھوں نے آخری وقت تک سیرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عدول نہیں کیا اور ہمیشہ حضرت علیؑ کے نقش پر چلے اور امامؑ کے رازدار اصحاب میں قرار پائے۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۱۱۰؛ معادن الحکمه، ج ۱، ص ۱۹۵۔

۲۔ تہذیب التھذیب، ج ۲، ص ۲۹۸۔

۳۔ سیر اعلان النبلاء، ج ۴، ص ۳۱۔

۴۔ معجم البلدان، ج ۱، ص ۱۷۳۔

اہل بیت پیغمبرؐ سے آپ کو کس درجہ محبت وعقیدت تھی اس کے لئے بس یہی کافی ہے کہ آپ کا شمار ارکان اربعہ میں ہوتا ہے اور آپ ان خاص لوگوں میں سے تھے جنھوں نے جناب فاطمہ زہرا = کے جنازہ پر نماز پڑھی اور ان کی تدفین میں شرکت کی۔(۱)

جناب حذیفہ اور فضائل اہل بیت علیہ السلام

۱۔اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: جنگ جمل میں زید بن صوحان نے آخری سانس لیتے ہوئے حضرت علیؑ سے کہا: میں نے آپ کی رکاب میں نادانی ولاعلمی کی بنا پر جہاد نہیں کیا بلکہ میں نے جناب حذیفہ سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علی امیر البررة وقاتل الفجرة منصور من نصره ومخذول من خذله ألا وأنّ الحقّ معه، ألا وأنّ الحقّ مَع تبعه ألا فميلوا معه؛علیؑ نیک لوگوں کے امیر اور صاحبان فسق وفجور کو قتل کرنے والے ہیں، جو ان کا ساتھ دے گا خدا اس کی مدد کرے گا اور جو انھیں رسوا کرنے کی کوشش کرے گا خدا اسے ذلیل ورسوا کرے گا، یاد رکھو کہ حق علی کے ساتھ ہے، ان کی اتباع کرو اور ان کی طرف مائل ہو جاؤ وہ جدھر بھی جائیں اسی طرف جاؤ''۔(۲)

۲۔ربیعہ بن مالک سعدی کہتے ہیں: میں نے حذیفہ یمانی کے پاس جا کر کہا: لوگ حضرت علی - کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں اور اہل بصیرت ان سے کہتے ہیں کہ تم علیؑ کی مدح وثنا میں مبالغہ کرتے ہو، کیا تم مجھے حضرت علیؑ کی کوئی حدیث سناؤ گے جسے میں لوگوں کے سامنے بیان کروں؟ جناب حذیفہ نے کہا: اے ربیعہ! تم حضرت علیؑ کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتے ہو اور کیا میں تم سے بیان کروں؟ خدا کی قسم! امت پیغمبرؐ کے بعثت کے اعمال روز اوّل سے لے کر آج تک ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں حضرت علی - کا صرف ایک عمل رکھ دیا جائے تو آپ کا ایک عمل امت کے سارے اعمال پر بھاری رہے گا۔

یہ سن کر ربیعہ نے کہا: یہ ایک اور نا قابل تحمل حدیث ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ مبالغہ ہے!

جناب حذیفہ نے کہا: اے بد بخت وائے ہو تجھ پر، کس طرح نا قابل تحمل ہے یہ مسلمان جنگ خندق میں کہاں تھے؟ جب عمرو بن عبدود اور اس کے ساتھی خندق پار کر کے آ گئے تھے اور خوف وہراس کا سما چھایا ہوا تھا اور عمرو بن عبدود سب کو للکار رہا تھا، اس وقت سب چپ رہے اور اس کے مقابلہ میں جانے سے گریز کیا اور صرف علیؑ تھے کہ آپ نے مقابلہ میں جا کر اسے

۱۔اعیان الشیعہ، ج ۲۴، ص ۵۹۸۔

۲۔مناقب خوارزمی، ص ۱۷۷۔

ہلاک کر دیا، جناب حذیفہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا: ''**والذی نفس حذیفه بیده لعمله ذلک الیوم أعظم اجراً من اعمال امة محمد (ص) الی هذا الیوم والیٰ ان تقوم الساعة**؛ اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس دن حضرت علیؑ کا عمل اجر وثواب کے لحاظ سے امت پیغمبرؐ کے سارے اعمال پر بھاری ہے اور صرف آج تک ہی نہیں بلکہ قیامت تک''۔(۱)

حاکم نیشاپوری اپنی سند کے ساتھ ''زر بن حبیش'' سے بحوالہ جناب حذیفہ نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''**أتانی جبرئیل (علیه السلام) فقال: ان الحسن والحسین سید شباب اهل الجنة، ثم قال لی رسول الله صلی الله علیه وآله غفر الله لک ولأمک یاحذیفه**؛ جبرئیل نے میرے پاس آکر کہا: حسنؑ وحسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں، اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کہا: اے حذیفہ! خدا تمھاری اور تمھاری والدہ کی مغفرت فرمائے''۔(۲)

حضرت علی علیہ السلام کا خط جناب حذیفہ کے نام

حضرت علیؑ نے اپنے دور خلافت میں جب سارے کارکنان کو منصوب کیا تو حذیفہ جو کہ مدائن کے والی تھے انھیں وہیں باقی رکھا اور دو خط تحریر فرمائے ایک حذیفہ کے نام اور دوسرا وہاں کے لوگوں کے نام اور دوسرے خط میں لوگوں کو تاکید ونصیحت کرتے ہوئے جناب حذیفہ کی شان ومنزلت کو بیان فرمایا۔

جناب حذیفہ نے نامہ پڑھنے کے بعد ایک خطبہ دیا جس کا ایک حصہ اس طرح ہے: اے لوگو! اس کی اطاعت کرو جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہے، جو علم میں سب سے بڑھ کر اور رفتار وگفتار میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہے اور نیک اعمال کی نسبت بہترین شخص اور جہاد میں سبقت کرنے والا ہے اور جسے رسو خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بلند مقام ومرتبہ حاصل ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی، حسنینؑ کے والد اور سیدة نساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا ☆ کے شوہر ہیں، اے لوگو! کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ پر بیعت کرو کہ خداوند عالم کی خوشنودی اور سارا خیر اسی بیعت میں ہے۔

اس کے بعد سب لوگوں نے جناب حذیفہ کے ہاتھ پر حضرت علی - کی بیعت کی، اس وقت ایک جوان ''مسلم'' نے مجمع کے پیچھے سے کھڑے ہوکر کہا: اے امیر! خدا آپ پر رحمت نازل کرے، آپ حضرت علی - کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوان کی شان میں فرمایا ہے بیان کیجئے۔

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۹، ص۶۰۔۶۱؛ سفینة البحار، ج۱، ص۲۳۶۔

۲۔مستدرک حاکم، ج۳، ص۴۲۹؛ اعیان الشیعہ، ج۴، ص۶۰۶۔

جناب حذیفہ نے کہا: سنو اور غور وفکر کرو گذشتہ خلفاء (ابوبکر وعمر وعثمان) کو امیر المومنینؑ کا لقب لوگوں کی طرف سے دیا گیا تھا اور حضرت علیؑ کو یہ لقب خدا کی طرف سے دیا گیا ہے اور زمانہ رسول خدا میں سارے صحابہ حضرت علیؑ کو اسی لقب سے پکارتے تھے۔(۱)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اتباع کی تاکید

جناب حذیفہ بیعت کے بعد سات دن اور ایک قول کے مطابق چالیس دن حیات رہے اور چھتیس (۳۶) ہجری کو دار بقا کی طرف کوچ کر گئے اور مدائن میں سپرد لحد ہوئے۔(۲)

ابن ابی الحدید معتزلی نقل کرتے ہیں: ابومسعود بدری اور جو لوگ جناب حذیفہ کے پاس جاں کنی کے وقت حاضر تھے وہ سب کہتے ہیں: فتنہ وفساد اور اختلاف پیش آنے کے سلسلہ میں گفتگو ہونے لگی، ہم نے پوچھا: اگر اسلامی امت کے درمیان اختلاف پیش آجائے تو کیا کریں اور آپ ہمیں کس کی اتباع کرنے کا حکم دیتے ہیں؟

جناب حذیفہ نے کہا: میں آپ کو ابن سمیہ (جناب عمار یاسر) کی اتباع کا حکم دیتا ہوں کیوں کہ وہ آخری وقت تک ہرگز حق سے جدا نہیں ہوں گے۔(۳)

جناب حذیفہ کو چوں کہ معلوم تھا کہ جناب عمار حضرت علیؑ کی خدمت میں ثابت قدم ہیں لہٰذا آپ نے حق کا معیار جناب عمار کو قرار دیا تا کہ لوگ جناب عمار کے ذریعہ حضرت علیؑ کے نقش قدم پر چلیں۔

ایک شخص نے جناب حذیفہ سے پوچھا: زندہ لوگوں میں کون مردہ ہیں؟ آپ نے جواب دیا: "**الذی لا یعرف المعروف بقلبه و لا ینکر المنکر بقلبه**؛ جو نیکی کو دل سے قبول نہیں کرتا اور برائی کا دل سے انکار نہیں کرتا"۔

آخری وصیت

جناب حذیفہ نے آخری وقت میں اپنے فرزند سے وصیت کی: خود کو دوسروں کا محتاج نہ بنانا، آج کو گزشتہ دن سے بہتر قرار دینا اور نماز کو وقت پر خضوع وخشوع کے ساتھ پڑھنا اور حضرت علیؑ سے جدا نہ ہونا اس لئے کہ وہ حق پر ہیں اور جو ان کی مخالفت کرے باطل پر ہے چنانچہ سعید اور صفوان دونوں اپنے والد کی وصیت کے مطابق جنگ صفین میں حضرت علی - کی

۱۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۶۰۵۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۸۸؛ مرج الذہب، ج ۲، ص ۳۹۴۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۰، ص ۱۰۵۔

رکاب میں شہید ہو گئے۔

۲۶۹۔ حرب بن شرحبیل

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور قبیلہ ''شبام'' سے ہیں، اس قبیلہ کے سبھی افراد حضرت علیؑ سے محبت کرنے میں مشہور اور شجاعت میں بے مثال تھے۔

۲۷۰۔ حربن سھم ربعی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔

۲۷۱۔ حریث بن جابر حنفی بکری

آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی(۱) اور مشرقی اسلامی ملک میں امامؑ کی طرف سے والی وحاکم تھے، آپ نے اپنے دور حکومت میں ایران کے بادشاہ یزدجرد کی دوصاحبزادیاں مدینہ بھیجیں جن میں سے ایک صاجزادی (شہر بانو) کا عقد حضرت امام حسین - سے ہوا جن سے چوتھے امامؑ کی ولادت ہوئی اور دوسری کا عقد محمد بن ابی بکر سے ہوا۔(۲)

آپ نے جنگ صفین میں مخلصانہ جنگ کی اور اشعار بھی کہے اور جس وقت معاویہ کے حکم سے قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے اور بعض اصحاب نے حضرت علیؑ کی مخالفت کی تو آپ نے پوری طرح حضرت علی - کا ساتھ دیا۔(۳)

۲۷۲۔ حریث بن سلیم عدوی

آپ متقی و پرہیزگار وثقہ اور امامؑ کے صحابی تھے اور آپ نے حضرت علیؑ سے احادیث نقل کی ہیں۔

۲۷۳۔ حزین القاری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۲۷۴۔ حسّان بن ثابت

۱۔ رجال طوسی، ص ۳۹، ش ۲۶۔

۲۔ ارشاد مفید، ج ۲، ص ۱۳۷۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۲۰۵۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۳۹، ص ۲۳۔

آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور استاد الشعراء تھے نیز آپ اپنے زمانہ کے بے نظیر شاعر تھے، آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت ؑ کی شان میں کافی اشعار کہے مگر افسوس کہ بعد رسول ؐ آخری وقت میں دامن اہل بیت ؑ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور آپ حضرت علیؑ کو چھوڑ کر عثمان کے گرویدہ و حامی ہو گئے اور بغیر محبت اہل بیت ؑ کے دار اجل کو لبیک کہا۔

۲۷۵۔ حسان بن حریث

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے حضرت علیؑ و عمران بن حصین وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں۔(۱)

۲۷۶۔ حسان بن خوط ذھلی

آپ بلند مرتبہ اور گھوڑ سوار سپاہی تھے، آپ قبیلہ بکر بن وائل کی طرف سے اسلام قبول کرنے کا اعلان کرنے کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور بعد پیغمبر حضرت علیؑ کے صحابی قرار پائے۔

آپ نے اپنے دو فرزند حارث اور بشر اور بھائی و رشتہ داروں کے ساتھ جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، اس جنگ میں آپ کے ایک فرزند حارث جو قبیلہ ''بکر'' کے علمبردار تھے شہید ہوئے۔(۲)

۲۷۷۔ حسان بن شریح بن سعد

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جنگ صفین میں گھوڑ سوار سپاہیوں میں تھے، اس جنگ میں آپ کی شہادت ہوئی اور آپ کے فرزند عامر امام حسین ؑ کے صحابی تھے جو کربلا میں شہید ہوئے۔(۳)

۲۷۸۔ حسان بن مخدوج (محدوج)

آپ حضرت علی - کے صحابی تھے، جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا، اس جنگ میں حضرت علی - نے قبیلہ کندہ و ربیعہ کے پیادہ سپاہیوں کا علمبردار آپ کو قرار دیا تھا۔(۴)

۲۷۹۔ حسان بن مخزوم بکری

۱۔ طبقات الکبریٰ، ج ۷، ص ۱۵۱۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۴۲۲۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۴۲۲؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۱۷؛ قاموس الرجال، ج ۳، ص ۱۷۶۔

۴۔ الجمل، ص ۳۲۰۔

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے نیز رقمطراز ہیں کہ: وہ ہمیشہ حضرت علیؑ کے ساتھ رہے۔(۱)

۲۸۰۔ حسان بن رکزوان فارسی واسطی

ایک شخص کے بقول آپ ابولؤلؤ کے بھائی تھے اور آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شرفیاب نہیں ہوئے، آپ نے حضرت علیؑ کے ذریعہ اسلام قبول کیا اور پچیس (۲۵) روایتیں حضرت علیؑ سے نقل کی ہیں۔(۲)

۲۸۱۔ حسن عرنی

آپ کوفہ کے قبیلہ مجیلہ سے تھے، نیز ثقہ راوی تھے، شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۲۸۲۔ حسین بن سعید جرشی

آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے باوفا گھوڑ سوار سپاہی تھے، آپ نے اس جنگ میں حارث بن جلال حکمی، حارث بن وداعہ حمیری، حصین بن تمیم حمیریان، حکم بن حنظلہ کندی اور حنظلہ بن سعد تمیمی کے ہمراہ شامیوں کو ہلاک کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔(۴)

۲۸۳۔ حسین بن محدوج (مخدوج)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور جنگ جمل میں امامؑ کے سپاہیوں کے علمبردار رہے اور اسی جنگ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔(۵)

۲۸۴۔ حسین بن نوف ناعظی

۱۔ رجال طوسی، ص ۴۰، ش ۳۶۔

۲۔ اصحاب امام امیر المؤمنین -، ج ۱، ص ۱۶۱، ش ۲۴۶۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۳۸، ش ۸، اعیان الشیعہ، ج ۵، ص ۱۵۲۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔ ۵۵۸۔

۵۔ الاصابہ، ج ۲، ترجمہ ''حسن بن خوط'' ص ۶۵۔

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا امامؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۲۸۵۔ حش (حنش) بن مغیرہ

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۲۸۶۔ حصین بن تمیم حمیری

آپ شجاع و بہادر اور امامؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔(۳)

۲۸۷۔ حصین بن تمیم حمیریان

آپ صفین میں حضرت علیؑ کے گھوڑ سوار باوفا سپاہیوں میں تھے، آپ نے جنگ صفین میں بعض اصحاب کے ہمراہ اہل شام کو ہلاک کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔(۴)

۲۸۸۔ حصین بن جندب

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

آپ کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے، آپ فقیہ تھے اور کتابوں میں بہت زیادہ روایتیں آپ سے منقول ہیں۔(۵)

۲۸۹۔ حصین بن حارث بن عبد المطلب

آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابی تھے اور آپ نے اپنے دو بھائیوں کے ساتھ جنگ بدر میں شرکت کی اور ابن عباس کے نقل کرنے کے مطابق آیہ مبارکہ: {فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ} حضرت علیؑ وحمزہ وجعفر وحصین بن حارث اور ان کے دو بھائیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔(۶)

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۰، ش ۳۵۔

۲۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۰، ش ۳۵۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۳۔

۶۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۴؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۸۴۔

۲۹۰۔ حصین بن سعید جرشی

نصر بن مزاحم نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا ہے اور مجروح ہو کر شہید ہو گئے۔(۱)

۲۹۱۔ حصین بن عبد الرحمن سلمی

آپ حدیث نقل کرنے والوں میں سے تھے، شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۲۹۲۔ حکم بن ازھر حمیری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔

۲۹۳۔ حکم بن حنظلہ کندی

آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے وفادار اور گھوڑ سوار سپاہی تھے اور اسی جنگ میں آپ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۳)

۲۹۴۔ حکیم بن جبلہ عبدی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور زاہد و پرہیز گار تھے(۴) آپ نے ایک جنگ میں حضرت علی -کی حمایت میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔

۲۹۵۔ حکیم بن سعید حنفی (ابو یحییٰ)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور شرطۃ الخمیس میں سے تھے۔(۵)

آپ نقل کرتے ہیں کہ جب ہم نے اہل نہروان سے ملاقات کی تو زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ گویا کسی نے ان سے کہا:

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۲۔ رجال طوسیؒ، ص ۳۹، ش ۳۴۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۲۴۳؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۲۰۷۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۳۹، ش ۲۱۔

۵۔ رجال طوسی، ص ۳۸، ش ۵؛ رجال برقی، ص ۴۔

مرجاؤ اور سب مر گئے اور اپنی طاقت وقوت کا مظاہرہ کرنے سے پہلے ہلاک ہو گئے۔

۲۹۶۔ حکیم بن سلامہ حزامی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی۔

۲۹۷۔ حکیم بن مناف

آپ شجاع و بہادر وشاعر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ جمل میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔

۲۹۸۔ حلاس بن عمرو ھجری

آپ شجاع و بہادر تھے اور شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۱) آپ حضرت علیؑ کے بعد بھی اہل بیتؑ کے دامن سے وابستہ رہے اور جب امام حسینؑ کے کربلا روانہ ہونے کی خبر سنی تو اپنے بھائی نعمان بن عمر کے ساتھ کربلا پہنچے اور امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور پہلے حملہ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۲۹۹۔ حمزہ بن عتبہ

آپ نے اپنے بھائی کے ساتھ حضرت علیؑ کی جنگ صفین میں حمایت کی اور اس جنگ میں اشعار کے ذریعہ حضرت علیؑ کے سپاہیوں کو تشویق کی۔

۳۰۰۔ حنش بن ربیعہ

مرحوم شیخ طوسی کے نقل کرنے کے مطابق آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے۔(۳)

۳۰۱۔ حنش بن عبداللہ

آپ محدثین وتابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے حضرت علیؑ وابن مسعود وابن عباس وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ مصر چلے گئے اور مغربی جنگ میں شرکت کی اور افریقہ میں ۱۰۰ھ میں دعوت اجل

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۳۹، ش ۲۲۔

۲۔ تنقیح المقال، ج ۱، ص ۳۶۲۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۰، ش ۳۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۲۵۷۔

کو لبیک کہا۔(۱)

۳۰۲۔ حنظلہ بن ربیع تمیمی

آپ شجاع و بہادر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور پھر حضرت علیؑ کے صحابی قرار پائے لیکن صفین کے موقع پر روانگی کے وقت امامؑ سے جدا ہو گئے اور امامؑ کا ساتھ نہیں دیا۔(۲)

۳۰۳۔ حنظلہ بن سعد تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے وفادار صحابی اور جنگ صفین میں گھوڑ سوار سپاہی تھے، آپ نے شام کے بہت سے سپاہیوں کو ہلاک کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔(۳)

۳۰۴۔ حنظلہ بن نعمان بن عمرو

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور حضرت علیؑ کی جنگ صفین نیز دیگر مقامات پر حمایت کی۔(۴)

۳۰۵۔ حنین (عبداللہ بن عباس کے آزاد شدہ غلام)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام و خادم اور صحابی تھے، آنحضرتؐ نے آپ کو اپنے چچا جناب عباس کی خدمت میں ہبہ کر دیا تھا(۵) اور انھوں نے آپ کو آزاد کر دیا تھا اور ایک قول کے مطابق آپ کو حضرت امیر المومنینؑ نے آزاد کیا ہے۔

۳۰۶۔ حوشب بن یزید بن حارث

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے لیکن بعد میں حجاج بن یوسف کے عاملوں میں قرار پائے اور اس کی فوج کے رئیس ہوئے اور ایک جنگ میں حجاج کی طرف سے خوارج کے ایک گروہ کے خلاف جنگ میں شرکت کی۔(۶)

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۵۵۵؛ الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۶۲۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۸، ۹۵ و ۹۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ۸، ص ۵۵۶۔۵۵۸۔

۴۔ رجال طوسی، ۳۸، ش ۱۶؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۶۱؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۱۳۹۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۶۲؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۱۴۰۔

۶۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۷۲۴ و ۲۴۹۔

۳۰۷۔ حویرثہ بن سمی عبدی

آپ شجاع و بہادر و شاعر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور اسی مناسبت سے جنگ صفین سے متعلق قصیدہ بھی کہا ہے۔(۱)

۳۰۸۔ حیّان بن ابجر کنانی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے امام علیؑ سے حدیث نقل کی ہے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور جام شہادت نوش کیا۔(۲)

۳۰۹۔ حیّان بن ہوذہ نخعی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جنگ صفین ۳۷ھ میں آپ کی شہادت ہوئی۔(۳)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۳۸۳۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۶۷؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۱۴۵؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۲۵۹۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۰، ش ۶۔

(خ)

۳۱۰۔ خارجہ بن مصعب

مرحوم شیخ طوسیؒ کے نقل کرنے کے مطابق آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے(۴) آپ نے ۱۶۸ھ میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔(۱)

۳۱۱۔ خالد بن ابی خالد انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے حضرت علیؑ کا جنگ صفین میں ساتھ دیا۔(۲)

شیخ مفیدؒ رقمطراز ہیں: آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک امامؑ کی ولایت سے دفاع کریں گے(۳) لہٰذا آپ ہمیشہ حضرت علیؑ کے ساتھ رہتے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اشعار بھی کہے۔

۳۱۲۔ خالد بن ابی دجانہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے اور جنگ بدر میں شرکت کی اور آپ حضرت علیؑ کے بھی صحابی ہیں۔(۴)

۳۱۳۔ خالد بن حصین

مرحوم شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۳۱۴۔ خالد بن سعید بن عاص

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۶ص۶۷۸؛ الغدیر، ج۵ص۲۲۸؛ تہذیب التہذیب، ج۲ص۴۹۴۔۴۹۶۔

۲۔ الاصابہ، ج۲ص۲۳۲؛ اسد الغابہ، ج۲ص۷۸۔

۳۔ الجمل، ص۱۰۶۔

۴۔ رجال طوسیؒ ص۴۰، ش۵۔

۵۔ رجال طوسیؒ ص۴۰، ش۷۔

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنے والوں میں سے ہیں، آپ نے ابوبکر کے بعد اسلام قبول کیا اور تیسرے یا چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں، ابن اثیر قمطراز ہیں: خالد نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ان کے والد انھیں جہنم میں ڈالنا چاہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور جہنم میں نہیں ڈالنے دیا، خواب کے بعد آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور عرض کی: آپ مجھے کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں؟ رسالت مآبؐ نے فرمایا: ''تمھیں خدائے واحد و یکتا کی طرف دعوت دیتا ہوں، جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور خود کو بت پرستی سے دور کرو' خالد نے اسی وقت زبان پر جاری کیا: ''اشھد أن لا الہ الاّ اللّٰہ و اشھد أنک رسول اللّٰہ''، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے مگر خالد کے باپ نے کھانا بند کر دیا۔(۱)

خلافت ابوبکر پر اعتراض

زید بن وہب نقل کرتے ہیں: مہاجر وانصار میں سے بارہ (۱۲) افراد نے ابوبکر کی خلافت پر اعتراض اور حضرت علیؑ کی حقانیت اور مقدم ہونے کا اعتراف کیا اور ہر ایک نے اپنے عقیدہ کے اعتبار سے مطالب بیان کئے۔(۲)

خالد بن سعید پہلے شخص ہیں جنھوں نے کھڑے ہو کر کہا: اے ابوبکر! خدا سے ڈریئے، کیا آپ کو حضرت علیؑ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گذشتہ حالات یاد ہیں؟ کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ جب ہم ''بنی قریظہ'' کے دن موجود تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے سلسلہ میں بزرگ صحابہ کرام سے خطاب فرمایا:

''اے گروہ مہاجر وانصار! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا اور جو بات کہوں اسے قبول کرنا، یاد رکھو کہ علی میرے بعد تمہارے امیر اور تمہارے درمیان میرے خلیفہ و جانشین ہیں اور اس بات کی خداوند عالم نے مجھ سے تاکید کی ہے، لہٰذا اگر اس بات کو قبول نہیں کروگے اور علی کے بارے میں سستی کروگے اور ان کا ساتھ نہیں دوگے تو جان لو کہ تمہارے احکام میں اختلاف پڑے گا اور تمہارے دین کے امور مشکل ہو جائیں گے اور شریر لوگ تم پر مسلط ہو جائیں گے، یاد رکھو کہ میرے اہل بیتؑ میری خلافت و امر وحکومت کو میراث میں لیں گے''

اے ابوبکر! کیا تمھیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علیؑ کے بارے میں یہ باتیں یاد ہیں؟ اس وقت عمر نے کھڑے ہو کر کہا: اے خالد! خاموش ہو جاؤ، نہ تم اہل مشورہ ہو اور نہ ان لوگوں میں سے ہو جن کی بات پر رضایت دی جائے، خالد نے

۱۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۸۲؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۲۳۶۔

۲۔ خصال صدوقؒ، باب اثنی عشر، ح ۴۔

بھی شجاعانہ طور پر عمر کا جواب دیا۔(۱)

۳۱۵۔ خالد بن معمر بن سلمان سدوسی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے، ایک قول کے مطابق آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شرفیاب ہوئے اور جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور حضرت علیؑ نے بصرہ کے قبیلہ ''ذہل'' کا پرچم آپ کو دیا۔

۳۱۶۔ خالد بن ناجد ازدی

آپ بہادر و دلیر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے۔ نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: خالد نے جنگ صفین میں شام کے ایک رئیس ''ازد'' کے ساتھ جنگ کی اور اسی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۲)

۳۱۷۔ خالد بن ولید انصاری

آپ شجاع و دلیر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔(۳)

۳۱۸۔ خباب بن ارث تمیمی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور اسلام قبول کرنے والوں میں چھٹے شخص تھے، اسلام کی ترقی میں آپ نے بہت زیادہ تکلیف اٹھائی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور جنگ بدر و اُحد نیز ساری جنگوں میں شرکت کی۔(۴)

آپ حضرت علیؑ کے خاص صحابی و شیعہ تھے البتہ سخت بیماری کی بنا پر جنگ جمل و صفین میں شرکت نہیں کر پائے اور جنگ صفین کے موقع پر ۷۳ سال کی عمر میں دار ابدی کی طرف کوچ کر گئے۔

خباب کا اسلام اور سختی وصوبت

آپ سابقین اسلام میں سے ہیں چنانچہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: اسلام میں سبقت کرنے والے پانچ شخص ہیں:

۱۔ خصال صدوقؒ، باب اثنی عشر، ح ۴، ص ۴۶۳۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۹۳؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۲۵۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۳؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۳۰۰۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۹۸؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۲۶۸۔

عرب میں میں نے سبقت کی اور فارس سے سلمان نے، روم سے صہیب نے، حبشہ سے بلال نے اور گروہ نبط (۱) سے خباب نے سبقت کی۔(۲)

خباب کی قبر اور امام علیہ السلام کی دعا

حضرت علیؑ نے صفین سے واپسی میں شہر کوفہ کے باہر خلاف امید سات یا آٹھ قبریں دیکھ کر پوچھا: یہ کن افراد کی قبریں ہیں؟ لوگوں نے کہا: خباب اور دوسرے مسلمانوں کی قبریں ہیں، حضرت علیؑ نے جناب خباب کے مرنے کی خبر سن کر ان کی تعریف کی اور ان کے لئے اس طرح دعا کی:

"رحم اللہ خباباً قد اسلم راغباً وھاجراً طائعاً وعاش مجاھداً وابتلی فی جسمه (جسدہ) احوالاً ولن یضیع اللہ اجر من احسن عملاً۔۔۔"

۳۱۹۔ خداش عبدی

آپ کا تعلق عبد قیس کے قبیلہ سے تھا، آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ جمل میں شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، اس جنگ میں آپ نے ناکثین سے جہاد کیا اور ۳۶ھ میں شہید ہو گئے۔

۳۲۰۔ خرشہ بن مالک

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے امامؑ کا جنگ جمل و صفین و نہروان میں ساتھ دیا۔(۳)

۳۲۱۔ خرّیت بن راشد ناجی

اس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے مکہ و مدینہ کے درمیان راستہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔(۴)

اس نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی البتہ مسئلہ حکمیت کے پیش آنے سے حضرت علیؑ کا مخالف

۱۔ نبط: عرب کی ایک جماعت ہے۔

۲۔ الخصال، ج ۱، ص ۳۱۲ باب الخمسہ، ح ۸۶۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۳۱۴۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۱۰؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۲۷۴۔

ہو گیا اور فارس کے دریا کنارہ امامؑ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

۳۲۲۔ خزیمہ بن ثابت

آپ کا تعلق قبیلہ اوس انصاری سے ہے، رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم نے آپ کا لقب ذوالشہادتین قرار دیا اور آپ کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر قرار دیا ہے، آپ رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، جنگ بدر واحد نیز ساری جنگوں میں پیغمبر اسلام صلى الله عليه وآله وسلم کی رکاب میں جہاد کیا اور فتح مکہ کے دن بنی خطمہ کا پرچم آپ کے ہاتھ میں تھا، آپ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں قبیلہ اوس کے بزرگوں میں رہے۔(۱)

آپ اصحاب پیغمبر اسلام صلى الله عليه وآله وسلم کے درمیان ان انگشت شمار افراد میں سے ہیں جو وفات پیغمبر اسلام صلى الله عليه وآله وسلم کے بعد آنحضرتؐ کی سیرت وسنت پر باقی رہے اور آپ کے اندر ذرّہ برابر بھی لغزش وانحراف نہیں ہوا اور حضرت علیؑ کی ولایت کے سلسلہ میں ایمان واعتقاد پر ثابت قدم رہے، جنگ جمل وصفین میں شرکت کی، جناب عمار یاسر کی شہادت کے بعد بڑی بہادری سے جنگ کی یہاں تک کہ معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں ۳۷ھ میں شہید ہو گئے۔(۲)

ایمان وعقیدہ

آپ پیغمبر اسلام صلى الله عليه وآله وسلم کے ان بارہ جلیل القدر صحابیوں میں سے ہیں جو اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنے والے اور علم وفضیلت اور تقویٰ وشجاعت میں مشہور تھے، آپ حضرات نے ابوبکر کے خلیفہ ہونے کی مخالفت کی، چنانچہ جمعہ کے دن جب یہ بارہ افراد اعتراض کر رہے تھے تو خذیمہ نے ابوبکر سے مخاطب ہوکر کہا: "**یاابابکر! ألیست تعلم أنّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قبل شھادتی وحدی ولم یرد معی غیری**؟"؛ اے ابوبکر! کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم نے میری گواہی دو گواہوں کے برابر قرار دی اور اس فضیلت میں کسی کو میرے ساتھ شریک نہیں کیا؟

ابوبکر نے کہا: ہاں جانتا ہوں۔

خذیمہ نے کہا: میں خدا کو گواہ قرار دے کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

۱۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۴؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۲۷۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۰، ص ۱۰۸؛ طبقات الکبریٰ، ج ۴، ص ۳۷۸۔

۲۔ رجال کشی، ص ۵۲؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۰، ص ۱۰۹؛ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۷۵۵؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۱۱۲؛ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۴۴۸؛ معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۷۵ و ۱۷۶۔

میرے اہل بیت حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں ایسے ائمہ و پیشوا ہیں کہ ان کی اقتدا و پیروی کی جائے (۱) آخر میں آپ نے کہا: خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد علی تمھارے امام اور پیشوا ہیں''۔(۲)

خذیمہ نے اپنی رفتار و کردار سے حضرت علیؑ کی حقانیت سے دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ امامؑ کی مدح میں اشعار بھی کہے جن میں سے دو شعر نقل کرتے ہیں:

اذا نحن بايعنا علياً فحسبنا ابوالحسن مما نخاف من الفتن

وجدناه أولى الناس بالناس انه اطب قريش بالكتاب وبالسنن

جب ہم نے علیؑ کی بیعت کر لی تو وہ ہمیں کافی ہیں۔ ان فتنوں کی نسبت جن کا ہمیں ڈر ہے۔ ہم نے انھیں لوگوں میں سب سے بہتر و برتر پایا۔ وہ قرآن مجید اور سنت پیغمبرؐ کی نسبت اعلم و دانا تھے۔(۳)

شہادت

ابن اثیر رقمطراز ہیں: خذیمہ بن ثابت انصاری ذوالشہادتین کے نام سے مشہور تھے اس عظیم المرتبت ہستی نے فتح مکہ کے دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کا پرچم اٹھایا اور جنگ جمل و صفین میں حضرت علی -کی رکاب میں جہاد کیا اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔(۴)

جنگ صفین میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اصحاب شہید ہوئے کہ یہ حضرت علی -کے برحق اور معاویہ کے باطل ہونے کی بہترین دلیل ہے، منجملہ خذیمہ بن ثابت اور عمار یاسر جیسے جلیل القدر صحابی رسولؐ شہید ہوئے۔

ذہبی رقمطراز ہیں: خذیمہ بن ثابت صحابی رسولؐ جنگ بدر و احد کے مجاہد اور جنگ صفین میں حضرت علی -کی فوج کے سرداروں میں سے تھے اور اسی جنگ میں آپ کی شہادت ہوئی۔(۵)

۱۔ خصال صدوقؒ، ج ۲، ص ۴۶۴، باب اثنی عشر۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۲۸، ص ۲۱۸۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۳۱۹؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۳، ص ۲۳۱؛ وقعہ صفین، ص ۳۹۸۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۱۴؛ ابن اثیر جو اکابر علمائے اہل سنت میں سے ہیں ان کی تحریر سے جناب خذیمہ کا جلیل القدر صحابی اور حضرت علی -کا شیعہ و مطیع ہونا صاف ظاہر ہے، اگر اہل سنت صحابی کے عاشق و پیرو ہیں تو پھر اس طرح کے جلیل القدر اصحاب کا اتباع کیوں نہیں کرتے اور حضرت علی -سے متمسک کیوں نہیں ہوتے؟

۵۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۱۱۲۔

امام علیہ السلام کا گریہ

نوف بکالی کہتے ہیں: جنگ صفین کے بعد جب امامؑ کوفہ آئے تو ایک دن پتھروں پر کھڑے ہوئے (جنھیں جعدہ بن ہبیرہ نے آپ کے لئے نصب کیا تھا) اور خطبہ ارشاد فرمایا جسے سید رضیؒ نے ''نہج البلاغہ'' میں نقل کیا ہے، پہلے خدا کی حمد وثنا کی اور پھر لوگوں کو تقویٰ و پرہیزگاری کی دعوت دی، اس کے بعد حضرت امام مہدی - کے سلسلہ میں کچھ بیان کیا اور آخر میں باوفا اصحاب کی جدائی میں اظہار افسوس کیا، رنجیدہ دل اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ فرمایا:

''این أخوانی الذین رکبوا الطریق ومضوا علی الحق، أین عمار؟ أین ابن التیهان؟ أین ذوالشهادتین؟ وأین نظرائهم من أخوانهم الذین تعاقدوا علی المنیّة وأبرد برؤوسهم الی الفجرة''

''میرے بھائی کہاں ہیں؟ جو سوار ہو کر چلتے اور راہ خدا میں قدم رکھتے تھے، عمار کہاں ہیں؟ ابن التیہان کہاں گئے؟ ذوالشہادتین کہاں ہیں؟ اور کہاں ہیں وہ بھائی جنھوں نے جاں نثاری پر عہد و پیمان باندھا اور ان کے سر ظالم وستمگر افراد کی طرف بھیجے دیئے گئے؟''

اس کے بعد امامؑ نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کافی دیر تک گریہ کرتے رہے۔(۱)

مذکورہ مطالب پر توجہ کرنے سے ذرہ برابر بھی شک وشبہ نہیں رہ جاتا کہ ذوالشہادتین ''جناب خذیمہ'' کا حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کرنا امامؑ کے حق پر ہونے کی قطعی سند ہے۔

۳۲۳۔ خزیمہ بن حر حارثی

آپ راوی حدیث، بزرگ تابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور اعمش نے آپ کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۳۲۴۔ خشرم بن حارث

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور صلح حدیبیہ میں موجود تھے اور اسی جگہ حضرت کی بیعت کی(۳) آپ رسول خدا

۱۔نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۲۔

۲۔اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج۱،ص۱۹۱و۳۰۳۔

۳۔اسد الغابہ، ج۲،ص۱۱۷

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محافظین میں سے تھے اور بدر کے بعد والی جنگوں میں شرکت کی (۱) شیخ طوسیؒ نے نقل کیا ہے کہ آپ اصحاب امیر المومنینؑ میں سے ہیں۔(۲)

۳۲۵۔ خفاف بن عبد اللہ طائی

آپ شاعر، سخن گو اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ بے مثال شجاع و بہادر اور مدافع حضرت علیؑ تھے۔

۳۲۶۔ خلاس بن عمرو بن منذر بصری

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور امامؑ کی فوج کے رئیس تھے، آپ کے والد بزرگوار صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بھائی زیاد بن عمر حضرت علیؑ کے قابل اعتماد صحابی اور راوی حدیث تھے۔

بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ خلاس نے بہت زیادہ روایتیں حضرت علی - وجناب عمار یاسر وغیرہ سے نقل کی ہیں، آپ کا انتقال ۱۰۰ھ سے پہلے ہوا۔(۳)

۳۲۷۔ خلید بن طریف

آپ حضرت علیؑ کے صحابی و شیعہ تھے، امامؑ نے جنگ جمل سے واپس ہو کر کوفہ میں مستقر ہونے کے بعد آپ کو خراسان کا حاکم منصوب کیا۔ خراسان پہنچنے سے پہلے آپ تک خبر پہنچی کہ خراسان اور اطراف کے لوگ مرتد اور اطاعت وفرمان برداری سے بیزار ہو گئے ہیں، یہ سنکر آپ نے اہل نیشاپور سے جنگ کی اور انھیں سخت شکست دی اور لوگوں کا محاصرہ کر لیا اور اس فتح وکامیابی کی خبر حضرت علیؑ کو دی۔

۳۲۸۔ خلید بن عبد اللہ

آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین صحابی اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی اور حضرت علیؑ وجناب ابوذر وجناب ابی درداسے احادیث نقل کی ہیں، آپ کہتے ہیں: میں نے جنگ نہروان میں حضرت علیؑ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ناکثین (اہل جمل) ومارقین (اہل نہروان) اور

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۶ص ۳۲۱۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۴۰، ش ۴۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۴۰۔ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۳۳۵۔

قاسطین (لشکر معاویہ) سے جنگ کروں"۔(۱)

۳۲۹۔ خلیفہ بن عدی بن عمرو

آپ صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ نے جنگ بدر واحد میں شرکت کی اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں قرار پائے اور جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۲)

۳۳۰۔ خندف بن بکر بکری

آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی فوج کے شجاع و بہادر سپاہی تھے اور آپ نے ذی الکلاع حمیری کے قتل کرنے میں امامؑ کا ساتھ دیا۔۔۔۔(۳)

۳۳۱۔ خویلد بن عمرو انصاری

آپ صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔(۴)

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور شاعر صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور قصیدہ کہا جس کا مطلع یہ ہے:

یارب قاتل كلّ من يريدنا   وكلا هی كل من يكيدنا

خدایا! جو ہمارے بارے میں برا قصد رکھتا ہے اسے ہلاک کر۔ اور جو ہمارے ساتھ حیلہ کرنا چاہتا ہے اس کے ساتھ حیلہ کر۔(۵)

آپ کا ۶۸ھ مدینہ میں انتقال ہوا اور آپ سے احادیث منقول ہیں۔(۶)

۳۳۲۔ خیثمہ تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے شجاع و دلیر سپاہی تھے، جنگ صفین کے بعد حکمین یعنی عمرو عاص اور ابوموسیٰ اشعری کے فیصلہ کے

۱۔تہذیب التہذیب، ج ۲،ص ۵۲۶، اصحاب الامام امیر المؤمنین ج ۱۲،ص ۱۹۴۔

۲۔اسد الغابہ، ج ۲ن ص ۱۲۳؛ الاصابہ، ج ۲،ص ۳۴۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۶،ص ۳۳۶۔

۳۔وقعہ صفین، ص ۲۹۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۶،ص ۳۵۸۔

۴۔تہذیب التہذیب، ج ۱۰،ص ۱۴۱، اسد الغابہ، ج ۲،ص ۱۲۸۔

۵۔وقعہ صفین، ص ۳۸۲؛ اسد الغابہ، ج ۲،ص ۱۲۸۔

۶۔تہذیب التہذیب، ج ۱۰،ص ۱۴۱۔

بعد آپ ایک جزیرہ کی طرف فرار کر گئے، جب ایک خوفناک وادی ''میافارقین'' سے عبور کر رہے تھے تو ایک غیبی ندا سنائی دی ''حضرت علیؑ سے فرار کرنا صحیح نہیں ہے'' یہ ندا سن کر واپس ہوئے اور پھر ہمیشہ حضرت علیؑ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ شہادت ہوگئی۔(۱)

۱۔اعیان الشیعہ، ج۶،ص۳۶۱۔

(د،ذ)

۳۳۳۔ دائود بن بلال (ابولیلیٰ انصاری)

آپ صحابی رسولؐ تھے، آپ نے جنگ بدر اور صدر اسلام کی دیگر ابتدائی جنگوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا بعد میں آپ کوفہ آئے اور اپنے فرزند عبدالرحمن کے ساتھ حضرت علیؑ کے شیعوں و محبوں میں قرار پائے اور جنگ جمل و صفین اور نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۱)

۳۳۴۔ دائود بن سلیمان سنبلانی

آپ راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے۔

۳۳۵۔ دینار خصی کوفی

آپ کوفہ کے نیک وصالح راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے قابل اعتماد صحابی تھے۔(۲)

۳۳۶۔ دینار عقیصار (ابوسعید تمیمی)

آپ کا جلیل القدر تابعین، اصحاب امیر المومنینؑ اور اصحاب امام حسینؑ میں شمار ہوتا ہے۔(۳)

آپ وہی صحابی ہیں جنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؑ کے سلسلہ میں مشہور حدیث نقل کی ہے کہ رسالت م آب نے فرمایا: ''یاعلی! أنا و أنت ابو اھذہ الامۃ؛ اے علیؑ! میں اور تم اس امت کے باپ ہیں'' (۴) آپ کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔(۵)

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۶، ص ۳۶۷۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۶، ص ۳۶۷۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۰؛ معجم رجال الحدیث، ج۷، ص ۱۴۷۔

۴۔ اعیان الشیعہ، ج۶، ص ۴۲۸۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۱۴۵۔

معجزہ

دینار کہتے ہیں: جب ہم صفین کی طرف کوفہ سے روانہ ہوئے تو راستہ میں پیاس غالب ہوئی، حضرت علیؑ نے حکم فرمایا کہ جو پتھر وہاں ہے اسے ہٹایا جائے، جیسے ہی پتھر ہٹایا گیا تو وہاں پانی کا چشمہ نظر آیا، سب نے سیر ہوکر پانی پیا اور پھر وہاں سے چل دیئے، امامؑ کے حکم سے کچھ لوگ وہاں گئے تا کہ اس جگہ کو دیکھیں لیکن وہاں پانی کا نام ونشان نہیں تھا، جب وہاں کے صومعہ ''عبادت گاہ'' کے لوگوں کو خبر ملی تو انھوں نے کہا: خدا کی قسم اس صومعہ ''عبادت گاہ'' کو صرف اسی چشمہ کے لئے بنایا گیا ہے اور وصی نبی کے علاوہ اسے کوئی ظاہر نہیں کرسکتا۔(۱)

۳۳۷۔ذریح بن عباد بصری عبدی

آپ بصرہ میں حضرت علیؑ کے صحابی تھے، حضرت علیؑ کے بصرہ پہنچنے سے پہلے امامؑ کی حمایت اور بصرہ کے والی عثمان بن حنیف کے دفاع میں طلحہ وزبیر کی فوج سے جنگ کی اور کچھ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت علیؑ کی حقانیت سے دفاع کرنے میں عائشہ وطلحہ کی فوج کے ہاتھوں بصرہ میں شہید ہوگئے۔(۲)

۳۳۸۔ذعلب یمانی

آپ سخنور اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے۔

۳۳۹۔ذئویب بن شریح ہمدانی

آپ گھوڑ سوار سپاہی اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جنگ صفین میں آپ نے مالک اشتر کے زیر پرچم جہاد کیا اور ایمان ووفاداری کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

★★★★★

۱۔وقعہ صفین، ص ۱۴۵۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج۶،ص ۴۳۰۔

(ر)

۳۴۰۔ رافع بن زید (یزید) انصاری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جنگ صفین میں شرکت کی اور لشکر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۱)

۳۴۱۔ رافع بن سلمہ بجلی کوفی

آپ تابعین صحابی، شیعہ اور حضرت علیؑ سے حدیث نقل کرنے والے راویوں سے تھے، آپ نے جنگ نہروان میں حضرت علی -کی رکاب میں جہاد کیا۔(۲)

۳۴۲۔ رباح بن حارث بن بکر بن وائل

آپ قبیلہ ربیعہ سے ہیں اور حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی ہیں۔(۳)

۳۴۳۔ ربعی بن خراش عبسی غطفانی

آپ عابد و پرہیزگار و تابعین اور ایک قول کی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ حضرت علیؑ وعمر وغیرہ سے حدیث نقل کرنے والے راویوں میں سے تھے۔(۴)

آپ کوفہ میں مقیم تھے اور حضرت علیؑ کے خاص اصحاب میں قرار پائے اور آپ نے پوری عمر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

آپ کی صداقت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ جب آپ کے دو فرزندوں نے حجاج بن یوسف کی خلاف ورزی کی اور چھپ گئے تو حجاج نے حکم دیا کہ انھیں گرفتار کیا جائے، حجاج سے کہا گیا کہ آپ ان کے باپ سے پوچھیں تو وہ بتا دیں گے کیوں

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۴۸۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۲۰؛ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۵۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۴۸۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۴۹۔

۴۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۵۰۸؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۶۳۔

کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے، چنانچہ حجاج نے کسی کو ربعی کے پاس بھیجا اور ان کی مخفی گاہ کے بارے میں پوچھا، ربعی نے کہا: میرے دو فرزند گھر میں چھپے ہیں، حجاج بن یوسف نے ان کے باپ کے سچ بتانے کی بنا پر انھیں معاف کر دیا۔(۱)

آپ کا انتقال حجاج بن یوسف کے دور میں کوفہ میں ہوا۔(۲)

۳۴۴۔ ربعی بن عمرو انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، جنگ بدر میں شرکت کی اور حضرت علی - کے اصحاب میں قرار پائے اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۳)

۳۴۵۔ ربعی بن کاس تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جس وقت امامؑ بصرہ سے کوفہ منتقل ہوئے تو بہت سے لوگوں کو شہروں میں منصوب کیا منجملہ ربعی بن کاس کو سجستان کا امیر و حاکم منصوب کیا۔(۴)

۳۴۶۔ ربیع بن خثیم (خواجہ ربیع)

آپ خواجہ ربیع کے نام سے مشہور ہیں، ذہبی نقل کرتے ہیں کہ: آپ نے زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا البتہ آنحضرتؐ کی زیارت سے شرفیاب نہیں ہوئے، لیکن مرسل روایات آنحضرتؐ سے نقل کی ہیں۔(۵)

آپ حضرت علیؑ کے مقرّبین اور زہاد ثمانیہ میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ نے ۶۱ یا ۶۲ یا ۶۳ ہجری طوس میں انتقال کیا اور مشہد امام رضاؑ کے قریب مدفون ہیں، آپ کا مقبرہ خواجہ ربیع کے نام سے مشہور ہے۔(۶)

عبادت

۱۔ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۵۰۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۵۰، الاصابہ، ج ۲، ص ۵۰۸۔

۳۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۴۵۵؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۶۳؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۵۲۔

۴۔ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۵۲؛ وقعہ صفین، ص ۱۲۔

۵۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ص ۲۴۳۔

۶۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۶۸۔

۱۔آپ نے اپنے گھر میں قبر کھودی اور جب اپنے اندر کوئی لغزش وقساوت قلب دیکھتے تھے تو اس میں لیٹ کر مردوں کی طرح دینا میں واپس آنے کی خواہش کرتے تھے اور کہتے تھے: ''**رب ارجعون، لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت**؛ خدایا! مجھے زندگانی دنیا کی طرف پلٹا دے تا کہ اس بار نیک عمل انجام دوں اور جو گذشتہ چھوٹ گیا اسے انجام دوں''

۲۔آپ ہمیشہ اپنے پاس کاغذ وقلم رکھتے تھے اور دن میں جو بھی کہتے یا کرتے تھے اس میں لکھ لیتے تھے اور رات میں نمازعشا کے بعد اسے دیکھتے تھے اگر نیکی دیکھتے تھے تو شکر خدا کرتے تھے اور اگر برائی نظر آتی تھی تو توبہ کرتے تھے اور کہتے تھے ''**آہ نَجی الصادقون**؛ آہ سچ بولنے والے نجات پاگئے''

شیخ بہائی کتاب کشکول میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے ربیع سے کہا: میں نے کبھی آپ کو کسی کی برائی کرتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ نے کہا: میں ابھی اپنے نفس سے راضی نہیں ہوں جو دوسروں کے عیب بیان کروں۔

۳۔شیخ بہائی کی کتاب کشکول سے نقل ہوا ہے: ربیع رات، دن بہت زیادہ گریہ کرتے تھے۔۔۔۔

۴۔راتوں میں چھت پر جا کر کافی دیر عبادت کے لئے کھڑے رہتے تھے، چنانچہ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو پڑوسی کی صاحبزادی نے اپنے باپ سے کہا: بابا میں ہر رات ایک ستون ولکڑی کو چھت پر دیکھتی تھی لیکن اب کافی دنوں سے نہیں دیکھتی، باپ نے کہا: بیٹی! وہ لکڑی نہیں تھی بلکہ ہمارے پڑوس میں ایک نیک آدمی تھا جو راتوں میں عبادت کے لئے چھت پر کھڑا ہوتا تھا اب اس کا انتقال ہوگیا ہے۔(۱)

ربیع اور شہادت امام حسین علیہ السلام

جب آپ کو خبر شہادت ملی تو سن کر خاموش رہے، سب کا خیال تھا کہ ضرور کچھ کہیں گے مگر آپ نے کچھ نہیں کہا صرف دیکھتے رہے، دوسرے آدمی نے آکر خبر شہادت دی لیکن پھر بھی کچھ نہیں کہا، یہاں تک کہ تیسرے آدمی نے آکر خبر شہادت دی جسے سن کر آپ نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور اس کے بعد کہا: ''**اللّٰھم فاطر السمٰوات والارض عالم الغیب والشھادۃ أنت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیہ یختلفون**؛ اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے اور غائب وحاضر کا علم رکھنے والے اپنے بندوں کے درمیان جس چیز میں وہ اختلاف رکھتے ہیں فیصلہ کر'' اس کے بعد خاموش ہوگئے یہاں تک کہ دنیا سے چل بسے۔(۲)

۱۔اعیان الشیعہ، ج۶،ص۴۵۶؛ سفینۃ البحار، ج۱،ص۵۰۶۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج۶،ص۴۵۶؛ سفینۃ البحار، ج۱،ص۵۰۶۔

ایک نقل کے مطابق جیسے ہی آپ نے خبر شہادت سنی تو آہ بھری اور کہا: کیا واقعاً یزیدیوں نے اس طرح کیا ہے "قتل من کان یجلسه رسول الله صلی الله علیه وآله فی حجره ووضع فاه علی فیه؛ کیا اسے قتل کر دیا جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آغوش میں بٹھاتے تھے اور اس کے لبوں کا بوسہ لیتے تھے"۔(۱)

شیخ محدث قمیؒ نقل کرتے ہیں: جس وقت آپ کو حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر ملی تو ایک مرتبہ آہ بھری اور بے اختیار زمین پر گر پڑے اور پھر کبھی ان کے چہرے پر مسکراہٹ تک نہیں دیکھی گئی یہاں تک کہ انتقال کر گئے۔(۲)

وفات ربیع

بنا بر قول قوی آپ کا انتقال ۶۲ یا ۷۰ ہجری خراسان میں ہوا اور آپ کا مقبرہ مشہد مقدس سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے، آپ کے مقبرہ پر گنبد بنی ہوئی اور بہت سے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔

۳۴۷۔ ربیع بن زیاد حارثی

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا اور آپ حضرت علیؑ کے عقیدت مند و مخلص صحابی تھے۔

آپ شجاع و بہادر ہونے کے باوجود بڑے منکسر مزاج تھے۔

۳۴۸۔ ربیع بن واصل کلاعی

آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۳۴۹۔ ربیعہ عقیلی

آپ حضرت علی - کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

۳۵۰۔ ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۶ ص۴۵۶؛ سفینۃ البحار، ج۱ ص۵۰۶۔

۲۔ سفینۃ البحار، ج۱ ص۵۰۷۔

۳۔ وقعہ صفین، ۵۵۶۔۵۵۸؛ اعیان الشیعہ، ج۶ ص۴۶۔

۴۔ تاریخ طبری، ج۴ ص۵۱۷۔

آپ نے فتح مکہ وطائف میں شرکت کی اور جنگ حنین میں (بھی) ثابت قدم رہے۔(۱)

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے اور خلافت کے سلسلہ میں ہمیشہ حضرت علیؑ کی حقانیت سے دفاع کرتے رہے۔(۲)

۳۵۱۔ ربیعہ بن دراج بن عنبس

آپ نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا اور اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہوئے اور پھر حضرت علیؑ کے صحابی قرار پائے اور امامؑ سے احادیث نقل کیں۔

۳۵۲۔ ربیعہ بن سمیع

بزرگ تابعین علماء اور حضرت علیؑ کے شیعہ اور صحابی تھے، نجاشی بیان کرتے ہیں کہ: آپ نیک وصالح اور مؤلف ومصنف تھے، آپ نے ایک کتاب میں حضرت علیؑ سے روایتیں مرتب کیں اور امامؑ کی طرف سے صدقات وزکات جمع کرتے تھے۔(۳)

۳۵۳۔ ربیعہ بن شراحیل

آپ حضرت علیؑ کے صحابی، حدیث نقل کرنے والے اور امامؑ کے گھوڑ سوار سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور حکمیت کے معاہدہ پر دستخط کئے۔(۴)

۳۵۴۔ ربیعہ بن علی

آپ ثقہ تابعین اور حدیث نقل کرنے والے راویوں میں سے تھے اور بہت سے افراد نے آپ سے احادیث نقل کی ہیں(۵) مرحوم شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت امیر المومنینؑ کے صحابی تھے۔(۶)

۳۵۵۔ ربیعہ بن قیس عدوانی

۱۔اسد الغابہ، ج۲،ص۱۶۶؛ معرفۃ الصحابہ، ج۲،ص۲۸۷؛ تہذیب التہذیب، ج۳،ص۷۹۔

۲۔الفصول المختارہ، ص۲۱۶۔

۳۔رجال نجاشی، ص۷؛ اعیان الشیعہ، ج۲،ص۶۲۴؛ معجم رجال الحدیث، ج۷،ص۱۷۸۔

۴۔وقعہ صفین، ص۵۰۷۔

۵۔قاموس الرجال، ج۴،ص۳۵۵۔

۶۔رجال طوسیؒ ص۴۱؛ اعیان الشیعہ، ج۶،ص۴۶۲۔

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۱)

۳۵۶۔ ربیعہ بن مالک خزاعی

آپ صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبیلہ نخع سے تھے، حضرت علیؑ کی بیعت کی اور جنگ صفین میں معاویہ کی فوج سے سخت جنگ کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۳۵۷۔ ربیعہ بن ناجد اسدی

آپ محدث اور حضرت علیؑ کے خاص یمنی صحابی تھے۔

آپ کی بہادری کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کے دشمن ضحاک بن عبدالرحمن نے بھی آپ کی شجاعت کا قصیدہ پڑھا ہے۔(۳)

بے شک ربیعہ آخری دم تک حضرت علیؑ کی امامت وولایت کے عقیدہ پر باقی رہے اور کسی بھی خطرہ سے نہیں ڈرتے تھے۔

۳۵۸۔ رُشَیدُ ھَجَرِی

آپ محدث، فقیہ، نیک وصالح اور حضرت علیؑ کے قابل اعتماد وباوفا اصحاب میں سے تھے، نیز آپ کا حضرت امام حسنؑ وحضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدین کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے۔(۴)

علم رشید

آپ حضرت علیؑ سے تقرب کی بنا پر علم بلایا ومنایا(۵) سے واقف تھے، آیندہ پیش آنے والے حوادث اور لوگوں کی سرنوشت کی خبر دیتے تھے، شیخ کشی نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے رشید کی ظرفیت ومعنویت کی بنا پر انھیں علم بلایا ومنایا کی تعلیم دی۔

۱۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۷۱؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۴۷۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۶۳۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۲۸۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۶، ص ۴۶۳۔

۳۔ ماخوذ از شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۲۰۔ ۱۲۲۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۱ وص ۶۷؛ الاختصاص، ص ۲۔

۵۔ آیندہ حوادث اور لوگوں کے مرنے کا علم۔

جب آپ کسی سے ملاقات کرتے تھے تو اگر مصلحت دیکھتے تھے تو اسے بتا دیتے تھے کہ تمھیں کس طرح موت آئے گی اور امامؑ نے خود رشید کی شہادت کی خبر دی تھی اور جس طرح امامؑ نے خبر دی تھی اسی طرح رشید کی شہادت ہوئی۔(۱)

اپنی خبر شہادت

جناب رشید کی صاحبزادی اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتی ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا: ایک دن حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب + نے مجھ سے فرمایا: ''اے رشید! اس وقت کسی طرح صبر و تحمل کرو گے جب بنی امیہ کا حاکم تمھارے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کرے گا؟ میں نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! کیا اس کا انجام جنت ہے، فرمایا: اے رشید! تم دنیا و آخرت میں میرے ساتھ رہو گے۔۔۔''۔(۲)

آخرکار حضرت علی علیہ السلام کی غیبی خبر پوری ہوئی اور جناب رشید سے اظہار برائت کی درخواست کی گئی، لیکن جب آپ برائت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے تو امام -کی خبر کے مطابق بنی امیہ کے حاکم زیاد بن ابیہ نے آپ کے ساتھ رفتار کی اور ہاتھ و پاؤں اور زبان قطع کر دی اور سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا۔

جناب رشید و جناب حبیب و جناب میثم اور اپنے آیندہ کی خبر

فضیل بن زبیر نقل کرتے ہیں: ایک دن جناب میثم تمار بنی امیہ کی جماعت کے قریب سے گزر رہے تھے، جناب حبیب بن مظاہر نے ان کا استقبال کیا اور دونوں ایک ساتھ کھڑے ہو گئے، دونوں حضرات گفتگو کرنے لگے، گفتگو کے دوران جناب حبیب نے جناب میثم سے کہا: اے میثم! ایک شخص کو جس کے سر کے آگے بال نہیں ہیں، بڑا پیٹ ہے اور پھلوں کے بازار میں خربوزے فروخت کرتا ہے اسے گرفتار کر کے محبت اہل بیت پیغمبرؐ کے جرم میں سولی پر چڑھا جائے گا۔

جناب حبیب کا اشارہ جناب میثم کی طرف تھا۔

جناب میثم نے جواب میں کہا: اے حبیب! میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لئے نکلے گا لیکن اسے قتل کر کے اس کے سر کو کوفہ میں پھرایا جائے گا۔

جناب میثم کا اشارہ جناب حبیب کی طرف تھا، اس کے بعد دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

جو لوگ وہاں سن رہے تھے کہنے لگے: ہم نے ان سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا، ابھی لوگ ایک دوسرے سے جدا نہیں

۱۔ رجال کشیؒ، ص۷۶؛ الاختصاص، ص۷۷۔

۲۔ رجال کشی، ص۷۵، ح۱۳۱۔

ہوئے تھے کہ جناب رشید پہنچے اور جناب حبیب و جناب میثم کو معلوم کرنے لگے، لوگوں نے کہا: ابھی کچھ دیر پہلے یہیں تھے اور اس طرح کہہ رہے تھے۔

جناب رشید نے کہا:

"رحم اللہ میثماً نسی ویزاد فی عطاء الذی یجیی بالرأس مئة درھم"

خدا میثم پر رحمت کرے یہ کہنا بھول گئے کہ جو شخص جناب حبیب کا سر لائے گا اس کا انعام دوسروں سے سو درہم زیادہ ہوگا۔

جیسے ہی جناب رشید وہاں سے جدا ہوئے تو لوگ آپس میں کہنے لگے: یہ شخص ان دونوں سے بڑا جھوٹا ہے۔

لیکن لوگ کہتے ہیں: خدا کی قسم زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ جناب میثم تمار کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور حبیب بھی امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہو گئے اور ان کے قاتلوں نے ان کا سر کوفہ میں پھرایا اور اس دن جو سنا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔(۱)

۳۵۹۔ رعل بن جبلہ عبدی

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے اور حضرت علیؑ کے بصرہ پہنچنے سے پہلے سپاہ ناکثین سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۲)

۳۶۰۔ رفاعہ بن ابی رفاعہ ہمدانی

مرحوم شیخ طوسیؒ نے آپ کو امیر المومنینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے نیز تحریر فرماتے ہیں: جب حضرت علی لشکر کے ساتھ صفین کی طرف روانہ ہوئے تو اہل ہمدان کا پرچم آپ کو دیا۔(۳)

۳۶۱۔ رفاعہ بن رافع انصاری

آپ اور آپ کے والد پہلے انصاری ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا اور عقبہ میں موجود تھے رفاعہ نے جنگ بدر و احد و خندق و بیعت رضوان اور دیگر جنگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں جہاد کیا اور آنحضرتؐ سے احادیث نقل کیں۔

۱۔ رجال کشی، ص ۸۷، ش ۱۳۳؛ بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۹۲۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۳۰؛ الجمل، ص ۲۸۳۔

۳۔ رجال کشی، ص ۶۵۔

آپ ان اصحاب پیغمبر میں سے ہیں جنھوں نے حضرت علی -کی بیعت کی اور جنگ جمل وصفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۱)

قتل عثمان کے بعد رفاعہ وابوایوب انصاری وابوالہیثم بن تیہان اور عمار یاسر نے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشویق کی کہ حضرت علی -کی بیعت کریں اور اسلامی حکومت کو ان کے سپرد کریں۔آپ نے ۴۱ یا ۴۲ ہجری میں اہل بیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان وعقیدت کے ساتھ دعوت الٰہی کو کہہ دیا۔(۲)

۲۶۳۔رفاعہ بن شداد بجلی (ابوعاصم کوفی)

آپ کا حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اصحاب میں سے ہیں، آپ شجاع وبہادر، قاریوں کے بزرگوں اور رؤسائے توابین میں سے ہیں، عثمان کے دور خلافت میں کچھ لوگوں کے ساتھ منجملہ مالک اشتر نخعی کے ساتھ ''ربذہ'' جہاں ابوذر غفاری کو جلاوطن کیا گیا تھا تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جناب ابوذر غفاری کا انتقال ہوگیا ہے، آپ اور آپ کے ساتھیوں نے ان کے جنازہ پر نماز پڑھی اور سپرد خاک کیا۔(۳)

آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور قبیلہ بجلیہ کے پیادہ سپاہیوں کے سردار تھے نیز آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کی طرف سے اسی قبیلہ کے سردار رہے(۴) آپ نے حکمیت کے مسئلہ میں امامؑ کی حمایت کی اور معاویہ واس کے ساتھیوں کی مذمت میں قصیدہ کہا۔(۵)

انتقام سید الشہداء

رفاعہ منجملہ ان افراد میں سے ہیں جنھوں نے معاویہ کے مرنے کے بعد اہل کوفہ کی ہدایت ورہبری کے لئے امام حسین -کو خط لکھے لیکن عبید اللہ بن زیادہ کی خوں ریزی اور سخت رویہ کے سبب باوفا اصحاب کا امامؑ سے رابطہ منقطع ہوگیا اور کربلا نہیں پہنچ پائے آخر کار بعد میں آپ نے سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوکر امامؑ کے خون کا انتقام لینے کا پروگرام بنایا اور سلیمان

۱۔اسد الغابہ، ج ۲،ص ۱۷۸، الاصابہ، ج ۲،ص ۴۸۹؛تہذیب التہذیب، ج ۳،ص ۱۰۷؛اعیان الشیعہ ج ۷،ص ۳۰۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج ۳،ص ۱۰۷؛ الاصابہ، ج ۲،ص ۴۸۹۔

۳۔رجال کشی،ص ۶۵۔

۴۔وقعہ صفین،ص ۲۰۵۔

۵۔وقعہ صفین،ص ۴۸۸۔

بن صرد خزاعی کی سپہ سالاری میں عبید اللہ سے جو بارہ ہزار کا لشکر لئے ہوئے تھا جنگ کی۔(۱)

رفاعہ اور جناب مختار کا قیام

جب رفاعہ کی سپہ سالاری میں توابین کا باقی ماندہ لشکر کوفہ واپس ہوا تو جناب مختار کوفہ کے قید خانہ میں تھے، آپ نے رفاعہ اور دیگر بزرگان کے نام مخفی طور پر خط لکھا اور انھیں عبید اللہ سے جمگ کی تشویق اور بشارت دی کہ اگر قید خانہ سے آزاد ہو گیا تو ان کی مدد سے قاتلین سید الشہداء سے انتقام لوں گا، نیز جناب مختار نے اپنی بہن یا بہن کے شوہر عبد اللہ بن عمر بن خطاب کے نام خط تحریر کیا کہ مجھے بے گناہ ومظلوم قید کیا گیا ہے اور خط میں گزارش کی کہ حاکم کوفہ سے میری آزادی کی کوشش کریں۔

عبد اللہ بن عمر کی عبد اللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے پرانی دوستی تھی لہٰذا ان دونوں کے نام خط لکھا کہ مختار کو آزاد کرائیں چنانچہ ان دونوں نے اس زمانہ کا مرسوم تعہد دے کر جناب مختار کو آزاد کرایا، جب آپ گھر پہنچے تو کچھ افراد اور شیعوں کے بزرگ افراد ان کے گھر گئے اور شہدائے کربلا کے قاتلوں سے انتقام لینے کیلئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی رفاعہ بن شداد نے بھی مخفیانہ طور پر ان کی بیعت کی اور حمایت کا وعدہ کیا جناب مختار کی کامیابی میں جناب ابرہیم بن مالک اشتر کا بہت بڑا ہاتھ رہا، آپ جناب مختار کی بہت سی جنگوں میں لشکر کے سپہ سالار رہے، نیز فوج کی کامیابی اور دشمن کو شکست دینے میں کامیاب رہے۔

چنانچہ اس طرح جناب مختار کامیاب ہو گئے اور عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے حاکم کوفہ عبد اللہ مطیع کو شہر سے باہر نکال دیا اور ایک فوج مرتب کر کے ابراہیم بن مالک اشتر کی سپہ سالاری میں دے دیا، ابراہیم بن مالک اشتر نے شہر کے باہر مصعب بن زبیر کی فوج سے جو بصرہ سے کوفہ کی طرف آ رہی تھی اور جس میں عبد اللہ بن مطیع بھی شامل تھا مقابلہ کیا اور بہت جلد بڑی بہادری کے ساتھ مصعب کی فوج کو تتر بتر کر دیا جس کے نتیجہ میں مصعب بصرہ فرار کر گیا اور عبد اللہ بن مطیع قتل ہو گیا، ایک دوسری جنگ میں ابراہیم بن مالک اشتر نے عبید اللہ بن زیاد سے کہ جس نے بہت زیادہ فوج موصل سے روانہ کی تھی مقابلہ کیا اور اس جنگ میں بھی جناب ابراہیم نے عظیم شکست عبید اللہ بن زیاد کی فوج کو دی، جنگ کے دوران ابرہیم نے ایک ناشناس آدمی کو قتل کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ وہ ابن زیاد تھا لہٰذا آپ نے اس کا سر جدا کر کے جناب مختار کی خدمت میں پیش کیا اور

۱۔ الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۶۳۵؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۵۵۲، ۶۰۵؛ مروج الذہب، ج ۲، ص ۱۰۰۔

جناب نے اس ملعون کا سر مدینہ امام سجادؑ کی خدمت میں پیش کیا۔(۱)

شہادت

آپ اکابر توابین وشہدائے کربلا کے خون کے مدافع تھے اور اسی بنا پر آپ نے جناب مختار کی بیعت کی تھی چنانچہ قاتلین شہدائے کربلا سے ایک جنگ میں عبید اللہ بن زیاد کے سپاہیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے، آپ کی شہادت ۶۶ھ میں ہوئی۔(۲)

۳۶۳۔ رفاعہ بن طالب جرھمی

آپ حضرت علیؑ کی فوج کے سوار سپاہی وصحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اس جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۳۶۴۔ رفاعہ بن ظالم حمیری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جنگ صفین مجاہد سپاہی تھے۔

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جنگ صفین میں جب حکم بن ازہر حمیری کی حجر بن یزید کندی کے ہاتھوں شہادت ہوگئی تو حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے رفاعہ بن ظالم حمیری میدان کارزار میں آے اور یہ رجز پڑھا:

أنا ابن عم الحکم بن ازھر　　　الماجد القمقام حین یذ کر

میں حکم بن ازہر کا چچا زاد بھائی ہوں۔لوگ جب ان کا نام لیتے ہیں تو داد تحسین دیتے ہیں۔

پھر حجر الشر پر حملہ کیا اور اس طرح محکم ضرب لگائی کہ زمین پر آ پڑا اور ہلاک ہو گیا۔

جب حضرت علیؑ کو حجر اشر کے قتل ہونے کی خبر ملی تو آپ نے کہا: خدا کا شکر حجر الشر حکم بن ازہر کے انتقام میں ہلاک ہو گیا۔(۴)

۱۔تاریخ طبری، ج۶، حوادث ۶۶ھ؛ الکامل فی التاریخ، ج، حوادث ۶۶ھ؛ تتمۃ المنتہی فی وقایع الایام الخلفا ص ۵۸۔۵۹۔

۲۔تاریخ طبری، ج۶ ص ۵۰؛ الکامل فی التاریخ، ج ۲ ص ۶۷۷۔

۳۔وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔۵۵۸؛ اعیان الشیعہ، ج۶ ص ۴۶۔

۴۔وقعہ صفین، ص ۲۴۳؛ اعیان الشیعہ، ج۶ ص ۲۰۸۔

۳۶۵۔ رفاعہ بن وائل ارجی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۳۶۶۔ رقیقہ محاربی

آپ ثقہ راوی ہیں، فقہ کے موضوع پر آپ سے روایتیں منقول ہیں(۲) شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۳۶۷۔ رکان لحّام

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۳۶۸۔ رمیلہ بن زغل

شیخ طوسیؒ رقمطراز ہیں کہ آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے(۵) آپ کی محبت وخلوص کے لئے بس یہی کافی ہے کہ حضرت علیؑ نے آپ کے سلسلہ میں محبت و ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

ایک حدیث میں رمیلہ نقل کرتے ہیں: حضرت علیؑ کے دور حکومت میں ایک دفعہ مجھے جمعہ کے دن سخت بخار ہو گیا، نہا کر نماز جمعہ کے لئے مسجد گیا جیسے ہی امامؑ منبر پر تشریف لے گئے تو میرے بخار میں شدت ہوگئی لیکن میں نے صبر وتحمل کیا بعد نماز امامؑ دولت کدہ پر تشریف لے گئے میں بھی داخل ہو گیا، امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تمھیں کیا ہو گیا ہے، رمیلہ کہتے ہیں: میں نے بخار کے بارے میں بتایا، امامؑ نے فرمایا: اے رمیلہ جب کوئی مومن بیمار ہوتا ہے تو ہم بھی اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں، اگر کوئی رنج وغم میں مبتلا ہوتا ہے تو ہم بھی اس کے غم میں شریک ہوتے ہیں اور جب دعا کرتا ہے تو ہم بھی اس کے لئے آمین کہتے ہیں اور جب چپ ہوتا ہے تو ہم اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

رمیلہ کہتے ہیں میں نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! میں آپ پر فدا یہ بات ان لوگوں کے لئے ہے جو آپ کے ساتھ

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۳، ص۱۹۰۔

۲۔ اصحاب امیر المومنین -، ج۱، ص۲۱۷۔

۳۔ رجال شیخ طوسی، ص۴۱؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۳۴۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص۴۱۔

۵۔ رجال طوسیؒ، ص۴۲؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۳۶۔

اس شہر میں رہتے ہیں لیکن جولوگ دور رہتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اے رمیلہ! کوئی بھی مومن ہماری آنکھوں سے غائب نہیں ہے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں۔(۱)

۳۶۹۔ روق بن حارث کلاعی

آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور ۳۷ھ میں لشکر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۲)

۳۷۰۔ رویم بن شاکر احمری

آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے گھوڑسوار سپاہی تھے اور اسی جنگ میں آپ کی شہادت ہوگئی۔(۳)

۳۷۱۔ ریاح بن حارث

آپ حضرت علی -اور حضرت امام حسنؑ کے صحابی ہیں اور آپ نے ان دو اماموں سے احادیث نقل کی ہیں۔(۴)

ریاح نقل کرتے ہیں: ایک دن مسجد کوفہ کے آنگن میں امامؑ کے پاس ایک جماعت آئی اور کہا: السلام علیک یا مولانا، امامؑ نے فرمایا: تم مجھے اپنا مولا کیوں سمجھتے ہو حالانکہ تم عرب نژاد ہو؟ انھوں نے کہا: کیوں کہ ہم نے غدیر خم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ''

ریاح کہتے ہیں: دوسرے دن صبح کے وقت لوگوں کے ذریعہ خبر ملی کہ وہ انصار کی ایک جماعت تھی اور ان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی جناب ابوایوب انصاری بھی تھے۔(۵)

۳۷۲۔ ریاش بن عدی طائی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۶)

۳۷۳۔ ریال بن صبرہ

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۳۶؛ تنقیح المقال، ج۱، ص۴۳۴۔

۲۔ وقعہ صفین، ص۵۵۶؛ اعیان الشیعہ، ج۶، ص۴۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ص۵۵۶۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۴۱۱۔

۵۔ ینابیع المودۃ، ج۱، ص

۶۔ رجال شیخ طوسیؒ، ص۴۱۔

آپ حضرت علیؑ کے بہادر سپاہی تھے، آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی۔

۳۷۴۔ روبہ بن وبر بجلی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور اس جنگ میں کچھ اصحاب کے ساتھ شہید ہو گئے۔(۱)

★★★★★

۱۔مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳،ص ۱۹۰۔

(ق)

۳۷۵۔ زائدہ بن سمیر بن عبد اللہ مرادی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۳۷۶۔ زاذان (ابو عمرہ فارسی)

قزوین کے رہنے والے اور بغداد و کوفہ میں مقیم تھے، نیز تابعین اصحاب اور ثقہ راوی تھے، آپ نے حضرت علی - وسلمان وحذیفہ وابی مسعود اور دیگر اصحاب پیغمبرؐ سے احادیث نقل کی ہیں اور حضرت علی - کے مخلص صحابی تھے، ۸۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔(۲)

۳۷۷۔ زاذان فروخ

آپ فرات کے قریب ایک گاؤں کے رہنے والے تھے، حضرت علیؑ کے محب تھے اور آپ نے امامؑ سے حدیث نقل کی ہے، آپ کی خوارج نہروان کے ہاتھوں حضرت علیؑ کی محبت کے جرم میں شہادت ہوئی۔

۳۷۸۔ زامل بن طلحہ اسدی ازدی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔(۳)

۳۷۹۔ زاہر صاحب عمرو بن حمق خزاعی

آپ شجاع و بہادر تھے، آپ عمرو بن حمق کے ملازم تھے، جب معاویہ نے عمر بن حمق کو قتل کرنا چاہا تو وہ ایک جزیرہ کی طرف فرار کر گئے زاہر بھی ان کے ساتھ نکل پڑے(۴) اور عمرو بن حمق کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ کے صحابی قرار

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۹۰۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۸۷۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۴۱۔

۴۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۴۱۔

پائے (۱) اور میدان کربلا میں عمر سعد کے سپاہیوں سے جنگ کی اور لشکر عمر سعد کے پہلے حملہ میں شہید ہو گئے ۔(۲)

۳۸۰۔ زبید بن عبد خولانی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور فتح مصر میں حاضر تھے، اگر چہ آپ پہلے معاویہ کے لشکر کے سپہ سالار تھے لیکن جناب عمار یاسر کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور اس طرح حضرت علی - کے شیعہ وصحابی قرار پائے ۔(۳)

۳۸۱۔ زبید بن مالک طائی

آپ نے جنگ صفین میں امام کی رکاب میں جہاد کیا اور ۳۷ھ میں شہید ہوئے ۔(۴)

۳۸۲۔ زحر بن قیس جعفی

آپ اپنے زمانہ کے مشہور سوار تھے، شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے ۔(۵) آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، آپ امامؑ کے سوار سپاہی وصحابی اور ملازم تھے، امامؑ نے بھی ان پر عنایت کی اور جب ان کی طرف دیکھتے تھے تو فرماتے تھے: ''من سرّہ ان ینظر الی شھید الحیّ فلینظر الی ھذا؛ جو شخص زندہ شہید کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ان (زحر بن قیس) کی طرف دیکھے'' شیخ مفید رقمطراز ہیں: امامؑ نے آپ میں اہلیت دیکھ کر آپ کو مدائن کا امیر وحاکم مقرر کیا۔(۶)

آپ نے جنگ جمل وصفین میں شرکت کی اور جب امامؑ کے حکم سے جریر بن عبداللہ کے نام ہمدان خط لیکر گئے اور وہاں کے لوگوں میں سستی دیکھی تو خطبہ دیا اور لوگوں کو امامؑ کی اطاعت ور ہبر کے لئے تشویق کی ۔۔۔۔(۷)

۳۸۳۔ زُفر بن زید بن حذیفہ اسدی

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۳۔

۲۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۱۱۳۔

۳۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۶۳۰، اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۴۳۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۵۔ رجال طوسی، ص ۴۲۔

۶۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۶۳۱۔

۷۔ وقعہ صفین، ص ۱۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۷۰۔

آپ قبیلہ بنی اسد کے بزرگوں میں سے تھے، شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، جنگ صفین سے پہلے آپ بنی اسد کے کچھ لوگوں کے ساتھ امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امامؑ سے کہا کہ آپ اجازت فرمائیں تا کہ ہم اپنے قبیلہ والوں کو لشکر معاویہ سے جنگ کیلئے آمادہ کریں، امامؑ نے اجازت دی اور پھر آپ نے واپس جا کر لوگوں کو معاویہ کے خلافت جنگ کی دعوت دی انھوں نے قبول کیا اور آپ کے ساتھ امامؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور صفین میں جنگ کی۔(۱)

۳۸۴۔ زُفر بن قیس

آپ حضرت علی -کے صحابی تھے، طبری نقل کرتے ہیں: آپ ہی نے حضرت علیؑ کا خط (جس میں جنگ جمل میں کامیابی کی بشارت تھی) والی کوفہ کو دیا تھا۔(۲)

۳۸۵۔ زیاد بن ابی الجعد اشجعی

آپ حضرت علیؑ کے خاص شیعہ اور سوار سپاہی تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین ونہروان میں شرکت کی اور قابل اعتماد شخص تھے۔(۳)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۳۸۶۔ زیاد بن ابیہ (عبید)

زیاد شروع میں حضرت علی -کا عامل و شیعہ تھا لیکن شہادت امامؑ کے بعد معاویہ کے ساتھ مل گیا اور پھر حضرت علی -کے شیعوں کا بے شمار قتل عام کیا اور لوگوں کو امامؑ پر سب وشتم کرنے پر مجبور کیا اور جو سب وشتم نہیں کرتا تھا اسے تلوار سے قتل کر دیتا تھا۔(۵)

آخر کار ظلم و بربریت کے باعث امام حسنؑ کی بددعا سے طاعون یا فلج (فالج) کی بیماری میں مبتلا ہوا اور ہلاک ہو گیا، یہ

۱۔ الامامہ والسیاسہ، ج۱،ص۵۶۔

۲۔ تاریخ طبری، ج۴،ص۵۴۲۔

۳۔ اعیان شیعہ، ج۷،ص۷۵۔

۴۔ رجال طوسی،ص۴۲۔

۵۔ مروج الذہب، ج۳،ص۳۵۔

واقعہ ۵۳ھ میں پیش آیا۔(۱)

۳۸۷۔ زیاد بن بیاضہ انصاری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۳۸۸۔ زیاد بن جعفر کندی

آپ قبیلہ کندی کے نیک لوگوں میں سے تھے، شجاع و بہادر اور کوفہ میں مقیم تھے، حضرت علی - کے شیعہ و محب تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۳۸۹۔ زیاد بن حصین بن قیس

آپ بصرہ و جزیرہ کے رہنے والے تھے، شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے مہاجرین اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۳۹۰۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی

ابن اثیر قمطراز ہیں کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، نیز آپ حضرت علیؑ کے صحابی قرار پائے اور آپ نے جنگ جمل و صفین اور نہروان میں شرکت کی۔(۵)

شیخ طوسیؒ نے آپ کو ''زید بن حفص تمیمی'' کے نام سے حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۶)

۳۹۱۔ زیاد بن خصفہ تمیمی

آپ کوفہ کے اشراف و مکرم افراد اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین و نہروان میں شرکت کی اور امامؑ کی ولایت سے دفاع کیا۔

معاویہ نے آپ کو بصرہ و کوفہ کی حاکمیت کا لالچ دے کر حضرت علیؑ سے دور اور اپنے سے قریب کرنا چاہا لیکن آپ نے

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ص ۱۹۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۴۲۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۱۹۵، اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۷۵۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۲۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۱۳۔

۶۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۲۔

قبول نہیں کیا اور جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے اس نے مجھے صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی اور اب میں مجرمین کا ساتھ نہیں دے سکتا یہ کہہ کر آپ اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے(۱) اور ہمیشہ حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔

۳۹۲۔ زیاد بن عبداللہ نخعی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب تھے اور آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۳۹۳۔ زیاد بن کعب بن مرحب ھمدانی

آپ قبیلہ ہمدان سے اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور جنگ جمل میں شرکت کی۔(۳)

۳۹۴۔ زیاد بن لبید بن ثعلبہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب میں سے تھے، آپ نے اسلام کی محبت میں مکہ ہجرت کی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مقیم ہو گئے اور جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو آپ نے بھی ہجرت کی اس بنا پر آپ کو انصاری مہاجر کہتے ہیں۔

آپ نے صدر اسلام کی ساری جنگوں بدر واحد وخندق ۔۔۔ میں شرکت کی، حکومت مستقر ہونے کی بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حضر موت کی حکومت کے لئے منصوب کیا اور وہاں رحلت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک باقی رہے(۴)

جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے آپ کو معزول نہیں کیا اور باقی رکھا۔

بعد میں کوفہ مقیم ہوئے، ابن حبان نقل کرتے ہیں کہ آپ اپنے زمانہ کے فقیہ تھے، قتل عثمان کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور امامؑ کے اصحاب میں شامل ہو گئے اور جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا اور امامؑ کی جانشینی کو شعر میں اس طرح بیان کیا:

ولا نبالی فی الوصیّ مَن غضب　　　　وانّما الانصار جدٌّ لا لَعِبَ

ہم وصی پیغمبر کی حمایت میں کسی کے غیض وغضب سے نہیں ڈرتے اور بے شک انصار جنگ کرنے میں کوشاں ہوتے

۱۔ وقعہ صفین، ص۱۹۹

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۷۷

۳۔ اصحاب امام امیر المومنین -، ج۱، ص۲۲۹۔

۴۔ اسد الغابہ، ج۲، ص۲۱۷؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۸۰؛ تہذیب التہذیب، ج۳، ص۲۰۲۔

ہیں اہل مزاح نہیں ہوتے، آخر کار معاویہ کے دور حکومت ۶۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔(۱)

۳۹۵۔ زیاد بن نضر حارثی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی، کوفہ میں مقیم اور حضرت علی - کے مخلص ترین صحابی تھے اور جنگ صفین میں امامؑ کے فدار کار افسر تھے، آپ لشکر امامؑ کے سپہ سالار قرار پائے اور صفین میں بڑی بہادری سے جنگ کی نیز جنگ نہروان میں شرکت کی اور حضرت علیؑ کی ولایت کی حقانیت کی راہ میں سختی اور زحمتیں برداشت کیں۔(۲)

۳۹۶۔ زید بن ارقم بن زید خزرجی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابی اور سابقین اسلام میں سے ہیں، آپ نے صدر اسلام کی تمام جنگوں میں شرکت کی سوائے جنگ بدر کے چوں کہ وقت کمسن تھے لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جنگ کی اجازت نہیں دی، رحلت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کوفہ میں مقیم ہوگئے اور امامؑ کے خاص صحابی قرار پائے اور صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی، جناب مختار کے دور حکومت ۶۸ھ اور بقول دیگر امام حسینؑ کی شہادت کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔(۳)

زید کی عقیدت اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

آپ ہمیشہ اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوں میں رہے، ہارون بن صدقہ امام صادقؑ سے آپ اپنے اجداد سے نقل کرتے ہیں:

''جس وقت آیۂ مبارکہ {قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ}(۴) نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہوکر فرمایا: خداوند عالم نے تم پر ایک امر واجب کیا ہے کیا اسے انجام دو گے؟

آپ نے تین دن تک اس کی تکرار کی مگر کسی نے جواب نہیں دیا، آخر کار آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ واجب سونے و چاندی اور کھانے پینے کی چیز نہیں ہے، لوگوں نے پوچھا: پھر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: خدا نے آیت نازل فرمائی ہے:

{قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ}

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۱۴۵؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۸۰۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۸۰۔

۳۔ وقعہ صفین، ص۴۴۸۔

۴۔ سورۂ شوریٰ، آیت ۲۳۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: خدا قسم سات افراد کے علاوہ کسی نے بھی اس آیت کی نسبت وفا نہیں کی اور وہ سات افراد: سلمان، ابوذر، مقداد، جابر، عمار، شبیت (پیغمبرؐ کے غلام) اور زید بن ارقم ہیں۔(۱)

پہلے تین دن اس بنا پر جواب نہیں ملا چوں کہ شاید لوگ سمجھ رہے تھے کہ یہ امر اختیاری ہے۔

زید اور امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک

شیخ مفید نقل کرتے ہیں: واقعہ کربلا کے بعد جب اہل بیت پیغمبرؐ کو شہداء کے سروں کے ساتھ کوفہ میں داخل کیا گیا اور امامؑ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے رکھ دیا گیا اور اس نے امامؑ کے لب ومنھ (ودندان) کی نسبت لکڑی سے جسارت کی تو زید بن ارقم صحابی رسولؐ نے جو بہت بوڑھے ہو چکے تھے اس دل خراش منظر کو دیکھ کر فریاد کی: اس لکڑی کو ہٹا لے میں نے بارہا مرتبہ دیکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لبوں کو ان لبوں پر رکھتے تھے اور بوسہ لیتے تھے، اس کے بعد بلند آواز میں گریہ کرنے لگے۔

ابن زیاد کو گمان نہیں تھا کہ کوئی اس کے مظالم پر اعتراض کی جرئت کرے گا اور اس کی خوشی کے جشن غم کو میں بدل دے گا، چنانچہ اس نے ناراض ہو کر زید بن ارقم سے کہا:

خدا کرے روتے رہو، کیا خدا کی فتح پر گریہ کرتے ہو؟ اگر تم بڑھاپے کی بنا پر عقل ضائع نہ کئے ہوتے تو ابھی گردن قلم کر دیتا۔ اس کے بعد جناب زید بن ارقم وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔

زید نقل کرتے ہیں: میں گھر کے اوپر والے کمرہ میں بیٹھا تھا کہ میں نے امامؑ کے سر مبارک کو نیزہ پر بلند

چونکہ زید اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محب وشیدائی تھے اور عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی اور صفین میں امامؑ کا ساتھ بھی دیا، اس کے علاوہ یہ کہ حدیث کی بعض کتابیں مثلاً مستدرک حاکم وصحیح مسلم وغیرہ میں حدیث غدیر کی زید کی طرف نسبت دی گئی ہے، اب کیا یہ ممکن ہے کہ زید خود حدیث غدیر اور حدیث ثقلین کو نقل کریں اور جب امامؑ حدیث غدیر پر گواہ طلب کریں تو چھپائیں، یہ بعید از عقل ہے، البتہ انسان سے خطا ہو سکتی ہے اور نفس امارہ انسان کو گناہ سے مرتکب کر دیتا ہے۔

دیکھا جو میرے قریب سے گزرا، میں نے تعجب سے سنا کہ امامؑ کا کٹا ہوا سر قرآن کی تلاوت کر رہا ہے:

{أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَباً}۔(۲)

۱۔ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۳۲۲۔

۲۔ سورۂ کہف، آیت ۹۔

سر بریدہ سے اس آیت کی تلاوت سن کر میں نے کہا: "رأسك واللہ یابن رسول اللہ أعجب وأعجب؛ اے فرزند رسولؐ خدا! خدا کی قسم آپ کا سر مبارک اصحاب کہف سے زیادہ عجیب ہے"

زید بن ارقم کی وفات ۶۶ھ میں ہوئی۔(۱)

۳۹۷۔ زید بن جاریہ بن عامر

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، جنگ احد میں کم سنی کی بنا پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں دی، آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۲)

۳۹۸۔ زید بن جبلہ بصری

آپ بصرہ میں حضرت علیؑ کے صحابی و چاہنے والے تھے، جس وقت امامؑ جنگ صفین کے لئے آمادہ ہو رہے تھے تو آپ احنف بن قیس و جاریہ و حارثہ اوراعین کے ساتھ کوفہ آئے اور امامؑ کا ساتھ دیا۔(۳)

۳۹۹۔ زید بن حصین بن وبرہ

یہ شخص ماہر اور کوفہ کا عبادت گزار و متقی و پرہیز گار تھا، جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی لیکن جب معاویہ کی فوج نے نیزوں پر قرآن بلند کئے تو یہ خوارج نہروان میں قرار پایا اور تیسری جنگ نہرواں میں امامؑ کے خلاف جنگ کی اور اسی میں ہلاک ہو گیا۔

۴۰۰۔ زید بن خالد جهنی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی اور راوی حدیث تھے، آپ نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی اور فتح مکہ میں قبیلہ جہینہ کے پرچم دار تھے، شیخ طوسیؒ نے آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۴۰۱۔ زید بن ربیعہ (ابو معبد)

۱۔ ارشاد مفید، ج ۲، ص ۱۱۴۔۱۱۷۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۲۳؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۹۳۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۲۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۹۳۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۱۹۔

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۴۰۲۔ زید بن رقبہ

آپ جنگ جمل میں امامؑ کے اصحاب میں سے تھے، ابن اثیر کے نقل کرنے کے مطابق آپ جنگ جمل میں امامؑ کے میسرہ لشکر میں تھے۔(۲)

۴۰۳۔ زید بن صوحان عبدی

آپ کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ بافضیلت، متدین، نیک ومتقی و پرہیزگار تھے اور اپنے قبیلہ کے رئیس (سردار) تھے، آپ بڑے زکی وذہین تھے چنانچہ معاویہ کو اپنی باتوں سے تحت تاثیر کر لیا تھا۔

جابر جعفی حضرت امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ امامؑ نے زید کی فضیلت میں فرمایا:

شهد مع علی بن ابی طالب علیه السلام من التابعین ثلاثة نفر بصفین شهد لهم رسول الله (ص) بالجنة ولم یرهم: اویس القرنی، وزید بن صوحان العبدی، وجندب الخیر الازدی رحمة الله علیهم۔

حضرت علیؑ کی رکاب میں تابعین میں سے تین افراد تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دیکھے بغیر اہل بہشت کہا: اویس قرنی، زید بن صوحان عبدی اور جندب الخیر ازدی کہ ان پر خدا کی رحمت ہو۔(۳)

تاریخ دمشق میں منقول ہے کہ جنگ جمل میں ستر (۷۰) بدری اصحاب رسول اور درخت کے نیچے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرنے والے سات سو اصحاب نے حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی جو کہ امامؑ کے ساتھ تھے، نیز تابعین میں سے تین افراد نے امامؑ کی رکاب میں جنگ کی جنھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا نہیں تھا لیکن انھیں جنت کی بشارت دی تھی وہ تین افراد: زید بن صوحان عبدی، اویس قرنی اور جندب الخیر ہیں کہ جناب زید جنگ جمل میں اور اویس صفین میں شہید ہوئے۔(۴)

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۲۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۹۷۔

۳۔ الاختصاص، ص ۸۱۔

۴۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۱۰۳۔

بیعت

جناب زید نے عثمان کے قتل ہونے کے بعد مہاجرین کے درمیان بغیر شک وتردد امامؑ کی بیعت کی (۱) آپ نے بہت سے مقامات پر حضرت علیؑ سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا اور جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دینے کے لئے لوگوں کو مائل کرنے میں آپ کا بہت بڑا ہاتھ تھا اور ابوموسی پر جو امامؑ کی مدد کا مخالف تھا سخت اعتراض کیا (۲) شیعہ وسنی مؤرخین نے آپ کو امامؑ کا خاص صحابی اور عقیدت مند شمار کیا ہے اور اس میں کسی کو شک وتردد نہیں ہے۔

جنگ جمل میں آپ کی شہادت ہوئی جس کی خبر سن کر جناب عایشہ نے کلمہ استرجاع ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' زبان پر جاری کیا۔ (۳)

امام علیہ السلام کا خط ام ھانی کے نام اور زید کا تذکرہ

آپ پر ہمیشہ امامؑ کی عنایت رہی اور بعض اوقات امامؑ نے آپ کی عظمت وشخصیت کا تذکرہ کیا اور آپ کی جدائی کو تلخ وناگوار شمار کیا چنانچہ جنگ جمل میں کامیابی کے بعد امامؑ نے کچھ افراد کو خطوط تحریر فرمائے جن میں اہم مسائل کا ذکر کا منجملہ ایک خط میں اپنی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کے نام تحریر فرمایا اور اس میں شہدائے جمل کا ذکر کیا منجملہ زید کا۔ (۴)

۴۰۴۔ زید بن ملفّق

شیخ مفیدؒ رقمطراز ہیں کہ آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک امامؑ کی ولایت سے دفاع کریں گے۔ (۵)

۴۰۵۔ زید بن وھب جھنی

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آپ نے اسلام قبول کیا اور مدینہ ہجرت کی البتہ آنحضرتؐ کی زیارت سے شرفیاب نہیں ہوئے اس بنا پر آپ کا شمار بزرگ تابعین میں ہوتا ہے، قتل عثمان کے بعد آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی قرار

۱۔ الجمل، ص ۱۰۴۔

۲۔ الجمل، ص ۲۴۹؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۴، ص ۱۰ و ۲۰۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۱۔

۴۔ الجمل، ص ۳۹۷۔

۵۔ الجمل، ص ۱۰۸۔

پائے اور جنگ صفین ونہروان میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا نیز آپ نے روایات بھی نقل کی ہیں۔(۱)

۴۰۶۔زید بن ہاشم مرّی

نصر بن مزاحم نے آپ کا جنگ صفین میں شہید ہونے والے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۴۰۷۔زید بن ہانی سبیعی مرادی

آپ راوی حدیث اور حضرت علی - کے صحابی تھے(۳) جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

*****

۱۔اسد الغابہ، ج۲،ص۲۴۲؛الاصابہ، ج۲،ص۶۴۹؛معرفۃ الاصابہ، ج۲،ص۳۶۶؛رجال طوسی،ص۲۷؛وقعہ صفین،ص۲۳۲؛اعیان الشیعہ ،ج۷،ص۱۳۰۔

۲۔وقعہ صفین،ص۵۵۸۔

۳۔رجال طوسیؒ،ص۴۲۔

۴۔وقعہ صفین،ص۵۵۸؛اعیان الشیعہ ،ج۷،ص۱۳۰۔

(س)

۴۰۸۔سائب بن بشر

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔

ابن سعد سے منقول ہے کہ بشر بن عمرو اور آپ کے تین فرزندوں: سائب، عبید اور عبدالرحمن نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۱)

۴۰۹۔سائب بن بشر کلبی کوفی

آپ جنگ جمل و صفین میں جنگجو وشجاع سپاہی تھے، آپ نے اپنے دو بھائی عبدالرحمن وعبید کے ساتھ ان دو جنگوں میں امامؑ کا ساتھ دیا اور آخر کار مصعب کی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۴۱۰۔سالم بن ابی جعد اشجعی

آپ ثقہ تابعین اور امام - کے خاص اصحاب میں سے تھے۔(۳)

آپ نے امامؑ و ابو ہریرہ اور ابن عباس وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں، آپ نے کافی طولانی عمر پائی اور ایک سو دس (۱۱۰) سال کی عمر میں دنیا سے دار ابدی کی طرف ۹۹ھ میں کوچ کیا، چنانچہ شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ اور امام سجادؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۴۱۱۔سالم بن ابی ربیعہ عبسی

۱۔اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۱۸۲؛ طبقات الکبریٰ، ج ۶، ص ۳۵۹۔

۲۔اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۱، ص ۲۴۰۔

۳۔رجال طوسی، ص ۴۳؛ رجال برقی، ص ۵۔

۴۔رجال طوسی، ص ۴۳۔

آپ کوفہ میں مقیم اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے۔

۴۱۲۔ سالم بن سبرہ ہمدانی

آپ راوی حدیث اور کوفہ کے رہنے والے تھے اور آپ نے بہت سی روایتیں حضرت علی - سے نقل کی ہیں۔(۱)

۴۱۳۔ سعد بن ایاس شیبانی

آپ حضرت علیؑ کے آزاد شدہ غلام وصحابی بلکہ خاص صحابی اور قبیلہ ''نصر'' سے تھے(۲) آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اسلام قبول کیا البتہ آنحضرتؐ کی زیارت سے شرفیاب نہیں ہوئے لہٰذا آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے اور آپ سے بہت سی روایتیں منقول ہیں۔

۴۱۴۔ سعد بن حارث بن صمہ انصاری

آپ اور آپ کے والد جناب حارث دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی وخزرجی انصار اور قبیلہ نجار سے تھے، آپ کے والد حارث نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جنگوں میں شرکت کی اور ''بئر معونہ'' میں شہید ہو گئے۔

البتہ سعد قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کے اصحاب وشیعوں میں قرار پائے آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں ۳۷ھ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۴۱۵۔ سعد بن حارث خزاعی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی نیز حضرت علیؑ کے مخلص اصحاب میں سے تھے، امامؑ نے آپ کو آذربایجان کا والی مقرر کیا، اس کے بعد آپ امام حسنؑ کے اصحاب میں قرار پائے، اس کے بعد امام حسینؑ کے اصحاب میں شامل ہو گئے، مکہ سے امام حسینؑ کے قافلہ میں شامل ہوئے اور دس محرم کو لشکر عمر سعد کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۴)

۴۱۶۔ سعد بن حذیفہ بن یمان

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۱۷۷۔

۲۔ رجال برقی، ص۴۔

۳۔ اسد الغابہ، ج۲، ص۲۷۲؛ الاصابہ، ج۳، ص۵۰؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۲۱۔

۴۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۲۱؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۱۲۔

آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے، آپ اپنے والد صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق امامؑ کی خدمت میں رہے و جنگ صفین میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۴۱۷۔ سعد بن حمید (ابو عمار)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی جس کی بنا پر آپ کی آنکھ زخمی ہوئی(۲)

۴۱۸۔ سعد بن زیاد بن ودیعہ

شیخ مفید نقل کرتے ہیں: آپ رسول خداؐ کے انصاری صحابی تھے، آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی کہ آخر دم تک امامؑ کی ولایت سے دفاع کریں گے۔(۳)

۴۱۹۔ سعد بن عمرو بن عبید انصاری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

ابن عبد البر قمطراز ہیں: سعد نے اپنے بھائی حارث بن عمرو کے ساتھ جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔(۵)

۴۲۰۔ سعد (سعید) بن فیروز (سعد بن عمران)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور کوفہ کے بڑے فقیہ تھے۔(۶)

۴۲۱۔ سعد بن مالک (ابو سعید خدری)

آپ، قبیلہ خزرج کے بزرگوں نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، آپ اپنے زمانے کے فقیہ تھے، آپ اور آپ کے والد دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آپ نے بہت سی روایتیں حضرت علیؑ و خلفا و زید بن ثابت

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۲۱؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۱۲؛ رجال طوسی، ص۴۴۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۲۱۔

۳۔ الجمل، ص۱۰۶؛ رجال طوسی، ص۴۴۔

۴۔ رجال طوسی، ص۴۴۔

۵۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۲۶۔

۶۔ رجال طوسی، ص۴۳۔

وغیرہ سے نقل کی ہیں۔(۱)

ابن حجر وابن سعد نقل کرتے ہیں کہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوان اصحاب میں آپ سے بڑا فقیہ کوئی نہیں تھا اور آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے۔(۲)

آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بالغ ہونے کے بعد جنگوں میں شرکت کی نیز حضرت علی -کی خلافت و امامت کے زمانے میں جنگ نہروان میں امامؑ کے ساتھ رہے۔(۳)

ولایت پر ایمان واعتقاد

جو لوگ وفات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایمان وعقیدہ پر ثابت قدم رہے اور پیغمبرؐ کی سنت وسیرت سے نہیں پھرے اور حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل سمجھا ان کے اسماء اس طرح ہیں: جناب سلمان فارسی، جناب ابوذر، ابوالہیثم بن تیہان، سہل بن حنیف، ابو ایوب انصاری، عبداللہ بن صامت، عبادہ بن صامت، خزیمہ بن ثابت، ذوالشہادتین اور ابوسعید خدری۔(۴)

ابن ابی الحدید، ابوسعید خدری کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

"کنا بنور ایماننا نحب علی بن ابی طالب فمن احبہ عرفنا انہ منا"

ہم اپنے نور ایمان سے حضرت علی -کو دوست رکھتے تھے اور جو بھی آنجنابؑ کو دوست رکھتا تھا ہم اسے اپنا سمجھتے تھے۔(۵)

نیز ابن ابی الحدید بحوالہ ابوسعید خدری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

''خیر الناس حمزہ و جعفر و علی'' بہترین افراد حمزہ وجعفر اور علی ہیں(۶)

ابوہارون عبدی کہتے ہیں: میں ابوسعید خدری کے پاس گیا انھوں نے کہا: لوگوں کو پانچ چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، لیکن

۱۔ اسد الغابہ، ج۵،ص۲۱۱؛ الاصابہ، ج۳،ص۷۸؛ تاریخ بغداد، ج۱،ص۱۸۰؛ تہذیب التہذیب، ج۳،ص۲۹۰۔

۲۔ الاصابہ، ج۳،ص۷۸؛ طبقات الکبریٰ، ج۲،ص۳۷۴۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج۷،ص۲۲۷۔

۴۔ بحار الانور، ج۱۰،ص۳۵۸؛ رجال کشی،ص۳۸۔

۵۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۴،ص۱۱۰۔

۶۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۵،ص۷۲۔

انھوں نے چار پر عمل کیا اور ایک کو چھوڑ دیا، ایک شخص نے ان سے پوچھا: اے ابوسعید خدری! وہ چار چیزیں کون سی ہیں جن پر عمل کیا؟ کہا: نماز، روزہ زکواۃ اور حج، میں نے پوچھا جو چیز چھوڑی ہے وہ کیا ہے؟ کہا: ولایت علی بن ابی طالبؑ(۱)

آپ آخری دم تک حضرت علیؑ کے مخلص عقیدت مندر ہے اور جنگ نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

خطیب بغدادی رقمطراز ہیں: آپ انصار میں افضل و برتر ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ احادیث آپ کو حفظ تھیں اور بہت صحابۂ کرام مثلاً جناب جابر بن عبداللہ انصاری وعبداللہ بن عباس نے آپ سے احادیث نقل کی ہیں۔(۲)

۴۲۲۔ سعد بن مبشر

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں، آپ نے خلافت کے ابتدائی ایام میں امامؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک امامؑ کی ولایت وخلافت سے دفاع کریں گے۔(۳)

۴۲۳۔ سعد بن مسعود انصاری

آپ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وانصار نیز حضرت علیؑ کے مخلص اصحاب میں شمار ہوتا ہے(۴)

سعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: **کان نوح اذا لبس ثوباً حمد اللہ، و اذا اکل او شرب حمد اللہ، فلذلک سمی عبداً شکوراً؛**

جناب نوح -جب بھی کپڑے پہنتے خدا کی حمد کرتے تھے اور جب بھی کوئی چیز کھاتے پیتے تھے خدا کی حمد وثنا کرتے تھے اس بنا پر آپ کو خدا کا شکر گزار بندہ کہتے ہیں۔(۵)

سعد کی مدائن میں حکومت

آپ حضرت علیؑ کی حکومت کے عاملوں میں سے تھے، چنانچہ آپ حضرت علیؑ کی طرف سے مدائن میں حاکم منصوب تھے اور امام حسنؑ کی حکومت تک وہاں باقی رہے، حضرت علیؑ نے آپ کو جنگ جمل میں قبیلہ قیس اور عبد القیس کا امیر قرار دیا۔(

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۲۷۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۱۸۰۔

۳۔ جمل، ص۱۰۹۔

۴۔ اسد الغابہ، ج۲، ص۲۹۴؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۳۰۔

۵۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۲۳۰۔

(۱

۴۲۴۔ سعد بن معبد ھاشمی کوفی

آپ کو امام حسنؑ نے آزاد کیا اور آپ نے امام حسنؑ اور امام علیؑ سے احادیث نقل کی ہیں (۲) بعض مورخین نے آپ کو قبیلہ ''مضر'' اور حضرت علیؑ کے خاص اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۴۲۵۔ سعد بن وھب ھمدانی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۴۲۶۔ سعید بن ثور سروسی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔(۵)

۴۲۷۔ سعید بن حذیفه

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی، آپ اور آپ کے بھائی صفوان دونوں باپ کی وصیت کے مطابق حضرت علیؑ کے ساتھ رہے، دونوں بھائیوں نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں شہید ہو گئے۔(۶)

۴۲۸۔ سعید بن ذی حدّان کوفی

آپ حضرت علیؑ وسہل بن حنیف۔۔۔ سے حدیث نقل کرنے والے اور ثقہ تھے۔(۷)

ابو اسحاق سعید بن ذی حدّان اور عمرو ذی مر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ۳۵ھ میں بروز رحبہ فرمایا: ''میں

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۹۳۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۲۹۲۔

۳۔ معجم رجال الحدیث، ج ۸، ص ۹۸۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۴۳۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۲۹۰، تاریخ طبری، ج ۵، ص ۳۴۔

۶۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۲۳۶؛

۷۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۱۸۔

تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غدیر میں خطبہ سنا ہے گواہی دے''۔

اس وقت بارہ (۱۲) افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ نے غدیر میں فرمایا: ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعادمن عاداہ وانصر من نصرہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ''۔(۱)

۴۲۹۔سعید بن ساریہ خزاعی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، حضرت علیؑ نے آپ کو بعد میں آذربایجان کا حاکم منصوب کیا۔(۲)

۴۳۰۔سعید بن سرح

آپ کوفہ میں حضرت علیؑ کے شیعوں اور عقیدت مندوں میں تھے، حضرت علیؑ سے محبت وعقیدت کی شہرت کی بنا پر زیاد بن ابیہ نے آپ کو ناراض ہو کر جلاوطن کر دیا اور پھر آپ نے مدینہ میں امام حسنؑ کے پاس پناہ لی۔

زیاد کو جب خبر ملی کہ آپ فرار کر چکے ہیں تو آپ کے اموال پر قبضہ کر لیا اور بھائی وفرزندوں اور زوجہ کو قید کر کے گھر ویران کر دیا۔

جس وقت امام حسن -کو اطلاع ملی کہ زیاد نے سعید کا گھر منہدم واموال پر قبضہ اور اعزا واقارب کو قید کر لیا ہے تو آپؑ نے زیاد کے نام ایک خط لکھا اور اس کی اس برے سلوک پر سخت ملامت کی۔۔۔۔

۴۳۱۔سعید بن سعد انصاری

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی ہیں اور امامؑ کی طرف سے یمن کے والی مقرر ہوئے۔(۳)

۴۳۲۔سعید بن عبداللہ ازدی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں اپنے بھائی ''عجل بن عبداللہ'' کے ساتھ امامؑ کی رکاب میں

۱۔الغدیر، ج۱،ص ۱۷۲۔

۲۔الاصابہ، ج۳،ص ۲۵۷۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج۳،ص ۳۲۸؛ اعیان الشیعہ، ج۷،ص ۲۳۹۔

جہاد کیا اور دونوں بھائی اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۴۳۳۔سعید بن عبید طائی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، جنگ جمل و صفین میں جہاد کیا اور ۳۷ھ جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔

۴۳۴۔سعید بن علاقہ ہاشمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور بنی ہاشم (امّ ہانی) کے آزاد شدہ غلام تھے، آپ نے تمام جنگوں میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۲)

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں: آپ امام سجادؑ کے اصحاب میں بھی شامل تھے۔(۳)

۴۳۵۔سعید بن محمد مدانی

آپ راوی حدیث، حضرت علیؑ کے صحابی اور ثقہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور ۱۱۲ھ میں دار ابدی کی طرف انتقال فرمایا۔(۴)

۴۳۶۔سعید بن نمران ہمدانی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، امامؑ کی شہادت کے بعد بھی آپ ولایت پر ثابت قدم رہے، اسی بنا پر آپ معاویہ کے برسر اقتدار آنے کے بعد حجر بن عدی کے ہم فکر قرار پائے۔

۴۳۷۔سعید بن وہب جھنی ہمدانی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، نیز حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار پائے (۵) اور آپ نے حضرت علیؑ و ابن مسعود سے احادیث نقل کی ہیں، حضرت علیؑ نے آپ کو ہمدان کا والی مقرر کیا۔(۶)

۱۔وقعہ صفین، ص ۲۶۳؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۷۲ و ج ۴، ص ۵۴۰۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج ۷، ۲۴۱۔

۳۔اعیان الشیعہ، ج ۷، ۲۴۱۔

۴۔تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۸۲۔

۵۔رجال طوسی، ص ۴۴۔

۶۔وقعہ صفین، ۱۰۵۔

ابن مزاحم نقل کرتے ہیں: سعید نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۱)

۴۳۸۔سعید بن یزید حمیری

آپ حضرت علیؑ کے بابصیرت صحابی، ثقہ، عابد اور متقی و پرہیز گار تھے۔(۲) اور آپ کا انتقال ۱۰۴ھ میں ہوا۔(۳)

۴۳۹۔سعید بن قیس همدانی

آپ بزرگ تابعین اور قبیلہ ہمدان سے تھے، آپ اپنے قبیلہ میں رئیس ومجاہد وغیور اور شاعر تھے، نیز آپ حضرت علی ۔ کے مخلص وفدائی شیعہ وصحابی تھے، آپ نے امامؑ کے حکم اجرا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور جنگ جمل وصفین میں شجاع و بہادر سوار سپاہوں میں آپ کا شمار تھا۔

آپ اور دیگر اہل ہمدان کی جان نثاری ووفاداری کو دیکھ کر امامؑ نے فرمایا:

ولو کنت بوّ ابا علی باب الجنة۔ لقلت لهمدان ادخلی بسلام

اگر میں درجنت پر دربان رہا تو قبیلہ ہمدان سے کہوں گا سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

جب حکمیت نامہ تحریر ہو چکا اور امامؑ نے نامہ کی علت بیان فرمادی تو اس وقت بھی اہل ہمدان پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے اور جناب سعید اور ان کے صاحب زادہ عبدالرحمن نے امامؑ سے عرض کیا: مولا ہم اور ہماری قوم اب بھی آمادہ ہے اور آپ کے حکم کو ہرگز رد نہیں کریں گے جو چاہے حکم فرمائیں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں، آپ کے حکم سے ذرہ برابر بھی سرپیچی نہیں کریں گے، امامؑ نے فرمایا: اگر تم لوگوں کی یہ وفاداری عہد نامہ سے پہلے ظاہر ہو جاتی تو میں تمہارے ہی ذریعہ دشمن کی فوج کو تتر بتر کر دیتا لیکن اب وقت گزر چکا، لہٰذا اپنے خیموں میں سلامتی کے ساتھ پلٹ جاؤ خدا تمہیں کامیاب قرار دے بہر حال میں کبھی راضی نہیں ہوں گا کہ ایک قبیلہ کو دشمن کی اتنی بڑے فوج کے مقابلہ میں قرار دوں۔(۴)

سخن سعید

حکمین کے فیصلہ کے بعد ماحول میں کافی گرمی ہوئی اور اعتراضات ہونے لگے، اس وقت عبداللہ بن عباس کے بعد

۱۔ وقعہ صفین، ۱۰۵۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۸۷؛ سیر اعلام النبلا، ج ۳، ص ۵۲۳۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۳۸۷؛ سیر اعلام النبلا، ج ۳، ص ۵۴۳۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۲۰؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۳۹۔

جناب سعید بن قیس نے خطاب کیا: خدا کی قسم اگر تم دونوں آدمی ہدایت پر متفق ہوتے تو بھی ہمارے عقیدہ میں ذرّہ برابر اضافہ نہیں ہوتا اور تم گمراہوں کی پیروی ہم پر لازم نہیں ہے، تم اسی چیز کی طرف پلٹ گئے جس کا پہلے سے رخ کئے ہوئے تھے اور ہمارا آج بھی وہی عقیدہ ہے جو کل تھا۔(۱)

یہ خبر سن کر امامؑ سخت رنجیدہ خاطر ہوئے اور کچھ دیر سکوت کے بعد آپ نے تفصیلی خطاب فرمایا۔(۲)

۴۴۰۔ سعیر بن نعیم

آپ قبیلہ بنی بکر اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں سخت جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۴۴۱۔ سفیان اسلمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

۴۴۲۔ سفیان بن ابی لیلیٰ ھمدانی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ (۵) اور حضرت امام حسنؑ کے صحابی تھے، امام موسی کاظمؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا'' قیامت کے دن جب منادی ندا دے گا حسن بن علیؑ کے حواری کھڑے ہو جائیں تو سفیان بن ابی لیلی اور حذیفہ بن اسید کھڑے ہو جائیں گے''۔(۶)

۴۴۳۔ سفیان بن اکیل

شیخ طوسیؒ نے حضرت علیؑ کے اصحاب میں آپ کا شمار کیا ہے۔(۷)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۴۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۵۷۔

۲۔ نہج البلاغہ خطبہ ۳۵۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۲۶۲۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۳۵۶۔

۵۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۱، ص ۲۵۵۔

۶۔ رجال کشی، ص ۹۔

۷۔ رجال کشی، ص ۴۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۲۶۴۔

۴۴۴۔ سفیان بن ھانی

آپ تابعین اور بقول دیگر ثقہ اصحاب میں سے ہیں، آپ مصر سے امامؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور امامؑ کی پیروی کی نیز آپ نے فتح مصر میں شرکت کی اور ۸۰ھ میں انتقال کیا۔

۴۴۵۔ سفیان بن یزید ھمدانی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، جنگ صفین میں آپ کی شہادت ہوئی، آپ ہمدان کے ان گیارہ رؤسا میں سے ہیں جنھوں نے یکے بعد دیگر پرچم اٹھایا اور شہید ہوئے۔

۴۴۶۔ سفیان ثور بصری سدوسی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

حضرت علیؑ نے آپ کو جنگ جمل میں بصرہ سے بکر بن وائل کی فوج کا فرمان روا قرار دیا، آپ نے پرچم بلند کرکے عظیم الشان جنگ کی اور بالآخر شہید ہوگئے نیز آپ کے بعد آپ کے قبیلہ اسلمی کے کافی افراد اس جنگ میں شہید ہوئے، حضرت علی - جب ان کی لاشوں کے قریب سے گزرے تو ان کے لئے دعائے خیر کی۔۔۔(۱)

۴۴۷۔ سلامہ کندی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے امام - سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۴۴۸۔ سلامۃ الذری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۴۴۹۔ سلمان بن حارث جعفی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اسی جنگ میں آپ کی شہادت ہوگئی۔(۴)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۳۵۶۔

۲۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۴۴۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۴۴؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۴۴۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۲۔

۴۵۰۔سلمان فارسی

آپ درحقیقت ایران کے رہنے والے تھے، اسلام سے پہلے آپ کا نام ''مابہ'' تھا اور آپ ایران کے بادشاہ سلطان آب کے نواسہ ہیں، آپ کا آزاد شدہ اور اصحاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شمار ہوتا ہے۔(۱)

آپ ہمیشہ سے خدا پرست تھے اسلامی تعلیمات حاصل کرنے میں آپ نے بہت زیادہ زحمت ومشقت اٹھائی اور شاید اسلام تک پہنچنے میں آپ کی طرح بہت کم افراد نے سختی ومصیبت برداشت کی ہے، یہاں تک کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور ایمان لائے اور ہمیشہ قوانین اسلام پر فخر کرتے تھے، جب بھی کوئی آپ کا نام ونسب پوچھتا تھا تو آپ کہتے تھے: میں اسلام کا فرزند اور اولاد آدم ہوں۔(۲)

جناب سلمان اسلام قبول کرنے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت واطاعت وفرماں برداری، عبادت واخلاص، زہد وتقوی اور جہاد کی بنا پر آنحضرتؐ کے قریبی اور لائق صحابی قرار پائے اور عظمت وفضیلت کے عظیم درجہ پر فائز ہوئے یہاں تک کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان ہم اہل بیت سے ہیں''

امام صادقؑ نے منصور بزرج سے جو سلمان فارسی کے سلسلہ میں سوال کر رہا تھا فرمایا:

''لاتقل سلمان الفارسی ولکن قل سلمان المحمّدی

سلمان فارسی مت کہو بلکہ سلمان محمدی کہو''۔(۳)

جناب سلمان نے (ایمان لانے کے بعد) جنگ خندق میں شرکت کی اور مدینہ کے اطراف میں خندق کھودنے کا مشورہ دیا جسے پیغمبر اسلامؐ اور اصحاب نے قبول کیا، یہ خندق مشرکین کے مدینہ میں داخل نہ ہونے اور مسلمانوں کی کامیابی کا باعث قرار پائی، جناب سلمان وفات پیغمبر اسلامؐ کے بعد حضرت علیؑ کے مخلص ترین شیعہ قرار پائے، آپ ان چار افراد میں سے ہیں جنھوں نے سر منڈا کر تلوار حمائل کی اور امامؑ کی مدد کرنے کیلئے بیعت کی اور ابوبکر کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسلام قبول کرنا

ابن عباس اور محدثین کی ایک جماعت نقل کرتی ہے کہ جناب سلمان نے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں اس طرح

۱۔اسد الغابہ، ج ۲،ص ۳۲۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۸،ص ۳۴؛ تہذیب التہذیب، ج ۳،ص ۴۲۳؛ بحار الانوار، ج ۲۲،ص ۳۵۹۔

۲۔شرح ابن الحدید، ج ۱۸،ص ۳۴۔

۳۔بحار الانوار، ج ۲۲،ص ۳۲۷۔

نقل کیا ہے: میں اصفہان کے اطراف میں ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرے والد مجھ سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ دوشیزہ کی طرح مجھے گھر میں رکھتے تھے لیکن میں نے مجوسی مذہب کے آداب ورسوم انجام دینے میں اس درجہ کوشش کی کہ آتش کدہ کا خادم بن گیا، ایک دن میرے والد نے مجھے ایک جگہ پر بھیجا، راستہ میں عیسائیوں کا معبد تھا ان کی عبادت مجھے اچھی لگی، میں نے پوچھا عیسائیوں کا اصل مرکز کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: شام میں ہے، میں سوچتا رہتا تھا یہاں تک کہ ایک دن باپ کے پاس سے فرار کرکے شام چلا گیا اور اسقف نامی شخص کے پاس تعلیم حاصل کی، ایک دن میں نے ان سے پوچھا: آپ مجھے اپنے بعد کس کے پاس جانے کی نصیحت کرتے ہیں؟ اس نے کہا: ''موصل'' میں ایک شخص ہے اس کے پاس چلے جانا، جناب سلمان کہتے ہیں: اس کے انتقال کے بعد میں موصل پہنچ گیا، جب اس کے مرنے کا وقت نزدیک ہوا تو اس سے بھی یہی سوال کیا، اس نے کہا: ''نصیبین'' میں ایک شخص ہے اس کے پاس پہنچ جانا، میں اس کے پاس چلا گیا، جب اس کے ایام حیات ختم ہوئے تو اس نے ''عموریہ'' کے ایک شخص کا پتہ بتایا جو روم میں رہتا تھا، بال آخر میں اس کے پاس پہنچ گیا، اس نے بھی آخری وقت میں گزشتہ افراد کی طرح کہا: لوگ اپنے دین کو چھوڑ چکے ہیں اور کوئی حق پر باقی نہیں ہے البتہ سرزمین عرب پر دین ابراہیم پر ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا وقت نزدیک ہے، میں نے پوچھا: اس پیغمبر کی پہچان کیا ہے؟ کہا: جو چیز ہدیہ دی جائے گی اسے کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے بازوؤں کے درمیان میں مہر نبوت موجود ہوگی۔

جناب سلمان کہتے ہیں: ایک دن قبیلہ ''کلب'' کا ایک قافلہ ''عموریہ'' پہنچا، میں ان کے ساتھ باہر نکل گیا، لیکن انھوں نے میرے ساتھ بدسلوکی کی اور مجھے غلام کے طور پر ایک یہودی کو بیچ دیا جس کے کھیت اور کھجور کے باغ میں میں نے کام کیا، اسی دوران اس کا ایک چچازاد بھائی آیا اور مجھے خرید کر مدینہ لے گیا، خدا کی قسم جیسے ہی اس شہر میں داخل ہوا تو پہچان گیا، اس وقت پیغمبر اسلامؐ مدینہ تشریف لائے، البتہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کے سلسلہ میں کچھ نہیں جانتا تھا، یہاں تک کہ ایک دن میں کھجور کے درخت پر کام کررہا تھا کہ میرے مالکوں کے ایک چچازاد بھائی نے آکر کہا: خدا بنی قریظہ کو غارت کرے کہ ''قبا'' کے علاقہ میں ایک شخص مکہ سے آیا ہے، لوگ اس کے اطراف میں جمع ہو گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وہ پیغمبر خدا ہے، جیسے ہی پیغمبر کا نام سنا فوراً درخت سے نیچے اترا اور اس کے بارے میں سوال کرنے لگا، لیکن میرے مالک نے کچھ نہیں بتایا اور اشارہ کیا کہ اپنا کام کرو اور جو تم سے متعلق نہیں ہے اسے چھوڑو، جس وقت شام ہوئی تو میرے پاس جو تھوڑے سے کھجور تھے انہیں لیکر اس شخص کے پاس پہنچا جسے پیغمبر بتایا گیا تھا، میں نے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے پاس کچھ ضرورت مند وغریب افراد ہیں میرے پاس یہ صدقہ کے کھجور ہیں، میں نے آپ کو دوسروں کی نسبت

بہتر وسزاوار پایا لہٰذا آپ کھا لیجئے، لیکن پیغمبرؐ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھا لو، لیکن خود نہیں کھایا، میں نے خود سے کہا: یہ پیغمبرؐ ہونے کی ایک نشانی ہے جو پہلے سنی تھی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا، اس کے بعد میں گھر واپس آ گیا اور دوسرے دن جو کچھ کھجور میرے پاس تھیں انہیں پیغمبرؐ کے پاس لے گیا اور کہا: چوں کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے لہٰذا یہ کھجور ہدیہ ہیں، حضور نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھائیے اور خود بھی تناول فرمائے، میں نے خود سے کہا یہ نبوت کی دوسری علامت ہے جو یہودی عالم نے مجھے تعلیم دی تھی۔

اس کے بعد جناب سلمان ہمیشہ تیسری نشانی کی تلاش میں رہے تا کہ دلیل کے ساتھ اسلام قبول کریں یہاں تک کہ ایک دن پیغمبرؐ ایک شخص کے تشیع جنازہ میں بقیع کی طرف جارہے تھے اور اصحاب آپؐ کے اطراف میں حلقہ کئے ہوئے تھے، میں نے ان کی تعظیم کی اور پیچھے پیچھے چل دیا اور میری پوری سعی وکوشش تھی کہ کسی طرح مہر نبوت دیکھ لوں، اچانک کاندھے سے عبا ہٹی میں نے مہر نبوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، میں نے فوراً بوسہ دیا اور گریہ کرتے ہوئے حضور کے قدموں پر گر کر بوسہ لینے لگا۔

حضور اکرمؐ نے مجھے کھڑا کر کے فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے اپنا پورا واقعہ حضورؐ سے بیان کیا، آنحضرتؐ نے بڑا تعجب کیا اور فرمایا: اے سلمان! اپنے مالک سے آزادی کی بات کرو، جس قیمت پر بھی راضی ہو جائے لکھوا لو تا کہ آزاد ہو جاؤ،، میں نے بڑی سعی وکوشش کی بالآخر کافی اصرار کے بعد وہ تین سو کھجور کے درخت لگانے اور دو سو اسّی (۲۸۰) مثقال سونے پر راضی ہو گیا، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی، آنحضرتؐ نے انصار سے فرمایا: ''اعینوا اخاکم؛ اپنے بھائی کی مدد کرو'' انھوں نے مدد کی پھر ایک جنگ میں کچھ اموال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موصول ہوا جس میں سے آپ نے کچھ مجھے دے دیا اور فرمایا: ''اپنے معاہدہ کو پورا کرو'' چنانچہ میں نے ادا کر کے خود کو آزاد کر لیا(۱) پس اس طرح جناب سلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے یہودی مالک سے آزاد ہوئے۔

جناب سلمان پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سبھی اصحاب کو دوست رکھتے تھے البتہ چند اصحاب مثلاً جناب سلمان وغیرہ خاص محبت و دوستی کے حامل تھے اور آپ نے بعض مواقع پر اس کا اظہار بھی کیا:

۱۔ جنگ خندق کے موقع پر جب جناب سلمان نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور اسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول

۱۔ اسد الغابہ، ج۲، ص۳۲۸؛ طبقات الکبری، ج۴، ص۷۵؛ سیرۃ ابن ہشام، ج۱، ص۲۲۸۔

فرمایا تو مہاجرین و انصار سمجھ رہے تھے کہ سلمان ہم سے ہیں اور باقاعدہ اعلان کیا کہ سلمان ہم سے ہیں لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سلمان منا اهل البیت" سلمان ہم سے ہیں۔(۱)

۲۔ایک دن جناب سلمان پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آنحضرتؐ نے کافی احترام واکرام کیا، یہ بات عمر کو ناگوار گزری لہٰذا انھوں نے کہا: یہ عجمی جو اہل عرب سے آگے بیٹھا ہے کون ہے؟ پیغمبرؐ ان کی بات سے بڑے ناراض ہوئے اور فرمایا:

"ان الناس من عهد آدم الی یومنا هذا، مثل اسنان المشط، لافضل للعربی علی العجمی ولا للاحمر علی الاسود الا بالتقوی، سلمان بحر لاینزف، و کنز لاینفد، سلمان منا اهل البیت، سلسلٌ یمنح الحکمة ویوتی البرهان"

"لوگ جناب آدم سے لیکر آج تک کنگھے کی شاخ کی طرح ہیں، کوئی عربی عجمی پر اور سرخ پوست سیاہ پوست پر فضیلت و برتری نہیں رکھتا سوائے تقوی کے، سلمان بے پایان سمندر اور ختم نہ ہونے والا خزانہ ہیں، سلمان اہل بیت سے ہیں، وہ ایسا چشمہ ہیں جس سے علم وحکمت ظاہر ہوتا ہے اور اس سے دلیل و برہان وجود میں آتی ہیں"۔(۲)

۳۔ابن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أمرنی ربی بحب اربعة، و اخبرنی انه یحبهم: علی و ابو ذر و مقداد و سلمان؛ خداوند عالم نے مجھے چار لوگوں سے دوستی ومحبت کا حکم دیا ہے کہ وہ خود بھی انھیں دوست رکھتا ہے: علی وابوذر ومقداد اور سلمان"۔(۳)

۴۔جناب سلمان کی فضیلت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ سب لوگ جنت کے مشتاق ہیں اور جنت ان کی مشتاق ہے۔

انس بن مالک نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ان الجنة تشتاق الی ثلاثة: علی، و عمار و سلمان؛ بالیقین جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے: علیؑ و عمار و سلمان۔(۴)

جس طرح خدا اور رسولؐ جناب سلمان سے محبت ودوستی رکھتے تھے اسی طرح حضرت علیؑ اور دیگر ائمہ بھی ان سے محبت

۱۔اسد الغابہ، ج۲،ص۳۳۱؛ طبقات الکبری، ج۴،ص۸۳۔

۲۔الاختصاص، ص۳۴۱؛ بحار الانوار، ج۲۲،ص۳۴۹

۳۔بحار الانوار، ج۱۸،ص۳۶ وج۲۲،ص۳۴۹۔

۴۔اسد الغابہ، ج۲،ص۳۳۱؛۔بحار الانوار، ج۲۲،ص۳۳۱۔

ودوستی رکھتے تھے اور اس چیز کا بعض موقع پر اظہار بھی کیا ہے۔(۱)

ولایت علی علیہ السلام سے دفاع

جناب سلمان کا خدا کے اولیاء اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے اصحاب میں شمار ہوتا ہے نیز آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور ارکان اربعہ میں سے ہیں(۲)

وفات پیغمبرؐ کے بعد آپ حضرت علیؑ کی ولایت پر باقی رہے اور آپؑ کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بلافصل قبول کیا اور اس حقیقت کو ثابت کرنے میں پوری سعی وکوشش کی اور بیعت ابوبکر کی صریح طور پر مخالفت کی۔

نزول رزق ورحمت

امام باقرؑ اپنے جد حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

" ضاقت الارض بسبعة بهم ترزقون وبهم تنصرون وبهم تمطرون:منهم سلمان والمقداد وابوذر وعمار وحذيفه وكان على عليه السلام يقول: وانا امامهم وهم الذى صلوا على فاطمه عليها السلام "

امت پیغمبر میں سات افراد ایسے ہیں کہ زمین ان کی گنجائش وظرفیت نہیں رکھتی، ان کے ذریعہ لوگوں کو روزی دی جاتی ہے وہ نصرت ومدد اور کامیابی کا ذریعہ اور بارش نازل ہونے کا وسیلہ ہیں جن کے اسما اس طرح ہیں: سلمان فارسی، مقداد، ابوذر، عمار، حذیفہ اور حضرت علیؑ نے فرمایا: میں ان کا امام وپیشوا ہوں اور انہی افراد نے فاطمہ زہرا = کی نماز جنازہ پڑھی۔(۳)

محبت علی علیہ السلام

ایک شخص نے جناب سلمان سے کہا: حضرت علیؑ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو؟ جناب سلمان نے جواب دیا: اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"من احب عليا فقد احبنى، ومن ابغض عليا فقد ابغضنى"

''جو علی کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور جو علی سے بغض وعداوت رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض وعداوت

۱۔بحارالانوار، ج ۲۲،ص ۳۴۸۔

۲۔رجال طوسی،ص ۴۲۔

۳۔رجال کشی،ص ۶، ح ۱۳۔

رکھتا ہے''۔(۱)

حضرت علی علیہ السلام کی حمایت

جس وقت حضرت علیؑ نے جناب فاطمہ زہرا = کو اونٹ پر سوار کیا اور امام حسن وحسینؑ کو ساتھ لیکر مہاجرین وانصار کے گھر گئے۔۔۔ اور ان سے مدد کا مطالبہ کیا تو صرف چالیس لوگوں نے مدد کا وعدہ کیا، امامؑ نے فرمایا: کل سر مونڈ کر اسلحہ کے ساتھ میرے پاس آنا لیکن ان چالیس افراد میں سے صرف چار لوگ امامؑ کے حکم پر عمل کر کے حاضر ہوئے اور آخری دم تک بیعت پر باقی رہے جن کے نام اس طرح ہیں: ''سلمان، ابوذر ومقداد اور زبیر'' تین دن تک امامؑ نے اسی طرح عمل انجام دیا، صرف ان چار افراد کے سوا امامؑ کی آواز پر کسی نے لبیک نہیں کہا اور امامؑ کو یک وتنہا چھوڑ دیا، جب امامؑ نے لوگوں کی اس درجہ بے وفائی دیکھی تو اپنے حق سے کنارہ کشی کی اور خانہ نشین ہو گئے اور قرآن جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔(۲)

امام علی علیہ السلام کی حمایت میں سلمان کا بیان

جناب سلمان نے حضرت علیؑ کی حقانیت کو ثابت کرنے میں ہر ممکن سعی وکوشش کی جس کا ایک نمونہ بطور خلاصہ نقل کرتے ہیں، ایک مرتبہ جناب سلمان نے کہا:

اے لوگو: یاد رکھو تم ایسی آرزو رکھتے ہو جو سختی اور رنج وبلا کے در پے ہے، جان لو کہ علیؑ معدن علم ومعلومات کا خزانہ ہیں، ان کا کلام فصل الخطاب ہوتا ہے، ان کا راستہ ہارون بن عمران کا راستہ ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ہے: تم میرے اہل بیت کے درمیان میرے وصی وخلیفہ ہو، تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، لیکن تم نے گزشتہ (زمانہ جاہلیت کے) لوگوں کی رسومات کو زندہ کیا اور غلط راستہ پر چلے گئے، اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، عہد شکنی اور وصیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل نہ کرنے کی بنا پر تمہاری حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی جائے گی اور تم قوم بنی اسرائیل کی سرنوشت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

یاد رکھو اگر علیؑ کو ولی وخلیفہ تسلیم کرو گے تو خدا کی قسم زمین وآسمان کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو گے اور عدل وانصاف کی برکت سے روزی حاصل کرو گے، میں پھر آگاہ کر رہا ہوں کہ تمہاری سعادت وآرزو کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اب اس کے

۱۔المستدرک علی الصحیحین، ج ۳،ص ۱۴۱، ح ۴۶۴۸۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۱،ص ۱۴۔

بعد میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور اپنے وتمہارے درمیان سے دینی بھائی چارگی اور دوستی کا رشتہ ختم کرتا ہوں۔(۱)

فضائل سلمان

آپ کے بہت زیادہ فضائل ومناقب ہیں جن میں سے بعض کی طرف اشارہ ہو چکا اور بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ایمان

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:

"الایمان عشر درجات فالمقداد فی الثامنة والابوذر فی التاسعة وسلمان فی العاشر"

ایمان کے دس درجہ ہیں: مقداد آٹھویں درجہ میں، ابوذر نویں درجہ میں اور سلمان دسویں درجہ میں ہیں"۔(۲)

۲۔زھد

منقول ہے کہ جناب سلمان کی درآمد پانچ ہزار درہم تھے، آپ انھیں صدقہ میں دے دیتے اور خود تنگی میں زندگی بسر کرتے تھے، آپ کے پاس ایک عبا تھی آپ اس کا نصف حصہ بچھاتے تھے اور نصف دیگر اوڑھتے تھے۔(۳)

ابن ابی الحدید نقل کرتے ہیں: جناب سلمان کے پاس گھر نہیں تھا اور آپ دوسروں کے گھروں کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے تھے، ایک شخص نے آپ سے کہا: میں آپ کے لئے گھر تعمیر کرا دیتا ہوں، آپ نے جواب دیا مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے بال آخر اس شخص نے آپ کے لئے گھر تعمیر کرایا جو آپ کے قد سے زیادہ بڑا نہیں تھا اور آپ کی غذا خشک روٹی اور پانی تھا۔(۴)

۳۔خوف قیامت

مسعودی نقل کرتے ہیں: جناب سلمان پشمی کپڑے پہنتے تھے، بغیر کجاوہ کے گدھے پر سوار ہوتے تھے، جو کی روٹی کھاتے تھے اور بڑے زاہد وعبادت گزار تھے، جب آپ کا وقت آخر قریب آیا تو سعد بن وقاص نے آپ سے کہا: آپ مجھے

۱۔رجال کشی، ص ۲۰۔۲۴۔

۲۔بحار الانوار، ج ۲۲، ۳۴۱۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۸، ۳۵؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۳۱۔

۴۔بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۳۲۱۔

نیک کام کی وصیت کیجئے، جناب سلمان نے کہا: خدا کو یاد رکھو، اگر کسی کام کا پختہ ارادہ کرو تو خدا کو یاد رکھو، اگر کوئی فیصلہ کرو تو خدا کو یاد رکھو، جب مال تقسیم کرو تو خدا کو یاد رکھو، اس کے بعد سلمان گریہ کرنے لگے، سعد بن وقاص نے پوچھا: گریہ کیوں کررہے ہیں؟ جناب سلمان نے کہا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ''ان فی الآخرة عقبة لایقطعها الاالمخفون, و اری هذه الاساودة حولی؛ قیامت میں ایک راستہ سے جس سے صرف وہی لوگ عبور کریں گے جن کے پاس بوجھ کم ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اطراف میں بہت سی چیزیں ہیں''

سعد کہتے ہیں: میں نے جناب سلمان کے اطراف میں دیکھا تو صرف سیاہ دوات اور ایک لوٹا تھا۔(۱)

۴۔ عبادت

آپ راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کرتے اور دن میں روزہ رکھتے تھے گویا آپ کی حرکات وسکنات اپنے مولا و آقا کی طرح عبادت و بندگی خدا میں بسر ہوتی تھی۔

یاد رہے کہ اسلام میں جو چیز زیادہ اہمیت کی حامل ہے وہ معرفت کے ساتھ صحیح عبادت ہے جو جناب سلمان کو حاصل تھی۔

۵۔ علم دانش

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور حضرت علی - کے شیعوں میں کوئی بھی جناب سلمان کے برابر نہیں تھا، کیوں کہ آپ نے اپنی زندگی میں علم حاصل کیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشستوں میں آپ کے علم میں بیشتر اضافہ ہوا، یہاں تک کہ ہمارے یہاں بعض روایتوں میں ہے کہ جناب سلمان (دوسرے) لقمان حکیم ہیں حتی لوگ آپ کو گزشتہ آیندہ کا علم رکھنے والا اور محدث کہتے ہیں۔(۲)

حسن بن منصور کہتے ہیں: میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: کیا جناب سلمان محدث تھے؟ فرمایا: ''ہاں'' میں نے کہا: کس نے انہیں حدیث کی تعلیم دی؟ فرمایا: ''فرشتہ نے''۔(۳)

۶۔ خبر غیب

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علیؑ کے مخلص اصحاب میں جو آپ کا مرتبہ ہے کسی کا نہیں ہے، سرچشمہ وحی پیغمبر اسلام

۱۔ مروج الذہب، ج ۲، ۳۱۴۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۲، ۳۳۱؛ رجال کشی، ص ۱۶، ح ۷۲ و ص ۱۲، ۲۵؛ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۳۴۷؛ الاختصاص، ص ۱۱۔

۳۔ رجال کشی، ص ۱۹، ح ۴۴۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کی خاص نشستوں میں آپ نے علم منایا و بلایا اور بہت سے اسرار کی تعلیم حاصل کی۔

۱۔امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ''سلمان کو اول وآخر کا علم تھا اور بے پایان دریا اور ہم اہل بیت میں شمار ہوتے تھے'' اس کے بعد فرمایا: ایک دن سلمان نے ایک جماعت سے ملاقات کی اور ان میں سے ایک شخص سے کہا: رات اپنے گھر میں جو گناہ کیا ہے اس سے توبہ کرو اور خدا کی طرف پلٹ آؤ، سلمان یہ کہہ کر چل دیئے، اس شخص کے ساتھیوں نے اس سے کہا: اس نے تم پر گناہ کی تہمت لگائی اور تم چپ رہے اور اعتراض نہیں کیا؟ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم اس نے اس کام کی خبر دی ہے جسے میرے اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا''(۱) اس طرح اس شخص نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔

۲۔ایک دن جناب ابوذر جناب سلمان کے گھر گئے اور کھانا بنانے سے متعلق غیر عادی چیز مشاہدہ کی، جسے جناب ابوذر تحمل نہ کر سکے لہٰذا حضرت علی - سے جا کر بیان اور اظہار تعجب کیا حضرت علی - نے فرمایا:

"یا اباذر! ان سلمان لو حدثك بما یعلم، لقلت: رحم الله قاتل سلمان، یا اباذر! ان سلمان باب الله فی الارض و من عرفه کان مومناً و من انکره کان کافراً و ان سلمان منا اهل البیت"

اے ابوذر! سلمان جو کچھ جانتے ہیں اگر اس کا اظہار کریں تو تم کہو گے کہ خدا سلمان کو قتل کرنے والے پر رحمت کرے، سلمان روے زمین پر جنت کا دروازہ ہیں جو بھی ان کی معرفت حاصل کرے وہ مومن ہے اور جو ان کا انکار کرے وہ کافر ہے، سلمان ہم اہل بیت سے ہیں۔(۲)

۷۔ ملک الموت سے خطاب

کتاب رجال کشی میں مرقوم ہے: ایک دن جناب سلمان کوفہ میں لوہاروں کے بازار سے گزر رہے تھے، ایک جوان کو دیکھا کہ اس نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا، لوگ اس کے اطراف میں جمع ہو گئے اور جناب سلمان سے کہا: اسے دیوانگی کی بیماری ہے دعا پڑھ دیجئے تاکہ ٹھیک ہو جائے،

جناب سلمان نے آگے بڑھ کر دعا پڑھی اور وہ جوان ٹھیک ہو گیا اور اس نے جناب سلمان سے کہا: لوگ میرے بارے میں جس بیماری کا گمان کرتے ہیں مجھے نہیں ہے، بلکہ لوہاروں کے اس پگھلے ہوئے سرخ لوحے کو دیکھ کر مجھے یہ آیت یاد

۱۔رجال کشی، ص ۱۲، ح ۲۵۔

۲۔رجال کشی، ص ۱۴، ح ۳۳؛ الاختصاص، ص ۱۱ و ۱۲۔

آ گئی {وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ}۔(۱) چنانچہ عذاب خدا سے ڈر کی بنا پر میرے عقل وحواس جاتے رہے اور یہ حالت پیش آئی!

یہ سنکر جناب سلمان بڑے خوش ہوئے اور اس سے دوستی کر لی اور اسے اپنا دینی بھائی قرار دیا اور اس کے پاس رفت و آمد شروع کر دی یہاں تک کہ وہ جوان بیمار ہو گیا جس کی بنا پر کئی دن جناب سلمان سے ملاقات نہیں ہوئی، جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے تو اس کے پاس گئے، دیکھا وہ جان کنی کی حالت میں ہے، آپ نے فرشتہ سے کہا: ''**یاملک الموت! ارفق باخی**؛ میرے بھائی کی روح آسانی سے قبض کرنا،، ملک الموت نے کہا: ''**یا عبداللّٰہ! انی بکل مؤمن رفیق**؛ میں ہر مومن کی روح آسانی سے ہی قبض کرتا ہوں''۔(۲)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت صحابی اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں:

ایک دن حضرت علیؑ نے صبح کی نماز مدینہ میں ہمارے ساتھ پڑھی، اس وقت مجمع کی طرف رخ کر کے فرمایا: ''**معشر الناس! اعظم اللّٰہ اجر کم فی اخیکم سلمان**؛ اے لوگو! سلمان دعوت الٰہی کو لبیک کہہ چکے، خدا تمہیں اجر دے'' اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ وکپڑے زیب تن کئے اور حضور اکرمؐ کی تلوار اور تازیانہ اٹھا کر ناقہ غضبا پر سوار ہو گئے اور قنبر کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ ہوئے، روانہ ہوتے وقت قنبر سے کہا: دس گنتی شمار کرو، قنبر کہتے ہیں: جیسے ہی دس تک پہنچا تو خود کو جناب سلمان کے گھر کے سامنے پایا۔

زاذان جو آخری عمر تک جناب سلمان کے ساتھ رہے انھوں نے پوچھا: تمھیں غسل کون دے گا؟ جناب سلمان نے کہا: جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا ہے، زاذان نے کہا: آنحضرتؐ کو حضرت علی ۔ نے غسل دیا تھا اور وہ مدینہ میں ہیں اور تم مدائن میں کس طرح ممکن ہے کہ ہزار فرسخ دوری کے فاصلہ کے باوجود وہ تمہیں غسل دیں؟ جناب سلمان نے کہا: اس کی خبر مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے، زاذان کہتے ہیں: جان کنی کے وقت میں جناب سلمان کے پاس موجود تھا جیسے ہی انھوں نے دعوت اجل کو لبیک کہا تو دیکھا کہ حضرت امیر المومنینؑ قنبر کے ساتھ پیادہ ہوئے امامؑ نے انہیں غسل وکفن دیا اور دفن کیا۔(۳)

۱۔ سورہ حج [۳۴] آیت ۲۱۔

۲۔ رجال کشی، ص ۱۸، ح ۴۳؛ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۳۸۵ و ۳۷۴۔۳۸۰۔

۳۔ بحار الانوار، ج ۲۲، ص ۳۷۲۔۳۸۰

آپ کی وفات ۲۵۰ سال کی عمر میں اور بقول دیگر ۳۵۰ سال کی عمر میں ہوئی، آپ کا مزار بغداد کے پاس مدائن میں ہیں۔

بے شک خدا کے نیک بندہ جو محبان اہل بیت ؑ ہیں، آخری وقت تک راہ حق سے جدا نہیں ہوتے اور ان کیلئے خوشخبری ہے کہ ائمہ جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں۔(مترجم)

۴۵۱۔سلمہ بن اکوع

آپ صحابی رسول ﷺ ہیں آپ نے درخت کے نیچے تجدید بیعت کی، آپ شجاع و بہادر اور تیر اندازی میں بڑے ماہر تھے، مدینہ کے کچھ لوگوں نے آپ سے احادیث نقل کی ہیں، آپ کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خیر رجالنا سلمۃ بن اکوع؛ سلمہ بن اکوع ہمارے بہترین آدمی ہیں''۔

آپ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں سات جنگوں میں جہاد کیا اور شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۴۵۲۔سلمہ بن ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد

آپ کی والدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ گرامی ہیں، آپ صحابی رسولؐ ہیں، سلمہ اور آپ کے بھائی محمد اپنی والدہ کی وصیت کے مطابق حضرت علیؑ کی خدمت میں رہے اور جنگ جمل و صفین اور نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔(۲)

۴۵۳۔سلمہ بن تمام بصری

آپ روای حدیث اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور فقہ کے موضوع پر آپ سے احادیث منقول ہیں۔(۳)

۴۵۴۔سلمی بن کُھیل

آپ ثقہ راوی و محدث، شیعہ عالم اور حضرت علیؑ کے صحابی نیز ثقہ تابعین میں سے تھے۔

شیخ طوسی و برقی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۱۔رجال طوسی، ص ۴۳۔

۲:۔اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج۱، ص ۶۲۰۔

۳:۔اعیان الشیعہ، ج۷، ص ۲۸۸۔

۴:۔رجال طوسی، ص ۴۳؛ رجال برقی، ص ۴۔

۴۵۵۔ سلیمان بن ثمامہ حنفی

آپ شجاع و بہادر اور سوار سپاہی تھے، آپ نے حضرت علیؑ (کے دور) کی جنگوں میں شرکت کی۔(۱)

۴۵۶۔ سلیمان بن خلف خزاعی

آپ حضرت علیؑ کے جنگجو صحابی تھے اور آپ نے جنگ صفین میں امام -کا ساتھ دیا۔(۲)

۴۵۷۔ سلیمان بن زیاد بن ربیعہ حضرمی

آپ راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا(۳) اور ۱۱۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔(۴)

۴۵۸۔ سلیمان بن صرد خزاعی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور ثقہ راوی حدیث تھے، آپ خیرات کرنے والے، بافضیلت، عابد و متدین تھے، آپ نے حضرت علیؑ کی جنگوں میں شرکت کی، آپ نے مرگ معاویہ کے بعد امام حسینؑ کے نام کوفہ کے لوگوں کی ہدایت ورہبری کے لئے دعوت نامہ لکھا لیکن جب امامؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور کربلا پہنچے تو امامؑ کی نصرت وحمایت سے محروم رہ گئے، لیکن جب امامؑ کی خبر شہادت ملی تو آپ مسیب بن نجبہ اور دیگر افراد کے ساتھ جنھوں نے امامؑ کو دعوت نامہ لکھا تھا لیکن ساتھ نہیں دے سکے تھے ایک گروہ تشکیل دیا، آپ اس گروہ کے امیر مقرر ہوئے اور عین الوردہ میں ابن زیاد کے سپاہیوں سے جنگ کی اور اسی میں شہید ہو گئے۔(۵)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی -کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور تحریر کرتے ہیں کہ: ایک روایت کے مطابق آپ جنگ جمل کے موقع میں معذور تھے لہذا شرکت نہیں کر سکے۔(۶)

۱:۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۸۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۲۴۹۔

۲:۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۱، ص ۲۶۴۔

۳:۔ وقعہ صفین، ص ۱۸۵۔

۴:۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۴۷۸۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۲۶۵؛ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۲۰؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۵۱۔

۶:۔ رجال طوسی، ص ۴۳؛ وقعہ صفین، ص ۶؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۰۵؛ معجم رجال الحدیث، ج ۸، ص ۲۷۰۔

جنگ صفین

جنگ صفین میں حضرت علیؑ نے سلیمان بن صرد کو میمنہ پیادہ لشکر کا فرمان روا مقرر کیا، آپ نے اس جنگ میں حوشب ذا ظلیم کو قتل کیا، صلح نامہ کے بعد جب زخمی حالت میں امامؑ کی خدمت میں پہنچے تو امامؑ نے آپ کو دیکھ کر اس آیت کی تلاوت کی:

{فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا}۔(۱)

ان میں سے بعض نے اپنی جان قربان کردی اور بعض تقدیر الٰہی کے منتظر ہیں اور اپنے دین کے سلسلہ میں ہرگز نہیں بدلے، اس وقت امامؑ نے آپ سے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے ہو جو نہیں بدلے، سلیمان نے عرض کی: مولا خدا کی قسم اگر میرے پاس فوج ہوتی تو اس طرح کا معاہدہ نہیں لکھنے دیتا۔(۲)

۴۵۹۔ سلیمان بن مسھر

آپ ثقہ راوی اور تابعین اصحاب میں سے تھے، آپ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علی - کی ولایت کی نسبت ثابت قدم تھے۔(۳)

۴۶۰۔ سلیم بن قیس ھلالی

آپ حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ اور امام سجادؑ کے مخلص شیعہ وصحابی تھے(۴) آپ ثقہ راوی اور شیعہ عالم تھے، آپ حضرت علیؑ کے ملازم تھے، آپ کی کتاب حقایق ومہم واقعات پر مشتمل ہے کہ بہت کم کتابوں میں اس طرح کے حقایق موجود ہیں، منجملہ یہ کہ اس کتاب میں ایسی احادیث موجود ہیں جن میں بارہ اماموں کے نام موجود ہیں۔(۵)

آپ نے جنگ جمل وصفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، آپ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد بھی ولایت اہل بیت کی نسبت ایمان وعقیدہ پر ثابت قدم رہے چنانچہ حجاج بن یوسف ثقفی نے جب حضرت علیؑ کے شیعوں کو گرفتار کرنا شروع کیا اور آپ کو گرفتار کرنا چاہا تو آپ موقع غنیمت پا کر وہاں سے فرار کر گئے اور ''نوبند جان'' جگہ پر ابان بن ابی عیاش کے پاس

۱۔ سورۂ احزاب [۳۳] آیت ۲۳۔

۲۔ وقعہ صفین، ص۵۱۹۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۴۴۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۱۹۳۔

۵۔ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، ص۱۵۔

چھپ گئے اور اس طرح اس کے شکنجہ سے نجات حاصل کی اور جب وقت وفات قریب ہوا تو ابان کو وصیت کی اور جو کتاب ''کتاب سلیم''، لکھی تھی ان کے پاس رکھ دی۔(۱)

قول اصح کی بنا پر آپ کی وفات امام سجادؑ کے زمانہ میں تقریباً ۹۰ھ میں ہوئی۔(۲)

۴۶۱۔سماک بن خرشہ جعفی (ابودجانہ)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار واصحاب، شاعر اور عرب کے نامی بہادر و دلیر تھے، آپ نے جنگ بدر واحد گویا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری جنگوں میں شرکت کی۔

ابن مزاحم نقل کرتے ہیں: آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۳)

۴۶۲۔سماک بن عبد عوف

شیخ طوسیؒ نے حضرت علیؑ کے اصحاب میں آپ کا شمار کیا ہے۔(۴)

۴۶۳۔سماک بن مخرمہ اسدی

آپ کوفہ میں حضرت علیؑ کے صحابی تھے لیکن بعد میں امامؑ سے جدا ہو کر معاویہ سے ملحق ہو گئے(۵)

۴۶۴۔سماک بن یزید

آپ راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، خوارج نہروان نے آپ اور آپ کی صاحبزادی کو فرات کے کنارہ گرفتار کیا اور ان بے رحم افراد نے صاحبزادی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور سماک کو سڑک کے کنارہ لے جا کر ان کی گردن جدا کر دی اور پھر دار پر لٹکا دیا۔(۶)

۱۔مقدمہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، ص۱۔۳۔

۲۔مقدمہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، ص۱۔۳۔

۳۔وقعہ صفین، ص۳۷۵؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۳۱۹۔

۴۔رجال طوسی، ص۴۴۔

۵۔وقعہ صفین، ص۴۶۔

۶۔تاریخ ابن اثیر، ج۲۔

۴۶۵۔سمرہ بن ابی سعید

آپ تابعین اصحاب اور کوفہ کے رہنے والے تھے، آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۱)

۴۶۶۔سمرہ بن ربیعہ عدوی

آپ راوی حدیث اور تابعین اصحاب میں سے ہیں(۲) شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں۔(۳)

۴۶۷۔سمیر بن حارث عجلی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۴)

۴۶۸۔سمیر بن شریح ھمدانی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز نقل کرتے ہیں کہ آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔(۵)

۴۶۹۔سنان بن مالک نخعی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا۔(۶)

۴۷۰۔سنان بن یزید رھاوی (ابو حکیم)

آپ کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے تھا، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور آنجنابؑ سے حدیث نقل کی، آپ کہتے ہیں کہ جب امامؑ صفین کی طرف روانہ ہوئے اور مدائن پہنچے تو امامؑ نے فرمایا:

۱۔تنقیح المقال، ج۲، ص۶۸۔

۲۔اسد الغابہ، ج۲، ص۳۵۵۔

۳۔رجال طوسی، ص۴۴۔

۴۔وقعہ صفین، ص۳۸۴؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۹، ص۲۱۴۔

۵۔رجال طوسی، ص۴۵۔

۶۔رجال طوسی، ص۴۴۔

''ایاکم و کفر النعم، قالها ثلاثاً، فتحل بکم النقم؛ کفران نعمت مت کرنا۔ اس جملہ کی تین مرتبہ تکرار کی۔ کیوں کہ کفران نعمت سلب نعمت کا باعث ہے''

آپ کا ۱۲۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔(۱)

۴۷۱۔ سوید بن حارث ازدی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علیؑ کے صحابی ہیں۔(۲)

شیخ مفید رقمطراز ہیں: آپ نے قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک ولایت سے دفاع کریں گے۔(۳)

۴۷۲۔ سوید بن حاطب

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے اپنے بھائی کے ہمراہ جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔(۴)

۴۷۳۔ سوید بن غفلہ جعفی

آپ فقیہ، عابد و زاہد و منکسر مزاج تھے، آپ نے زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسلام قبول کیا مگر جس وقت مدینہ پہنچے تو آنحضرت سپرد لحد ہو چکے تھے لہٰذا شرف دیدار سے محروم رہے۔(۵)

شیخ طوسیؒ اور برقی نقل کرتے ہیں: آپ حضرت علیؑ کے بڑے اصحاب میں سے تھے۔(۶)

۴۷۴۔ سھل بن حنیف

آپ کا تعلق مدینہ کے قبیلہ اوس سے تھا، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باوفا اصحاب نیز حضرت علیؑ کے مخلص صحابی

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۹، ۲۱۳) تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۵۳۰۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۷۷۔

۳۔ جمل، ص ۱۰۹۔

۴۔ وقعہ صفین، ۳۹۴؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۳۲۴، ۴۶۳۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۳، ۳۷۹۔

۶۔ رجال طوسی، ص ۴۳ ش ۴؛ رجال برقی، ص ۴۔

تھے، آپ بافضیلت تھے اور لوگوں کے درمیان آپ کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔(۱)

امام صادقؑ فرماتے ہیں: ''قریش وغیرہ میں کوئی بھی سہل کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا''(۲)

صدر اسلام کی جنگوں میں شرکت

جناب سہل ان اصحاب میں سے ہیں جنھوں نے ثبات قدمی اور ایمان کامل کے ساتھ اسلام سے دفاع کرنے میں جان فشانی کی اور ہجرت کے شروع سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہے اور جنگ بدر و احد وغیرہ میں شرکت کی۔

آپ جنگ احد میں ان انگشت شمار افراد میں سے ہیں جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دفاع کرنے میں ثابت قدم رہے اور آپ نے اپنی ماہرانہ تیر اندازی سے مشرکین قریش کو جو اس جنگ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی قسم کھائے ہوئے تھے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہیں پہنچنے دیا، جب بھی ابو بن خلف اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوتا تھا تو حضرت علیؑ کی تلوار اور سہل کے تیروں سے دور ہو جاتے تھے۔(۳)

جنگ احد کے بعد جب حضرت علیؑ نے اپنی تلوار جناب فاطمہ زہراؑ کو دھونے کے لئے دی تو کہا: ''**فو الله لقد صدقني اليوم**؛ خدا کی قسم آج اس تلوار نے میری تصدیق کر دی''

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی تائید کے ضمن میں کہا: ''**لقد صدق معك سهل بن حنيف وابو دجانه**؛ ہاں سہل اور ابو دجانہ نے تمہارے ساتھ جہاد خدا کی تصدیق کی''۔(۴)

ولایت امیر المومنین علیہ السلام

آپ کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت پر باقی اور امامؑ کے خلیفۂ بلافصل ہونے کی نسبت اپنے ایمان اور وفاداری کا اعلان کیا، قتل عثمان کے بعد آنجنابؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک ولایت سے دفاع کریں گے۔(۵)

۱۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۳۲۲۔

۲۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۷۴۔

۳۔ تاریخ طبری، ج ۲، ص ۵۲۰۔

۴۔ تاریخ طبری، ج ۲، ص ۵۳۳۔

۵۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۷۴۔

آپ پر ہمیشہ مولا کی نظر کرم وعنایت رہی لہٰذا جس وقت امامؑ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور مدینہ کی حکومت آپ کے سپرد کی۔(۱)

جنگ صفین میں آپ نے شرکت کی اور امامؑ کی طرف سے بصرہ کی سوار فوج کے فرمان روا رہے(۲)

وفات

آپ نے شروع سے آخر تک اسلام کی خدمت ومدد میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں کی اور آخر کار کوفہ میں حضرت علی + کے زمانہ خلافت ۳۸ھ میں داراجل کو لبیک کہہ دیا، آپ کے مرنے سے امامؑ سخت متاثر ومحزون تھے اور بہت زیادہ اظہار افسوس کیا کیوں کہ آپ نے محبت اہل بیت پیغمبرؐ کی خاطر بہت زیادہ تکلیفیں اٹھائیں، امامؑ نے آپ کے جنازہ پر نماز پڑھی مگر جب بھی کوئی نئی جماعت آتی تھی تو آپ پھر نماز پڑھاتے تھے چنانچہ اس طرح آپ نے پانچ مرتبہ نماز پڑھائی اور فرمایا: اگر ستر مرتبہ پڑھاؤں تو بھی حق ہے کیوں کہ انھوں نے بدر میں شرکت کی اور جس نے بدر میں شرکت کی ہے وہ دوسروں پر فضیلت وبرتری رکھتا ہے اور امام - نے خود آپ کو کفن ودفن کیا۔(۳)

۴۷۵۔سھل بن سعد ساعدی انصاری

آپ خزرجی انصار اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور اصحاب میں سے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر پندرہ (۱۵) سال تھی، آپ حضرت علی - کے صحابی تھے اور ولایت پر ایمان کامل رکھتے تھے۔(۴)

آپ کا مدینہ میں سو (۱۰۰) سال کی عمر میں آخری صحابی رسولؐ کی حیثیت سے انتقال ہوا اور آپ نے مرنے سے پہلے کہا: میرے بعد جو بھی کہے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح سنا ہے قبول نہ کرنا۔(۵)

۴۷۶۔سھیل بن ذراع

۱۔تاریخ طبری، ج ۲،ص ۴۵۲۔۴۵۳۔

۲۔تاریخ طبری، ج ۵،ص ۱۱۔

۳۔رجال کشی، ص ۳۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۷،ص ۳۲۱؛ تنقیح المقال، ج ۲،ص ۷۴؛ تہذیب التہذیب، ج ۳،ص ۱۳۸۔

۴۔رجال طوسی، ص ۴۳،ش ۱۴۔

۵۔الاصابہ، ج ۳،ص ۲۰۰۔

آپ راوی حدیث ہیں، آپ نے حضرت علیؑ سے بھی حدیث نقل کی ہے۔(۱)

۴۷۷۔ سھیل بن عمرو انصاری

ابن کلبی رقمطراز ہیں: آپ اصحاب بدر سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۴۷۸۔ سیحان بن صوحان عبدی

آپ کا حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب میں شمار ہوتا ہے(۳) آپ نے اپنے بھائیوں (زید وصعصعہ) کی طرح جنگ جمل میں امام -کی رکاب میں جہاد کیا اور بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے اپنے بھائی زید کے ساتھ اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

۴۷۹۔ سید بن عبید بن بختری

شیخ طوسی رقمطراز ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۵)

۱۔تہذیب التہذیب، ج۳،ص۵۴۹۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج۷ن ص ۳۲۳؛ اسد الغابہ، ج۲،ص۳۷۱۔

۳۔رجال طوسی، ص۴۳۔

۴۔کامل فی التاریخ، ج۲،ص۳۴۰؛ تاریخ طبری، ج۴،ص۵۱۷۔

۵۔رجال طوسی، ص۴۴۔

''ش''

۴۸۰۔ شبث بن ربعی تمیمی

یہ شخص شروع میں حضرت علیؑ کے اصحاب میں تھا حتی جنگ صفین میں امامؑ کی طرف سے لشکر کا سردار رہا لیکن بعد میں حضرت علیؑ سے جدا ہو کر خوارج میں مل گیا، پھر توبہ کر کے امامؑ سے ملحق ہوا لیکن حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسن و امام حسینؑ سے جدا ہو کر دشمنوں میں شامل ہو گیا اور عمر سعد کے لشکر میں آ کر امام حسینؑ کے خلاف جنگ کی، نیز جناب مختار کے خلاف بھی جنگ کی۔۔۔۔(۱)

۴۸۱۔ شبرمہ بن طفیل

آپ راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۲)

۴۸۲۔ شبیب بن عامر

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور امامؑ کی نظر میں ثقہ تھے لہٰذا امامؑ نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ آپ کو بیت المال پر مقرر کریں۔۔۔۔(۳)

۴۸۳۔ شُتیر بن شکل عبسی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، ابن حجر آپ کا تابعین میں شمار کرتے ہیں لیکن ابو موسیٰ سے نقل کرنے کے مطابق

۱۔ رجال طوسی، ص ۴۵؛ تنقیح المقال، ج ۲، ۸۰؛ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۶۷؛ وقعہ صفین، ص ۹۷۔۱۸۷۔

۲۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۱، ص ۲۷۵۔

۳۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۸۰۔۸۱۔

اصحاب رسولؐ میں سمجھتے ہیں۔۔۔۔(۱)

۴۸۴۔شداد بن ازمع همدانی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں اور ایک قول کی بنا پر تابعین میں سے ہیں(۲)
شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۴۸۵۔شداد بن شمر عبدی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ جمل میں گھوڑسوار سپاہیوں میں سے تھے۔

جس وقت حضرت علیؑ نے اصحاب جمل کو جنگ شروع کرنے سے روکا اور انہیں تین دن کی مہلت دی تا کہ غور وفکر کریں اور جنگ سے باز آ جائیں تو اس وقت شداد نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو اہل بیت سے تمسک اور فرماں برداری کی دعوت دی۔

۴۸۶۔شراحیل بن مره همدانی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی وعامل ہیں البتہ آپ کے صحابی رسولؐ ہونے میں اختلاف ہے، ابن اثیر وابن حجر رقمطراز ہیں: شراحیل نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا ہے اور حجر بن عدی کے حوالہ سے منقول ہے کہ میں نے شراحیل سے سنا ہے کہ انھوں نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی - سے فرمایا:

"ابشر یاعلی، فان حیاتك وموتك معی"

اے علی! تمہارے لئے خوش خبری ہے کہ تم حیات وموت میں میرے ساتھ رہو گے۔(۴)

اس کے بعد ابن حجر اضافہ کرتے ہیں کہ: شراحیل امامؑ کے صحابی اور ''نہرین'' میں امامؑ کے کارمند تھے۔(۵)

۴۸۷۔شرحبیل بن ابرد حضرمی

۱۔رجال طوسی، ص ۴۵؛ طبقات الکبری، ج ۶، ص ۴۵؛ رجال برقی، ص ۵۔

۲۔اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۸۷۔

۳۔رجال طوسی، ص ۴۵۔

۴۔اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۹۰۔

۵۔الاصابہ، ج ۳، ص ۳۲۵۔

نصر بن مزاحم نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا کہ جنگ صفین میں شرکت اور امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور زخمی ہوئے۔(۱)

۴۸۸۔شرحبیل بن امرء القیس کندی

نصر بن مزاحم نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز رقمطراز ہیں کہ: آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور زخمی ہو گئے۔(۲)

۴۸۹۔شرحبیل بن شریح ھمدانی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۴۹۰۔شرحبیل بن طارق بکری

ابن مزاحم، تمیم بن حذیم کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین شرکت کی اور زخمی ہوئے۔(۴)

۴۹۱۔شرحبیل بن منصور

ابن مزاحم رقمطراز ہیں: آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور زخمی ہوئے۔(۵)

۴۹۲۔شریح بن عطا حنظلی

نصر بن مزاحم نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز رقمطراز ہیں: تمیم بن حذیم کے نقل کرنے کے مطابق آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور زخمی ہوئے۔(۶)

۱۔وقعہ صفین، ص۵۵۶۔

۲۔وقعہ صفین، ص۵۵۸۔

۳۔وقعہ صفین، ص ۲۵۲، تاریخ طبری، ج۵ ص۲۱۔

۴۔وقعہ صفین، ص۲۵۶۔

۵۔وقعہ صفین، ص۵۵۶۔

۶۔وقعہ صفین، ص۵۵۷۔

۴۹۳۔شریح بن قدامه سلمی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۴۹۴۔شریح بن مالک خثعمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں بڑی بہادری سے جہاد کیا۔

۴۹۵۔شریح بن نعمان همدانی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۲) اور ابن حجر نے نقل کیا ہے کہ آپ حضرت امیر المومنین -سے حدیث نقل کرنے والے راویوں میں سے ہیں۔(۳)

۴۹۶۔شریح بن هانی حارثی

آپ شجاع و بہادر جنگجو اور عظیم المرتبت محدث تھے، آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین و نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور جنگ سجستان ۷۸ھ میں آپ کی شہادت ہوئی۔(۴)

آپ نے حکمیت کے موقع پر امامؑ کی پوری طرح طرفداری کی حتی عمرو عاص پر اس کے غلط فیصلہ کی بنا پر ضربت تک لگائی۔

۴۹۷۔شریک بن ارطات عامری کلابی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور راوی ہیں اور آپ سے کتاب فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں بہت سی روایتیں منقول ہیں۔

۴۹۸۔شریک بن جدیر تغلبی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جنگ صفین میں آپ کی ایک آنکھ زخمی ہوئی، حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ

۱۔رجال طوسی، ص ۴۵۔

۲۔رجال طوسی، ص ۴۴۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج ۳،ص ۶۱۹۔

۴۔اسد الغابہ، ج ۱،ص ۶۳۔

بیت المقدس جا کر وہیں مقیم ہو گئے تھے۔

آپ اہل بیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے شیدائی تھے چنانچہ جب آپ کو شہادت امام حسینؑ کی خبر ملی تو آپ نے خدا سے عہد و پیمان باندھا کہ جب بھی کوئی خون امام حسینؑ کا انتقام لینے کے لئے کھڑا ہوگا تو میں اس کا ساتھ دوں گا چنانچہ جب جناب مختار کے انتقام کی خبر ملی تو آ کر ان سے ملحق ہو گئے اور ابن زیاد واس کے لشکر سے جنگ کی اور منقول ہے کہ آپ ابن زیاد کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہوئے۔(۱)

۴۹۹۔شریک بن حارث سلمی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص وعقیدت مند صحابی تھے،طبری نقل کرتے ہیں: جب ابن حضرمی فتنہ کے قصد سے شام سے بصرہ آیا تو حضرت علیؑ نے اس کے مقابلہ میں جاریہ بن قدامہ سعدی کو بھیجا تا کہ اس کے فتنہ کو بند کریں اور شریک بن حارث کو ان کے ہمراہ کیا۔(۲)

معاویہ سے ملاقات

مرزبانی نقل کرتے ہیں: حضرت علیؑ کے صحابی شریک معاویہ کے پاس گئے،معاویہ نے سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ کہا: شریک، پھر پوچھا: باپ کا نام کیا ہے؟ جواب دیا: اعور، معاویہ نے اہانت کے قصد سے کہا: تم شریک ہو لیکن خدا کا کوئی شریک نہیں، تم اعور (ایک آنکھ والے) کے فرزند ہو حالانکہ صحیح وسالم (یعنی دو آنکھ رکھنے والا) اعور (ایک آنکھ والے) سے بہتر ہے نیز تم بدخلق ہو پس کس طرح اپنی قوم کے رئیس بن گئے؟

آپ سخنور و عظیم المرتبت شاعر تھے اور حضرت علی - کے مکتب میں آزادی کا درس حاصل کئے ہوئے تھے، لہٰذا معاویہ سے مخاطب ہو کر کہا: تم معاویہ ہو اور معاویہ ''عوعو'' کرنے والی کتیا کو کہتے ہیں، تم پتھر (پتھر) کے فرزند ہو جبکہ آسانی ونرمی پتھر وسختی سے بہتر ہے، نیز تم فرزند (حرب) جنگ ہو،

حالانکہ صلح وآشتی جنگ سے بہتر ہے نیز تم امیہ کے فرزند ہو اور امیہ ایک پست کنیز تھی اور تم پست ہو اور ذلت وخواری کو اس سے میراث میں حاصل کئے ہو پس کس طرح مومنوں کے امیر بن گئے؟

یہ سن کر معاویہ کو بڑی خفت ورسوائی ہوئی اور اس نے کہا: بس، جواب دے چکے اگر اس سے زیادہ کہا تو ظلم ہے، نیز

۱۔تاریخ طبری، ج ۱،ص ۳۲، ج ۶، ص ۹۰؛ کامل فی التاریخ، ج ۳،ص ۷؛اعیان الشیعہ ،ج ۷،ص ۳۴۳۔

۲۔تاریخ طبری، ج ۵،ص ۱۱۲؛اعیان الشیعہ ،ج ۷،ص ۳۴۴۔

شریک نے اشعار کہے جن کا پہلا شعر یہ ہے:

أیشتمنی معاویہ بن حرب وسیفی صارم ومعی لسانی

کیا معاویہ میری اہانت کرتا ہے جبکہ تیز دھار تلوار اور گویا زبان میرے ساتھ ہے۔

بالآخر معاویہ نے انہیں قسم دی کہ چپ ہو جائیں اور پھر اپنے پاس بٹھا کر راضی کیا۔(۱)

آپ نے محبت اہل بیتؑ کے ساتھ بیماری کی حالت میں ۶۰ھ شہر کوفہ میں دار فانی کو ترک کیا۔

۵۰۰۔ شریک بن حنبل عبسی کوفی

آپ تابعین اصحاب اور ثقہ راوی ہیں، کوفہ میں مقیم تھے، آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں اور آپ نے امامؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۵۰۱۔ شریک بن شداد حضرمی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، امامؑ سے محبت اور عقیدت کی بنا پر جناب حجر بن عدی کی تحریک میں شرکت کی اور زیاد کے ذریعہ گرفتار ہو کر جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ شام روانہ کر دیئے گئے اور ''مرج عذراء'' ۵۱ھ میں معاویہ کے حکم سے شہید کر دیئے گئے۔(۳)

۵۰۲۔ شریک بن نملہ کوفی

آپ تابعین میں سے اور ایک قول کی بنا پر اصحاب رسولؐ میں سے تھے، آپ راوی حدیث اور حضرت علی - کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا۔(۴)

۵۰۳۔ شعیب بن نعیم نخعی

آپ کا تعلق قبیلہ ''نخعی'' سے ہے جنھوں نے اہل شام کے خلاف صفین میں عظیم جنگ کی اور اسی جنگ میں آپ شہید

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص ۳۴۴؛ معجم رجال الحدیث، ج۹، ۲۳۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج۳، ص ۶۲۲؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص ۳۴۴۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج۷، ص ۳۳۸۔

۴۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۳، ص ۲۵۴۔

ہو گئے۔(۱)

۵۰۴۔شقیق بن ثور سدوسی بکری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور بکر بن وائل کا پرچم بلند کر کے امامؑ کا ساتھ دیا۔

۵۰۵۔شقیق بن سلمه

آپ حضرت علیؑ کے واقعی محب و صحابی تھے(۲) ابن اثیر رقمطراز ہیں کہ:شقیق جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں موجود تھے۔(۳)

ابن حجر رقمطراز ہیں: آپ نے بہت سے اصحاب منجملہ حضرت علیؑ وابوبکر،عمر،عثمان، معاذ بن جبل، حذیفہ اور ابن مسعود وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں اور حضرت علیؑ کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے۔(۴)

۵۰۶۔شمر بن ابرهه

آپ شجاع و بہادر اور جنگ صفین میں سوار سپاہیوں میں شامل تھے اور امامؑ کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۵)

آپ حضرت علیؑ کے نزدیک ہمیشہ قابل اعتماد رہے چنانچہ امامؑ نے اپنے وصیت نامہ میں جو گواہ قرار دیئے ان میں آپ بھی شامل ہیں۔(۶)

۵۰۷۔شمر ذی الجوشن

اگر چہ اس بد بخت و بد عاقبت ملعون کا نام مولا کے اصحاب میں شمار کرنا تعجب آور و نامناسب ہے،لیکن چوں کہ تاریخ

۱۔وقعہ صفین،ص۲۸۶؛ تاریخ طبری، ج۵،ص۳۲۔

۲۔وقعہ صفین،ص۴۸۵۔

۳۔اسد الغابہ، ج۳،ص۳،

۴۔تہذیب التہذیب، ج۳،ص۶۴۹۔

۵۔وقعہ صفین،ص۳۶۹۔

۶۔کافی، ج۶،ص۵۱۔

کی کتابوں میں اس کا نام اصحاب امامؑ میں نقل ہوا ہے لہٰذا اس کے بارے میں کچھ بیان کرنے کی وجہ سے اس کا نام ذکر کر دیا ہے امید ہے کہ آپ ہمارے عذر کو قبول کریں گے۔

یہ (ملعون) شروع میں امامؑ کا صحابی وشیعہ تھا اور اس نے صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی، لیکن اس کے بعد بہت جلد دشمنوں میں شامل ہو گیا۔

۵۰۸۔شہر بن عبداللہ بن حوشب

آپ عظیم المرتبت عالم اور راوی حدیث تھے، آپ سے بہت سی احادیث منقول ہیں نیز آپ ثقہ ہیں۔(۱)

آپ نقل کرتے ہیں: میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ جناب ام سلمہ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا ام سلمہ نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا: میں ابوذر غفاری کا غلام ہوں، ام سلمہ نے خیر مقدم کہہ کر اس سے کچھ بات چیت کرنے کے بعد کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"علی مع القرآن والقرآن معه لن یفترقا حتی یردا علی الحوض"

علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔(۲)

۱۔اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج۱ص۵۲۶۔

۲۔تنقیح المقال، ج۲ص۸۹۔

”ص“

۵۰۹۔ صادق بن اشعث

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۵۱۰۔ صبرہ بن شیمان

شیخ طوسیؒ کے نزدیک آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ ابن عباس کے ساتھ بصرہ سے کوفہ آئے اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۲)

۵۱۱۔ صدی بن عجلان (ابوامامہ باہلی)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ نے آنحضرتؐ سے بہت سی احادیث نقل کی ہیں آپ نے باوجود یہ کہ شام کے رہنے والے تھے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور امامؑ کے اصحاب میں شامل ہوئے۔

مورخین کے نقل کرنے کے مطابق اگر چہ آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد نہیں کیا لیکن مولا کی محبت جو دل میں تھی اسے کبھی نہیں چھپایا، چنانچہ ایک مرتبہ معاویہ کے پاس تشریف لے گئے معاویہ نے بڑا احترام واکرام کیا اور کھانا حاضر کیا، جب آپ کھانے میں مشغول ہو گئے تو معاویہ نے اپنی طرف مائل کرنے کے لئے آپ پر عطر لگایا اور کھانے کے بعد معاویہ کے حکم سے سونے کے دینار کا ایک تھیلہ آپ کو دیا گیا، اس وقت معاویہ نے پوچھا: اے ابوامامہ! تمھیں خدا کی قسم میں بہتر ہوں یا علی بن ابی طالبؑ؟ آپ نے کہا: خدا کی قسم علیؑ تم سے بہتر ہیں، کیوں کہ تم سے پہلے اسلام ظاہر کیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمہاری نسبت زیادہ قریب تھے، اسلام کی راہ میں مشرکین سے تم سے زیادہ جنگ کی، اے معاویہ! کیا تم نہیں جانتے کہ علی کون ہیں؟ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی، رسولؐ کی صاحبزادی جناب فاطمہ زہرا = کے شوہر، حسن

۱۔ رجال طوسی، ص ۴۵؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۹۰۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۴۵۔

وحسینؑ کے بابا (جو جوانان جنت کے سردار ہیں) وہ جناب حمزہ کے بھتیجے اور جعفر طیار کے بھائی ہیں، اے معاویہ! تم کس طرح علیؑ کی برابری کر سکتے ہو؟ اے معاویہ! اگر تم یہ سوچتے ہو کہ میں اس جھوٹ موٹ کے احترام اور اس مال و دولت کے بدلہ تمھیں علیؑ پر ترجیح دوں اور ایمان کے ساتھ مومن حالت میں تمہارے پاس آؤں اور کافر (بن کر) واپس جاؤں تو تمھیں یہ بہت بڑا اشتباہ ہے۔

ابوامامہ یہ کہہ کر تھیلہ چھوڑ کر باہر نکل گئے، معاویہ کو اس طرح کی امید نہیں تھی لیکن بہرحال تھیلہ اٹھا کر ان کے پیچھے چل دیئے اور بہت اصرار کیا مگر ابوامامہ نے قبول نہیں کیا اور کہا: "لا واللہ، لا اقبل منك دیناراً واحداً، خدا کی قسم میں تم سے ایک دینار بھی نہیں لوں گا"۔(۱)

آخر میں ابوامامہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں: نضال بن جبیر کہتے ہیں:

میں نے ابوامامہ باہلی سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنة، اذا حدّث احدکم فلایکذب واذا اوتمن فلایخن، واذا وعد فلا یخلف، غضوا ابصارکم و کفّوا ایدیکم واحفظوا فروجکم"

تم چھ چیزیں انجام دینے کی ضمانت لو میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں: ۱۔ اگر کوئی بات کہو تو جھوٹ مت کہو، ۲۔ اگر امین بنو تو خیانت مت کرو، ۳۔ اگر وعدہ کرو تو وعدہ خلافی مت کرو، ۴۔ آنکھوں کو (فعل حرام سے) بند کرلو، ۵۔ ہاتھوں کو (فعل حرام انجام دینے سے) روکے رکھو، ۶۔ شرمگاہ کو محفوظ رکھو (اور گناہ مت کرو)۔(۲)

۵۱۲۔ صعصعہ بن صوحان عبدی

آپ اپنی قوم کے رئیس، صاحب فصاحت، عالم وفاضل، متدین وسخنور اور حضرت علی -کے صحابی تھے کہ امام -کی جنگوں میں شرکت کی۔

شعبی آپ کی فصاحت کے سلسلہ میں کہتے ہیں: میں نے فن سخنوری ان سے سیکھا ہے۔(۳)

مسلمانوں کے درمیان آپ کی بڑی عزت وشان ومنزلت تھی معاویہ باوجود یہ کہ حضرت علیؑ کے اصحاب کی شرافت

۱۔ بحارالانوار، ج ۴۲، ص ۱۸۰۔

۲۔ اسدالغابہ، ج ۵، ص ۱۳۸۔

۳۔ اسدالغابہ، ج ۳، ۲۰۔

وبزرگی کو قبول نہیں کرتا تھا مگر آپ کی شرافت وبزرگی کا اعتراف کرتا تھا۔

صعصعہ اور معاویہ کا جواب

جب صعصعہ اور کچھ دیگر اہل ایمان کوفہ کے حاکم کے توسط سے بحکم عثمان شام جلاوطن کر دیئے گئے تو ایک دن معاویہ نے کوفہ کے بزرگوں سے کہا: میں تمہارے انبیاء کی مقدس سرزمین اور بندگان خدا کے (قیامت میں) محشور ہونے کی جگہ آنے پر خیر مقدم کہتا ہوں اس کے بعد اپنی برتری وفضیلت بیان کی کہ: تم بہترین امیر کے پاس آئے ہو، جو تمہارے بزرگوں کے ساتھ نیکی اور تمہارے چھوٹوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہے، اگر سب لوگ ابوسفیان کی اولاد ہوتے تو سب حلیم وبردبار اور عاقل ودانا ہوتے۔

صعصعہ نے اپنے ساتھیوں کے اشارہ پر کھڑے ہو کر خدا کی حمد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد کہا: اے معاویہ! تمہارا کہنا ہے کہ یہ مقدس سرزمین ہے، تو یاد رکھو کہ زمین افراد کو مقدس نہیں کرتی بلکہ ان کا تقدس ان کے اعمال سے تعلق رکھتا ہے تم نے کہا ہے اس جگہ انبیا تھے تو ٹھیک ہے لیکن اس جگہ انبیاء سے زیادہ منافق ومشرک بھی موجود تھے، تمہارا کہنا ہے کہ یہ جگہ قیامت میں محشور ہونے کی ہے تو یاد رکھو محشر کی دوری مومنین کے لئے کوئی ضرر نہیں رکھتی اور اس کی قربت منافقوں کے لئے کوئی فائدہ مند نہیں ہوتی، تم نے کہا ہے کہ اگر سب لوگ ابوسفیان کی اولاد ہوتے تو حلیم وبردبار اور عاقل ودانا ہوتے تو تمھیں غلط فہمی ہے، کیوں کہ اولاد آدم میں ابوسفیان سے بھی بہتر وبرتر لوگ تھے اور ان کے درمیان حکیم ودانا اور فاسق وفاجر اور نادان ودیوانہ بھی موجود تھے۔

معاویہ صعصعہ کا جواب سن کر شرمندہ خاطر اور خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد معاویہ نے کوفہ کے جلاوطن افراد کو شام سے مدینہ کی طرف روانہ کر دیا تا کہ عثمان ان کے بارے میں خود فیصلہ کرے، یہ افراد مدینہ پہنچ کر بھی خاموش نہیں رہے اور عثمان کی غلط ونا روا باتوں پر اعتراض کیا، چنانچہ ایک دن عثمان منبر پر تھے کہ صعصعہ نے کھڑے ہو کر اعتراض کے طور پر کہا: اے عثمان! تم اسلام کے راستہ سے ہٹ گئے اور نتیجہ میں لوگ بھی اسلام کے راستہ سے منحرف ہو گئے، لہذا سیدھا راستہ اختیار کرو تا کہ لوگ بھی سیدھے راستے پر چلیں، یہ سن کر عثمان چپ رہے۔

ایک دن اور صعصعہ نے عثمان پر کافی اعتراض کیا جس پر عثمان کو بڑا غصہ آیا اور لوگوں سے کہا: یہ زیادہ بولنے والا فضول گو آدمی نہ خدا کے بارے میں کچھ جانتا ہے اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے اور مجھے وعظ ونصیحت کرنا چاہتا ہے، بلا فاصلہ صعصعہ نے کہا: اے عثمان! تم کہتے ہو کہ میں خدا کے بارے میں نہیں جانتا تو سنو" فَإِنَّ اللّٰهَ رَبُّنَا وَرَبُّ آبَائِنَا

الْأَوَّلِيْنَ؛ خدا ہمارا اور ہمارے گزشتہ آباء واجداد کا پروردگار ہے'' اور تمہارا کہنا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ خدا کہاں ہے تو سنو' فَإِنَّ اللهَ لَبِالْمِرْصَادِ؛ خدا صاحبان ظلم وستم کی کمین میں ہے'' اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کی: { أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ } (۱) جن لوگوں پر ظلم وستم کیا گیا ہے خدا نے انہیں جنگ کی اجازت دی ہے اور خدا ان کی نصرت و مدد کرنے پر قدرت وتوانائی رکھتا ہے''۔(۲)

معرفت امام علیہ السلام

آپ ہمیشہ ولایت و امامت کے عقیدہ پر باقی رہے اور ہر موقع پر دفاع کیا۔

امام صادق -فرماتے ہیں: ''ما کان مع امیر المومنین من یعرف حقّه الا صعصعه و اصحابه؛ حضرت علی - کے حق کی معرفت صرف صعصعہ اور ان کے اصحاب کو تھی''۔(۳)

آپ نے بیعت کے دن حضرت علیؑ سے عرض کی: ''یا امیر المومنین لقد زینت الخلافة و ما زانتک و رفعتها و ما رفعتک ولھی الیک احوج منک الیھا؛ اے امیر المومنینؑ! بالیقین آپ نے خلافت کو زینت بخشی اور آپ نے خلافت کے مقام و مرتبہ کو بلندی عطا کی ہے خلافت نے آپ کے مرتبہ میں اضافہ نہیں کیا اور بے شک خلافت آپ کے وجود کی زیادہ محتاج ہے بہ نسبت یہ کہ آپ کو اس کی احتیاج ہو'' (۴) یقیناً صعصعہ کا یہ جملہ معرفت امام -کا عظیم سمندر ہے۔

جنگ جمل وصفین

آپ نے اپنے دو بھائیوں زید وسیحان کے ہمراہ جنگ جمل میں شرکت کی جس میں آپ کے دونوں بھائی شہید اور آپ سخت زخمی ہوئے (۵) جنگ صفین میں آپ گروہ عبد القیس کے سپہ سالار تھے اور اس جنگ میں بہت سے واقعات آپ کی یادگار ہیں۔(۶)

۱۔سورۂ حج [۲۲] آیت ۳۸۔

۲۔الغدیر، ج۹ص ۱۴۷؛ قاموس الرجال، ج ۵ص ۱۲۲۔

۳۔رجال کشی، ص۶۸۔

۴۔تاریخ یعقوبی، ج ۲،۱۷۹۔

۵۔تاریخ طبری، ج ۴،ص ۳۵۰۔

۶۔وقعه صفین، ص ۲۰۶، ۲۳۹، ۳۱۵، ۴۸۰۔

صعصعہ کا خوارج سے خطاب

حضرت علیؑ نے سیرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے کبھی جنگ کا آغاز نہیں کیا بلکہ پہلے بات چیت کے ذریعہ فیصلہ کی کوشش کی، جنگ نہروان کے موقع پر امامؑ نے کچھ افراد کو خوارج کے پاس بھیجا تا کہ بات چیت کے ذریعہ آتش جنگ خاموش ہو جائے مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے حتی اہانت کرنے کی جسارت تک کی جس کی طرف صعصعہ نے توجہ نہیں دی اور امامؑ کی پوری طرح حمایت کی اور خطاب فرمایا:۔۔۔ وائے ہو تم پر میں مقلد خدا کی تقلید نہ کروں علیؑ وہ شخصیت ہیں جو اپنی پوری زندگی میں خدا کے راستہ پر ثابت قدم رہے وہ صدیق اعظم ہیں کہ ہمیشہ خود کو سختی وصعوبتوں میں ڈالا اور جب بھی سخت جنگ پیش آتی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی کو بھیجتے تھے تا کہ میدان جنگ میں جا کر قلب دشمن پر حملہ آور ہوں اور آتش جنگ خاموش کریں، اے خوارج! تم کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ کہاں جا رہے ہو؟ کس شخص کا رخ کئے ہو؟ اور کس شخص سے روگردانی کر رہے ہو تم ماہ درخشاں، روشن چراغ اور خدا کے سیدھے راستہ سے روگردانی کر رہے ہو؟ خدا تم کو غارت کرے تم جانتے ہو کس پر جھوٹ باندھ رہے ہو اور کس پر تہمت لگا رہے ہو، کیا تم عقل کھو بیٹھے اور حلم وبردباری تم سے ختم ہو چکی ہے، تمہاری مثال اس آدمی کی ہے جو پانی پینے کے لئے پہاڑ کے دامن سے چشمہ کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں اس کی چوٹی تک چلا جائے، کیا تم نے مولا امیر المومنینؑ کو اس طرح کی غیر مناسب باتوں کے لئے سزاوار قرار دیا، تم بہت بڑے اشتباہ میں ہو تمہاری ہوا وہوس نے تمھیں کھلے نقصان میں مبتلا کر دیا ہے، خدا کی رحمت سے دوری اور بدبختی کافر اور ظلم وستم کرنے والوں کے لئے ہے تم بہت بڑے نقصان کا شکار ہو چکے، شیطان نے راہ راست سے منحرف اور دلیل وبرہان سے محروم کر دیا۔

اس کے بعد خوارج کے سردار نے کہا: اے صعصعہ! اپنے مولا وآقا سے کہو کہ ہم ان سے جنگ کریں گے۔۔۔

پھر صعصعہ اپنے مولا وآقا کی طرف واپس آ گئے۔(۱)

محبت امام علیہ السلام

صرف صعصعہ ہی امامؑ کے شیدائی نہیں تھے بلکہ امامؑ بھی آپ سے محبت وانسیت رکھتے تھے، چنانچہ ایک دن امامؑ اپنے صادق وسچے مخلص شیعہ صعصعہ کی عیادت کے لئے آئے اور صعصعہ کا کافی احترام کیا اور اپنا ہاتھ شفا کے قصد سے ان کی پیشانی پر پھیرا اور کہا:

"لا تتخذن زیارتنا الیك فخرا علی قومك"

۱۔ الاختصاص، ص ۱۲۱۔

ہمارا تمہارے دیدار وعیادت کو آنا تمھارے لئے اپنی قوم وقبیلہ والوں پر افتخار و برتری کا باعث نہ ہو۔

صعصعہ نے عرض کی:

"لا، یاأمیر المومنین، ولا کن ذخراواجراً"

نہیں اے امیر المومنینؑ! بلکہ آپ کی یہ ملاقات میرے لئے قیمتی ذخیرہ اور عظیم اجر وثواب ہے"۔

قبر امام علیہ السلام پر آپ کا بیان

جب امام -کا آخری وقت ہوا اور طبیب نے ملاقات کرنے سے منع کر دیا تا کہ امامؑ پوری طرح آرام کر سکیں تو اس وقت صعصعہ نے امامؑ کے پاس جانے کی اجازت دینے والے سے کہا: مولا سے میری طرف سے کہنا کہ خدا حیات وموت میں آپ پر رحمت کرے۔۔۔امامؑ نے جواب دیا اور آخر کار صعصعہ ہمیشہ کے لئے اپنے امامؑ کے فیض سے محروم ہو گئے۔

نصف شب امامؑ کے خاص اصحاب وفرزند امامؑ کو لیکر کوفہ سے نجف کی طرف روانہ ہوئے اور امامؑ کو سپرد خاک کر دیا، اس وقت صعصعہ نے ایک ہاتھ اپنے سینہ پر اور دوسرا قبر مطہر پر رکھ کر اس طرح کہا: اے مولا! میرے ماں باپ آپ پر فدا، آپ کو جنت مبارک ہو، آپ کی جائے ولادت پاکیزہ تھی، آپ سختی وصعوبت میں بے حد صابر اور جنگوں میں شیر یزدان تھے، آپ اپنی تجارت وزندگی میں بہرہ مند تھے، مولا! آپ اپنی آرزو تک پہنچ گئے اور اپنے پروردگار سے جا ملے، آپ جوار پیغمبرؐ میں مستقر ہو گئے اور اپنے بھائی محمدؐ کے درجہ میں پہنچ گئے اور شربت الٰہی کو نوش کیا، مولا! ہم خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم پر احسان کرے اور ہمیں آپ کی پیروی کی توفیق وسعادت نصیب فرمائے تا کہ آپ کے نقش قدم پر چلیں اور آپ کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھیں اور خدا ہمیں آپ کے اولیا میں محشور کرے، مولا! آپ اس جگہ پہنچ گئے جہاں کوئی نہیں پہنچتا اور اس درجہ کو درک کر کے اس تک پہنچ گئے جس کا راستہ کسی کو میسر نہیں ہوتا، آپ نے اپنے بھائی کے سامنے جہاد کیا اور حق جہاد ادا کر دیا، آپ نے دین خدا کی ترقی کے لئے قیام کیا اور حق ادا کر دیا یہاں تک کہ سنت (خدا) کو حیات بخشی اور آتش فتنہ کو خاموش کر دیا یہاں تک کہ اسلام استوار محکم ہو گیا اور لوگوں کا ایمان پر رونق ہو گیا، ہمارا آپ پر بہترین درود وسلام ہو، آپ کے ذریعہ اہل ایمان کی کمر مضبوط اور نشانی وراستہ روشن ومنور ہو گیا، مولا! آپ پر میرا بہترین درود وسلام ہو۔

صعصعہ نے امامؑ کے سلسلہ میں بہت کچھ کہا اور اس طرح گریہ کیا کہ اس شب کی تاریکی میں سبھی حاضرین گریہ وماتم کرنے لگے، اس وقت آپ نے امام حسنؑ، امام حسینؑ، محمد حنفیہؒ، عباسؑ ویحییٰ اور عون وعبداللہ کو تسلیت پیش کی اور جب سپیدہ صبح نزدیک ہوئی تو یہ لوگ غموں کا پہاڑ لیکر قبر سے جدا ہو گئے اور سپیدہ صبح سے پہلے کوفہ پہنچ گئے تا کہ منافقین وخوارج نہروان کو آپ

کی قبر مطہر کا پتہ نہ چلے اور آپ نے مولا کی شہادت کے سلسلہ میں عظیم اشعار کہے۔(۱)

۵۱۳۔صفر بن عمرو بن محصن

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا اور جنگ صفین میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

۵۱۴۔صفوان بن حذیفہ یمانی

آپ اور آپ کے بھائی سعید حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۵۱۵۔صلد (صلہ) بن زفر عبسی

آپ بزرگ تابعین میں سے ہیں، نیز راوی حدیث ہیں، جلیل القدر اور ثقہ راوی ہیں، آپ نے حضرت علیؑ، عمار یاسر، حذیفہ بن یمان و ابن عباس اور ابن مسعود سے احادیث نقل کی ہیں، شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۵۱۶۔صهلب بن قرہ اسدی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور راوی حدیث ہیں، آپ نے صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۴)

۵۱۷۔صیفی بن ربعی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علیؑ کے صحابی ہیں (۵) ابن اثیر قمطراز ہیں کہ آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی (۶)۔

۱۔بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۲۹۵؛ سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۲۱۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۶۰۵۔

۳۔رجال طوسی، ص ۴۵۔

۴۔اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۱، ص ۲۹۶۔

۵۔رجال طوسی، ص ۴۵؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۶۸۔

۶۔اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۴۔

۵۱۸۔صیفی بن فسیل شیبانی

آپ راوی حدیث، شجاع و بہادر اور مومن و متقی تھے، آپ حضرت علیؑ پر پختہ ایمان وعقیدہ رکھتے تھے اور ہمیشہ امامؑ کے خاص خدمت گزار رہے اور آخر کار راہ ولایت میں حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ معاویہ کے جلاّدوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۱)

زیاد کا شکنجہ

جب زیاد بن ابیہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا تو اس نے صیفی کو بلا کر امامؑ کے بارے میں سوال کیا، آپ نے کہا: بندگان خدا میں بہترین سخن جس کے بارے میں کہی جا سکتی ہے وہ علیؑ ہیں۔

یہ سن کر زیاد نے حکم دیا کہ آپ پر عصا سے ضربت لگائی جائے اور یہ ضربت اس قدر لگائی گئی کہ آپ زمین پر گر گئے، اس کے بعد زیاد نے کہا: اب چھوڑ کر ایک طرف ہو جاؤ پھر آپ سے پوچھا: اب علیؑ کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟ آپ نے کہا: خدا کی قسم اگر تیغ و شمشیر سے مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دو گے تب بھی وہی کہوں گا جو پہلے سنا ہے۔

زیاد نے کہا: تمہاری گردن قطع کر دوں گا ورنہ علیؑ پر لعنت کرو؟

آپ نے جواب دیا: میری گردن مار دے، خدا کی قسم تو ان کے بارے میں میری زبان سے لعنت نہیں سن سکتا، اگر تو میری جان لینے کے سوا راضی نہیں تو لے لے کہ میں خدا کی رضا میں راضی ہوں مگر تو بد بخت قرار پائے گا، اس کے بعد زیاد نے حکم دیا اور آپ کو طوق و زنجیر میں باندھ کر قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔(۲)

شہادت

زیاد نے آپ کو حجر بن عدی کے ہمراہ معاویہ کے پاس شام بھیج دیا لیکن شام پہنچنے سے پہلے ''مرج عذرا'' میں آپ اور ابن حجر وغیرہ کو معاویہ کے حکم سے شہید کر دیا گیا۔

*****

۱۔رجال برقی، ص۵۔

۲۔تاریخ طبری، ج۵، ۲۶۶؛ الاغانی، ج۷، ص۱۴۸۔

''ض''

۵۱۹۔ ضحاک بن قیس

نصر بن مزاحم نے آپ کو ان افراد میں شمار کیا ہے جنھوں نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے (۱) چوں کہ ایک ضحاک نامی شخص پر امامؑ نے لعنت کی ہے (۲) لہٰذا یا ابن مزاحم نے اشتباہ سے یہ نام امامؑ کے اصحاب میں نقل کر دیا ہے یا یہ شخص ضحاک بن قیس فہری کے علاوہ ہے کہ جو معاویہ کا آدمی تھا۔ واللہ اعلم۔

۵۲۰۔ ضرار بن صامت

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار واصحاب اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعوں میں سے تھے آپ نے قتل عثمان کے بعد بیعت کی کہ آخری دم تک امامؑ کی ولایت وامامت سے دفاع کریں گے۔ (۳)

۵۲۱۔ ضرار بن ضمرہ ضبابی کنانی

آپ تابعین اصحاب، فصیح وبلیغ سخنور اور حضرت علی - کے بڑے عقیدت مند اور مخلص شیعہ صحابی تھے۔ (۴)

آپ نے معاویہ سے ایک ملاقات میں پوری ہمت وجرئت کے ساتھ مولا کی نسبت اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور کہا:

اے معاویہ! علیؑ بلند ہمت، دور اندیش اور طاقتور تھے، حق بات کہتے تھے اور عدل وانصاف سے فیصلہ کرتے تھے، ان کے پورے وجود سے علم کا چشمہ پھوٹتا تھا اور حکمت ودانش کے پھول کھلتے تھے، وہ دنیاوی زرق وبرق لباس فاخرہ سے دور رہتے تھے اور شب وتنہائی کو پسند کرتے تھے، ان کی آنکھوں سے آنسو جاری اور سوچتے رہتے تھے۔

اے معاویہ! علی کوتاہ لباس اور سخت غذا پسند کرتے تھے، جب ان سے سوال کرتے تھے فوراً جواب دیتے تھے، علیؑ

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۱۲، ۲۰۶، ۲۱۳، ۲۲۶، ۳۶۰، ۵۵۲۔

۳۔ جمل، ص ۱۰۶۔

۴۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۰۵۔

دینداروں کا احترام کرتے تھے اور فقرا و مسکین کو قریب کرتے تھے اور کبھی بھی طاقتور لوگ ان کے ذریعہ باطل مقصد تک نہیں پہنچ سکے اور کوئی بھی کمزور وناتواں ان کے عدل وانصاف سے ناامید نہیں ہوا۔۔۔اے معاویہ! میں نے دیکھا ہے کہ وہ راتوں میں محراب عبادت میں ڈاڑھی پکڑ کر مصیبت زدہ افراد کی طرح گریہ کرتے اور کہتے تھے:

"**یادنیا غری غیری**۔۔۔؛ اے دنیا مجھ سے دور ہوجا، کیا تو خود کو میرے سامنے پیش کرتی ہے یا مجھے دوست رکھتی ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، جا (دور ہوجا) دوسروں کو فریب ودھوکہ دے، میں تجھے تین مرتبہ طلاق دے چکا ہوں اور اب تجھے میری طرف رجوع کا حق نہیں ہے، میں تیرے دھوکہ میں نہیں آؤں گا کہ تیری عمر مختصر اور قیمت بہت کم ہے۔۔۔"

ضرار کہتے ہیں: میری یہ باتیں سن کر معاویہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہا: "**رحم الله ابا الحسن، كان والله كذلك**؛ خداوندعالم ابوالحسن (علیؑ) پر رحمت کرے خدا کی قسم وہ اسی طرح تھے"

اس کے بعد معاویہ نے پوچھا: اے ضرار! تمھارا علی کے لئے غم واندوہ کیسا ہے؟ ضرار نے کہا: "**حزن من ذبح ولدها في حجرها**؛ اس ماں کی طرح ہے جس کا صرف ایک بیٹا ہو اور اسے اس کی آغوش میں قتل کردیا جائے"۔(۱)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۸، ص۲۲۵؛ اعیان الشیعہ، ج۷، ص۴۰۵ جناب ضرار کی معاویہ سے ملاقات کا واقعہ نہج البلاغہ (حکمت ۷۵) میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ منقول ہے، چونکہ مذکورہ بیان سے مشابہ ہے لہٰذا اسے نقل نہیں کیا۔

”ط، ظ“

۵۲۲۔ طارف بن عدی بن حاتم

منجملہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔

۵۲۳۔ طارق بن شہاب احمسی کوفی

آپ رسولؐ کے صحابی ہیں اور آپ کو رسول خداؐ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا، قتل عثمان کے بعد آپ حضرت علی - کے اصحاب میں شامل ہوئے اور جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۱)

۵۲۴۔ طالب بن کلثوم ہمدانی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شایان شان جنگ کرتے ہوئے اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۵۲۵۔ طرفہ بن عدی بن حاتم

روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔

۵۲۶۔ طرماح بن عدی

آپ اپنے والد ماجد اور اپنے بھائیوں کی طرح حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے، آپ شجاع و بہادر اور عظیم سخنور تھے۔

نامہ بر امام علیہ السلام

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص ۹۴۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے حضرت امیر المومنینؑ اور معاویہ کے درمیان خطوط کا سلسلہ رہا، معاویہ نے حضرت علی -کے پاس اس طرح ایک خط لکھا: میں جلا دینے والے شعلے لیکر جنھیں کوئی آندھی طوفان ہلا نہیں سکتا اور کوئی پانی انہیں بجھا نہیں سکتا آپ کی طرف آ رہا ہوں، ایسے شعلے کہ جب بھی آتے ہیں ہر چیز میں سوراخ اور اسے جلا (کر راکھ کر) دیتے ہیں والسلام۔

حضرت علیؑ نے معاویہ کے خط کا دندان شکن جواب دیا جو اس طرح تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اے معاویہ! تیرا نامہ مجھے موصول ہوا، تو نے اس میں جھوٹ بولا ہے، کیا تو نہیں جانتا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں، حسن وحسین کا باپ ہوں میں وہی ہوں جس نے تیرے جد و چچا اور ماموں کو (جنگ بدر میں) ہلاک کیا، میں وہی علی ہوں جس نے تیرے رشتہ داروں کو جنگ بدر و احد میں ہلاک کیا یاد رکھ کہ وہی تلوار آج بھی میرے ہاتھ میں ہے اور آج بھی جرئت دل وطاقتور بازو کے ساتھ اس سے حمل کرتا ہوں، اے معاویہ! میرا خدا پروردگار عالم اور نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلاح وہی تلوار ہے جس کے زخم آج بھی تیرے خاندان میں بھرے نہیں ہیں، سلام ہو اس شخص پر جو خدا کی ہدایت قبول کرے، جب طرماح خط لیکر پہنچے تو آپ نے معاویہ کو دیکھ کر کہا: اَلسَّلامُ عَلَیکَ اَیُّھَا الْمَلِکُ، اے بادشاہ! تم پر سلام ہو۔

معاویہ نے کہا: تم نے امیر المومنین کہہ کر خطاب کیوں نہیں کیا؟ طرماح نے کہا: مومنین تو ہم ہیں کس نے تمہیں ہمارا امیر مقرر کیا ہے کہ تمھیں امیر المومنین کہہ کر خطاب کریں؟ معاویہ نے کہا: اے اعرابی! تم نے علی کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟

طرماح نے کہا: میں نے اپنے مولا و آقا کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ہمیشہ چالاک و ماہر، آزاد، منظم، کریم وشجاع اور سخی تھے، وہ جس لشکر کی طرف بھی بڑھے، تیزی سے بڑھے اور بغیر کسی مدد کے اسے ذلیل وخوار کیا اور جس قلعہ ومحل کی طرف بھی رخ کیا اس کا محاصرہ اور اسے ویران کر دیا، معاویہ نے پوچھا: اصحاب علی کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟

طرماح نے کہا: میں نے انھیں اس حالت میں چھوڑا ہے کہ حضرت علیؑ ان کے درمیان اس طرح تھے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں میں ہو، آنجنابؑ اگر حکم دیں تو وہ اطاعت کرتے ہیں اور منع کریں تو رک جاتے ہیں۔

معاویہ نے کہا: اے اعرابی! لگتا ہے تم اصحاب علی میں سب سے زیادہ ہوشیار ہو۔

طرماح نے کہا: اے معاویہ! حضرت علیؑ کے اصحاب میں ایسے اہل ادب اور ارباب سخن موجود ہیں کہ تم ان کے بے پایان علوم کے سمندر میں ڈوب کر غرق ہو جاؤ گے۔

یہ سنکر معاویہ کو بڑا غصہ آیا اور اس نے کہا: وائے ہو تیری ماں پر۔

طرماح نے کہا: (ہرگز نہیں) بلکہ میری ماں پر درود وسلام کہ اس نے مجھے مومن پیدا کیا اور تم جیسے منافق سے چشم پوشی کی۔

معاویہ نے اس وقت لالچ دے کر کہا: اے طرماح! کیا تمہیں انعام سے نوازوں؟

طرماح نے کہا: ہاں تمہاری جان چاہیئے، بھلا مال لینے سے کس طرح منع کر سکتا ہوں؟

معاویہ نے حکم دیا اور ایک لاکھ درہم ان کے لئے حاضر کر دیئے گئے۔

اس کے بعد معاویہ نے پوچھا: زیادہ چاہئیں؟

طرماح نے کہا: ہاں زیادہ دیجئے کہ دینے والا قوم کا سردار و بزرگ ہے۔

معاویہ کے حکم سے ایک لاکھ درہم اور حاضر کر دیئے گئے۔

طرماح نے کہا: تین لاکھ دیجئے کہ عدد فرد ہو اور خدائے واحد بھی فرد ہے اور انھیں نولاکھ (۹۰۰۰۰۰) تک کیجئے۔

معاویہ نے کہا: بہت ٹھیک، اب کیا کہتے ہو؟

طرماح نے کہا: خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں اور تم پر مذمت۔

معاویہ نے کہا: کیوں ۔۔۔؟

طرماح نے جواب دیا: اس لئے کہ یہ مال نہ تمہارا ذاتی ہے اور نہ تمہارے باپ کی میراث ہے کہ اس طرح خیرات کر رہے ہو بلکہ یہ سب بیت المال سے ہے۔

معاویہ نے طرماح کے جواب سے عاجز وخستہ ہو کر منشی سے کہا: جلد جواب لکھ تا کہ یہ یہاں سے چلا جائے۔

منشی نے اس طرح نامہ تحریر کیا: اے علی! چالیس اونٹ جن پر رائی حمل ہوگی اور ہر رائی کا دانہ ہزار جنگجو کے ساتھ ہوگا آپ کی طرف بھیج رہا ہوں، ایسا لشکر جس کے سپاہی دجلہ (نہر) اور فرات کا پانی ایک جگہ نوش کریں گے۔

طرماح نے معاویہ کا خط سن کر کہا: ۔۔۔اگر جن وانس اور اہل زبور وقرآن ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو بھی اس طرح کی بات نہیں کریں گے۔

معاویہ نے کہا: لکھنے والے نے میرا حکم اجرا کیا ہے۔

طرماح نے کہا: میں جانتا ہوں چونکہ تم نے اس طرح کے مطالب اس سے بیان کئے ہیں، لہٰذا میں تمہارے اتنے

بڑے جھوٹ سے بڑا شرمندہ ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت علیؑ کے پاس ایک مرغ ہے جو ایک حملہ میں تمہارے رائی کے دانوں کو کھا جائے گا؟

معاویہ نے کہا: کون؟

طرماح نے کہا: مالک اشتر، جو تمہارے سارے سپاہیوں کو پراکندہ ونیست ونابود کردے گا، اس کے بعد آپ معاویہ کا خط اور ہدایا لیکر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

معاویہ نے طرماح کے جانے کے بعد اپنے اطراف میں بیٹھے ہوئے چاہنے والوں سے کہا: جس طرح علی ان کے ساتھ رفتار کرتے ہیں میں تمہارے ساتھ رفتار کروں تو جتنی محبت انہیں اپنے مولا وآقا (علی) سے ہے اس کا سوواں (۱۰۰) حصہ بھی مجھ سے محبت نہیں کروگے۔(۱)

طرماح اور امام حسین علیہ السلام سے ملاقات

ابن اثیر اور دیگر مورخ نقل کرتے ہیں کہ: طرماح اپنے تین دوستوں کے ساتھ کوفہ کے راستے ''اجاء'' کی طرف روانہ تھے کہ ''عذیب الہجانات'' نامی جگہ پہنچ کر حضرت امام حسینؑ سے ملاقات کی، طرماح نے حضرت امام حسینؑ کی شان میں اشعار پڑھے اور پھر امامؑ کو سختی سے منع کیا کہ آپ کوفہ ہرگز نہ جائیں۔۔۔آپ میرے ساتھ تشریف لائیں میں آپ سے ہر طرح کا وعدہ کرتا ہوں کہ آپ پر ذرہ برابر بھی آنچ نہیں آسکتی اور اگر کسی نے جرئت کی تو میرے قبیلہ میں بیس ہزار (۲۰۰۰۰) جنگجو موجود ہیں جو آپ کی رکاب میں جنگ کریں گے۔

کافی تبادلہ خیال وگفتگو کے بعد جب طرماح نے امامؑ کو ارادہ پر مصر دیکھا تو آخر میں آپ نے امامؑ سے خدا حافظ کہا اور وعدہ کیا کہ اپنے وطن ''اجاء'' پہنچنے کے بعد بہت جلد آپ کی نصرت کے لئے واپس آؤں گا۔

آپ اپنے وطن پہنچ کر وعدہ کے مطابق بلا فاصلہ امامؑ کی طرف روانہ ہو گئے لیکن ''عذیب الہجانات'' نامی جگہ پہنچے تھے کہ خبر ملی: امام حسینؑ اپنے سبھی اصحاب کے ساتھ شہید ہو چکے ہیں، ان کے سروں کو تن سے جدا اور اہل بیت کو اسیر کر لیا گیا ہے، آپ یہ سن کر نہایت افسوس اور غم واندوہ کے ساتھ اپنے وطن کی طرف واپس ہو گئے۔(۲)

۵۲۷۔طریف بن عدی بن حاتم طائی

۱۔اختصاص شیخ مفید، ص ۱۳۸؛ معادن الحکمۃ فی مکاتیب الائمہؑ، ج ۱، ص ۳۱۲۔

۲۔کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۵۵۳؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۰۴۔

آپ اور آپ کے بھائی حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے جنگ جمل وصفین میں شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

۵۲۸۔ طفیل بن حارث بن عبد المطلب

شیخ طوسی نے آپ کا رسول خداؐ کے اصحاب و جنگ بدر کے مجاہدین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۱) اور رقمطراز ہیں کہ: آپ اصحاب بدر اور ان مہاجرین میں سے ہیں جنھوں نے حضرت علیؑ کی خلافت کے اول وقت اس بات پر بیعت کی تھی کہ آخری دم تک امامؑ کی ولایت سے دفاع کریں گے۔

۵۲۹۔ طلبہ بن قیس

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اشعار پڑھے۔(۲)

۵۳۰۔ ظالم بن سراق (ابوصفرہ)

آپ بصرہ میں حضرت علیؑ کے اصحاب میں شامل تھے، آپ نے زمانہ رسولؐ میں اسلام قبول کیا لیکن آنحضرتؐ کے دیدار مبارک سے شرفیاب نہیں ہوئے۔

۵۳۱۔ ظبیان بن عمارہ تمیمی

آپ رسول خداؐ کے اصحاب اور ایک قول کی بنا پر تابعین میں سے ہیں نیز آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی اور حضرت امام حسنؑ وامام حسینؑ کے چاہنے والے ہیں۔

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۳) آپ جناب مختار کے قیام کے زمانہ میں جناب مختار کی طرف سے فرمان روا تھے اور آپ نے عمر سعد کا سر محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھیجا۔(۴)

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۲ و ۵۵۴۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۶۔

۴۔ تاریخ طبری، ج ۶، ص ۶۲۔

''ع،غ''

۵۳۲۔ عائذ بن بکر

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۵۳۲۔ عائذ بن حملہ تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ اور گھوڑ سوار سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین و نہروان میں شرکت کی اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حجر بن عدی کے ساتھ ہو گئے۔(۲)

۵۳۴۔ عائذ بن سعید

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ و صحابی تھے اور جنگ جمل میں لشکر کے ایک گروہ کے پرچم دار تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۳)

۵۳۵۔ عائذ بن کریب ہلالی

نصر بن مزاحم نے آپ کا شمار ان افراد میں کیا ہے جنھوں نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۴)

۵۳۶۔ عائذ بن مسروق ہمدانی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ و صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۲۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۵۹و۸۷۔

۳۔ اعیان الشیعہ، ج ۵، ص ۴۰۵؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۲۰۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۵۳۷۔ عابد بن رفاعہ

برقی نے آپ کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۵۳۸۔ عابس بن ربیعہ نخعی

آپ حضرت رسول خداؐ کے صحابی اور ایک قول کی بنا پر ثقہ تابعین میں سے تھے اور آپ نے حضرت علی - وعمر خطاب وعائشہ اور حذیفہ سے احادیث نقل کی ہیں۔(۲)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

اس حدیث کو عابس نقل کرتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "**خیر اخوانی علی وخیر اعمامی حمزہ؛** میرے بہترین بھائی علی اور بہترین چچا حمزہ ہیں"۔(۳)

۵۳۹۔ عاصم بن زیاد بن انس بصری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ زاہد، متقی و پرہیز گار اور حضرت علیؑ کے مطیع وفرمان بردار تھے۔

آپ کے زہد وتقوی کا عالم یہ تھا کہ آپ نے کچھ عرصہ کے لئے لوگوں سے دوری اختیار کی اور صرف عبادت پرور دگار میں مشغول رہتے تھے جب امامؑ کو آپ کے بارے میں اطلاع ملی تو امامؑ نے آپ کو بلا کر کافی وعظ ونصیحت کی جب آپ نے عرض کی: مولا! آپ بھی تو اسی طرح بالکل سادہ زندگی گزارتے ہیں تو امامؑ نے کہا: ہماری زندگی تم سے فرق کرتی ہے ہمارا اپنے سے مقابلہ مت کرو۔۔۔ آخر کار اس نے مولا کے حکم کی تعمیل میں اپنے لباس اور طرز زندگی کو بدل دیا۔

۵۴۰۔ عاصم بن ضمرہ سلولی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور تابعین اصحاب میں سے تھے، آپ ثقہ راوی تھے اور آپ نے حضرت علی - اور سعید بن جبیر سے احادیث نقل کی ہیں۔

۱۔ رجال برقی، ص ۶۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۷۳؛ الاصابہ، ج ۳، ص ۵۶۷؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۳۰۔

۳۔ اسد الغابہ ج ۳، ص ۷۳؛ الاصابہ، ج ۳، ص ۵۶۷؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۳۰۔

برقی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۱)

۵۴۱۔ عاصم بن عوف بجلی

آپ کوفہ میں حضرت علیؑ کے صحابی اور راوی حدیث تھے۔

۵۴۲۔ عامر بن اخیل

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۵۴۳۔ عامر بن اصقع زبیدی

شیخ طوسی نے عامر کا حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۵۴۴۔ عامر بن امین سُلمی

عامر حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور سپاہ شام کی مذمت میں اشعار پڑھے۔(۴)

۵۴۵۔ عامر بن حنظلہ کندی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔(۵)

۵۴۶۔ عامر بن ربیعہ

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت رسول خداؐ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے۔(۶)

۵۴۷۔ عامر بن زید

۱۔ رجال برقی، ص ۵

۲۔ رجال طوسی، ص ۴۹؛ جمل، ص ۱۰۴۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۲۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۳۶۴۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۴۰۷۔

۶۔ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۴۰۷۔

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۵۴۸۔عامر بن صخرہ سکونی

شیخ طوسی نے آپ کا کوفہ کے اعراب اور حضرت امرالمومنینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۵۴۹۔عامر بن طریف

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، آپ نے ربذہ میں سلمان فارسی اور ربیعہ کے ساتھ جناب ابوذر غفاری سے ملاقات کی، جناب ابوذر نے آپ سے تاکید کی کہ جب فتنہ برپا ہو تو حضرت علیؑ کی پناہ و پیروی میں رہنا، نیز کہا کہ: میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: علی پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور پہلے شخص ہیں جو قیامت میں مجھ سے ملاقات کریں گے، صدیق اور حق و باطل کو جدا کرنے والے ہیں اور مومنین کے امیر و سردار ہیں''۔(۳)

۵۵۰۔عامر بن عبد الاسود

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۴)

۵۵۱۔عامر بن عبد عمرو(ابو حبیب)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۵۵۲۔عامر بن عبد قیس

آپ آٹھ زاہدوں میں سے ہیں اور حضرت علیؑ کے متقی ترین اصحاب میں سے ہیں۔

عبادت وشب داری

۱۔رجال طوسی، ص ۴۹۔

۲۔رجال طوسی، ص ۴۸۔

۳۔اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۴۰۹؛ تنقیح المقال، ج ۳، الکنی، ص ۱۷۔

۴۔رجال طوسی، ص ۵۳۔

۵۔رجال طوسی، ص ۴۹۔

آپ پوری پوری رات صبح تک نماز میں کھڑے رہتے تھے اور دنوں میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور اپنے نفس سے کہتے تھے کہ تو اسی عبادت کے لئے ہی تو پیدا ہوا ہے۔

۵۵۳۔ عامر بن عویف

عامر نے اپنے بھائی عمرو کے ہمراہ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۵۵۴۔ عامر بن مسعود بن سعد

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۵۵۵۔ عامر بن نیاح

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور موذن تھے جو اذان میں "حی علی خیر العمل" کہتے تھے اور امامؑ کی آپ پر خاص عنایت تھی۔(۳)

۵۵۶۔ عامر بن واثلہ کنانی (ابوطفیل)

آپ رسول خداؐ کے بزرگ صحابی اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے امامؑ کی تمام جنگوں میں شرکت کی اور سنہ ۱۰۰ہجری و بہ نقل دیگر سنہ ۱۱۰ہجری امام محمد باقرؑ کے زمانہ میں انتقال کیا اور آپ رسول خداؐ کے آخری صحابی تھے جنھوں نے اس دار فانی کو ترک کیا۔

آپ حدیث ثقلین کے معتبر راویوں میں سے ہیں اور آپ نے حدیث غدیر کو جس کے ضمن میں حدیث ثقلین کا ذکر ہے اس طرح نقل کیا ہے:

رسول خداؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان غدیر میں لوگوں کے لئے تفصیلی خطبہ پڑھا اور اس کے ضمن میں حضرت علیؑ کا اپنے خلیفہ و جانشین کی حیثیت سے تعارف کرایا اور فرمایا: "مَن کُنتُ مَولَاہُ فَاِنَّ عَلِیّاً مَولَاہُ وَھو ھَذا؛ اے لوگو! جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں اور وہ یہ علی ہیں" اس کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اس طرح کہ

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷؛ وقعہ صفین، ص ۲۶۳۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۵۰۔

۳۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۱۷۔

دونوں حضرات کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگی اور فرمایا: "اَللّٰھُمَّ وَالِ مَن وَالَاہُ وَعَادِ مَن عَادَاہُ وَانصُرْ مَنْ نَصَرَہُ وَاخْذُلْ مَن خَذَلَہُ۔۔۔ألا وَاِنِّي سَأَلُکُمْ بِالثَّقَلَینِ مِن بَعدِی فَانظُرُوا کَیفَ تَکُونُوا خلفتمونی فِیهِمَا حَتَّی تَلقُونِی؛ خدایا! جو علی کو دوست رکھے اسے دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ، جو ان کی نصرت ومدد کرے اس کی نصرت ومدد کر اور جو انہیں رسوا (کرنے کی کوشش) کرے اسے ذلیل وخوار کر۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا: ''یاد رکھو کل قیامت میں جب تم میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے تو میں تم سے ان دو گراں قدر چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا پس دھیان رکھنا کہ میری ان چھوڑی ہوئی چیزوں کے ساتھ کس طرح رفتار کرو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو''

حاضرین میں سے بعض نے معلوم کیا اے رسول خداؐ! گراں قدر چیزیں کیا ہے؟

فرمایا: ثقل اکبر قرآن مجید جو وسیلہ ہے خدا کی طرف سے میرے ہاتھ میں اور میرے ہاتھ سے تمہارے ہاتھ میں اس بنا پر اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے، اور اس کتاب قرآن مجید میں گذشتہ سارا علم اور آیندہ قیامت تک کا سارا علم موجود ہے البتہ ثقل اصغر علی اور میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے''۔(۱)

معروف بن خرّبوذ نامی ایک شخص کہتا ہے: میں نے یہ حدیث حضرت امام باقرؑ کی خدمت میں پیش کی تو امامؑ نے فرمایا کہ: ابوطفیل نے سچ کہا ہے، میں نے اس حدیث کو کتاب حضرت علیؑ میں دیکھا ہے''۔(۲)

بے شک پیغمبر اسلامؐ نے تا کہ امت اپنے بعد بغیر امام وخلیفہ کے نہ رہے بار ہا حضرت علیؑ کا اپنا خلیفہ وجانشین ہونے کی حیثیت سے تعارف کرایا ہے اور آخری حج میں میدان غدیر کی سخت گرمی میں لوگوں کو جمع کر کے سب کے سامنے اتمام حجت کردی، مگر افسوس کہ بعد وفات پیغمبر اسلامؐ کا جنازہ بے کفن ودفن رہا اور کچھ لوگوں نے رسول خداؐ کی تاکید کو اہمیت نہ دے کر حضرت علیؑ کو گوشہ نشین کر دیا۔

جنگ جمل وصفین

آپ نے جنگ جمل وصفین میں بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کی اور آپ دشمنوں کے حوصلہ پست اور اپنے اصحاب

۱۔خصال صدوق، باب ۲، ص ۶۵۔۶۶۔

۲۔خصال صدوق، باب ۲، ص ۶۵۔۶۶۔

کے حوصلہ بلند کرنے کی خاطر اشعار پڑھتے جس سے اپنے و پرائے سب متاثر ہوتے تھے۔

۵۵۷۔ عباد بن عبداللہ اسدی کوفی

آپ ثقہ راویوں میں سے ہیں، آپ سے منہال بن عمر نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: " انا عبداللہ واخو رسول اللہ وانا صدیق ا کبر ۔۔۔؛ میں خدا کا بندہ، خدا کے رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں، یہ بات مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کہی اور میرے بعد بھی کوئی نہیں کہے گا سوائے جھوٹے کے اور میں نے لوگوں کے اسلام لانے سے سات سال پہلے اسلام ظاہر کیا اور نماز پڑھی"۔(۱)

۵۵۸۔ عباد بن قیس

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۵۵۹۔ عباد بن نسیب قیسی

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی وثقہ اور راوی حدیث تھے، بہت سے لوگوں نے آپ سے حدیثیں نقل کی ہیں اور آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی۔(۳)

۵۶۰۔ عبادہ بن زیاد ربعی اسدی

آپ کوفہ کے محدث اور صاحب کتاب تھے، آپ نے فضائل اہل بیت ؑ کے سلسلہ میں بہت سی روایتیں نقل کی ہیں، آپ شیعہ نیک نام روسا میں سے تھے۔(۴)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۵۶۱۔ عبادہ بن صامت

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۸۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۳، ص ۲۲۸۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۵۱۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۱۰۱؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۹۸۔

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۸۶؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۲۵۔

۵۔ رجال طوسی، ص ۴۸۔

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جناب ابوذر غفاری کے بھتیجے تھے، آپ کوفہ میں مقیم اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے(۱) آپ رسول خداؐ کے صحابی ''عبادہ بن صامت'' کے علاوہ ہیں۔

۵۶۲۔ عباس بن ربیعہ بن حارث

آپ تابعین اصحاب اور حضرت علیؑ کے مخلص چاہنے والوں میں سے ہیں، حضرت علیؑ آپ پر خاص عنایت رکھتے تھے، چنانچہ جنگ صفین میں جب آپ اسلحہ حمائل کر کے امامؑ کی خدمت میں اذن جہاد کے لئے آئے تو امامؑ نے منع کر دیا اور کہا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں میدان جنگ میں نہ جانا کیوں کہ معاویہ بنی ہاشم کا نام ونشان مٹا دینا چاہتا ہے۔(۲)

۵۶۳۔عباس بن شریک

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۵۶۴۔ عبایہ بن رفاعہ بن رافع

شیخ طوسی کہتے ہیں کہ: وہ ثقہ راوی اور تابعین اصحاب میں سے تھے، نیز شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

ابن حجر رقمطراز ہیں: وہ ابن حبان کے نزدیک ثقہ تھے اور انہوں نے حسین بن علیؑ اور ابی عبس سے حدیث نقل کی ہے (۵)۔

۵۶۵۔ عبد الخیر خیرانی

آپ رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے بزرگ اصحاب و چاہنے والوں میں سے تھے۔(۶)

۵۶۶۔ عبد الخیر بن یزید ھمدانی

۱۔ رجال طوسی، ص ۷۴؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۲۰۱؛ سفینۃ البحار، ج ۲، ۱۴۵۔

۲۔ تنقیح المقال، ج ۲، ۱۲۶؛ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۷۶۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۲۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۵۲۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۲۴۔

۶۔ رجال طوسی، ص ۵۳؛ الغدیر، ج ۹، ص ۳۶۷۔

آپ شیعہ اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور جنگ صفین کے بہت سے واقعات آپ سے منقول ہیں۔

جنگ صفین کے راستہ میں آپ نے حضرت علیؑ سے ایک معجزہ دیکھا اور اسے نقل کیا۔(۱)

۵۶۷۔عبدالرحمن بن ابزی خزاعی

آپ مکہ کے بعد کوفہ میں مقیم ہوئے اور حضرت علیؑ کے شیعہ و چاہنے والے قرار پائے، آپ نے جنگ صفین میں امام - کا ساتھ دیا اور نقل کرتے ہیں کہ: بیعت رضوان کے موقع پر رسول خداؐ کی بیعت کرنے والوں میں سے آٹھ سو(۸۰۰) لوگوں نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور ان میں سے تین سو ساٹھ(۳۶۰) افراد(منجملہ جناب عمار یاسر) شہید ہوئے، حضرت علیؑ نے عبدالرحمن کو اعتماد کی خاطر خراسان کا حاکم و امیر مقرر کیا۔

آپ سے فقہ وغیرہ کے موضوع پر بہت سی روایتیں نقل ہوئی ہیں، منجملہ کتاب سنن ابن داؤد جلد ۱، ص ۵۳ اور سنن بیہقی جلد ۱، ص، ۲۰۹ پر منقول ہے کہ عبدالرحمن ابن ابزی نے کہا: ایک شخص عمر خطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجنب ہو گیا ہوں اور پانی موجود نہیں ہے؟ عمر نے کہا: نماز مت پڑھ۔

جناب عمار نے فوراً کہا: کیا آپ کو یاد ہے کہ میں اور آپ سردی میں مجنب ہوئے تھے اور پانی موجود نہیں تھا، آپ نے نماز نہیں پڑھی اور میں نے تیمم کر کے نماز پڑھی تھی تو رسول خداؐ نے میرے عمل کی تائید فرمائی تھی۔

عمر نے (یہ سن کر جناب عمار سے ناراض ہو کر) کہا: اے عمار! خدا سے ڈرو، مجھے خطاوار ٹھہرا رہے ہو، جناب عمار نے کہا: اگر آپ کہیں تو میں اس حدیث کو نقل نہ کروں؟۔(۲)

۵۶۸۔عبدالرحمن ابی طلحہ

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۵۶۹۔عبدالرحمن بن ابی عمرہ بشیر انصاری

آپ رسول خداؐ کے صحابی، زیادہ حدیث نقل کرنے والے اور ثقہ تھے، آپ حضرت علیؑ کے جنگ صفین میں مخلص

۱۔وقعہ صفین، ص ۳۴۲۔

۲۔الغدیر، ج ۶، ص ۸۳۔

۳۔رجال طوسی، ص ۴۹۔

وفدا کا رشیعہ تھے(۱) اوراسی جنگ میں آپ کی شہادت ہوگئی۔(۲)

۵۷۰۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی

آپ بزرگ تابعین اصحاب اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ وصحابی تھے(۳) آپ نے جنگ صفین میں اپنے سات فرزندوں کے ہمراہ حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔

۵۷۱۔ عبدالرحمن بن بدیل ورقاء خزاعی

آپ رسول خداؐ کے صحابی تھے، آنحضرتؐ نے آپ کو نمائندہ بنا کر یمن بھیجا تھا، آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آپ حضرت علیؑ کے ملازم وشیعہ قرار پائے اور جنگ صفین میں دو بھائیوں کے ہمراہ امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے (۴) شیخ طوسی کا نظریہ ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی محمد وعبداللہ حضرت علیؑ کے صحابی اور یمن میں پیغمبر اسلامؐ کے نمائندہ تھے اور آپ نے اپنے بھائی عبداللہ کے ہمراہ جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۵)

۵۷۲۔ عبدالرحمن بن بشر کلبی کوفی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ جمل وصفین میں سوار سپاہیوں میں شامل تھے، آپ نے دو بھائیوں عبید اور سائب کے ساتھ امامؑ کا ساتھ دیا۔(۶)

۵۷۳۔ عبدالرحمن بن جندب

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے(۷) آپ نے بہت سی روایتیں واخبار اور حوادث حضرت امیر المومنینؑ سے نقل کئے

۱۔ اسد الغابہ، ج ۳، ۲۸۲؛ الاصابہ، ج ۵، ص ۴۵؛ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۱۵۱۔

۲۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۱، ص ۳۲۷۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۸۲۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۳، ۲۸۳؛ الاصابہ، ج ۴، ص ۲۱؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۴۱؛ رجال شیخ طوسی، ص ۴۶۔

۵۔ رجال شیخ طوسی، ص ۴۶؛ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۸۲؛ الاصابہ، ج ۴، ص ۲۱ و ۲۹۔

۶۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۱، ص ۳۲۷۔

۷۔ رجال طوسی، ص ۵۰۔

ہیں۔(۱)

۵۷۴۔عبدالرحمن بن حاطب

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور آپ کے بھائی سوید بن حاطب اسی جنگ میں شہید ہوئے۔(۲)

۵۷۵۔عبدالرحمن بن حجر بن عدی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے۔

۵۷۶۔عبدالرحمن بن حسان بن عنزی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور اپنے قبیلہ میں بلند مقام ومرتبہ رکھتے تھے، آپ مولا کی ولایت پر ثابت قدم رہتے ہوئے جناب حجر بن عدی کے ہمراہ شہید ہو گئے۔

آپ کی شہادت کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کو ایک گڑھا کھود کر زندہ دفن کیا گیا۔(۳)

۵۷۷۔عبدالرحمن بن حنبل

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ مہاجرین میں سے ہیں، آپ نے مدینہ میں اس بات پر بیعت کی تھی کہ آخری دم تک حضرت علی -کی ولایت سے دفاع کریں گے۔(۴)

آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے(۵)

۵۷۸۔عبدالرحمن بن خراش (ابولیلی)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ رسول خداؐ کے انصار اصحاب میں سے ہیں، آپ نے اپنے بھائی عبدالرحیم کے

۱۔تاریخ طبرس، ج۵،ص ۱۴۔

۲۔سوید بن حاطب کے حالات زندگی۔

۳۔تاریخ طبری، ج۵، ۲۷۱۔۲۷۷۔

۴۔اسد الغابہ، ج۳، ۲۹۰؛ الاصابہ، ج۴، ۳۰۰؛ تنقیح المقال، ج۲، ص ۱۴۳۔

۵۔رجال طوسی، ص ۵۰۔

ہمراہ حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔(۱)

۵۷۹۔ عبدالرحمن بن ذویب اسلمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور قصیدہ بھی کہا۔۔۔(۲)

۵۸۰۔ عبدالرحمن بن سوید

آپ روایت کرنے والوں میں سے ہیں، بعض نے آپ کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے کہ آپ نے امامؑ سے حدیث نقل کی ہے اور بعض نے آپ کا حضرت امام جعفر صادقؑ سے حدیث نقل کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔(۳)

۵۸۱۔ عبدالرحمن بن عائذ ثمانی کندی

آپ صحابی رسولؐ ہیں اور ایک قول کی بنا پر اہل شام کے تابعین میں سے ہیں نیز آپ عالم و بلند مرتبہ تھے اور آپ کی بہت سی کتابیں ہیں۔

سنن بیہقی میں منقول ہے کہ آپ نے حضرت علیؑ کو خلافت عمر کے زمانہ میں درک کیا اور آنجنابؑ سے چور کے ہاتھ کاٹنے کے سلسلہ میں روایت نقل کی ہے۔(۴)

۵۸۲۔ عبدالرحمن بن عبد بن ابی الکنود

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۵) مورخین نے آپ کے حوالہ سے بہت سے واقعات وحوادث نقل کئے ہیں اور آپ نے جنگ صفین ونہروان میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور بہت سے واقعات نقل کئے۔

نصر بن مزاحم آپ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ: جب حضرت علیؑ جنگ جمل کو فتح کرنے کے بعد کوفہ میں داخل ہوئے۔۔۔آپ نے مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز ادا کی اور پھر منبر پر جا کر لوگوں کو وعظ ونصیحت کی۔۔۔اور فرمایا: اے کوفہ کے لوگو! میں تمہاری نسبت اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم خواہشات نفس کا اتباع اور بڑی بڑی آرزوئیں کرنے لگو، کیوں کہ

۱۔اسد الغابہ، ج۳،ص۲۹۰؛الاصابہ، ج۴،ص۳۰۰؛تنقیح المقال، ج۲،ص۱۴۳۔

۲۔وقعہ صفین،ص۳۸۲۔

۳۔طبقات الکبری، ج۴،ص۲۴۱؛اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج۱،ص۳۳۱

۴۔الغدیر، ج۶،ص۱۳۶۔

۵۔رجال طوسی،ص۵۳۔

خواہشات نفس کی پیروی انسان کوحق سے دور رکھتی ہے اور طولانی آرزو انسان سے آخرت کو بھلا دیتی ہے، یاد رکھو کہ دنیا دھیرے دھیرے جارہی ہے اور آخرت آگے آرہی ہے، کچھ لوگ دنیا کے لئے کوشش کررہے ہیں اور کچھ لوگ آخرت کے لئے کوشاں ہیں، تمہاری کوشش آخرت کے لئے ہونی چاہیے، کیوں کہ یاد رکھو کہ آج سعی وکوشش کرنے کا دن ہے اور کل قیامت میں حساب وکتاب کا دن ہے عمل کرنے کا نہیں۔۔۔''۔

۵۸۳۔ عبدالرحمن بن عبدربه

شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت امیرالمومنینؑ کے صحابی ہیں۔

۵۸۴۔ عبدالرحمن بن عمر

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۵۸۵۔ عبدالرحمن بن عمروبن جموح

آپ اور آپ کے والد گرامی رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ کے والد گرامی جنگ احد میں حضور اکرمؐ کی رکاب میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔(۲)

عبدالرحمن حضرت علی - کے شیعہ وصحابی تھے، آپ کی معاویہ کے زمانہ میں شہادت ہوئی اور آپ پہلے وہ شخص ہیں جس کا اسلام میں سر قلم کرکے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔(۳)

۵۸۶۔ عبدالرحمن بن عوسجه

آپ کا تعلق قبیلہ ہمدان سے ہے، آپ نے حضرت علیؑ سے روایت نقل کی ہے اور آپ ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۵۸۷۔ عبدالرحمن بن غنم ازدی

۱۔ رجال طوسی، ص۵۰۔

۲۔ الاصابہ، ج۴، ص۳۴۰۔

۳۔ رجال طوسی، ص۴۹۔

۴۔ رجال طوسی، ص۴۸۔

آپ نے زمانہ رسولؐ میں اسلام قبول کیا، آپ شام کے عظیم فقیہ اور معاشرے میں بلند مقام رکھتے تھے اور آپ فقہ کا درس دیتے تھے اور قتل عثمان کے بعد حضرت علی -کے محبوں میں قرار پائے اور ۷۸ھ قمری میں دار فانی سے دار ابدی کی طرف رحلت کی۔(۱)

حمص کے حاکم کو بیعت علی علیہ السلام کی تشویق

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ: ایک دن حمص کے حاکم ''شرحبیل'' نے معاویہ سے تقرب اور حضرت علیؑ کی مخالفت کے بارے میں حاضرین سے رائے معلوم کی۔

عبدالرحمن بن غنم نے (جوان حاضرین میں مدعو تھے) کھڑے ہو کر کہا: اے شرحبیل! جب سے آپ اس سرزمین پر آئے ہیں تب سے خداوند عالم نے ہمیشہ آپ کی خیر و نیکی میں اضافہ فرمایا ہے اور یقیناً یہ خیر و نیکی منقطع نہیں ہوگی جب تک لوگ آپ کے شکر گزار رہیں گے اور آپ جان لیجئے کہ: ''لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم؛ خداوند عالم کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے'' (۲) اس وقت حاضرین نے آپ کو خبر دی ہے کہ عثمان قتل ہو گئے اور علی قاتل ہیں، اے شرحبیل! اگر یہ لوگ سچے اور حضرت علیؑ قاتل ہیں تو چوں کہ مہاجر و انصار جو کہ لوگوں کے حاکم ہیں انہوں نے حضرت علی -کی بیعت کر لی ہے لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ان کی بیعت کریں اور معاویہ کے نامہ اور اس کی باتوں پر توجہ نہ دیں اور اگر یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں اور حضرت علیؑ قاتل نہیں ہیں تو پھر معاویہ نے اس جھوٹی خبر کو قبول کر کے حضرت علیؑ کی طرف نسبت کیوں دی؟ اے شرحبیل! آپ خود کو اور اپنی قوم کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ البتہ اس نے آپ کی بات قبول نہیں کی اور معاویہ کے طرف داروں میں ہو گیا۔(۳)

۵۸۸۔ عبدالرحمن بن قلع

آپ اور آپ کے بھائی عبداللہ حضرت علیؑ کے شیعہ و صحابی تھے، آپ دونوں بھائیوں نے جنگ صفین میں شرکت کی اور گروہ احمس کا پرچم یکے بعد دیگرے اٹھایا اور آخر کار اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

۱۔ الاصابہ، ج ۴، ص ۳۵۰۔

۲۔ سورہ رعد [۱۳] آیت ۱۱۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۴۵ و ۴۷۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۹؛ تاریخ طبری، ج ۵ ن ص ۲۶۔

۵۸۹۔ عبدالرحمن بن قیس حنفی

آپ کوفہ کے ثقہ راوی، نیک تابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ سے کتاب ''سنن'' میں روایتیں بھی نقل ہوئی ہیں۔(۱)

۵۹۰۔ عبدالرحمن بن کلدہ

آپ حضرت علیؑ سے روایت نقل کرنے والوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔

۵۹۱۔ عبدالرحمن بن محرز کندی

آپ حضرت علیؑ سے روایت نقل کرنے والوں میں سے تھے اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔

۵۹۲۔ عبدالرحمن بن محمد بن زیاد

آپ ثقہ راوی اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے گھوڑ سوار سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے امامؑ کا اہل شام کے خلاف ساتھ دیا اور ۹۵ھ میں وفات پائی۔(۲)

۵۹۳۔ عبدالرحمن بن مخنف بن سلیم ازدی

آپ شجاع و بہادر، شریف اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین اور نہروان میں شرکت کی اور آخرکار ۳۸ھ میں خوارج نہروان کے ہاتھوں شہید ہوئے۔(۳)

۵۹۴۔ عبدالرحمن بن مسعود تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، عمر کے دور خلافت میں آپ مدائن میں امام علیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور امامؑ وسلمان فارسی سے احادیث نقل کیں (۴) آپ ۶۱ھ سات [۷] محرم کو اپنے والد ماجد کے ساتھ امام حسینؑ کی خدمت میں کربلا پہنچے اور عاشور کے دن امامؑ کے قدموں پر جان فدا کردی، زیات ناحیہ میں آپ دو بزرگوں پر سلام بھیجا گیا ہے، جوان

۱۔تہذیب التہذیب، ج۵،ص ۱۶۳۔

۲۔وقعہ صفین، ص ۲۳۵؛ تہذیب التہذیب، ج۵،ص ۱۷۰۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۴،ص ۱۸۸۔

۴۔تاریخ بغداد، ج۱۰،ص ۲۰۵۔

کے لئے واقعاً شرف کی بات ہے۔(۱)

۵۹۵۔ عبد الرحمن بن مسیب فزازی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور امامؑ کی طرف سے شام میں مخفی مامور (جاسوس) تھے۔

۵۹۶۔ عبد الرحمن بن ملجم مرادی (ابن ملجم)

ابن ملجم نے قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی طرف سے اہل شام کے خلاف جنگ بھی کی حتی بارہا امامؑ جب کہتے تھے کہ تو میرا قاتل ہے تو ابن ملجم کہتا تھا کہ مولا اگر ایسا امکان ہے تو آپ مجھے قتل کر دیجئے تاکہ اس طرح کا دردناک حادثہ پیش نہ آئے تو امامؑ فرماتے تھے: اس طرح قتل کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔(۲)

قاتل بننے کا سبب

محب ہونے کے بعد کس طرح ابن ملجم قاتل بنا تو اس میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ قطامہ کے حسن و جمال میں اس قدر دیوانہ ہوا کہ اس کی باتوں میں آ کر امامؑ کو شہید کرنے پر حاضر ہو گیا۔

(ابن ملجم کی زندگی یقینا عبرت ہے کہ پہلے محب امام اور بعد میں قاتل یا یوں کہا جائے کہ پہلے مومن اور بعد میں دنیا و آخرت کا شقی ترین آدمی کہلایا، خدایا! ہم سب اہل ایمان کو ایمان کامل کے ساتھ دنیا سے اٹھا، آمین، مترجم۔)

۵۹۷۔ عبد الرحمن بن ہاشم

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور منجملہ وائل بن عمر کو ہلاک کیا۔(۳)

۵۹۸۔ عبد الرحیم بن خراش

شیخ طوسی نے آپ کا اور آپ کے بھائی عبد الرحمن کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۴)

۱۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۴۸۔

۲۔ منہاج البراء، ج ۵، ص ۱۲۷۔

۳۔ الجمل، ص ۳۵۳۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۵۰۔

ان دونوں بھائیوں نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۱)

۵۹۹۔ عبدالعزیز بن حارث جعفی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے جنگ صفین میں بڑی بہادری و دلیری کے ساتھ جنگ کی۔

۶۰۰۔ عبدالرحمن بن ابی بکرہ (ابو حاتم)

آپ ثقہ تابعین اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، امامؑ نے آپ کو بصرہ کے بیت المال پر مامور کیا اور آپ کے حوالہ سے بہت سے لوگوں نے احادیث نقل کی ہیں اور ۹۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔(۲)

۶۰۱۔ عبداللہ بن ابی حصین ازدی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ جنگ صفین میں قارئین قرآن کے ایک گروہ میں شامل ہو کر جناب عمار یاسر کے ہمراہ میدان جنگ میں آئے اور امامؑ کی رکاب میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۳)

۶۰۲۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۶۰۳۔ عبداللہ بن ابی سخیلہ خراسانی

شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۵)

۶۰۴۔ عبداللہ بن ابی سفر ھمدانی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۶)

۱۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۴۳۔

۲۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ ج ۱، ص ۳۴۵۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۳؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۵۳۔

۵۔ رجال طوسی، ص ۵۴۔

۶۔ رجال طوسی، ص ۵۴۔

۲۰۵۔ عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبد المطلب

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے، ایک قول کی بنا پر آپ کی حضرت امام حسینؑ کی رکاب میں کربلا میں شہادت ہوئی۔(۱)

۲۰۶۔ عبداللہ بن ابی طلحہ

آپ راوی اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جب آپ کی ولادت ہوئی تو رسول خداؐ نے آپ کے حق میں دعا کی جس کی بنا پر آپ انصار کے فرزندوں میں بلند مرتبہ قرار پائے، خداوند عالم نے آپ کو دس (۱۰) فرزند عطا فرمائے جو سب فاضل اور قاری قرآن تھے۔

شیخ طوسی نے آپ کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز رقمطراز ہیں: جب آپ شکم مادر میں تھے تو رسول خداؐ نے آپ کے حق میں دعا فرمائی۔(۲)

عبداللہ جنگ صفین میں

عبداللہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت علیؑ کے شیعہ قرار پائے (۳) اور جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا(۴) اور ۸۴ھ میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔

۲۰۷۔ عبداللہ بن ابی لھب

شیخ مفید کا نظریہ ہے کہ آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور ہاشمی خاندان سے تھے اور آپ نے آخری دم تک کے لئے امام کی بیعت کی۔(۵)

۲۰۸۔ عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث

۱۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۷۵؛ معجم تراجم اعلام النبلاء۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۵۰۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۰۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۸۹۔

۵۔ الجمل، ص ۱۰۷۔

آپ کاتب رسول خداؐ تھے اور آپ نے آخری دم تک کے لئے حضرت علیؑ کی بیعت کی (۱)

۶۰۹۔ عبداللہ بن بحر حضرمی

شیخ طوسی نے آپ کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور آپ سے فقہ کے موضوع پر روایتیں منقول ہیں۔(۲)

۶۱۰۔ عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آپ نے فتح مکہ سے پہلے اپنے والد کے ساتھ اسلام قبول کیا اور فتح مکہ و جنگ حنین وطائف اور تبوک میں رسول خداؐ کی رکاب میں جہاد کیا۔

آپ ان مہاجرین میں سے ہیں جنھوں نے قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی (۳)

آپ نے جنگ جمل وصفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، جنگ صفین میں شہادت کی حد تک آگے بڑھے اور امامؑ کی حمایت سے دست بردار نہیں ہوئے۔

عائشہ سے گفتگو

جب عائشہ نے جنگ جمل کے لئے بصرہ کی طرف عزم کیا تو آپ نے اس سے کہا: کیا تم نے مجھ سے نہیں کہا تھا کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے: ''علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ ہے اور یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے'' عایشہ نے کہا: ہاں میں نے سنا ہے اور نقل کیا ہے، عبداللہ نے کہا: پھر علیؑ کے خلاف کیوں ہو! کہا: ''دعونی واللہ لوددت انھم تفانوا جمیعا؛ چھوڑو، خدا کی قسم میں چاہتی ہوں کہ سب ایک دوسرے کو فنا و نابود کردیں''۔

عائشہ کے اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جاننے کے باوجود کہ میں باطل پر ہوں حضرت کے مقابلہ میں آئیں۔

عبداللہ کا خطبہ صفین کی طرف روانگی کے وقت

جب آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ متزلزل ہورہے ہیں تو آپ نے حضرت علیؑ کی حمایت میں خطبہ دیا جس سے لوگوں

۱۔ الجمل، ص ۱۰۸۔

۲۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۶۹۔

۳۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۱۸۰۔

میں جہاد کی گرمی پیدا ہوئی۔

جنگ صفین میں آپ جنگ کرتے ہوئے معاویہ کے قریب پہنچ گئے اور اس کے قتل کے درپے تھے، جب معاویہ نے اپنی جان خطرہ میں دیکھی تو اطراف میں موجود اپنے محافظوں سے کہا: اگر تیر وکمان اور تلوار نہیں چلا سکتے تو پتھر مار کر عبداللہ اور ان کے ساتھیوں کو دور کرو بال آخر معاویہ کے اطراف میں موجودہ محافظوں نے ایسا ہی کیا اور آپ پر پتھر برسانا شروع کردیئے یہاں تک کہ ایک پتھر آپ کے اس طرح لگا کہ آپ زخمی ہوکر زمین پر آئے اور سپاہ دشمن نے موقع غنیمت پا کر فوراً آپ کو تلوار سے شہید کردیا، آپ کی شہادت کے بعد امامؑ کی فوج کا شیرازہ سا بکھر گیا اور سخت نقصان پہنچا اور معاویہ کی فوج کی جرأت بڑھ گئی ۔(۱)

آخری وصیت

آپ نے آخری وقت اسود بن طمہان سے اس طرح وصیت کی: پہلے میں تمہیں تقوی و پرہیز گاری کی وصیت کرتا ہوں اور اس کے بعد یہ کہ تم حضرت علیؑ کا ساتھ دینا اور ان کی رکاب میں جہاد کرنا یہاں تک کہ حق آشکار ہوجائے یا تم اپنے خدا سے ملحق ہوجاؤ، امیر المومنینؑ سے میرا سلام عرض کرنا اور عرض کرنا کہ اس معرکہ میں اس قدر جنگ کرنا کہ دشمن کو پیچھے چھوڑ دینا اور جوشب کو صبح تک پہنچادے اس حالت میں کہ مشغول جہاد ہو تو وہ کامیاب ہے۔اس کے بعد آپ کی روح قفس عنصری سے دار ابدی کی طرف پرواز کرگئی، جب اسود بن طمہان نے آپ کا پیغام امامؑ تک پہنچایا تو امامؑ نے فرمایا: ’’رحمہ اللہ۔۔۔؛ خدا ان پر رحمت نازل کرے جب تک زندہ تھے ہمارے ساتھ مل کر دشمن سے جنگ کی اور مرتے وقت بھی ہماری خیر خواہی کی‘‘ (۲) ،امامؑ نے آپ کی شہادت پر نہایت صدمہ کا اظہار کیا،اس کا ذکر امامؑ نے نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۳ میں کیا ہے۔

۶۱۱۔ عبداللہ بن بشر اسلمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ کی جنگ صفین میں شہادت ہوئی، امامؑ آپ اور قبیلہ اسلمی کی طرف خاص توجہ فرماتے تھے جیسا کہ امامؑ نے ان کے سلسلہ میں مرثیہ پڑھا ہے۔

۶۱۲۔ عبداللہ بن بکیر بن عبد یالیل کوفی

۱۔وقعہ صفین، ص ۲۴۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۱۹۶؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۸۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۹۲۔

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ اور صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں امامؑ نے قبیلہ کنانہ کا پرچم آپ کو دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ امامؑ آپ پر اعتماد کرتے تھے۔

۶۱۳۔ عبداللہ بن ثابت

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۶۱۴۔ عبداللہ بن ثمامہ صائدی

آپ راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے سنا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا: "اناعبداللہ واخو رسول اللہ ماقالھا احد قبلی ولایقولھا احد بعدی الا کذّاب؛ میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور یہ بات مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کہی اور میرے بعد کوئی نہیں کہے گا مگر یہ کہ وہ جھوٹا ہو"۔(۲)

۶۱۵۔ عبداللہ بن جابر عبدی

آپ مدینہ کے رہنے والے اور رسول خداؐ کے صحابی تھے، آپ راوی حدیث ہیں، آپ نے خلافت کے ابتدائی ایام ہی میں حضرت علی -کی بیعت کی اور جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۳)

۶۱۶۔ عبداللہ بن جریش عکی

آپ عراق کے شجاع و بہادر سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں اہل شام کے خلاف جنگ کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

۶۱۷۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

آپ اسلام کی عظیم شخصیت اور حضرت زینب☆ کے شوہر ہیں، آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے قتل عثمان

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۳۔

۲۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، جلد۱، ۳۴۵۔

۳۔ اصحاب الامام امیر المومنین، جلد۱، ۳۴۵۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

کے بعد حضرت علیؑ کی اس بات پر بیعت کی تھی کہ آخری دم تک ساتھ دیں گے (۱)

جناب عبداللہ اور اہل بیتذ سے عقیدت

آپ اہل بیت رسولؐ سے اس درجہ محبت وعقیدت رکھتے کہ حضرت علیؑ اپنے فرزندوں کی طرح آپ پر خاص توجہ رکھتے تھے، چنانچہ آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی فوج کے امراوفرمان رواؤں میں سے تھے۔۔۔ ۔(۲)

یہ آپسی روابط ومیل محبت اس نتیجہ تک پہنچے کہ حضرت علیؑ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؑ کا عقد آپ سے کیا۔

جناب عبداللہ اور معاویہ کی نشست

ایک دن جناب عبداللہ معاویہ کے محل میں داخل ہوئے، عمرو عاص جو محل میں موجود تھا اس نے کہا: آج عبداللہ کی تحقیر[توہین] کروں گا لہٰذا اس نے حضرت علیؑ کی شان اقدس میں جسارت کی، جسے سن کر جناب عبداللہ کے غیض وغضب کا ٹھکانا نہ رہا اور بے باک شیر ببر کی طرح تخت سے نیچے آ گئے اور پھر معاویہ سے مخاطب ہو کر اسے کافی وعظ ونصیحت کی۔

جناب عبداللہ کی نگرانی اور امام حسین علیہ السلام کی کوفہ روانگی

آپ چونکہ حضرت علیؑ اور گراں قدر فرزند حضرت حسن وحضرت حسینؑ سے بے پناہ محبت کرتے تھے لہٰذا جب آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت امام حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہونے والے ہیں تو آپ نے ایک شفقت آمیز خط امامؑ کے لئے لکھا اور اپنے فرزندوں محمد وعون کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں ارسال کیا، ضمناً آپ نے اجازت دی حضرت زینبؑ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ رہیں، آپ نے خط کے آخر میں اس طرح لکھا:

میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرا خط پڑھنے کے بعد فوراً اپنا ارادہ بدل دیجئے اور جس راستہ پر آئے ہیں اس راستہ سے پلٹ جایئے، میں آپ کے حق میں خیر وبھلائی چاہتا ہوں اور مجھے اس بات کا بے حد ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ کو قتل اور آپ کے گھر والوں کو مشکلات میں مبتلا نہ کریں، کیوں کہ اگر آپ شہید ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا اور پوری دنیا میں اندھیرو گمراہی پھیل جائے گی کیوں کہ آپ ہدایت چاہنے والوں کے لئے مشعل راہ اور چراغ ہدایت ہیں اور آج سارے مومنین کی امیدیں آپ سے ہی وابستہ ہیں، لہٰذا کوفہ جانے میں جلدی مت کیجئے اور میں بھی بہت جلد آپ تک پہنچ جاؤں گا۔

جناب عبداللہ اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ نامہ ارسال کرنے کے بعد مکہ کے حاکم عمرو بن سعید کے پاس گئے اور

۱۔ الجمل، ص ۱۰۷۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۳۰۔

اس طرح پورا ماجرہ بیان کیا اور ابن سعید سے کہا: آپ فوراً امام حسینؑ کے نام خط لکھیں اور انہیں امان دیں اور ان سے کہیں مکہ واپس آجائیں، ابن سعید نے جناب عبداللہ کے احترام میں امان نامہ تحریر کیا اور امامؑ سے درخواست کی کہ آپ مکہ واپس آجائیں اور امامؑ کے بیشتر اطمینان کے لئے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید اور جناب عبداللہ بن جعفر کے ہاتھوں خط امام کی خدمت میں ارسال کیا یہ دونوں حضرات مکہ اور کوفہ کے درمیان راستہ میں امامؑ کے قافلہ کے پاس پہنچے اور مکہ کے حاکم کا نامہ امامؑ کی خدمت میں پیش کیا البتہ امامؑ نے قبول نہیں کیا کہ واپس جائیں، لیکن جناب عبداللہ اسی طرح اصرار کرتے رہے اور پوری طرح سعی وکوشش کی کہ امام کو ان کے ارادہ سے منصرف کردیں، امام حسین - نے جب دیکھا کہ عبداللہ محبت وشفقت کی خاطر مان نہیں رہے ہیں اور میرے اور میرے اہل بیت کے متعلق آئندہ آنے والے خطرات سے خوف زدہ ودلسوز ہیں تو امام نے ان کی نگرانی دور کرنے اور اتمام حجت کے لئے حقیقت امر سے پردہ اٹھایا جو خواب دیکھا تھا اس سے جناب عبداللہ کو آگاہ کیا اور فرمایا: ''میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے میرے ذمہ ایک کام کیا ہے میں اس وقت اسے انجام دے رہا ہوں خواہ میرے فائدہ میں ہو یا ظاہراً نقصان میں''۔

جناب عبداللہ اور یحییٰ نے خواب کے بارے میں سوال کیا تو امام نے فرمایا: میں نے یہ خواب نہ کسی سے بیان کیا ہے اور نہ بیان کروں گا یہاں تک اپنے پروردگار سے ملاقات کروں''

جناب عبداللہ نے جب اپنی سعی وکوشش اور اصرار کو بے نتیجہ دیکھا تو اپنے دو فرزندوں عون ومحمد سے تاکید کی کہ امامؑ کے ساتھ رہیں اور امام کی رکاب میں جہاد کریں اور خود یحییٰ بن سعید کے ساتھ مکہ واپس آگئے۔

جناب عون ومحمد کی شہادت

جب جناب عون ومحمد کی شہادت کی خبر آپ کو ملی تو آپ کے ایک غلام نے کہا کہ: ہمیں یہ غم حسینؑ کی طرف سے پہنچا ہے جناب عبداللہ یہ سن کر غضب ناک ہو گئے اور اس کی طرف جوتی مار کر فریاد کی: ''یابن اللخناء الصین تقول هذا واللہ لو شهدته لاحببت الا فارقه حتی اقتل معه واللہ ... ؛ اے فرزند بدزبان! حضرت امام حسینؑ کے حق میں اس طرح کی بات کر رہا ہے، خدا کی قسم میں دوست رکھتا تھا کہ ان سے جدا نہ ہوں اور ان پر اپنی جان فدا کردوں، اس وقت جو چیز میرے آرام وسکون کا باعث ہے وہ صرف یہ ہے کہ میرے دو یادگار فرزند عون ومحمد میرے چچازاد بھائی کی رکاب میں شہید ہو گئے اور صبر وشکیبائی سے کام لیا''۔

اس کے بعد آپ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا: ''الحمد للہ الذی عز علی بمصرع الحسین اَنْ لا

ا کن آسیت حسینا بیدی فقد آساہ ولدی؛ میں خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ اس نے میرے غم کو شہادت حسین میں بزرگ قرار دیا، اگر چہ میں خود ان کی حمایت کے دفاع سے محروم رہا اور امام کے ساتھ جان فشانی نہ کر سکا لیکن میرے دو عزیز فرزندوں نے امام کا ساتھ دیا اور ان کے قدموں پر اپنی جان نثار کر کے مجھے سرخ رو کیا۔(۱)

جناب عبدا للہ کا پر حکمت بیان

آپ نے اپنے ایک دوست سے جسے کافی عرصہ سے نہیں دیکھا تھا فرمایا: تم اس مدت کہاں تھے؟ اس نے کہا: اپنے ایک دوست کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں ایک گاؤں میں تھا جناب عبداللہ نے کہا: اگر دوست کی بات ہے تو جب دوست کو انتخاب کرو تو اس میں یہ چند صفات ہونے چاہئیں: ''فعلیک بصحبة من ان صحبته زانک و ان تغیب عنه صانک و ان احتجت الیه اعانک و ان رأی منک خلة سدّھا و حسنة عدّھا و وعدک لم یحرمک و ان کثرت علیه لم یرفضک و ان سألته اعطاک و ان امسکت عنه ابتداک؛ ایسے انسان کو دوست بناؤ کہ اگر تم اس کے ساتھ رہو تو تمہارے لئے باعث زینت ہو اور اگر تم اس سے دور ہو جاؤ تو تمہاری حفاظت کرے اور اگر تمہیں اس کی ضرورت ہو تو تمہاری مدد کرے اور اگر تم میں کمی و زیادتی دیکھے تو اسے پورا کرے یا اگر نیکی دیکھے تو شمار کرے اور اگر تم میں سے کوئی وعدہ کرے تو تمہیں محروم نہ کرے اور اگر تم اس کے پاس زیادہ جاؤ تو تمہیں ٹھکرا نہ دے اور اگر اس سے مانگو تو عطا کرے اور اگر رک جاؤ اور اس سے طلب نہ کرو تو وہ تمہاری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خود پہل کرے۔(۲)

وفات

آپ کی ۸۰ھ میں وفات ہوئی، جب آپ کا انتقال ہوا کثیر تعداد میں آپ کی تشییع جنازہ میں حاضر ہوئے، ابان بن عثمان جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کا والی وحاکم تھا وہ آپ کے انتقال میں اس قدر غم زدہ تھا کہ غسل وکفن اور تشییع جنازہ میں شروع سے آخر تک جنازہ کے ساتھ رہا، اس نے خود نماز پڑھائی اور خود تابوت کو اپنے کاندھے پر اٹھایا، جناب عبداللہ کے فراق میں روتا رہا اور دفن کے وقت کہا: ''واللّٰہ خیراً لا شرّ فیک و کنت واللّٰہ شریفاً و اصلاً و برّاً؛ اے عبداللہ! آپ خالص خیر ونیکی تھے، آپ کے اندر کسی طرح کا شر و برائی نہیں تھی، خدا کی قسم آپ شریف تھے اور اپنے اعیال

۱۔ ارشاد مفید، ج ۲، ص ۶۸۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۱۸۸؛ سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۱۲۶۔

کی نسبت نیک تھے۔(۱)

۶۱۸۔عبداللہ بن جنادہ فہری

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے (۲) اور آپ نے حضرت علیؑ سے بعض خطبے نقل کئے ہیں۔(۳)

۶۱۹۔عبداللہ بن حارث بن نوفل

آپ اولاد عبدالمطلب اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے (۴) ابن حجر نقل کرتے ہیں کہ: آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور ایک قول کی بنا پر ثقہ تابعین اور مدینہ کے فقہاء میں سے تھے۔(۵)

آپ ہمیشہ حضرت علیؑ اور اہل بیت ؑ کے چاہنے والوں میں رہے، آپ نے حضرت علیؑ اور امام حسنؑ سے بہت سی احادیث نقل کی ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ امامؑ کے قریبی چاہنے والوں میں سے تھے۔

عبداللہ بن حارث نقل کرتے ہیں: ایک دن حضرت امیر المومنینؑ نے منبر سے فرمایا:

جو بھی بلوغ تک پہنچتا ہے خدا اس کے بارے میں آیت نازل فرماتا ہے،، ایک شخص جو امامؑ کی طرف سے بغض وحسد رکھتا تھا اس نے کھڑے ہو کر کہا: کیا خداوند عالم نے آپ کے بارے میں کچھ نازل کیا ہے؟ جب لوگ متوجہ ہوئے کہ وہ ہتک حرمت کا قصد رکھتا ہے تو انھوں نے چاہا کہ اسے ماریں لیکن امامؑ نے فرمایا: ''اسے ہاتھ مت لگاؤ'' اس کے بعد اس سے فرمایا: ''سورۂ ہود پڑھا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔

امامؑ نے اس آیت: {اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهٖ وَيَتۡلُوۡهُ شَاهِدٌ مِّنۡهُ} ''جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے بین دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ ہے'' کی تلاوت فرما کر کہا: جو شخص خدا کی طرف سے روشن وآشکار دلیل پر تھا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جو صادق وسچا گواہ ان کے ساتھ ہے وہ میں ہوں''۔(۶)

۱۔اسد الغابہ، ج۳،ص ۱۳۵۔

۲۔رجال طوسی، ص۵۱۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱،ص ۳۰۷۔

۴۔رجال طوسی، ص۵۱۔

۵۔تہذیب التہذیب، ج۴،ص ۲۶۶۔

۶۔شرح ابن ابی الحدید، ج۲،ص ۲۸۷۔

نیز عبداللہ بن حارث کہتے ہیں: میں عمر یا عثمان کے دور خلافت میں حضرت علی - کے ہمراہ عمرہ انجام دینے کے لئے مکہ گیا، امامؑ اپنی خواہر جناب ہانی کے گھر چلے گئے، جب آپ عمرہ کے اعمال انجام دے چکے تو کچھ عراقی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا: اے ابوالحسن! ہم اس لئے آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ ایک بات آپ سے دریافت کریں اور اس کا جواب آپ سے سننا چاہتے ہیں، امامؑ نے فرمایا: ''میرا گمان ہے کہ تم مغیرہ کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو کہ اس نے کہا ہے کہ وہ میں آخری شخص تھا جس نے قبر کے درمیان رسول خداؐ کے پیکر مطہر سے تجدید عہد کیا ہے'' انھوں نے کہا: ہاں، یہی معلوم کرنے آئے ہیں، امامؑ نے فرمایا: مغیرہ نے جھوٹ کہا ہے کیوں کہ جس آخری شخص نے پیکر رسولؐ سے قبر میں تجدید عہد کیا وہ قثم بن عباس ہیں کہ جو ہم سب کے بعد قبر سے باہر آئے''۔(۱)

۶۲۰۔ عبداللہ بن حارث بن یغوث نخعی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جناب مالک اشتر کے بھائی ہیں۔

آپ ہمیشہ امامؑ کے وفادار اور چاہنے والوں میں قرار پائے اور آپ نے جناب مختار کے قیام میں شرکت کی، منقول ہے کہ جناب مختار نے جس پہلی شخصیت کے پرچم کو قاتلین امام حسینؑ کے خلاف باندھا وہ عبداللہ بن حارث ہیں۔(۲)

۶۲۱۔ عبداللہ بن حارث مازنی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۳)

ابن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ آپ عراق کے شجاع و بہادر سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی - کی رکاب میں جہاد کیا اور آخر کار اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۴)

۶۲۲۔ عبداللہ بن حارثہ بن نعمان

آپ بزرگ اصحاب میں سے ہیں، آپ کوفہ میں مقیم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار پائے۔(۵)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۳، ص ۴۱۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۶، ص ۳۳۔

۳۔ رجال برقی، ص ۵۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۵۔ رجال طوسی، ص ۵۱۔

آپ رسول خداؐ سے کافی حد تک شباہت رکھتے تھے، آپ کا انتقال ۹ ہجری میں زہر دغا سے ہوا، اور ایک قول کی بنا پر آپ کو حجاج بن یوسف نے محبت اہل بیت ٪ کے جرم میں دردناک طریقہ سے شہید کیا(۱)

۶۲۳۔ عبداللہ بن حبیب سلمی

آپ قرائت ''عاصم'' کے استاد تھے اور آپ کا شمار حضرت علیؑ کے اصحاب میں ہوتا ہے۔(۲)

آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

۶۲۴۔ عبداللہ بن حجاج ازدی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وعقیدت مند تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۳)

۶۲۵۔ عبداللہ بن حجل عجلی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور قبیلہ ربیعہ سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی طرف سے کوفہ کے گروہ ''لہازم'' کا پرچم اٹھایا۔(۴)

۶۲۶۔ عبداللہ بن حکیم بن جبلہ

آپ تابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۵)

۶۲۷۔ عبداللہ بن حکیم بن حزام تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں: طلحہ وزبیر نے عبداللہ کے نام خط لکھا اور انھیں اپنی حمایت کی دعوت دی، وہ ان دونوں کے پاس آئے اور کہا: اے طلحہ! کل تک تم نے ہمیں عثمان کو معزول اور اسے قتل کرنے کے لئے دعوت دی اور تم اس میں کامیاب بھی ہوگئے اور انھیں قتل کردیا اور اب خون عثمان کے لئے دل سوزی کررہے ہو، اپنی جان کی

۱۔ اصحاب الامام امیر المومنین -، ج۱، ص۳۴۹۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۸۶، ص۵۰؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۱۷۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ص۲۶۳؛ تاریخ طبری، ج۵، ص۲۷۔

۴۔ وقعہ صفین، ص۲۰۵۔

۵۔ رجال طوسی، ص۵۱۔

قسم تمہارا مقصد خون عثمان کا انتقام نہیں بلکہ دنیا طلبی ہے۔۔۔۔(۱)

۶۲۸۔ عبداللہ بن حنین ہاشمی

آپ ثقہ تابعین اور حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں، آپ نے حضرت علیؑ اور ابن عباس اور ابوایوب انصاری۔۔۔سے روایتیں نقل کی ہیں، آپ کا انتقال یزید بن عبدالملک کے دور حکومت میں ہوا۔(۲)

۶۲۹۔ عبداللہ بن خالد قینی

آپ عراق کے شجاع و بہادر سپاہی اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں اہل شام کے خلاف جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۳)

۶۳۰۔ عبداللہ بن خباب بن ارت

آپ بزرگ تابعین اور حضرت علیؑ کے چاہنے والوں میں سے ہیں۔

عبداللہ اور ان کی زوجہ وفرزند کی شہادت

ابوالعباس کہتے ہیں: عبداللہ اپنی حاملہ زوجہ کے ساتھ حضرت علی - کے دیدار کے لئے کوفہ کی طرف روانہ تھے کہ بعض خوارج نے جو بصرہ سے کوفہ جارہے تھے راستہ میں عبداللہ سے ملاقات کی اور کہا: تم کون ہو؟ عبداللہ نے اپنا تعارف کرایا کہ میں عبداللہ فرزند خباب فرزند ارت صحابی رسولؐ ہوں، انہوں نے کہا: یہ قرآن (جو قرآن عبداللہ کی گردن میں تھا اس کی طرف اشارہ کیا کہ) ہمیں حکم دیتا ہے کہ تمہیں قتل کردیں، عبداللہ نے کہا: "**ما احیاہ القرآن فاحیوہ وما اماتہ فامیتوہ**؛ قرآن جس چیز کو زندہ رکھتا ہے زندہ رکھو اور جسے مردہ قرار دیتا ہے اسے مردہ سمجھو۔۔۔" اس کے بعد انھوں نے حضرت علی - کے بارے میں سوال کیا عبداللہ نے کہا: "**ان علیاً اعلم باللہ واشدّ توقّیاً علی دینہ وانفذ بصیرۃ**؛ علی خدا کی نسبت زیادہ علم رکھتے ہیں اور خدا کے دین کی نسبت زیادہ محکم مضبوط ہیں اور دوسروں سے زیادہ بصیرت افروز ہیں"

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۹،ص۳۱۸۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج۴،ص۲۷۸؛ الاصابہ، ج۴،ص۶۷۔

۳۔وقعہ صفین، ص۵۵۶۔

چوں کہ وہ جاہل و بد بخت حضرت علیؑ کی شان میں اس طرح کی بات سننا نہیں چاہتے تھے لہٰذا انھوں نے کہا کہ تم ہدایت کے تابع نہیں ہو بلکہ لوگوں کے نام ورسم کے تابع ہو، اس کے بعد عبداللہ کو نہر کے کنارہ لے گئے اور سر بدن سے جدا کر دیا اس کے بعد ان کی حاملہ زوجہ کو قتل کیا، زوجہ نے (ان ملعونوں سے) کہا: کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ ان بے رحم اور بد بختوں نے عبداللہ کی زوجہ کا شکم چاک کر دیا اور ان کے پیٹ میں جو نو (۹) مہینے کا بچہ تھا اسے بھی قتل کر دیا، یہ دل خراش واقعہ ۳۷ھ میں (جنگ نہروان سے پہلے) پیش آیا۔(۱)

۶۳۱۔ عبداللہ بن خلیفہ ہمدانی کوفی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور اپنے زمانہ کے شاعر تھے، آپ عمدہ خطیب اور قبیلہ ''طے'' کے رؤسا میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

شیخ مفید حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل کرتے ہیں: جب امامؑ بصرہ کے لئے عازم ہوئے تو عبداللہ نے آپ سے ملاقات کی اور ایک ساتھ ''قدید'' کے گھر میں داخل ہوئے۔۔۔عبداللہ نے کہا:

جو ناراض ہیں وہ رسول خداؐ سے ناراض ہیں خدا ان کے شر کو ان ہی کی طرف پلٹائے، خدا کی قسم اے علی! وہ جہاں بھی ہوں ہم رسولؐ کی خاطر آپ کے ہمراہ ان سے جنگ کریں گے۔

۶۳۲۔ عبداللہ بن خلیل

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، آپ کوفہ کے رہنے والے ہیں اور آپ نے حضرت علیؑ و عمرو بن عباس اور زید بن ارقم سے روایتیں نقل کی ہیں۔(۲)

۶۳۳۔ عبداللہ بن ذباب انسی

آپ شجاع و بہادر مجاہد اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے امامؑ کا جنگ صفین میں ساتھ دیا۔(۳)

۶۳۴۔ عبداللہ بن ربیعہ سلمی

۱۔ اسد الغابہ، ج ۳،ص ۱۵۰؛ تاریخ طبری، ج ۵،ص ۸۱؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲،ص ۲۸۱۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۸،ص ۴۴۲۔

۳۔ طبقات الکبری، ج ۱،ص ۳۴۲۔

آپ کوفہ کے رہنے والے اور ثقہ صحابی تھے اور ایک قول کی بنا پر رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ نے حضرت رسول خداؐ و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس وغیرہ۔۔۔سے احادیث نقل کی ہیں۔(۱)

شیخ طوسی نے آپ کا رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۶۳۵۔ عبداللہ بن رقبہ بن مغیرہ

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور ''زید بن صوحان'' و ''سیحان بن صوحان'' کے بعد پرچم آپ کے سپرد ہوا، آپ نے نہایت سخت طریقہ سے جنگ کی اور جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔(۳)

۶۳۶۔ عبداللہ بن رقیم کنانی کوفی

آپ راوی حدیث اور رسول خداؐ کے صحابی و حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے رسول خداؐ کی مشہور حدیث کہ مسجد کے سارے دروازہ بند کر دیئے جائیں سوائے حضرت علیؑ کے دروازہ کے'' نقل کی ہے۔(۴)

۶۳۷۔ عبداللہ بن زبیر بن عوام

آپ رسول خداؐ کے صحابی و قریبی تھے، آپ کی والدہ اسماء بنت ابوبکر تھیں، آپ شجاع و بہادر اور عابد و زاہد تھے، آپ کے بارے میں منقول ہے کہ بعض اوقات شب سے صبح تک (عبادت میں) کھڑے رہتے تھے اور بعض اوقات شب سے صبح تک رکوع میں رہتے تھے اور کبھی صبح تک سجدہ میں رہتے تھے اور بعض اوقات آپ سورۂ بقرہ و آل عمران اور نساء و مائدہ کو ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور روزہ رکھنے میں کبھی ایک جمعہ کو دوسرے جمعہ سے ملا دیتے تھے، بہرحال عبادت میں کوشاں اور اپنے دور کے عابد تھے مگر افسوس کہ دنیا طلبی کی خاطر حضرت علی - کا ساتھ چھوڑ کر عائشہ کے لشکر میں شامل ہوکر حضرت علی - کے خلاف جنگ جمل میں تلوار چلائی اور آپ ہی نے اپنے والد کو اہل بیتؑ سے جدا کیا کیوں کہ وہ عبداللہ کے بڑے ہونے سے پہلے محب اہل بیت تھے۔

۱۔ الاصابہ، ج ۴، ص ۸۰؛ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۵۳؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۲۹۳۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۲۵ و ص ۴۸۔

۳۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۱۵ و ۵۲۱۔

۴۔ غدیر، ج ۵، ص ۲۰۵۔

۶۳۸۔ عبداللہ بن زحر خولانی

آپ جنگ صفین ونہروان میں حضرت علیؑ کے شجاع و بہادر سپاہی تھے، آپ نے جنگ نہروان میں بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کی اور خوارج کے سربراہوں میں سے عبداللہ بن شجرہ سلمی کو ہلاک کیا۔(۱)

۶۳۹۔ عبداللہ بن زمعہ

آپ رسول خداؐ کے صحابی اور حضرت علیؑ کے مخلص اصحاب میں سے تھے(۲) اور ۳۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔(۳)

۶۴۰۔ عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری

آپ کا حضرت رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے، آپ اپنے دوفرزند خلاد وعلی کے ساتھ واقعہ حرہ ۶۳ھ میں شہید ہو گئے۔

آپ نے جنگ بدر واحد نیز صدر اسلام کی سبھی جنگوں میں شرکت کی تھی اور جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۴)

۶۴۱۔ عبداللہ بن سعد ازدی

آپ حضرت علیؑ کے نیک اصحاب میں سے تھے۔

طبری نقل کرتے ہیں کہ: آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ''مسیب بن نجبہ فزاری''، وعبداللہ بن وال اور رفاعہ بن شداد کے ساتھ ''سلیمان بن صرد خزاعی'' کے گھر اجتماع کیا اور حضرت امام حسین - کے خون کا انتقام لینے کے لئے کوفہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ ۶۴ھ میں ''توابین'' کے قیام کو تشکیل دیا، اس اجتماع میں سلیمان نے اعلان کیا کہ اگر میں اس جنگ میں قتل ہو جاؤں تو تمہارے امیر وفرمان روا مسیب بن نجبہ اور ان کے بعد عبداللہ بن سعد ازدی ان کے بعد عبداللہ بن وال اور آخر میں رفاعہ بن شداد ہیں۔

چوں کہ اس جنگ میں سلیمان بن صرد شہید ہو گئے لہٰذا بعد میں عبداللہ بن سعد توابین کے امیر وفرمان روا قرار پائے

۱۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۸۷۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۸، ص۵۳۔

۳۔ اسد الغابہ، ج۳، ص۱۶۴؛ اصابہ، ج۴، ۹۶۔

۴۔ جمل، ص۳۲۰۔

آپ نے سخت جنگ کی اور آخر کار اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۶۴۲۔عبداللہ بن سلمہ بن حارث مرادی

آپ رسول خداؐ کے تابعین اصحاب اور کوفہ کے فقہاء میں سے تھے اور آپ نے حضرت امیر المومنینؑ وعبداللہ بن مسعود وعمار یاسر ودیگر اصحاب سے احادیث نقل کی ہیں۔(۲)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

۶۴۳۔عبداللہ بن سوید حمیری

آپ قبیلہ ''جرش'' کے بزرگوں اور حضرت علیؑ کے سوار سپاہیوں میں سے تھے، آپ جناب عمار یاسر کی شہادت کے بعد حدیث رسول خداؐ کی بنا پر کہ آنحضرتؐ نے (جناب عمار کے بارے میں) فرمایا تھا: ''اے عمار! تمہیں ایک باغی وستم گر گروہ شہید کرے گا'' معاویہ کے لشکر سے رات کی تاریکی میں نکل کر صبح کے وقت حضرت علیؑ کے لشکر سے ملحق ہو گئے۔

۶۴۴۔عبداللہ بن شجیر ازدی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۳)

۶۴۵۔عبداللہ بن شداد لیثی

آپ بزرگ تابعین وفقیہ اور حدیث نقل کرنے والوں میں سے ہیں، شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت علی - کے اصحاب میں شامل تھے اور آپ نے جنگ نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

ابن ابی الحدید عطا سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن شداد نے کہا: میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھے آزاد چھوڑ دیا جاتا کہ لوگوں سے حضرت علیؑ کے فضائل دن رات بیان کرتا اور (اس کام میں) میری گردن ماردی جاتی۔(۴)

آپ ۸۳ھ تک زندہ رہے اور پھر عبداللہ بن اشعث کے ساتھ حجاج بن یوسف ثقفی (جو علی کے شیعوں کا خون ناحق

۱۔تاریخ طبری، ج۵،ص۵۹۶و۶۰۰۔

۲۔اسد الغابہ، ج۳،ص۱۷۸؛ اصابہ، ج۴،ص۳۲۴۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج۴،ص۳۳۴؛ رجال طوسی، ص۵۴۔

۴۔تہذیب التہذیب، ج۴،ص۷۴؛ رجال برقی، ص۴؛ اسد الغابہ، ج۳،ص۱۸۳۔

بہار ہاتھا) کے خلاف قیام گیا اور آخرکار شہید ہو گئے۔(۱)

۶۴۶۔ عبداللہ بن صفوان بن امیہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، شیخ طوسیؒ کی روایت کے مطابق آپ کا حضرت علی -کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے۔(۲)

۶۴۷۔ عبداللہ بن ضرار

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور قبیلہ ''بنی حنظلہ'' سے ہیں، آپ نے صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۳)

۶۴۸۔ عبداللہ بن طفیل عامری بکائی

آپ شجاع و بہادر، ثقہ و بزرگ اور شاعر تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل و صفین اور نہروان میں شرکت کی اور جنگ جمل و صفین میں گروہ قیس کے پرچمدار رہے۔(۴)

۶۴۹۔ عبداللہ بن عامر ازدی

ابن حجر رقمطراز ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ و ابن مسعود و حباب بن ارث اور ابن عمر سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔(۵) شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۶)

۶۵۰۔ عبداللہ بن عامر بن عتیک

شیخ طوسیؒ رقمطراز ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۷)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص ۳۸۲؛ رجال برقی، ج۴، ص ۳۳۴۔

۲۔ تاریخ طبری، ج۶، ص ۳۸۲؛ تہذیب التہذیب، ج۴، ص ۳۳۴۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۳۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۳۰۶؛ جمل، ص ۳۲۱۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص ۲۳۹؛ اسد الغابہ، ج۵، ص ۲۸۳۔

۶۔ رجال طوسی، ص ۶۵

۷۔ رجال طوسی، ص ۴۹۔

۶۵۱۔ عبد اللہ بن عباس

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت حضرت علیؑ کے چچازاد بھائی تھے، آپ کا تاریخ اسلام کے مشہور محدثین ومفسرین میں شمار ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت ہجرت سے تین سال پہلے (جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعب ابوطالب میں تھے) ہوئی وفات پیغمبرؐ کے وقت آپ کی عمر ۱۳/اور ایک قول کے مطابق پندرہ سال سے زیادہ نہیں تھی (۱) آپ نے اس قدر علم حاصل کیا کہ لوگ آپ کو حَبر الامۃ (امت کا عالم) کہنے لگے(۲) آپ نے حضرت علیؑ سے علم فقہ وتفسیر اور تاویل قرآن کی تعلیم حاصل کی اور خود بھی درس دیا۔

آپ ہمیشہ حضرت علیؑ کی ولایت وامامت کے معتقد رہے اور امامؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلافصل خلیفہ سمجھتے تھے اور آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں حضرت علیؑ کا پوری طرح دفاع کیا اور امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔

آپ حضرت علیؑ کے فراق میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے اور ۶۸ یا ۷۰ یا ۷۳ ہجری میں محبت اہل بیتؑ کے ساتھ دعوت الٰہی کو شہر ''طائف'' میں لبیک کہا۔

جناب ابن عباس کا تأثر اور امت کا انحراف

آپ امت کے منحرف ہونے سے سخت متاثر تھے، چنانچہ گریہ کرتے اور کہتے تھے: ''**یوم الخمیس ومایوم الخمیس**؛ جمعرات کا دن، کیا جمعرات کا دن'' کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بستر بیماری پر فرمایا: ''قلم دوات لاکر دو تاکہ تمھارے لئے نامہ لکھوں کہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوسکو''، لیکن اس مجلس میں بعض حاضرین نے کہا: پیغمبرؐ ہذیان کہہ رہے ہیں، اس کے بعد دوسرے شخص نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو چیز طلب فرمارہے تھے نہ لاؤں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس جملہ کے بعد؟۔(۳)

ناسزا گو افراد سے ملاقات

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد معاویہ کی زہریلی تبلیغ اس درجہ ہو چکی تھی کہ حضرت علیؑ پر سب وشتم کرنا اس زمانہ میں کا

۱۔حاکم نیشاپوری کا قول ہے کہ پندرہ سال عمر تھی۔

۲۔طبقات کبریٰ، ج۲،ص۳۶۷۔

۳۔بدایہ والنہایہ، ج۲،ص۲۰۰؛ طبقات الکبری، ج۲،ص۲۴۴۔

اچھا کام شمار ہوتا تھا چنانچہ ایک دن جناب عبداللہ بن عباس ایک گروہ کے قریب سے گزرے جس گروہ کے لوگ حضرت علیؑ کی شان اقدس میں ناسزا باتیں کہہ رہے تھے، جناب ابن عباس نے جو ساتھ تھا اس سے کہا: مجھے اس گروہ کے قریب لے چلو، ابن عباس نے لوگوں سے کہا: تم میں سے کون خدا پر سب وشتم کررہا تھا؟ سب نے کہا: ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں کہ اس پر سب وشتم کریں، پھر کہا: پس تم میں سے کس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناسزا کہا؟ انھوں نے کہا: ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ناسزا کہیں، اس کے بعد کہا: پس تم میں سے کس نے حضرت علی - کو ناسزا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم نے کہا ہے، ابن عباس نے کہا: میں خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: "من سبنی فقد سبب اللہ ومن سب علیاً فقد سبنی، جس نے مجھے ناسزا کہا گویا اس نے خدا کو ناسزا کہا اور جس نے علی کو ناسزا کہا گویا اس نے مجھے ناسزا کہا" پس تم نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا کو ناسزا کہا ہے، یہ جملہ سن کر سب شرمندہ ہو گئے اور سر جھکا لئے۔(۱)

اهل بیت رسولؐ سے عقیدت

آپ ہمیشہ اہل بیت رسول خداؐ کے عقیدت مند رہے اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسن وامام حسین + سے جدا نہیں ہوئے اور آخری دم تک اہل بیت کی محبت پر ثابت قدم رہے، چنانچہ شیخ طوسی نے آپ کا رسول خداؐ وحضرت علی - اور امام حسن - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

خلافت سے دفاع

۱۔ ابوزید عمر بن شبیہ نقل کرتے ہیں کہ: عبداللہ بن عباس نے کہا: ایک دن میں عمر خطاب کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی میں جارہا تھا، عمر نے کہا: میں تمہارے دوست (علی) کو مظلوم سمجھتا ہوں، عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں میں نے کہا: پس ان کا حق واپس کردیجئے، کچھ دیر بعد عمر نے کہا: میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی چیز لوگوں کو حضرت علیؑ سے دور رکھے گی سوائے اس کے کہ لوگ کم سن سمجھیں گے، میں نے کہا: خدا کی قسم خداوند عالم نے انہیں کم سن نہیں سمجھا جب کہ اس نے حکم دیا کہ سورۂ برائت کو ابوبکر سے لیکر لوگوں کے سامنے تلاوت کریں (۳) یعنی اگر معیار سن زیادہ ہونا ہے تو پھر رسول خداؐ نے انھیں سورۂ برائت کی

۱۔ مروج الذہب، ج ۲، ص ۴۳۵۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۲۳، ۴۶ و ۶۹۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۶، ص ۴۵۔

تلاوت کے لئے ابوبکر پر کیوں ترجیح دی۔؟

۲۔ ابن عباس کہتے ہیں: ایک دن عمر بن خطاب میرے اور حضرت علیؑ کے قریب سے گذرے اور سلام کیا، جواب سلام کے بعد میں نے پوچھا: آپ کہاں جارہے ہیں؟

کہا: اپنے کھیت میں جارہا ہوں، حضرت علیؑ نے فرمایا: ''ہم بھی ساتھ آئیں؟'' کہا: ہاں، آیئے، امام علیؑ نے مجھ سے فرمایا: تم ساتھ جاؤ، ابن عباس کہتے ہیں: میں اٹھ کر چل دیا، بقیع سے گزرنے کے بعد کہا: ''**یابن عباس! ماواللہ، ان کان صاحبك هذا اولی الناس بالامر بعد وفات رسول الله، الا انا حفناه علی اثنتین**؛ اے ابن عباس! تمہارے یہ ساتھی (علی) رسول خداؐ کی وفات کے بعد خلافت کی نسبت لوگوں پر اولویت رکھتے تھے، مگر یہ کہ ہمیں ان کی طرف سے دو چیز کا ڈر تھا''

ابن عباس ہتے ہیں: میں نے کہا: وہ دو چیز کیا ہیں؟

کہا: ایک تو یہ کہ وہ کم سن ہیں اور دوسرے یہ کہ خاندان عبدالمطلب کو دوست رکھتے ہیں۔(۱)

حق تھا کہ عمر سے کہا جائے: پہلی بات یہ کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد حضرت علیؑ کی تیس (۳۰) سال عمر ہو چکی تھی، لہٰذا کم سن نہیں تھے۔

دوسرے: پیغمبرؐ نے بارہا آپ کا اپنے جانشین کی حیثیت سے تعارف کریا، کیا رسول خداؐ اس کم سنی پر متوجہ نہیں تھے؟۔

تیسرے: یہ کہ رسول خداؐ نے جوان افراد مثلاً مصعب بن عمیر کو اٹھارہ سال کی عمر میں مکہ کی حکومت کے لئے منصوب کیا اور اسامہ بن زید کو (جو جوان تھے) فوج کا فرمان روا قرار دیا اور اس موقع پر آپ ابوبکر و عمر پر بھی فرمان روائی رکھتے تھے۔

پس اگر کم سنی مانع ہوتی تو رسول خداؐ اس طرح کے افراد کو حکومت کے لئے منصوب نہیں کرتے۔۔۔۔

دوسرے بہانہ کا جواب کہ حضرت علیؑ خاندان عبدالمطلب سے محبت کرتے ہیں۔

یہ ہے کہ چار سالوں میں جب آپ ظاہری طور پر مقام خلافت پر آئے تو یہ حقیقت اچھی طرح روشن ہو جاتی ہے اور حتی آپ نے اپنے بھائی عقیل کو ایک ناچیز رقم دینے سے انکار کر دیا اور اس کے علاوہ یہ کہ کیا عثمان بنی امیہ سے محبت نہیں رکھتے تھے کہ انہیں عمر نے چھ افراد کی کمیٹی میں شامل کیا وہ خلیفہ قرار پائے؟!۔

جنگ جمل وصفین

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۵۷۔

آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور آخر کار مولا کے حکم کی تعمیل میں عائشہ کو مدینہ واپس جانے پر راضی کیا جس سے امامؑ خوش ہوئے۔

جنگ جمل کے بعد حضرت علیؑ نے آپ کو کوفہ کا والی وفرمان روا مقرر کیا۔

جب امامؑ صفین کی طرف عازم سفر ہوئے تو آپ بصرہ کی فوج کے ساتھ امامؑ کی نصرت کے لئے روانہ ہوئے اور عراقی سپاہیوں کے ایک بڑے گروہ کے فرمان روا قرار پائے۔

ابن عباس جنگ صفین میں جتنی مدت بھی امامؑ کے پاس رہے معاویہ وعمرو عاص نے آپ کو فریب دینے اور امامؑ سے جدا کرنے کی پوری سعی وکوشش کی اور بہت سے نامہ لکھے کہ آپ عراقی فوج کو چھوڑ کر شام سے ملحق ہو جائیں، لیکن ہر خط کا جواب دندان شکن دے کرنا امید کیا۔

آپ کا حکمیت میں کردار

آپ نے معاویہ کی سازش سے باخبر ہو کر جنگ جاری رکھنے کی پیشکش کی لیکن نادان خوارج کے فشار کی بنا پر حکمیت کا مسئلہ پیش آیا امامؑ نے جناب ابن عباس کو حکم منتخب کیا، لیکن خوارج نے مخالفت کی اور آخر کار ابوموسی اشعری کی حکمیت کو قبول کرنا پڑا، جناب ابن عباس ان افراد میں شامل تھے جو امامؑ کی طرف سے حکمیت اجرا ہونے کی جگہ ''دومة الجندل'' گئے تا کہ حالات پر نظارت کریں اور ابوموسی کو عمرو عاص کے مکر وحیلہ سے آگاہ کریں، آپ نے ابوموسی کو عمرو عاص کے مکر وحیلہ کی طرف توجہ دلانے کی پوری سعی وکوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا اور آخر کار عمرو عاص کامیاب ہو گیا۔

جناب ابن عباس معاویہ کے قصر میں

آپ جنگ صفین کے بعد جب شام گئے تو معاویہ نے آپ کو بلایا تا کہ آپ کے نظریات سے آگاہ ہو اور دوسری مرتبہ شہادت امام حسن - کے بعد خود معاویہ کے قصر میں گئے اور دونوں مرتبہ اس کے سوالات کا دندان شکن جواب دیا، یہاں تک کہ معاویہ کو کہنا پڑا جو کچھ کہتا ہوں اس کا جواب پہلے سے آمادہ رکھتے ہو۔(۱)

خیانت کا الزام

آپ پر یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ جب آپ بصرہ میں امامؑ کی طرف سے حاکم تھے تو بیت المال کا سارا مال جمع کر کے

۱۔ مروج الذہب، ج ۳، ص ۷؛ معجم رجال الحدیث، ج ۱۰، ص ۲۳۳۔

مکہ لے گئے اور حضرت علیؑ سے کنارہ کشی اختیار کی، لیکن بہت سے معتبر دلائل موجود ہیں جو اس طرح کے اتہام کو آپ سے بر طرف کرتے ہیں اور ابن عباس پر یہ اتہام صحیح نہیں ہے۔(۱)

وفات

کشی عبداللہ بن یالیل (طائف کے ایک آدمی) سے نقل کرتے ہیں کہ: میں ایک دن طائف میں ان کی عیادت کو گیا تو آپ بے ہوش تھے جب آپ کو آنگن میں لایا گیا تو آپ نے رسول خداؐ کی پیشین گوئی کو دہرایا اور آخر میں کہا: **اللّٰھم انی احیی علی ما حیی علیه علی بن ابی طالب و امات علی ما مات علیه علی بن ابی طالب**؛ خدایا! میں اس عقیدہ پر زندہ ہوں جس پر حضرت علیؑ زندہ تھے اور اس عقیدہ پر مر رہا ہوں جس پر حضرت علی بن ابی طالب اس دنیا سے گئے اور پھر دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا(۲) جناب محمد حنفیہ نے آپ پر نماز پڑھی اور آپ طائف میں دفن کر دیئے گئے۔

۶۵۲۔ عبداللہ بن عبدالرحمن انصاری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور شاعر تھے، ابن اثیر نقل کرتے ہیں کہ: آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔(۳)

۶۵۳۔ عبداللہ بن عتیک اوسی انصاری

شیخ طوسیؒ رقمطراز ہیں کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار، اصحاب، جنگ بدر کے مجاہدین اور حضرت علی - کے اصحاب میں سے ہیں۔(۴)

ابن کلبی سے منقول ہے کہ: آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا۔

۶۵۴۔ عبداللہ بن عفیف ازدی

آپ اپنے زمانہ کے ادیب، شاعر، سخنور اور شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے آپ نے جنگ جمل میں

۱۔ مزید معلومات کے لئے رجوع کریں: مبانی فقہی حکومت اسلامی جلد ۵ ص ۱۵۳؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۱ کامل ابن اثیر، ج ۲، ص ۴۳۲۔

۲۔ رجال کشی، ص ۵۶۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۸؛ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۰۳۔

امامؑ کا ساتھ دیا جس میں آپ کی بائیں آنکھ جاتی رہی، جنگ صفین میں بھی امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا جس میں ضربت لگنے کی بنا پر دوسری آنکھ سے بھی نابینا ہوگئے اور پھر اس کے بعد ہمیشہ مسجد میں نماز وعبادت میں مشغول رہتے تھے، آپ آخری دم تک حضرت علیؑ اور اہل بیت رسولؐ کے ایمان وعقیدہ پر باقی رہے اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں۔

ابن زیاد پر اعتراض اور شہادت

واقعہ کربلا کے بعد جب گیارہ محرم کو اہل حرم کوفہ میں پہنچے تو ابن زیاد نے شہر کی جامع مسجد میں لوگوں کو نماز کی دعوت دی اور پھر منبر پر شرمناک خطبہ پڑھا اور امامؑ کی شان اقدس میں نہایت گستاخی کی لیکن عبداللہ بن عفیف نے سخت جواب دیا جس کی تاب نہ لاکر آخرکار ابن زیاد نے آپ کو محبت اہل بیت ؑ کے جرم میں سولی دلاکر شہید کرادیا۔(۱)

۶۵۵۔ عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب

آپ کا مہاجرین میں شمار ہوتا ہے اور آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی (۲) جناب عقیل کے دو فرزند ''عبداللہ اکبر'' اور ''عبداللہ اصغر'' اور تھے جو میدان کربلا میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوگئے۔(۳)

۶۵۶۔ عبداللہ بن عمار بن عبد یغوث

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور روایت نقل کرنے والوں میں سے ہیں (۴) شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی ؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے (۵) اور ظاہراً آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا ہے۔

۶۵۷۔ عبداللہ بن عمر عنبسی

آپ اپنے زمانہ کے شجاع وبہادر، شاعر اور فاضل وعبادت گزار تھے، آپ جنگ صفین میں پہلے شامی لشکر میں شامل تھے لیکن جب عمرو بن عاص سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسر سے فرمایا ہے کہ:

''تقتلک الفئة الباغیه؛ تمھیں ایک باغی وستمگر گروہ قتل کرے گا'' تو رات کی تاریکی میں معاویہ کے لشکر سے جدا

۱۔ تاریخ طبری، ج۵،ص ۴۵۸؛ کامل فی التاریخ، ج ۵۷۵؛ ارشاد مفیدؒ، ج ۲،ص ۱۱۷۔

۲۔ جمل، ص ۱۰۴۔

۳۔ تنقیح المقال، ج ۲،ص ۱۹۹۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۳،ص ۲۲۷۔

۵۔ رجال طوسیؒ، ص ۵۱۔

ہو کر حضرت علیؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔(۱)

۶۵۸۔ عبداللہ بن عمرو بن محصن انصاری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا۔(۲)

۶۵۹۔ عبداللہ بن عمرو بن معاذ بن جموح

شیخ طوسیؒ کی روایت کے مطابق آپ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب اور قبیلہ ''بنی سلمہ'' میں سے تھے۔(۳)

۶۶۰۔ عبداللہ بن عمرو بن ھند المرادی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور حدیث روایت کرنے والوں میں سے ہیں، ایک نقل کے مطابق آپ نے حضرت علی سے ملاقات اور حدیث نقل کی کہ آپ نے فرمایا:

''کنت اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ: أعطانی واذا سکت ابتدانی''

''میں جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو جواب فرماتے تھے اور اگر چپ رہتا تھا تو خود بیان کرنا شروع کر دیتے تھے''۔(۴)

۶۶۱۔ عبداللہ بن عمرو نھدی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی وشیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور گروہ بنی نہد کے پرچمدار رہے۔ابن اثیر نقل کرتے ہیں کہ: آپ نے جناب مختار کے قیام میں شرکت کی اور مصعب واس کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۵)

۶۶۲۔ عبداللہ بن عمیرہ عجلی کوفی

۱۔وقعہ صفین،ص ۴۴۳؛اعیان الشیعہ،ج۸،ص ۶۴۔

۲۔رجال طوسیؒ،ص ۵۰۔

۳۔رجال طوسیؒ،ص ۴۹۔

۴۔تہذیب التہذیب،ج ۴،ص ۴۱۸۔

۵۔تاریخ ابن اثیر،ج ۲،ص ۱۲۔

آپ کوفہ کے رہنے والے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، شیخ طوسیؒ روایت کرتے ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ اور حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں شامل تھے(۱) آپ بڑے شجاع و بہادر تھے، آپ نے میدان کربلا میں سخت جہاد کیا اور یسار وسالم کو ہلاک کیا۔

۶۶۳۔ عبداللہ بن عوف احمر

آپ شجاع و بہادر اور شاعر تھے، شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ: آپ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب+ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علی کی رکاب میں جہاد کیا۔(۲)

۶۶۴۔ عبداللہ بن غنیم

آپ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔

ابن حجر رقمطراز ہیں: آپ ثقہ و بزرگ تابعین اور بڑے فقہا میں سے تھے اور آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علیؑ وجناب ابوذر۔۔۔سے احادیث نقل کی ہیں۔

۶۶۵۔ عبداللہ بن قعین یمانی

آپ شجاع و بہادر، مومن ومتدین تھے، آپ اور آپ کے بھائی ''کعب بن قعین'' حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ وولایت پر ثابت قدم تھے، آپ اپنے بھائی کعب اور معقل بن قیس کے ہمراہ سپاہیوں کے ساتھ امامؑ کے حکم سے خریت بن راشد کے فتنہ کو خاموش کرنے کے لئے اہواز کی طرف روانہ ہوئے اور کامیابی حاصل کی۔(۳)

۶۶۶۔ عبداللہ بن قلع احمسی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور جنگ صفین میں سوار سپاہیوں میں شامل تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور آخرکار شہید ہوگئے۔(۴)

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۵۴۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۱۶۰۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۴۱؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۲۶؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۲۱۔

۴۔ اعیان الشیعہ، ج ۸، ص ۴۵۸۔

۲۶۷۔ عبداللہ بن کعب مرادی

آپ حضرت علیؑ کے اعیان و بزرگ اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۱)

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جب عبداللہ میدان کارزار میں آخری سانس لے رہے تھے تو آپ کے قریب سے اسود بن قیس کا گزر ہوا انھوں نے آپ سے کہا: کچھ وعظ و نصیحت کریں، آپ نے کہا: میں تمھیں تقوائے الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ حضرت علیؑ کے خیر خواہ رہنا اور امامؑ کی رکاب میں عہد شکن افراد کے خلاف جنگ کرنا یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے یا تم خدا سے ملحق ہو جاؤ، امیر المومنینؑ کو میرا اسلام کہنا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ جنگ کیجئے اور میدان میں آگے بڑھئیے یہاں تک کہ معرکہ جنگ پیچھے رہ جائے کیونکہ وہی شخص کامیاب ہے۔

آپ یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اسود بن قیس نے امامؑ کی خدمت میں پوار واقعہ بیان کیا، امامؑ نے فرمایا: رحم اللہ ۔۔۔ خدا ان پر رحمت کرے، زندگی میں ہماری رکاب میں جنگ کی اور مرتے وقت تک ہماری خیر خواہی کی۔(۲)

۲۶۸ عبداللہ بن کوّاء

یہ شخص عالم اور متقی و پرہیزگار اور حضرت علیؑ کا شیعہ و مخلص صحابی تھا اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی مگر افسوس کہ حکمیت کے ماجرہ میں شیطان غالب آ گیا اور حضرت علیؑ کو چھوڑ کر خوارج کے ساتھ مل گیا اور ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق گردن میں پڑ گیا۔(۳)

۲۶۹ عبداللہ بن مالک جیشانی مصری

آپ مصر میں اپنے زمانہ کے زاہد و عابد تھے، آپ حضرت علیؑ کے چاہنے والوں میں سے تھے اور آپ نے حضرت علیؑ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں اور ۷۷ھ کو مصر میں آپ کا انتقال ہوا۔(۴)

۱۔ اسد الغابہ، ج۳، ص۲۴۹۔

۲۔ وقعہ صفین، ص۴۵۶؛ تاریخ طبری، ج۵، ص۴۶۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص۵۰؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۲۰۴۔

۴۔ تہذیب التہذیب، ج۵، ص۴۵۴؛ الغدیر، ج۲، ص۹۷۔

۶۷۰۔ عبد اللہ بن محل العجلی العامری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور آپ ان افراد میں سے ہیں جو صلح کے پیمان اور حکمیت کے ماجرہ میں موجود تھے اور دستخط کئے۔(۱)

۶۷۱۔ عبد اللہ بن منهال ساعدی

آپ عراق کے شجاع و بہادر سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور آخرکار اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۶۷۲۔ عبد اللہ بن ناجد

آپ نے جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب+ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۶۷۳۔ عبد اللہ بن نجی بن سلمہ حضرمی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے امامؑ و جناب حذیفہ اور جناب عمار یاسر سے احادیث نقل کی ہیں(۴) آپ حضرت علیؑ کی ولایت پر اس درجہ ایمان وعقیدہ رکھتے تھے کہ آخرکار اسی راہ میں زیاد بن ابیہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

ابوجعفر محمد بن حبیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ: زیاد بن ابیہ نے عبداللہ بن نجی کو شیعہ و محبت امیر المومنین - کے جرم میں معاویہ کے حکم سے کوفہ میں سولی پر لٹکایا اور کئی دن تک لاش دار پر لٹکی رہی۔

حضرت امام حسینؑ کو جب آپ کی خبر شہادت ملی تو کافی اظہار افسوس وغم کیا اور معاویہ کے نام خط تحریر فرمایا۔

۶۷۴۔ عبد اللہ بن نهیک

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۵۴؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۲۶۴۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶

۳۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷؛ وقعہ صفین، ص ۲۶۳۔

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۵۱۴۔

آپ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علیؑ سے حدیث نقل کرنے والے راویوں میں سے ہیں۔(۱)

۶۷۵۔ عبد اللہ بن وال تمیمی

آپ ان شیعوں میں سے ہیں جنھوں نے خلافت کے پہلے دن حضرت علیؑ کی بیعت کی، آپ ہی نے خریت بن راشد کے فتنہ کا مقابلہ کیا۔

توابین کا قیام

آپ نے کوفہ کے تین بزرگوں: مسیب بن نجبہ فزاری اور عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی اور رفاعہ بن شداد بجلی کے ساتھ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر اجتماع کیا اور امام حسینؑ اور آپ کے باوفا اصحاب کے غم میں آنسو بہائے اور ہر ایک نے انتقام خون امام حسینؑ کے بارے میں گفتگو کی اور پھر دیگر شیعوں کے ساتھ مل کر توابین کا گروہ تشکیل دیا، اموی حکومت کے مقابلہ میں قیام کیا اور آپ ۶۵ھ میں اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

۶۷۶۔ عبد اللہ بن وہب راسبی

اس شخص کا بزرگ تابعین اور عبادت گزاروں میں شمار ہوتا تھا، یہاں تک کہ کثرت سجدہ کی بنا پر اس کی پیشانی و ہاتھ اور گھٹنوں پر نشان پڑ گئے تھے۔

اس نے جنگ جمل و صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا مگر افسوس کہ حکمیت کے موقع پر خوارج کے ساتھ ہو گیا اور ان کا امیر قرار پایا اور مولا کے خلاف جنگ کی اور اصحاب امامؑ کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

۶۷۷۔ عبد اللہ بن ہاشم مرقال

آپ اپنے والد کی طرح شجاع و بہادر اور حضرت علی - پر جان فدا کرنے والوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں اپنے والد کے ہمراہ اہل شام کے خلاف جنگ کی اور پے در پے حملے کر کے فوج شام کو تتر بتر کر دیا اور پھر اپنے والد کی شہادت کے بعد ان کے پرچم کو ہاتھ میں لیا اور پھر امامؑ کے لشکر کے درمیان خطبہ دیا۔۔۔

عبد اللہ اور معاویہ کا قصر

آپ نے چوں کہ صفین میں معاویہ کے لشکر پر کاری ضرب لگائی اور نہایت شجاعانہ طریقہ سے جنگ کی لہٰذا معاویہ کے

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۵۱۷۔

دل میں آپ کی طرف سے حسد وکینہ پیدا ہو چکا تھا، چنانچہ معاویہ نے برسر اقتدار آنے کے بعد آپ کی گرفتاری کا حکم صادر کیا اور آخر کار زیاد بن ابیہ نے آپ کو گرفتار کر کے ہاتھ گردن میں باندھ کر شام کی طرف روانہ کر دیا وہاں پہنچ کر معاویہ سے گفتگو ہوئی اور آپ نے بے خوف وخطر دندان شکن جواب دیئے لیکن چوں کہ حیات باقی تھی لہٰذا عمرو عاص کے معاویہ کو کافی چڑھانے واکسانے کے بعد بھی زندہ واپس آ گئے۔(۱)

۶۷۸۔ عبد اللہ بن یحییٰ حضرمی

آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ تابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب واولیا اور شرطۃ الخمیس میں سے تھے۔(۲)
شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، آخر کار آپ کو حضرت علیؑ کی محبت کے جرم میں معاویہ کے حکم سے گرفتار اور شہید کر دیا گیا۔(۳)

۶۷۹۔ عبد اللہ بن یزید بن زید انصاری

آپ کے والد اور دادا دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے اور صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور آپ بھی (اگر چہ کمسن تھے) حاضر تھے، البتہ مامقانی رقم کرتے ہیں کہ: صلح حدیبیہ میں آپ کی عمر سترہ (۱۷) سال تھی۔(۴)
ابن حجر نقل کرتے ہیں کہ: عبداللہ بن یزید رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ نماز پڑھتے تھے، قتل عثمان کے بعد آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار پائے اور جنگ جمل وصفین اور نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔(۵)
حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفہ کے حاکم قرار پائے اور اسی زمانہ میں دار دنیا سے رخصت ہو گئے۔(۶)

۱۔ الغدیر، ج ۲، ص ۱۶۹؛ وقعہ صفین، ص ۳۴۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۳۰۔
۲۔ رجال برقی، ص ۳؛ معجم رجال حدیث، ج ۱۰، ص ۳۷۸؛ رجال کشی، ص ۶؛ الاختصاص، ص ۷۔
۳۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۲۳۔
۴۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۲۳۔
۵۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۲۳؛ الاصابہ، ج ۴، ص ۲۶۷؛ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۵۳۶۔
۶۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۵۳۷۔

۶۸۰۔ عبداللہ بن عبد مدان

آپ حدیث نقل کرنے والوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں اور بعد میں آپ حضرت علیؑ کے ملازم قرار پائے، جب عبیداللہ بن عباس یمن سے بسر بن ارطات کے حملہ سے فرار کر کے کوفہ آئے تو امامؑ نے عبداللہ بن عبدالمدان کو یمن کا حاکم منصوب کیا لیکن افسوس کہ بسر بن ارطات نے آپ کے آنے سے پہلے یمن پر حملہ کر کے عبداللہ کے دوفرزندوں کو قتل کر دیا، نیز بسر بن ارطلت نے عبیداللہ بن عباس کے دوفرزندوں عبدالرحمن وقثم کو بے گناہ شہید کیا۔(۱)

۶۸۱۔ عبداللہ بن سوید حوشی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا امام علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔(۲)

۶۸۲۔ عبداللہ فقیم ازدی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے معاویہ کے عامل خریت بن راشد کے فتنہ کو نابود کرنے میں شرکت کی۔

۶۸۳۔ عبدالملک بن ابی ذر غفاری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، جس وقت حضرت علیؑ کو خبر دی گئی کہ عثمان نے قرآن کو پارہ کر دیا ہے تو امامؑ نے آپ کو آپ کے والد جناب ابوذر غفاری کی تلاش میں بھیجا تا کہ وہ آئیں اور اس بارے میں گفتگو کی جائے، آپ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو خبر دی اور وہ فوراً امامؑ کے پاس تشریف لائے اور امامؑ نے اس اہم کام کے سلسلہ میں ان سے گفتگو کی اور میرے والد نے اس بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کی۔(۳)

۶۸۴۔ عبدالواحد بن عبدالواحد اسدی

آپ حدیث نقل کرنے والے، اہل کوفہ اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی۔

۱۔تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۹۔

۲۔وقعہ صفین، ص ۳۴۳۔ ۳۴۵۔

۳۔رجال کشی، ص ۲۶۔

۶۸۵۔ عبد خیر بن ناجد (ابو صادق ازدی)

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

ابن حجر نقل کرتے ہیں: آپ ثقہ، متقی و پرہیز گار اور آپ نے حضرت علیؑ و مخنف بن سلیم وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں (۲)۔

۶۸۶۔ عبد خیر بن یزید کوفی ھمدانی

آپ تابعین اصحاب اور ثقہ افراد میں سے تھے، آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے، آپ سے بہت سی روایتیں نقل ہوئی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور جنگ صفین کے بہت سے واقعات نقل کئے ہیں۔(۳)

۶۸۷۔ عبید اللہ بن ابی رافع

آپ حضرت علیؑ کے برگزیدہ صحابی و کاتب اور کثیر الحدیث تھے اور آپ نے دو کتابیں تالیف کی ہیں: ایک کا موضوع ''حضرت علیؑ کی قضاوتین'' اور دوسری کتاب کا موضوع ''اصحاب رسول جو جمل و صفین اور نہروان میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے'' (۴) آپ حضرت علیؑ کے بیت المال کے خزانہ دار تھے اور آپ نے جنگ جمل و صفین اور نہروان میں شرکت کی۔(۵)

آپ آخری عمر تک حضرت امیر المومنین اور اہل بیت رسولؐ کی محبت و عقیدت پر باقی رہے اور آپ کے چار فرزند تھے۔

۶۸۸۔ عبید اللہ بن جویریہ

آپ اور آپ کے تین بھائی: عتبہ و عوف اور مالک قبیلہ ''ازد'' کے شجاع و بہادر افراد اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۶)

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۸۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۱۴۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ۲۴۳ و ۳۵۳۔

۴۔ الفہرست، ص ۱۷۴؛ رجال طوسیؒ، ص ۷۴؛ معجم رجال حدیث، ج ۱۱، ص ۶۲؛ رجال برقی، ص ۴۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۴۷۱؛ جمل، ص ۳۹۵ و ۳۹۹۔

۶۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۳۔

۶۸۹۔ عبید اللہ بن حدید نمری

آپ حضرت علیؑ کے مخلص وجان نثار صحابی تھے، آپ نے اپنے بھائی کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔(۱)

۶۹۰۔ عبید اللہ بن حرّ جعفی

آپ کوفہ کے شجاع و بہادر اور اشراف لوگوں میں سے تھے، نجاشی نقل کرتے ہیں کہ: آپ کے فرزند ادیم وزکریا اور ایوب حضرت امام جعفر صادق -کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے امامؑ سے احادیث نقل کی ہیں۔(۲)

لیکن چوں کہ عثمان سے محبت تھی لہٰذا انتقام خون عثمان کے بہانہ معاویہ سے مل گئے البتہ بعض مورخین نقل کرتے ہیں کہ آپ نے معاویہ کی مجلس میں جرئت و دلیری کے ساتھ حضرت علیؑ کی حقانیت سے دفاع کیا اور کہا: ''ان علیا علی الحق وانت علی الباطل؛ حضرت علیؑ حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو''۔(۳)

۶۹۱۔ عبد اللہ بن خلیفہ ھمدانی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علیؑ کے صحابی و''شرطۃ الخمیس'' میں سے تھے، آپ حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں شامل ہو گئے اور آپ نے حضرت امام حسن و حضرت امام حسینؑ کے اصحاب سے روایات بھی نقل کی ہیں۔(۴)

۶۹۲۔ عبد اللہ بن سالم ربعی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

۶۹۳۔ عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علیؑ کے چچازاد بھائی اور عبد اللہ بن عباس کے چھوٹے بھائی ہیں، آپ اپنے زمانہ

۱۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۲۸۔
۲۔ رجال نجاشیؒ، ص۱۰۶، و۱۶۷ و۲۵۶۔
۳۔ اصحاب امام امیر المومنینؑ ج۲، ص۲۹۹۔
۴۔ تہذیب التہذیب ج۵، ص۳۷۱۔

میں جود وسخا کے لحاظ سے مشہور تھے اور آپ کی سخاوت سے متعلق تاریخ میں بہت سی باتیں منقول۔(۱)

والی یمن

آپ امامؑ کی طرف سے یمن کے والی مقرر تھے لیکن جب بسر بن ارطات نے معاویہ کی طرف سے آ کر یمن پر حملہ کیا تو آپ وہاں سے کوفہ کی طرف فرار کر گئے، البتہ آپ کے دونوں فرزندوں کو (جو کہ یمن میں تھے) بسر بن ارطات نے شہید کر دیا تھا۔

امام حسن علیہ السلام کے ساتھ خیانت

آپ نے معاویہ کے خلاف جنگ کرنے میں سستی و کوتاہی کی اور ایک لاکھ دینار اور بقول دیگر دس لاکھ دینار لے کر خود کو معاویہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور امام حسنؑ کے لشکر کو فرمان روا کے بغیر چھوڑ کر مخفیانہ طریقہ سے معاویہ سے ملحق ہو گئے جس سے اسلامی فوج کو سخت ترین نقصان پہنچا جس کے نتیجہ میں صلح امام حسنؑ قرار پائی۔(۲)

۶۹۴۔ عبید اللہ (عبد اللہ) بن سوید حوشی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی و روایت کرنے والے(۳) اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے(۴) آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب عمار یاسر کے سلسلہ میں مشہور حدیث نقل کی، یہی حدیث سبب قرار پائی کہ جب جناب عمار یاسر معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہو گئے تو معاویہ کے لشکر سے ایک گروہ معاویہ سے جدا ہو کر امامؑ کے لشکر سے ملحق ہو گیا۔(۵)

۶۹۵۔ عبید اللہ بن بشر کلبی کوفی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے سوار سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں مالک اشتر کے زیر پرچم جہاد کیا اور

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۱۴۱، ۳؛ مروج الذہب، ج۳، ص۱۶۲؛ سفینۃ البحار، ج۲، ص۱۴۴۔

۲۔ مقاتل الطالبین، ص۱۴۱؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۶، ص۴۲۔

۳۔ اسد الغابہ، ج۳، ص۱۸۲۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص۵۲۔

۵۔ وقعہ صفین

امامؑ کی مدد کی۔(۱)

۶۹۶۔عبید بن تیہان انصاری

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۲)

۶۹۷۔عبید بن جعد

آپ ثقہ، تابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۳)

۶۹۸۔عبید بن حنین

آپ حدیث نقل کرنے والے اور ثقہ افراد میں سے ہیں۔(۴) شیخ طوسی رقمطراز ہیں: آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے(۳)

۶۹۹۔عبید بن خالد سلمی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہاجرین اصحاب اور حدیث نقل کرنے والے اور کوفہ میں رہتے تھے۔(۵) آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں قرار پائے اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۶)

۷۰۰۔عبید بن عبد کندی (ابو عبد اللہ جدلی)

آپ حضرت علیؑ کے خاص اصحاب میں سے تھے(۷) شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے بزرگ ومقرب اصحاب اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۸)

۱۔رجال طوسیؒ،ص ۴۸۔

۲۔اسد الغابہ،ج ۳،ص ۳۴۶۔

۳۔تہذیب التہذیب،ج ۵،ص ۴۲۲۔

۴۔رجال طوسیؒ،ص ۵۰۔

۵۔اسد الغابہ،ج ۳،ص ۳۴۸۔

۶۔الغدیر،ج ۹،ص ۳۶۶؛ تہذیب التہذیب،ج ۵،ص ۴۲۳۔

۷۔رجال طوسیؒ،ص ۴۷؛ رجال برقی،ص ۴و۵۔

۸۔رجال طوسیؒ،ص ۷۳؛ تاریخ طبری ج ۶،ص ۷۶۔۷۷۔

آپ نے ہمیشہ اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاص کر حضرت علیؑ کی نسبت وفاداری کا ثبوت دیا اور کبھی بھی اہل بیتؑ سے دفاع کرنے میں کوتاہی نہیں کی، چنانچہ آپ نے قاتلین امام حسینؑ کو غارت اور نابوت کرنے میں جناب مختار کا ساتھ دیا۔

آپ کو حضرت علیؑ جس درجہ تقرب تھا اس کے لئے بس یہی کافی ہے کہ حضرت امام باقرؑ نقل کرتے ہیں کہ: ایک دن ابوعبداللہ جدلی حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، امامؑ نے فرمایا: اے ابوعبداللہ! کیا تمھیں اس آیت {مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ. وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ} (۱) کے بارے میں خبر نہ دوں؟ ابوعبداللہ نے کہا: اے امیر المومنین! میں آپ پر فدا ہو جاؤں خبر دیجئے، امامؑ نے فرمایا: اس آیت میں حسنہ سے مراد ہم اہل بیت کی محبت و دوستی کی معرفت حاصل کرنا ہے اور سیئہ سے مراد انکار ولایت اور اہل بیتؑ سے بغض و دشمنی ہے۔ (۲)

۷۰۱۔ عبید بن عمیر بن قتادہ

آپ بزرگ تابعین اور ایک قول کی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے کیونکہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور ایک قول کی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ (۳)
آپ نے حضرت امیر المومنینؑ اور بہت سے اصحاب سے احادیث نقل کی ہیں اور آپ نے ۳۸ھ مدینہ میں انتقال کیا۔ (۴)

۷۰۲۔ عبید بن نضلہ خزاعی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور کوفہ میں مقیم ہوئے، شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب اور قرآن کے قاریوں میں شمار کیا ہے۔ (۵)

۱۔ سورۂ نمل [۲۷] آیت ۸۹۔ ۹۰۔
۲۔ سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۱۴۳؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۳۶۔
۳۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۵۳؛ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۴۳۱۔
۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۴۳۱۔
۵۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۸؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۳۷۔

۷۰۳۔ عبید بن یزید ہمدانی

آپ حضرت علی - کے باوفا صحابی تھے، آپ اور آپ کے دو بھائیوں نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔(۱)

۷۰۴۔ عبیدہ سلمانی مرادی (ابوعمرو)

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب اور برقی نے بزرگ اصحاب میں شمار کیا ہے۔

آپ بزرگ تابعین میں سے ہیں، آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے دو سال پہلے اسلام قبول کیا مگر ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا (البتہ تابعین میں شمار ہوتا ہے) آپ حضرت علی - سے روایت نقل کرنے والوں میں سے ہیں اور آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی۔

۷۰۵۔ عبیدہ سمعانی

آپ حضرت علیؑ کے خاص اصحاب میں سے ہیں۔(۲)

۷۰۶۔ عبیدہ بن ابی جعد اشجعی

برقی رقمطراز ہیں کہ: آپ قبیلہ ''مضر'' اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب + کے بزرگ اصحاب میں سے ہیں۔(۳)

۷۰۷۔ عبیدہ بن ریاح رعینی

آپ عراق کے شجاع و بہادر سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۴)

۷۰۸۔ عتاب بن لقیط بکری

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۴؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۲۱؛ وقعہ صفین، ص ۲۵۲۔

۲۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۴۴۔

۳۔ رجال برقی، ص ۵۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

آپ کا تعلق طائفہ بنی قیس سے ہے اور آپ نے جنگ صفین میں امیر المومنینؑ کا ساتھ دیا۔

۷۰۹۔ عتبہ بن اخنس بن قیس

آپ جنگ صفین ونہروان میں حضرت علیؑ کے شیعہ بہادر سپاہیوں میں سے تھے، حضرت علیؑ آپ پر اعتماد کرتے تھے لہٰذا ایک دفعہ آپ کو امامؑ نے بصرہ بھیجا تا کہ امامؑ کا خط بصرہ کے والی عبداللہ بن عباس تک پہنچائیں۔(۱)

آپ حضرت علیؑ کی محبت سے کبھی دست بردار نہیں ہوئے اور آخر کار اسی بنا پر معاویہ کے حکم سے زیادہ بن ابیہ نے آپ کو گرفتار کیا اور پھر جناب حجر بن عدی وغیرہ کے ساتھ آپ کو معاویہ کے حکم سے سولی دی گئی۔

۷۱۰۔ عتبہ بن جویریہ

آپ اور آپ کے دیگر تین بھائی: عوف وعبید اللہ اور مالک قبیلہ ازد کے شجاع وبہادر اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور آخر کار اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۲)

۷۱۱۔ عتبہ رفاعہ انصاری

آپ طائفہ بنی زریق اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ کے والد جناب رفاعہ حضرت علیؑ کے مخلص شیعوں میں سے تھے کہ جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور ۴۱ھ میں انتقال ہوا۔(۳)

۷۱۲۔ عتبہ بن عمرو بن جروہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور جنگ احد کے مجاہدوں میں سے تھے(۴) شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۷۱۳۔ عتبہ بن مرقال

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۷۸۔
۲۔ وقعہ صفین، ۲۶۳۔
۳۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۴۳۔
۴۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۶۳۔
۵۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۹۔

ابن شہر آشوب رقمطراز ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۷۱۴۔ عتیق بن معاویہ انصاری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں اور آپ سے فقہ کے موضوع پر روایات منقول ہیں۔(۲)

۷۱۵۔ عثمان بن ابی عثمان مدنی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے حضرت علیؑ کے غلو کرنے والوں سے ملاقات کے ماجرے کو نقل کیا ہے۔(۳)

۷۱۶۔ عثمان بن حنیف انصاری اوسی

آپ کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے کہ آپ نے جنگ احد اور اس کے بعد والی جنگوں میں شرکت کی۔

آپ چوں کہ تجربہ کار و بابصیرت تھے لہٰذا عمر بن خطاب نے آپ کو عراق کے اوضاع و حالات کی اصلاح و اس ملک کی زمینوں کی مساحت کی تعیین اور خراج وصول کرنے کے لئے وہاں کا والی مقرر کیا اور آپ نے اس کام کو احسن طریقہ سے انجام دیا۔(۴)

اس بنا پر حضرت علیؑ نے آپ کو اپنے پہلے کارکنان میں منتخب کیا اور کلی اختیارات کے ساتھ ۳۶ھ میں بصرہ کا حاکم منصوب کیا۔

آپ نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ آخری دم تک حضرت علیؑ کی ولایت سے دفاع کریں گے(۵) لہٰذا صریح طور پر ابوبکر کی خلافت کی مخالفت کی۔

شیخ طوسیؒ رقمطراز ہیں کہ آپ منجملہ ان بارہ افراد میں سے ہیں کہ آپ نے ابوبکر کی خلافت پر اعتراض کیا اور اس طرح

۱۔ معجم رجال الحدیث، ج ۱۱، ص ۱۰۰۔

۲۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۹؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۴۴۔

۳۔ اصحاب امام امیر المومنین - ج ۲، ص ۱۱۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۷۱؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۲۰۵۔

۵۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۷؛ رجال برقی، ص ۴؛ الاختصاص، ص ۳؛ جمل، ص ۱۰۵؛ رجال کشی، ص ۳۸۔

کہا: اے ابوبکر! ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"اهل بيتي نجوم الارض فلا تتقدموهم وقدموهم فهم الولاة من بعدي"

''میرے اہل بیت زمین کے ستارے ہیں، ان پر ہرگز سبقت مت کرنا اور انھیں خود پر مقدم قرار دینا کہ یہ میرے بعد والی ہیں''

اس وقت ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے رسول خدا! آپ کی اہل بیت سے مراد کون افراد ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ اور ان کی اولاد سے پاک و مطہر شخصیتیں مراد ہیں۔

ابن حنیف نے کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: اے ابوبکر! تم وہ پہلے شخص مت بنو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے کفر اختیار کرو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیانت نہ کرو حالانکہ تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو۔

اشراف وثروت مند کی دعوت اور امام علیہ السلام کا اعتراض

جب عثمان بن حنیف بصرہ میں حکومت کر رہے تھے تو حضرت علیؑ کو خبر دی گئی کہ کہ آپ نے ایک خاص دعوت میں جو اشراف وثروتمندوں سے مخصوص تھی اور کم درآمد (غریب) لوگوں کی اس میں شرکت نہیں تھی حاضری دی، امامؑ اگر چہ اس طرح کی دعوت کو آدمی کا گناہ نہیں سمجھتے تھے لیکن امامؑ کی بصیرت ونظر میں اس طرح کی مہمانی والی واسلامی حاکم کے لئے مضر وخطرناک ہے کیونکہ اس طرح کی دعوت میں شرکت کرنا سبب قرار پاتا ہے کہ لوگ حاکم سے دوری اختیار کریں اور جو چیزیں انجام نہیں پانی چاہئے انجام پاتی ہیں اس بنا پر حضرت امیر المومنینؑ نے جو اعمال کی میزان وصراط مستقیم اور عدل القرآن ہیں اس خبر کو فوراً بصرہ میں اپنے حاکم کے نام ایک طولانی خط میں تحریر فرمایا جس میں انھیں وعظ ونصیحت کی اور ان کے اس عمل کو عادل حاکم وسیدھے راستہ سے انحراف قرار دیا نیز انھیں اس طرح کی دعوت ومہمانداری سے روکا تاکہ جو لوگ حضرت علی - کے راستہ کو جاری وبرقرار رکھنے کے مدعی ہیں ان کے لئے درس عبرت قرار پائے۔

آپ نے اس طرح نامہ تحریر فرمایا:

اما بعد: يابن حنيف! فقد بلغني ان رجلا من فتية اهل البصرة دعاك الى مادبة فاسرعت اليها تستطاب لك الالوان و...

اے فرزند حنیف! مجھے خبر ملی ہے کہ بصرہ کے ایک آدمی نے تمھیں دعوت دی اور تم (دعوت قبول کر کے) دسترخوان پر تیزی سے حاضر ہوئے جس پر بڑے برتنوں میں مختلف قسم کے کھانے موجود تھے کہ جو یکے بعد دیگر تمھارے پاس پیش کئے

گئے، مجھے گمان نہیں کہ تم ایسے دسترخوان پر جاؤ جس سے ضرورت مندوں کو منع کر دیا جائے اور ثروتمندوں کو دعوت دی جائے، جو کچھ کھاؤ اسے دیکھو کہ حلال ہے یا حرام، اگر اس کے حلال میں شک ہے تو اسے منھ باہر نکال دو۔۔۔۔(۱)

اسلامی ملک کے سربراہ اور بادشاہ و مسلمانوں کے پیشوا کے لئے بہتر ہے کہ اس سے درس عبرت حاصل کریں اور اسلامی کارکنان کی ذرہ برابر لغزش سے لاپرواہی وچشم پوشی نہ کریں اور امور پر پوری طرح نظارت رکھیں تا کہ اسلام و مسلمانوں کے خدمت گزار قرار پائیں۔

عثمان کے ساتھ گستاخی اور امام علیہ السلام کا رنج وملال

جنگ جمل کے سپاہیوں کے رؤسا نے عثمان کے ساتھ ترک جنگ کا پیمان باندھا تا کہ حضرت علی -(خود) بصرہ آئیں اور آخری نظر دیں لیکن عائشہ اور طلحہ وزبیر نے عہد شکنی کی اور اچانک عثمان بن حنیف کے محل میں داخل ہو گئے اور وہاں تمام محافظوں کو قتل کرنا چاہتے تھے، لیکن آپ کے بھائی (سہل) کے ڈر سے جو مکہ میں حاکم تھے آپ کو قتل نہیں کیا بلکہ کوڑے مارے اور ڈاڑھی مونچھ اور بھنوؤں کے بال بے گناہ مونڈ دیئے اور قید کر کے کچھ عرصہ بعد آزاد کر دیا۔

جب آپ آزاد ہوئے اور امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امامؑ نے انھیں معنوی اجر وثواب کی بشارت دی۔

جنگ جمل

جس وقت آپ نے ''ذی قار'' یا ''ربذہ'' میں امامؑ سے ملاقات کی اور ناکثین (اہل جمل) نے جو ان کے ساتھ گستاخی کی تھی اس کا ماجرا بیان کیا اور وہیں سے امامؑ کے سپاہیوں کے ساتھ بصرہ واپس ہوئے اور بصرہ کی فوج کے ساتھ جنگ میں شرکت کی۔

۷۱۷۔ عثمان بن خلف خزاعی

آپ حضرت علیؑ کے چاہنے والوں میں سے تھے، آپ نے امامؑ کی رکاب میں اہل بصرہ سے جنگ کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

۷۱۸۔ عثمان بن سعد بن احوز

آپ اپنے زمانہ کے محدثین میں سے ہیں اور شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ: آپ حضرت علی -کے اصحاب میں سے

۱۔ نہج البلاغہ، نامہ ۴۵ (اختصار کی بنا پر نامہ کو مکمل تحریر نہیں کیا ہے)۔

ہیں۔(۱)

۷۱۹۔ عجل بن عبداللہ ازدی

آپ حضرت علیؑ کے چاہنے والے اور قبیلہ بنی ثعلبہ سے تھے، آپ اپنے بھائی کے ہمراہ جنگ صفین میں شہید ہوگئے۔(۲)

طبری نقل کرتے ہیں: عجل اور ان کے بھائی جنگ جمل میں موجود تھے، جنگ ختم ہونے کے بعد عائشہ کے پاس گئے اور ان کی مذمت میں اشعار کہے، ان بھائیوں میں سے ایک نے کہا: اے عاق شدہ ماں! توبہ کیجئے کہ آپ نے خطا کی ہے۔(۳)

۷۲۰۔ عدی بن جبیر

آپ حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۴)

۷۲۱۔ عدی بن حاتم طائی

آپ زمانہ جاہلیت و زمانہ اسلام میں ہمیشہ قبیلہ ''طے'' کے رئیس رہے، آپ نے اپنے زمانہ میں باوقار، عقلمند اور سخی تھے، آپ نے نو (۹) یا دس ہجری میں اسلام قبول کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہوگئے (۵) آپ نے عراق کی فتح میں شرکت کی اور پھر حضرت علیؑ کے مخلص صحابی قرار پائے (۶) کوفہ میں مقیم ہوئے اور تین جنگوں جمل صفین ونہروان میں شرکت کی، جنگ جمل میں آپ کے ایک یا اس سے زیادہ فرزند کی شہادت ہوئی اور جنگ صفین میں بھی ایک یا اس سے زیادہ فرزند شہید ہوئے، محدثین نے آپ سے چھیاسٹھ (۶۶) احادیث نقل کی ہیں اور ۶۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کے والد حاتم بے مثال سخی تھے کہ آپ کی سخاوت پوری دنیا میں مشہور ہوئی اور سب لوگ سخاوت میں آپ کی

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۹

۲۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۳؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷۔

۳۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۴۰۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۵۲؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۵۰

۵۔ رجال طوسیؒ، ص ۲۳؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۶۴۰۔

۶۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۹

مثال دینے لگے۔(۱)

عدی کے مسلمان ہونے کا واقعہ

ابن ہشام اور دیگر مورخین عدی بن حاتم کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ خود ان کی زبانی اس طرح نقل کرتے ہیں: میں اپنی نصرانی قوم وقبیلہ کا بزرگ آدمی تھا، جب میں نے سنا کہ محمدؐ نبی ہونے کا دعویٰ کرر ہے ہیں اور مدینہ میں ایک چھوٹی سی حکومت بنالی ہے تو چوں کہ نصرانی تھا لہٰذا بہت زیادہ خوفزدہ ہوا اور ہر لحمہ خطرہ کا احساس کرنے لگا، میں نے اپنے غلام سے کہا کہ: کچھ طاقتور اونٹوں کی پرورش کی جائے تا کہ اگر محمد ہم پر حملہ کریں تو جان بچا کر فرار کرسکیں۔

اسی دوران میرے غلام نے خبر دی کہ دور سے کچھ پرچم نظر آرہے ہیں، چونکہ میں نے پوچھا لہٰذا انھوں نے کہا کہ یہ محمدؐ کے سپاہی ہیں جو ہمارے قصد سے آرہے ہیں، میں چوں کہ اس خطرہ کی پہلے سے پیش گوئی کر چکا تھا لہٰذا ان پرورش شدہ اونٹوں پر سوار ہوکر اپنے اہل وعیال کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوگیا اور وہاں جا کر اپنی نصیری قوم میں مل گیا۔

عدی کی بھن قید میں:

البتہ اسلامی سپاہیوں کے اس حملہ میں عدی کی بہن اور دیگر اقربا قید کر کے مدینہ لے جائے گئے عدی کہتے ہیں: میری بہن نے مجھ سے نقل کیا کہ ہمیں مدینہ مسجد کے سامنے جہاں دیگر قیدی رکھے جاتے تھے قید کر دیا گیا، ایک دن جب محمدؐ وہاں سے گزرے تو میں نے کھڑے ہوکر کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے باپ کا انتقال ہوگیا اور میرا سرپرست فرار کر گیا، آپ مجھ پر احسان کر کے مجھے آزاد کردیجئے، خدا آپ پر احسان کرے گا، پیغمبرؐ نے پوچھا: تمھارا سرپرست کون تھا؟ میں نے کہا: میرا بھائی عدی بن حاتم، یہ سن کر پیغمبرؐ نے فرمایا: کیا اس نے خدا و رسول سے فرار کیا ہے؟ اس کے سوا کچھ نہیں کہا اور چلے گئے، دوسرے دن پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے اسی بات کی تکرار کی اور آنحضرتؐ نے بھی اسی جملہ کی تکرار کی۔

تیسرے دن پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا لیکن چوں کہ میں ناامید ہوگئی تھی لہٰذا کچھ نہیں کہا، ایک شخص نے جوان کے پیچھے تھا مجھے اشارہ کیا کہ اٹھ کر آنحضرتؐ سے بات کر؟ میں کھڑی ہوئی اور اسی بات کی تکرار کی، اس وقت پیغمبرؐ نے مجھ پر لطف وکرم کیا اور فرمایا: ''**فلاتعجل بخروج حتی نجدی من قومک من یکون لک ثقة حتی یبلغک الی بلادک؛** جلدی مت کرو میں چاہتا ہوں تمھیں قابل اعتماد آدمی کے سپرد کروں تا کہ وہ تمھیں وطن تک پہنچادے''

۱۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۹۲۔

عدی کی بھن کی آزادی:

جب قبیلہ طے کے کچھ قابل اعتماد افراد مدینہ پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا اور ان کی ضمانت میں شام بھیج دیا اور مناسب لباس اور سفر کا خرچ اسے دے دیا۔ عدی کہتے ہیں: بہن نے شام پہنچ کر مجھ سے ملاقات کی اور سخت ملامت کی بہر حال میں نے کہا کہ میری غلطی وکوتاہی سے درگزر کرو اور بتاؤ کہ محمدؐ تمھارے ساتھ کس طرح پیش آئے۔

بہن نے کہا: اے بھائی! اگر دنیا وآخرت کی خیر ونیکی چاہتے ہو تو دونوں ان کے پاس موجود ہیں، بہتر ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے ان کے پاس جا کر مسلمان ہو جاؤ کیونکہ اگر وہ واقعی پیغمبرؐ ہیں تو بہتر ہے جلدی ان کے سامنے تسلیم ہو جاؤ کیونکہ جو اسلام قبول کرنے میں پیش قدم ہوگا اس کو زیادہ فضیلت ہے اور اگر وہ کوئی بادشاہ ہے اور رسالت کے لباس میں پوری دنیا کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے تو بھی کوئی نقصان نہیں ہے۔

عدی کا مدینہ کا ارادہ اور اسلام قبول کرنا:

عدی کہتے ہیں: میں اپنی بہن کی عاقلانہ بات سن کر مدینہ کی طرف روانہ اور محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب میں پہنچا تو آنحضرتؐ مسجد میں تھے، میں نے سلام کیا، پیغمبرؐ نے میرا نام پوچھا؟ میں نے کہا: عدی بن حاتم طائی ہوں، آنحضرتؐ میرے احترام میں کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے گھر دعوت دی تا کہ میری کچھ خاطر تواضع کریں، جب ہم آنحضرتؐ کے بیت الشرف کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اور اس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات شروع کر دی، اس کی بات کافی طولانی ہوگئی اور وہ اپنے مطالبہ پر کافی مصر رہی اور پیغمبرؐ بھی اس کی باتوں کو بغور سنتے رہے، یہ منظر دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے خود سے کہا: خدا کی قسم یہ شخص بادشاہ نہیں ہوسکتا اور آخر کس طرح ممکن ہے کہ ایک بادشاہ اپنی رعایا کی ضعیف عورت کو اس قدر اہمیت دے اور اس طرح کی گلی کوچوں میں اسکی باتوں کو اس قدر غور سے سنے، میں نے سوچا کہ یہ تو خدا کے انبیاء وپیغمبروں کی صفت ہے، بہر حال میں پیغمبرؐ کے گھر میں داخل ہوا اور آنحضرتؐ نے ایک چھوٹی سی چٹائی میرے لئے بچھائی اور مجھے اصرار کے ساتھ اس پر بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھے۔

اس مخلصانہ تواضع سے مجھے ان سے بڑی محبت وعقیدت ہوگئی اور مطمئن ہوگیا کہ یہ واقعاً خدا کے پیغمبرؐ ہیں، اس وقت پیغمبرؐ نے پوچھا: تمھارا مذہب نصرانی ہے؟ میں نے کہا: ہاں، جب میں نے مثبت میں جواب دیا تو آنحضرتؐ نے ہمارے مذہب کی جزئی چیزوں کی شرح بیان کرنا شروع کر دی اور اور پھر مجھے ان کی معلومات سے یقین ہوگیا کہ یہ خدا کے پیغمبرؐ ہیں، آنحضرتؐ نے دین مبین اسلام اور مسلمانوں کے آئندہ کے بارے میں فرمایا: ''زیادہ دن نہیں گزریں گے کہ یہ مسلمان بابل

کے سفید محلوں کو فتح کرلیں گے''۔

عدی کہتے ہیں: مجھے آنحضرتؐ کی باتیں سن کر اور مردانہ رفتار سے ان کی حقانیت کا یقین ہوگیا اور اسی دن ایمان لے آیا اور ان کی نبوت و رسالت کو قبول کرلیا اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ واقعاً بابل کے قصر فتح ہو گئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ ایک عورت کس قدر امنیت کے ساتھ ''حیرہ'' سے مکہ جاتی ہے اور واپس آتی ہے اور اسے ذرہ برابر بھی خطرہ پیش نہیں آتا۔(۱)

خطیب بغدادی اسی واقعہ میں آگے لکھتے ہیں کہ عدی نے کہا: میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص نے آکر راستے میں لوٹ مار کرنے والوں کی شکایت کی، آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا:

''میں تمھیں خبر دیتا ہوں کہ اگر تمھاری عمر طولانی ہوئی تو دیکھوگے کہ وہاں اس قدر امنیت برقرار ہوگی کہ اگر لوگ حیرہ سے مکہ زیارت کے لئے جائیں اور واپس آئیں گے تو انھیں خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا اور اگر مزید حیات دی تو دیکھوگے کہ تم ہمارے لئے کسریٰ کے محلوں کو فتح کروگے''۔

عدی کہتے ہیں: میں زندہ تھا میں نے دیکھا کہ عورتیں ''حیرہ'' سے مکہ آتی ہیں اور انھیں ذرہ برابر خطرہ لاحق نہیں ہوتا اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتیں اور میں خود اسلام کے لشکر میں موجود تھا کہ ہم نے کسریٰ کے محلوں کو فتح کیا۔(۲)

عدی وہ شخص تھے کہ جب بھی پیغمبرؐ کی خدمت پہنچے تھے تو آنحضرتؐ آپ کا احترام کرتے تھے، اور آپ فرائض کو ادا کرنے میں مشتاق وکوشاں رہتے تھے، آپ سے منقول ہے کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا تھا میں بے تابی و اشتیاق کے ساتھ ادا کرنے کے لئے بڑھتا تھا۔

آپ اور آپ کی قوم آخر تک اسلام پر باقی رہے، آپ بڑے کریم ومہربان اور سخاوتمند تھے حتی اپنی قوم کے نزدیک بھی بلند مرتبہ تھے، منقول ہے کہ سخنور وحاضر جواب تھے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مخلصانہ عقیدت

آپ حضرت علیؑ کے مخلص مددگار اور سچے شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی اور اشعار پڑھے اور جب معاویہ سے ملاقات کی تو حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ کی ولایت وحقانیت پر اعتقاد کا اظہار کیا اور آخری دم

۱۔ سیرۃ ابن ہشام، ج۴، ص۲۲؛ الکامل فی التاریخ، ج۱، ص۶۴۹۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۱۸۹؛ اسد الغابہ، ج۳، ص۳۹۳۔

تک حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ کے عقیدتمند رہے۔

ابن مزاحم نقل کرتے ہیں کہ: جنگ صفین میں ایک دن جب جنگ شدت اختیار کر چکی تو عدی حضرت علیؑ کو تلاش کرنے لگے اور لاشوں وقلم شدہ پاؤں اور ہاتھوں سے گزر رہے تھے، آخر کار آنجناب قبیلہ بکر بن وائل کے پاس نظر آئے، آپ نے کہا: ''اے امیر المومنین! کیا قیام نہ کروں۔۔۔ یہاں تک کہ آخری دم تک جنگ کروں؟ امامؑ نے قریب بلا کر آہستہ سے کان میں کہا: آج جو لوگ میرے ساتھ ہیں وہ میرے حکم سے سرپیچی کر رہے ہیں اور معاویہ ان لوگوں کے درمیان ہے جو اس کی اطاعت کر رہے ہیں''۔(۱)

امامؑ کے اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ عدی امامؑ کے مقرب ومخلص اصحاب میں سے تھے اور امامؑ نے اپنے محرمانہ راز کی بات بیان کی جسے فاش کرنا نہیں چاہتے تھے۔

عدی کا بیان بصرہ کے راستہ میں

جب آپ قبیلہ ''طی'' کے سپاہیوں کے ساتھ ''قدید'' نامی جگہ پہنچے اور امامؑ کے سپاہیوں سے ملاقات کی تو آپ نے کھڑے ہو کر حمد وثنا کے بعد کہا:۔۔۔ سنا ہے کہ مکہ کے کچھ لوگوں نے آپ کی بیعت توڑ دی اور آپ کے مخالف ہو گئے ہیں ہم آج اسی وجہ سے اس جگہ جمع ہوئے ہیں تاکہ آپ کے اعوان وانصار کے ساتھ مل جائیں اور اب آپ کی خدمت اور رکاب میں حاضر ہوئے ہیں جو بھی حکم فرمائیں اطاعت وتعمیل کے لئے حاضر ہیں۔(۲)

جنگ جمل

آپ امامؑ اور لشکر کے ساتھ بصرہ تشریف لائے اور امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، اسی جنگ میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک فرزند محمد بن عدی کی شہادت بھی ہوئی۔(۳)

آپ کا کردار جنگ جمل میں

آپ جنگ جمل میں حکمیت کے عہد و پیمان تک امامؑ کے ساتھ رہے اور حق وحقانیت سے پوری طرح دفاع کیا اور اسلام وحضرت علیؑ کی حقانیت سے دفاع کرنے میں آپ کے تین فرزند طارف وطریف اور طرفہ شہید ہوئے۔

۱۔ وقعہ صفین، ص ۴۷۹؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۷۷۔

۲۔ امالی شیخ مفیدؒ، ص ۲۹۶۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۹۴۔

جنگ صفین میں فرمانروائی: امامؑ نے جنگ صفین میں اپنے سپاہیوں کو مختلف لشکروں میں تقسیم کیا اور ہر ایک کے لئے امیر وفرمان روا قرار دیا اور عدی بن حاتم کو قبیلہ ''قضاعہ'' اور ''طی'' کا فرمان روا مقرر کیا۔

عدی کے صفین میں اشعار: آپ نے اس زمانہ کی جنگوں کے لحاظ سے اشعار کی شکل میں فضائل وافتخار بیان کئے نیز حضرت علیؑ کی ممتاز شخصیت اور معاویہ کے برے کرتوت اشعار کی شکل میں بیان کئے اور امامؑ کی نسبت سے اپنے خلوص وعقیدت کو بیان کیا۔(۱)

جنگ صفین میں حملے: جنگ صفین کے ایام میں جب جنگ کے شعلہ روشن تھے اور دونوں لشکروں کو ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہوئے دو مہینے ہو چکے تو ایک دن عمرو عاص نے عبدالرحمن بن خالد سے کہا: اے خدا کی تلوار کے فرزند! حملہ کر، عبدالرحمن اپنا لشکر لے کر آگے بڑھا، ادھر امامؑ نے مالک اشتر سے فرمایا: دیکھ رہے ہو کہ معاویہ کا لشکر کہاں تک آ چکا ہے، دشمن پر حملہ کرو اور انھیں زمین پر بچھا دو، مالک اشتر آگے بڑھے اور انھیں پیچھے ہٹا دیا لیکن دمشق کے قبیلہ قیس کے سپاہیوں کا فرمانروا ہمام بن قبیصہ طائی جو معاویہ کے سپاہیوں میں سے تھا وہ جناب مالک اشتر کے مقابلہ میں آیا اور ان پر وقبیلہ مذحج پر حملہ آور ہوا، یہ دیکھ کر عدی بن حاتم طائی فوراً مالک اشتر کی مدد کے لئے دوڑے اور مالک اشتر کی فوج کو تقویت پہنچائی اور بہت سخت جنگ برپا کی۔

لیلۃ الہریر: اس شب جب دونوں طرف کی فوج ایک دوسرے کی جان پر ٹوٹ پڑی اور صرف تلواروں اور گرز آہنین کی آوازیں آ رہی تھیں اور بہت زیادہ تعداد میں لوگ قتل ہو چکے تھے، اس وقت عدی کو امامؑ کی فکر ہوئی اور آپ امامؑ کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑے آخرکار امامؑ کو قبیلہ ربیعہ کے درمیان پایا، امامؑ کے پاس پہنچ کر کہا: میں آپ کے پاس لاشوں پر پاؤں رکھتا ہوا آیا ہوں، اس جنگ نے معاویہ کے سپاہیوں کے لئے سپہ سالار نہیں چھوڑے، آپ جنگ کو جاری کیجئے خدا کامیابی عطا کرے گا، یاد رہے کہ ابھی ہماری فوج میں ایسے بہادر وشجاع افراد موجود ہیں جو اس کام کو انجام تک پہنچا دیں گے۔۔۔آخرکار جنگ شروع ہوگئی اور معاویہ کے لشکر کو سخت شکست ہوئی اس طرح کہ معاویہ فرار کرنے کی سوچنے لگا، لیکن اپنے کام سے پشیمان ہوا اور قبیلہ ''ممک'' و ''اشعری'' سے اپنی جان بچانے کے لئے مدد مانگی۔

عدی کی معاویہ کو نصیحت

جب محرم کا مہینہ نزدیک ہوا تو دونوں طرف کے سپاہی جنگ ختم کرنے سے متعلق گفتگو کے لئے آمادہ ہوئے، حضرت

۱۔شرح اب ابن ابی الحدید، ج۸، ص۵۱۔

علی ؑ ہیں، اس موقع پر جناب عدی نے معاویہ کے سامنے خدا کی حمد وثنا کے بعد بہت عمدہ بیان دیا اور اسے حق قبول کرنے کی نصیحت کی مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔اس وقت عدی نے امامؑ کے پاس آ کر کہا: اے امیر المومنین! جو بھی ہمارے لشکر سے شہید ہوا ہے اس کے مثل شامی لشکر سے بھی لوگ ہلاک ہوئے ہیں اور سب زخمی اور تھک چکے ہیں لیکن ہماری باقی ماندہ فوج ان سے بہت بہتر ہے اور شامی بے تاب ہو چکے ہیں اور اس بے تابی کے بعد جو ہم چاہتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا لہٰذا انھیں جنگ کے لئے دعوت دیجئے۔

اس کے بعد مالک اشتر نے جنگ جاری کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور ان کے بعد عمرو بن حمق نے علی کے حق گفتگو میں کی لیکن اچانک اشعث بن قیس نے کھڑے ہو کر امامؑ سے تقاضا کیا کہ لوگوں کی بات مان کر قرآن کو حکم قرار دیں کہ لوگ زندگی سے خوش ہیں جنگ سے نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: یہ ایسا کام ہے جس کے بارے میں غور وفکر اور وقت درکار ہے لیکن لوگوں نے چاروں طرف سے آواز بلند کردی: ''**الموادعه، الموادعه**؛ یعنی صلح، جنگ نہیں''۔(۱)

اس موقع پر امامؑ نے دشمن کی سازش سے متعلق بہت عمدہ خطبہ دیا مگر افسوس کہ بے عقل وسادہ لوح افراد نے آواز بلند کردی کہ صلح کر لیجئے ورنہ آپ کو بھی عثمان کی طرح قتل کر دیا جائے گا۔(۲)

حضرت علی علیہ السلام کی تنہائی اور عدی کا لبیک کہنا

جنگ صفین اور حکمیت کی شکست کے بعد معاویہ نے حضرت علیؑ کی حکومت کی طرف نئے حملوں کا رخ کر دیا اور اس مقصد کے لئے ایک غارت گر شخص نعمان بن بشیر کو بدنظمی وناامنی پھیلانے اور لوگوں کے دلوں میں رعب ودہشت ڈالنے کے لئے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ''عین التمر'' کی طرف روانہ کیا، مالک بن کعب جو وہاں امامؑ کی حکومت کے کارمند تھے اور ان کے ساتھ سو (۱۰۰) افراد سے زیادہ نہیں تھے انھوں نے فوراً امامؑ کے پاس نامہ لکھا اور مدد مانگی، یہ خبر سن کر امامؑ فوراً منبر پر گئے اور لوگوں کو اس ماجرہ کی اطلاع دی اور کہا کہ اپنے بھائی کی مدد کے لئے دوڑو شاید خداوند عالم تمھارے ذریعہ کافروں کو نابود کردے، امامؑ منبر سے نیچے تشریف لائے لیکن کسی نے بھی امامؑ کا جواب مثبت میں نہیں دیا۔

اس وقت صرف عدی نے اعلان کیا: میں اپنے قبیلہ کے ہزار افراد کے ساتھ جنگ کے لئے آمادہ ہوں، امامؑ نے

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۱۵۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۱۶؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۸؛ کامل فی التاریخ، ر ۲، ص ۳۸۶۔

فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند نہیں کہ ایک قبیلہ کے افراد کو دشمن کے مقابلہ میں قرار دوں'' کچھ عرصہ بعد مالک بن کعب نے امامؑ کے پاس نامہ لکھا کہ الحمدللہ ہم کامیاب ہو چکے ہیں اور دشمن فرار کر گئے ہیں، یہ خبر سن کر امامؑ بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا: یہ کامیابی خدا کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔۔۔۔(۱)

بعد شہادت

جناب عدی نے حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ کی بیعت کی اور آپ پہلے شخص ہیں جو امام حسنؑ کی مدد کے لئے معاویہ سے جنگ کرنے میں سب سے پہلے خیمہ گاہ پہنچے۔(۲)

عدی صلح امام حسن - کے بعد ہمیشہ اہل بیت رسولؐ کی نسبت وفادار و ثابت قدم رہے، مثلاً ایک دفعہ آپ معاویہ کے پاس تھے کہ معاویہ نے حضرت علیؑ کی شخصیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا: خدا کی قسم وہ دور اندیش۔۔۔علم و حکمت کے چشمے ان کے اطراف سے پھوٹتے تھے، وہ دنیاوی زرق و برق سے دور اور شب کی تنہائی سے مانوس تھے، وہ گریہ زیادہ کرتے تھے اور فکر کرتے تھے، تنہائی میں محاسبہ نفس کرتے تھے، مختصر کپڑا پہنتے اور غریبوں کی زندگی بسر کرتے تھے۔

اے معاویہ! وہ ہمارے درمیان ہماری ہی طرح تھے، اگر ہم کچھ کہتے تھے تو قبول کرتے تھے اگر ان کے پاس پہنچتے تو قریب کرتے تھے اور ہم سے فاصلہ نہیں رکھتے تھے اور ان سب باتوں کے باوجود ان کی ہیبت و رعب اس قدر ہوتا تھا کہ ہم میں بات کرنے کی جرئت نہیں ہوتی تھی۔۔۔ وہ اہل دین کو دوست رکھتے تھے اور فقرا و مساکین سے محبت کرتے تھے، طاقتور لوگ ان کے ظلم سے ہراساں نہیں تھے اور کمزور و ناتواں ان کی عدالت سے ناامید نہیں تھے، خدا کی قسم میں نے ایک رات انھیں دیکھا کہ محراب عبادت میں کھڑے تھے اور آنسو ان چہرے پر جاری تھے اور مصیبت زدہ کی طرح رو رہے تھے، گویا اس طرح ہے کہ ان کی آواز سن رہا ہوں انھوں نے دنیا سے مخاطب ہو کر کہا: ''کان یقول۔۔۔؛ اے دنیا! تو میرے سامنے پیش ہوئی اور تو نے میرا رخ کیا، جا میں تجھے تین مرتبہ طلاق دے چکا ہوں اور اب رجوع درکار نہیں ہے کیونکہ تیری خوشی ناچیز اور اہمیت بہت کم ہے۔۔۔''۔

عدی جب یہاں تک پہنچے تو معاویہ بڑا متاثر ہوا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اس نے اپنی آستین سے آنسو خشک کر کے کہا: ''یرحم اللہ ابا الحسن! کان کذلک؛ خدا ابوالحسن پر رحمت کرے واقعاً وہ اسی طرح تھے جس

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ، ۳۹۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۳۸۔

طرح تم نے بیان کیا' معاویہ نے کہا: یہ بتاؤ کہ ان کے فراق میں تمھاری اندرونی حالت کیا ہے؟

عدی نے کہا: ان کے فراق میں میری حالت اس ماں کی طرح ہے جس کے فرزند کا سر اس کی آغوش میں قلم کر دیا جائے اور اس کی آنکھوں سے آنسو خشک نہ ہوں اور غم کبھی ختم نہ ہو۔(۱)

وفات

آپ نے کافی طولانی عمر پائی اور آپ کا ایک سو بیس (۱۲۰) اور دوسرے قول کی بنا پر ایک سو اسّی (۱۸۰) سال کی عمر میں انتقال ہوا اور آپ نے خدا اور رسول پر ایمان و اعتقاد اور محبت اہل بیت کے ساتھ دنیا کو ترک کیا۔

۷۲۲۔ عرفجہ بن ابرد خشنی

آپ جنگ صفین میں شرکت کرنے والے شاعروں میں سے ہیں اور آپ نے جنگ میں قصیدہ کہا۔(۲)

۷۲۳۔ عرفجہ بن بردہ لیثی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۳) آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اپنے اشعار کے ذریعہ امامؑ کی مدد کی۔(۴)

۷۲۴۔ عرفجہ بن عبداللہ ثقفی سلمی

آپ ثقہ و حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور آپ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نماز میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے(۵) جس طرح ہم شیعہ نماز میں قنوت پڑھتے ہیں۔

۷۲۵۔ عرفہ ازدی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ اصحاب اور ثقہ افراد میں سے تھے، شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت علی -

---

۱۔ سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۱۷۰۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۳۸۴۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۲۵۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۳۸۴۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۱۵۴۱؛ اصحاب امیر المومنین -، ج ۲، ص ۴۱۴۔

کے اصحاب میں سے (بھی) ہیں۔(۱)

برقی آپ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کرتے ہیں اور اضافہ کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی کہ ''خدایا! ان کے کام کو پر برکت اور سالم قرار دے''۔(۲)

۷۲۶۔ عرفہ مدنی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۳)

۷۲۷۔ عروہ بن زید الخیل ساعدی (عروہ بن ساعد)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی، شجاع و بہادر اور شاعر تھے، آپ کے والد زید الخیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور اصحاب میں سے تھے، آپ حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانہ تک حیات رہے اور امامؑ کے شیعوں میں قرار پائے (۴) آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۵)

۷۲۸۔ عصام بن مقشعر بصری

آپ شجاع و بہادر اور بصرہ میں حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور عائشہ کے سپاہیوں میں محمد بن طلحہ کو ہلاک کیا۔(۶)

۷۲۹۔ عطاء بن ریاح مخلط

آپ کا حضرت امیر المومنین علیؑ کے شیعوں میں شمار ہوتا ہے۔(۷)

۷۳۰۔ عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۷۴۔

۲۔ رجال برقی، ص ۳۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۷۴۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۵۰۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۳۵۶؛ الغدیر، ج ۹، ص ۳۶۷

۶۔ اعیان الشیعہ، ج ۸، ص ۱۴۵۔

۷۔ اعیان الشیعہ، ج ۸، ص ۵۱۔

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

مرحوم محدث قمی نقل کرتے ہیں: عطیہ کے والد حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ خدا نے مجھے فرزند عطا کیا ہے اس کا نام آپ رکھ دیجئے، امامؑ نے فرمایا: ''ھذا عطیۃ اللّٰہ۔۔۔؛ یہ خدا کا عطیہ ہے'' اس بنا پر آپ کا نام عطیہ رکھا گیا۔

نیز اسی کتاب میں منقول ہے کہ آپ اشعث کے فرزند کے گرفتار کرنے کے خوف سے فارس فرار کر گئے لیکن حجاج بن یوسف نے وہاں کے حاکم کو خط لکھا کہ انھیں گرفتار کرے اور اگر یہ حضرت علیؑ پر (نعوذ باللہ) لعنت نہ کرے تو انھیں چار سو کوڑے مارے اور سر و منھ کے بال مونڈ کر آزاد کر دے، فارس کے حاکم نے آپ کو دربار میں حاضر کیا اور چوں کہ آپ مولا علیؑ کی شان میں گستاخی کرنے پر راضی نہیں ہوئے لہٰذا اس نے آپ کو چار سو (۴۰۰) کوڑے مارے اور پھر سر و منھ کے بال مونڈ کر آزاد کر دیا۔(۲)

۷۳۱۔ عطیہ بن سفیان ثقفی

منقول ہے کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں؛ آپ نے قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی اور امامؑ کے اصحاب میں سے قرار پائے اور امامؑ سے آپ نے احادیث نقل کی ہیں۔(۳)

۷۳۲۔ عثمان بن اشقر نصری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور جنگ جمل میں امامؑ کے سپاہیوں میں موجود تھے۔

۷۳۳۔ عفیف بن ابی عفیف احمسی

آپ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا، آپ نے اس جنگ میں معاویہ کی فوج سے حازم بن ابی حازم اور نعیم بن صہیب کو قتل کیا اور آخر تک بنی احمس کا پرچم آپ کے ہاتھ میں رہا۔(۴)

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۵۱۔

۲۔ سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۲۰۵۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۵۹۲۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۹۔

۷۳۴۔ عقبہ بن جریر کوفی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۷۳۵۔ عقبہ بن حدید نمری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے اپنے تین بھائیوں مالک وعبید اللہ اور عوف کے ساتھ جنگ میں شرکت کی اور سب اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۷۳۶۔ عقبہ بن زیاد حضرمی

آپ حضرت امیر المومنینؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں سوار سپاہیوں میں سے تھے، آپ ان افراد میں سے ہیں جنھوں نے حکمیت کے عہد و پیمان پر دستخط کئے۔

۷۳۷۔ عقبہ بن صامت

مامقانی نے آپ کا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۷۳۸۔ عقبہ بن عامر جھنی (جھمی)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہاجر اصحاب وقاری قرآن اور فقیہ وشاعر تھے(۴) آپ نے بیعت کے پہلے دنوں میں حضرت علیؑ کے بیعت کی کہ آخری دم تک امامؑ سے دفاع کریں گے۔(۵)

۷۳۹۔ عقبہ بن علقمہ یشکری کوفی

آپ نیک وصالح، حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ جمل میں سوار سپاہیوں میں تھے۔(۶)

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۵۲۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷؛ وقعہ صفین، ص ۲۶۴۔

۳۔ تنقیح المقال، ج ۱، ص ۲۵۴؛ معجم الرجال الحدیث، ج ۱۱، ص ۱۵۵۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۴۱۷۔

۵۔ جمل، ص ۱۰۴؛ معجم الرجال الحدیث، ج ۱۱، ص ۱۵۵۔

۶۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۵۱۳۔

۷۴۰۔ عقبہ بن عمرو (ابومسعود)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اور حضرت علیؑ کے باوفا شیعہ تھے، جب حضرت علیؑ جنگ صفین کے لئے جانے لگے تو کوفہ میں آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا(۱) آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کے بعد ایک خطبہ دیا اور لوگوں کو امامؑ کی بیعت کرنے کی تشویق کی اور آپ سے ایک سودو (۱۰۲) احادیث منقول ہیں۔

۷۴۱۔ جناب عقیل بن ابی طالب

آپ حضرت ابوطالبؑ کے فرزند اور حضرت علیؑ کے بھائی تھے، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب واعوان میں سے تھے نیز آپ کا اپنے بھائی حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے۔(۲)

ابن ہاشم نقل کرتے ہیں کہ: آپ نے جنگ حنین میں شرکت کی اور بڑی بہادری سے جہاد کیا، جب گھر واپس ہوئے تو آپ کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا زوجہ کے مال غنیمت دریافت کرنے پر جو سوئی لائے تھے اسے دے کر کہا: یہ تمھارا مال ہے اس سے کپڑے سینا، لیکن زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے ندادی کہ مال غنیمت کو بیت المال میں واپس کریں، اس وقت عقیل نے سوئی لی اور بیت المال میں واپس کردی۔(۳)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجاہد اور اسلامی قوانین کے پابند اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطیع وفرمانبردار تھے۔

جناب عقیل حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ حضرت علی - کے اصحاب میں قرار پائے البتہ نابینا ہونے کی بنا پر جنگوں میں امامؑ کے ساتھ شرکت نہ کرسکے، زندگی کے اقتصادی حالات تنگ ہونے کی بنا پر جب حضرت علیؑ جنگ جمل کے بعد مستقر ہوئے تو آپ ان کے پاس کمک کے لئے آئے، اس وقت امامؑ مسجد میں تشریف فرما تھے، جناب عقیل نے سلام کیا، امامؑ نے جواب دیا اور پھر امام حسنؑ سے فرمایا: اپنے چچا کے لئے نئے کپڑے وردا اور جوتی خرید کر لاؤ اور امام حسنؑ نے یہ چیزیں اپنے چچا کو دیں۔۔۔۔

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۲،ص ۵۳۔

۲۔اسد الغابہ، ج۳،ص ۴۲۲؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۱،ص ۲۵۰؛ خصال صدوقؒ، باب ثلاثہ،ص ۴۲۷۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱۱،ص ۲۵۰۔

ابن اثیر نقل اس طرح کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ جناب عقیل حضرت علی - کے پاس مالی امداد کے لئے گئے اور کہا کہ میں چالیس ہزار درہم یا دینار کا مقروض ہوں، امامؑ نے فرمایا: عنقریب بیت المال کا عطیہ مسلمانوں میں تقسیم ہوگا میرے حصے میں چار ہزار (دینار یا درہم) آئیں گے وہ میں تمہیں کو دے دوں گا، جناب عقیل نے کہا: یہ میرے لئے ناکافی ہیں اگر اجازت فرمائیں تو معاویہ کے پاس جاؤں؟ امامؑ نے فرمایا: تم مختار ہو، چنانچہ جناب عقیل معاویہ کے پاس گئے اور اس نے آپ کی ایک لاکھ درہم سے مدد کی اور جناب عقیل کی مشکل برطرف ہوگئی۔(۱)

جناب عقیل کا خط حضرت علی علیہ السلام کے نام

خوارج کی جنگ کے بعد جب جناب عقیل کو اطلاع ملی کہ اہل کوفہ حضرت علیؑ کا ساتھ دینے سے دست بردار ہو رہے ہیں تو آپ نے فوراً اپنے بھائی حضرت علیؑ کے نام ایک خط لکھا اور اس میں رقم کیا کہ میں ہر طرح سے آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے آمادہ ہوں، امامؑ نے خط پڑھ کر اپنے بھائی کے خط کا جواب دیا اور اس میں انھیں حالات سے مطلع کیا۔(۲)

جناب عقیل اور معاویہ و اس کے ہم خواہوں کو مذمت

ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں: جناب عقیل حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد صلح امام حسنؑ کے زمانہ میں ایک دن معاویہ کے پاس گئے، اس وقت معاویہ کے اطراف میں اس کے ہم نشیں افراد مثلاً عمرو عاص وضحاک بن قیس۔۔۔ موجود تھے، معاویہ نے جناب عقیل کا احترام کیا اور کہا: تم نے ہمارے لشکر کو بھی دیکھا اور اپنے بھائی کے لشکر کو بھی دیکھا ہے لہٰذا ہمارے اور اپنے بھائی کے لشکر کے بارے میں کچھ بیان کرو۔

جناب عقیل نے کہا: خدا کی قسم جب میں اپنے بھائی کی لشکر گاہ سے گزرا تو دیکھا کہ ان کی شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب کی طرح اور دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کی طرح ہیں اور صرف اتنا فرق تھا کہ ان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود نہیں تھے، میں نے دیکھا کہ ہر ایک نماز گزار ہے اور جو آواز سنائی دے رہی ہے وہ قرآن مجید کی تلاوت کی ہے، لیکن جب تمھارے لشکر سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ کچھ منافقین اور وہ لوگ جو ''لیلۃ العقبہ'' میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ کو بھڑکا کر آنحضرتؐ کو ختم کرنا چاہتے تھے میرے استقبال کے لئے آئے اور میں نے ان کے شب و روز کو بالکل تمھارے اور

۱۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۴۲۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۲۴۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۱۹۔

تمھارے باپ ابوسفیان کے شب وروز کی طرح پایا صرف اتنا فرق تھا کہ تمھارے لشکر میں ابوسفیان کی جگہ خالی تھی، اس کے بعد جناب عقیل نے بلا فاصلہ معاویہ سے پوچھا: تمھارے بائیں طرف کون بیٹھا ہے؟ چونکہ جناب عقیل نابینا تھے لہٰذا دیکھ نہیں پا رہے تھے، صرف لوگوں کے گنگنانے کی آواز سنائی دے رہی تھی، معاویہ نے کہا: عمرو عاص ہیں، جناب عقیل نے کہا: وہی کہ جب پیدا ہوئے تو چھ لوگوں نے آکر دعویٰ کیا کہ ہم ان کے باپ ہیں یہاں تک کہ قصاب قریش (عاص بن وائل) دوسروں پر غالب آ گیا اور اسے اپنا فرزند کہا۔

اس کے بعد پوچھا: دوسرا کون ہے؟ معاویہ نے کہا: ضحاک بن قیس، جناب عقیل نے کہا: ہاں خدا کی قسم اس کا باپ بکروں کے نطفہ کی قیمت وصول کرتا تھا، اس کے بعد پوچھا دوسرا کون ہے؟ معاویہ نے کہا: ابوموسیٰ اشعری، جناب عقیل نے کہا: یہ نابکار رعورت کا فرزند ہے (گویا جناب عقیل معاویہ کو بتانا چاہتے تھے کہ تمھارا لشکر ہی پست نہیں بلکہ تمھارے اطراف میں بیٹھنے والے وخواص بھی پست و بے نسل اور غیر نجیب زادہ ہیں)

جب معاویہ نے دیکھا کہ جناب عقیل نے اطراف میں بیٹھے ہوئے سبھی لوگوں کو غصہ میں کر دیا ہے تو بہتر سمجھا کہ خود اس کے بارے میں بھی کچھ کہیں، تاکہ دوسرے افراد کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے، اس بنا پر جناب عقیل سے کہا: اے عقیل خود میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟

جناب عقیل نے کہا: اسے بیان کرنے سے معافی چاہتا ہوں، معاویہ نے کہا: ضرور کہنا ہوگا، آخر کار جناب عقیل نے کہا: حمامہ کو جانتے ہو؟ معاویہ نے کہا: حمامہ کون ہے؟ جناب عقیل نے کہا: میں نے تمھیں حقیقت سے آگاہ کر دیا، اس کے بعد کچھ نہیں کہا اور کھڑے ہو کر چلے گئے، اس سے معاویہ کو بڑا تعجب ہوا لہٰذا نسب شناس شخص کو بلا کر اس سے حمامہ کے بارے میں سوال کیا نسب شناس آدمی نے کہا: اگر جواب دوں تو کیا امان میں ہوں؟ معاویہ نے کہا: ہاں تم امان میں ہو۔

نسب شناس نے کہا: حمامہ آپ کی دادی کا نام ہے یعنی ابوسفیان کی ماں کا نام ہے جو بدکار و فاحشہ و زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی پرچمدار اور عرب کی بدنام ترین عورت تھی، معاویہ نے اپنے اطراف میں بیٹھے ہوئے افراد سے کہا: **''قد ساویتکم وزدت علیکم فلاتغضبوا۔۔۔؛** میں بھی سابقہ میں ورسوائی میں تمھارے برابر بلکہ تم سے بدتر ہوں لہٰذا غصہ مت کرو''۔(۱)

جناب عقیل کی حاضر جوابی

ایک دن معاویہ نے اپنے اطراف میں بیٹھے افراد سے کہا: آج عقیل کے ساتھ ایسا کروں گا کہ سب ہنسیں گے، چنانچہ

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۲،ص ۱۲۴۔

جب عقیل داخل ہوئے تو معاویہ نے کہا: اے اہل شام! کیا تم نے اس آیت {تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَب۔۔۔} (۱) کو سنا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، معاویہ نے کہا: ابولہب عقیل کے چچاؤں میں سے ایک چچا ہے ، جناب عقیل نے فوراً کہا: اے لوگو! تم نے یقینا اس آیت {وَ امْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبْ} (۲) کو سنا ہوگا لوگوں نے کہا: ہاں، جناب عقیل نے کہا: یہ عورت ''ام جمیل'' معاویہ کی پھوپھی ہے۔

معاویہ نے کہا: تمھارے چچا کہاں ہیں؟ جناب عقیل نے کہا: جب تم جہنم میں داخل ہوگے تو دیکھو کہ تمھاری پھوپھی کے پاس ہیں۔(۳)

جناب عقیل کے لئے کنیز کی خریداری

ایک دن معاویہ نے جناب عقیل سے کہا: اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو پورا کروں گا؟ جناب عقیل نے کہا: ایک کنیز خریدنا چاہتا ہوں لیکن اس کا مالک اسے چالیس ہزار درہم سے کم پر بیچنے کے لئے راضی نہیں ہے۔

معاویہ نے کہا: تم نابینا ہو، تمھیں اس طرح کی کنیز کی کیا ضرورت ہے؟ تمھیں پچاس درہم والی کنیز کافی ہے، جناب عقیل نے کہا: ایک قیمتی کنیز چاہتا ہوں تا کہ اس سے ایسا فرزند پیدا ہو کہ جب بھی اسے غصہ میں کرو تو تمھاری گردن اڑا دے معاویہ نے کہا: دل تھوڑا مت کرو، میں مزاح کر رہا تھا اور پھر معاویہ کے حکم سے جناب عقیل کے لئے اس کنیز کو خریدا گیا۔

مسلم بن عقیل اس کنیز سے پیدا ہوئے ہیں۔

۷۴۲۔ عقیل خزاعی

آپ حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علی - کے شیعہ تھے اور آپ نے حضرت علی - سے روایت نقل کی ہے۔

۷۴۳۔ عکبر بن جدیر اسدی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، آپ اپنے زمانہ کے شجاع و بہادر اور نیک کردار و سخنور تھے اور آپ نے جنگ جمل و صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۴)

۱۔سورۂ مسد [۱۱۱] آیت ۱۔

۲۔سورۂ مسد [۱۱۱] آیت ۲۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱۱ص ۲۵۲؛ عقد الفرید، ج۴ص ۵۔

۴۔رجال طوسیؒ ص ۵۲؛ تنقیح المقال، ج۲ص ۲۵۵۔

جنگ جمل وصفین

۱۔مرحوم شیخ طوسی نقل کرتے ہیں: آپ نے جنگ جمل میں جہاد کیا اور قبیلہ اسد کے پیادہ سپاہیوں کے فرمانروا قرار پائے اور محمد بن طلحہ کو ہلاک کیا۔(۱)

۲۔نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جنگ صفین میں ایک دن معاویہ کے لشکر کے شجاع و بہادر سپاہی نے میدان میں آ کر جنگ کے لئے پکارا لیکن اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوا اور اہل عراق کہنے لگے کہ اس کے مقابلہ میں صرف عکبر جائیں گے بال آخر آپ تنہا میدان میں گئے اور آپ نے کافی دیر تک جنگ کی یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایسا وار کیا کہ عوف زمین پر آیا اور ہلاک ہوگیا، پھر اس کے بعد آپ نے معاویہ کا رخ کیا لیکن اس کے محافظوں واطراف میں موجود افراد نے تلواریں کھینچ لیں اور معاویہ کے اردگرد جمع ہوگئے، آپ نے دور سے کہا: اے ہند کے بیٹے! میں شیر کا غلام ہوں اور تو ہلاکت کا سزاوار ہے، لیکن آپ آگے نہیں بڑھے اور لشکر امامؑ کی طرف واپس آ گئے، آپ کی یہ جرأت وشجاعت دیکھ کر حضرت علی - نے تعجب کیا اور فرمایا: یہ تم نے کیا کیا؟ اس طرح خود کو ہلاکت میں مت ڈالو، آپ نے جواب دیا: مولا! ہند کے بیٹے کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

آپ چونکہ شاعر تھے لہٰذا آپ نے اس سلسلہ میں قصیدہ بھی کہا ہے۔(۲)

۷۴۴۔عکرمہ بن خبیص

آپ حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علیؑ کے محبوں میں سے ہیں۔(۳)

۷۴۵۔علاء بن عمرو انصاری

آپ شجاع وبہادر اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے نیز آپ حضرت علیؑ کے صحابی وشیعہ ہیں(۴) اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۵)

۱۔جمل، ص۳۲۱۔

۲۔وقعہ صفین، ص۴۵۰۔۴۵۲۔

۳۔اصحاب امام امیر المومنین -ج۲،ص۴۲۵۔

۴۔رجال طوسیؒ، ص۵۰؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۲۵۷۔

۵۔اسد الغابہ، ج۴، ص۹؛ الاصابہ، ج۴، ص۵۴۳۔

۷۴۶۔ علباء بن مخارق طائی

آپ عراق کے شجاع و بہادر سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۱)

۷۴۷۔ علباء بن ہیثم بکری

آپ عراق کے بہادر و دلیر سپاہی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۷۴۸۔ علباء بن ہیثم سدوسی

آپ عرب کے شجاع و بہادر سپاہی اور سخنور تھے، آپ نے عمرو بن خطاب کے دور کی تمام کامیاب جنگوں میں شرکت کی اور آپ قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کے اعوان وانصار میں قرار پائے، آپ نے جنگ جمل میں شجاعانہ جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

۷۴۹۔ علقمہ بن حصین حارثی

آپ عراق کے شجاع و بہادر سپاہی تھے، آپ نے صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۷۵۰۔ علقمہ بن عمرو (ابوالفضل)

آپ حضرت علیؑ کے شاعر وصحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور ایک شامی بہادر عوف کو ہلاک کیا اور آپ کا ۵۶ھ معاویہ کے دور حکومت میں انتقال ہوا۔(۴)

۷۵۱۔ علقمہ بن قیس نخعی

آپ کوفہ کے رہنے والے، بزرگ تابعین اور حضرت علیؑ کے باوفا صحابی وشیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں

۱۔وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۲۔وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۳۔وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۴۔تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۲۴۲۔

شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، آپ فقیہ، عالم اور زاہد تھے، شب میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے، آپ قرائت قرآن کے علم میں مہارت رکھتے تھے، جب آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو آپ کی بہت دلکش وعمدہ آواز ہوتی تھی، آپ خود کہتے ہیں:

''کنت رجلاً عطانی اللہ حسن صوت فی القرآن''

''مجھے خداوند عالم نے قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں بہترین آواز عطا فرمائی''

آپ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علیؑ وجناب سلمان اور دیگر صحابہ کرام سے احادیث نقل کی ہیں۔

عبادت وزھد

آپ کی عبادت وزہد وتقویٰ، قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور واجبات ومستحبات ادا کرنے کے سلسلہ میں بہت سے اقوال ہیں منجملہ:

اعمش، ابراہیم سے نقل کرتے ہیں: ''**کان علقمہ یقرأ القرآن فی خمس**؛ علقمہ پورا قرآن مجید پانچ (دن یا وقت) میں پڑھتے تھے''۔(۱)

نیز ابراہیم نقل کرتے ہیں: ہم علقمہ کے ساتھ تھے، جب بھی مرکب پر پاؤں رکھتے تھے تو ''بسم اللہ'' کہتے تھے اور جب مرکب پر بیٹھتے تھے تو کہتے تھے: ''**الحمد اللہ و سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ**''(۲) خدا کا شکر پاک ومنزہ ہے وہ خدا جس نے ہمارے لئے یہ مرکب قرار دیا، ورنہ ہم اس کی قدرت وتوانائی نہیں رکھتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف پلٹنے والے ہیں''۔(۳)

جنگ صفین

آپ اپنے زمانہ کی مقبول وعاقل ودانا شخصیت تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اس جنگ میں آپ کا ایک پاؤں قطع ہوگیا اور آپ کے ایک بھائی ''اُبی'' شہید ہوگئے، آپ نے پوری کوشش کی کہ جنگ نہ ہو لہٰذا حضرت علیؑ کی طرف سے کچھ لوگوں کے ساتھ معاویہ کے پاس گئے مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے عثمان کے خون کے

۱۔طبقات الکبریٰ، ج۶،ص۸۶۔

۲۔سورۂ زخرف [۴۳] آیت ۱۳و۱۴۔

۳۔طبقات الکبریٰ، ج۶،ص۸۲۔

انتقام کا جھوٹ بولا۔(۱)

وفات

آپ نے یزید کے دور حکومت میں ۶۱، یا ۶۲ ہجری شہر کوفہ میں محبت علیؑ و اہل بیتؑ کے ساتھ نوّے (۹۰) سال کی عمر میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔(۲)

۷۵۲۔ علی بن ابی رافع

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اصحاب اور حضرت علیؑ کے خاص اصحاب میں ہیں، آپ آنجنابؑ کے کاتب تھے اور آپ نے دور خلافت کی تمام جنگوں میں شرکت کی، آپ کا شمار شیعہ فقہا میں ہوتا ہے، آپ نے فقہ کی تعلیم امامؑ سے حاصل کی اور امامؑ کی حیات میں وضو و نماز سے متعلق کتاب تألیف کی، اس بنا پر آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فقہ کے موضوع پر کتاب لکھی۔

۷۵۳۔ علی بن اغید

آپ ثقہ راوی اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب+ کے شیعہ تھے اور آپ نے امامؑ سے مستحباب کے سلسلہ میں روایتیں نقل کی ہیں۔(۳)

۷۵۴۔ علی بن ربیعہ والبی اسدی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز رقمطراز ہیں کہ آپ اپنے زمانہ کے عابد تھے(۴) اور آپ نے حضرت علیؑ و جناب سلمان اور دیگر اصحاب سے احادیث نقل کی ہیں۔(۵)

۷۵۵۔ علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۸۹۔ ۱۹۰۔

۲۔ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۷۵۸؛ طبقات الکبریٰ، ج ۶، ص ۹۲؛ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۹۹۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۶۴۸۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۷۰۴۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۶۸۴۔

آپ کی ولادت حضرت علیؑ کے زمانہ میں ہوئی، آپ شریف واپنی قوم کے سید ورئیس، خوبصورت اور بلند قامت تھے۔

تاریخ میں آپ کا شمار عبادت گزاروں میں ہوتا ہے، آپ ہر شب اور ایک قول کے مطابق شب وروز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔(۱)

آپ ایک مشہور حدیث اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر کے قریب تھا کہ آنحضرتؐ نے آخری وقت فرمایا: ''کاغذ وقلم لاکر دو کہ میں تمھارے لئے کچھ لکھ دوں تا کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ وسکو'' اس نشست میں عمر بن خطاب بھی موجود تھے انھوں نے کہا: درد وبیماری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غالب ہے (اور نعوذ باللہ ہذیان کہہ رہے ہیں) اور ہمیں کتاب خدا کافی ہے اور اس نے اجازت نہیں دی کہ کاغذ وقلم لایا جائے اور رسول خداؐ جو چاہتے ہیں وہ لکھا جائے کیونکہ معلوم تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ کی جانشینی کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے) عمر نے اس چیز کا احساس کیا اور بیچ میں رکاوٹ بن گئے، عمر کے اعتراض کرنے کے بعد حاضرین میں اختلاف ہوگیا، جس کی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اٹھ کر چلے جاؤ، زیب نہیں دیتا کہ میرے پاس اختلاف کیا جائے۔۔۔''

لوگ چلے گئے (اور حضرت علیؑ اور مختصر اصحاب رہ گئے) اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن دار فانی کو وداع اور ندائے حق کو لبیک کہہ دیا۔

ابن ابی الحدید آخر میں لکھتے ہیں کہ تمام راوی اس حدیث پر اتفاق رکھتے ہیں(۲) علی بن عبداللہ کا ۱۱۷ھ میں محبت اہل بیتؑ کے ساتھ انتقال ہوا۔(۳)

۷۵۶۔ عمار بن ابی سلامہ دالانی ہمدانی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی اور آپ کے والد ابوسلامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ کی بیعت کی، اس کے بعد

۱۔تہذیب التہذیب، ج۵،ص۱۷۷؛ الغدیر، ج۵، ص۲۵۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص۵۱۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج۵، ص۱۷۷۔

حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا گئے اور پہلے حملہ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۷۵۷۔ عمارہ بن اوس بن خالد انصاری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۲)، آپ نے خلافت کے پہلے دنوں میں امامؑ کی بیعت کی (۳) آپ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جنھوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور قبلہ بدلنے کی حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی۔(۴)

۷۵۸۔ عمارہ بن ربیعہ جرمی ثقفی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے(۵) آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور صفین وحکمیت سے متعلق کچھ باتیں نقل کیں۔(۶)

۷۵۹۔ عمارہ بن شہاب

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، جس وقت لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی امامؑ نے آپ کو کوفہ کا حاکم منصوب کیا، لیکن جب آپ کوفہ کے قریب پہنچے تو طلحہ بن خویلد نے راستہ روک کر کہا: پہلا حاکم (ابوموسیٰ) ہمارے لئے بہتر ہے لہٰذا واپس چلے جاؤ ورنہ قتل کر دوں گا، یہ سن کر آپ واپس آ گئے اور پھر امامؑ سے ماجرا بیان کیا اور آخر عمر تک مدینہ میں رہے۔(۷)

۷۶۰۔ عمارہ بن عبد (عبید) سلولی کوفی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اصحاب اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے اور آپ نے امامؑ سے حدیث

۱۔مناقب ابن شہر آشوب، ج۴،ص ۱۳؛ معجم رجال الحدیث، ج ۱۲،ص ۲۴۹۔

۲۔رجال طوسیؒ ص ۵۔

۳۔جمل، ص ۱۰۶۔

۴۔اسد الغابہ، ج۴،ص ۷۴؛ الاصابہ، ج۴ص ۵۷۷۔

۵۔رجال طوسیؒ ص ۵۲۔

۶ وقعہ صفین، ص ۵۱۱؛ تاریخ طبری، ج ۵،ص ۴۷۔

۷۔تاریخ طبری، ج۴،ص ۴۴۲۔

نقل کی ہے۔(۱)

آپ کوفہ کے ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے امام حسینؑ کو خط لکھ کر مدعو کیا تھا(۲) اور جب عبیداللہ بن زیاد، ہانی بن عروہ کی عیادت کے لئے آیا تو آپ نے ہانی سے کہا تھا کہ ابن زیاد کو اس موقع پر قتل کردیا جائے لیکن ہانی نے یہ بات قبول نہیں کی۔(۳)

۱۶۷۔ عمار یاسر

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے مخلص اصحاب اور ارکان اربعہ میں سے ہیں۔

آپ کے والدین جناب یاسر وسمیہ کا اسلام میں سبقت کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے، جناب یاسر وسمیہ صدر اسلام میں پہلے شہید ہیں جنھوں نے قریش کی طرف سے بے پناہ مصائب وآلام اور رنج وغم برداشت کئے اور آخر کار شہید ہوگئے۔

آپ نے تیس (۳۰) سال سے کچھ زیادہ عمر میں اسلام کا اعلان کیا اور اسلام وایمان کی راہ میں سختی وصعوبت برداشت کی، آپ صدر اسلام کے پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسجد کی تاسیس وبنیاد رکھی تھی کیوں مسجد قبا کی تاسیس آپ نے کی تھی(۴) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ اور جناب حذیفہ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔(۵)

آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوقبلوں کی طرف نماز پڑھی اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے مہاجرین میں سے ہیں، آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری جنگوں میں شرکت کی اور آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جنگ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے، جنگ یمامہ میں آپ نے پتھر کی اونچائی پر چڑھ کر کہا: اے مسلمانو! کیا جنت سے بھاگ رہے ہو، میں عمار یاسر ہوں میرے پاس آؤ۔

آپ حضرت علیؑ کے فدائی صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں شرکت کی اور صفین میں شہید ہوگئے اور آپ سے باسٹھ(۶۲) احادیث نقل ہیں۔(۶)

۱۔تہذیب التہذیب، ج۶،ص ۲۴۔

۲۔تاریخ طبری، ج۵،ص ۳۵۲۔

۳۔کامل فی التاریخ، ۲،ص ۵۳۷؛ تاریخ طبری، ج۵،ص ۳۶۳۔

۴۔تہذیب التہذیب، ج۵،ص ۱۲؛ اسد الغابہ، ج۴،ص ۴۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۰،ص ۱۰۔

۵۔تہذیب التہذیب، ج۶،ص ۱۳

۶۔اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج۲،ص ۴۳۲۔

رنج وتکلیف کا تحمل

قریش کے سر براہوں کی مکہ میں وحشتناک وظالمانہ رفتار یہ تھی کہ جو نئے مسلمان اور کوئی یاور و پناہ گاہ نہیں رکھتے تھے اور مکہ میں ان کا رشتہ دار و خاندان نہیں ہوتا تھا یا جن کا تعلق غلاموں و کنیزوں سے تھا انھیں سخت ترین تکلیف پہنچاتے تھے تا کہ اسلام چھوڑ کر کفر کی طرف پلٹ جائیں، یاسران افراد میں سے تھے جن کی مکہ میں کوئی رشتہ داری وقرابت داری نہیں تھی بلکہ ابو حذیفہ کے غلاموں سے تھے لہٰذا آپ نے دوسروں کی نسبت زیادہ تکلیف اٹھائیں۔

آپ کو اس درجہ شکنجہ دیا گیا کہ ظلم کی حد ہوگئی، حجاز کی گرمی کے زمانہ میں جب شدید گرمی اور جلا دینے والی زمین ہوتی تھی تو آپ کو اسی تپتی ہوئی آگ کی طرح گرم زمین پر لٹا دیا جاتا تھا۔۔۔

آگ کا ٹھنڈا ہونا

بعض روایتوں میں ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب عمار کے قریب سے گزر ہوا تو دیکھا کہ مشرکین انھیں روشن آگ میں جلا رہے ہیں، یہ دلخراش منظر دیکھ کر آپ نے غیبی قدرت سے جناب عمار پر عنایت کی اور اس طرح فرمایا: ''یانار کونی برداً و سلاماً علیٰ عمار کما کنت برداً و سلاماً علیٰ ابراهیم؛ اے آگ! عمار پر سرد ہو جا جس طرح ابراہیم پر سرد ہوئی''

پس اس کے بعد آگ سرد ہوگئی اور جناب عمار کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔(۱)

بعض آیتیں جناب عمار کی شان میں نازل ہوئی ہیں، منجملہ آیہ کریمہ: { أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ } (۲) اور { أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ ۔۔} ۔(۳)

جناب عمار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک

جناب عبداللہ بن عباس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''انّ عماراً ملئ ایمانه من قرنه الی قدمه، و اختلط الایمان بلحمه و دمه؛ عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے بھرے ہیں اور ایمان ان کے گوشت و

۱۔ رجال کشی، جلد ۳، ص ۲۴۸۔

۲۔ سورہ زمر [۳۹] آیت ۹۔

۳۔ سورہ قصص [۲۸] آیت ۶۱۔

خون میں مل چکا ہے''۔(۱)

حضرت علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ:''**عمار خلط الله الایمان مابین قرنه الی قدمه، و خلط الایمان بلحمه و دمه یزول مع الحق حیث زال و لیس ینبغی للنار ان تأکل منه شیئاً**؛ خداوند عالم نے عمار کو سر سے پاؤں تک ایمان سے مخلوط کیا اور ایمان کو ان کے گوشت اور خون میں ملا دیا، جس طرف بھی حق جائے گا عمار اس طرف جائیں گے اور آگ کیلئے روا نہیں ہے کہ ان کے بدن سے ذرہ بھی کھائے (یعنی ذرہ بھی جلائے)''۔(۲)

ابن سعد نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''**ان عمار أمع الحق و الحق معه یدور عمار مع الحق اینما دار و قاتل عمار فی النار**؛ بے شک عمار حق کے ساتھ ہیں اور حق عمار کے ساتھ ہے، جدھر بھی حق جائے گا اسی طرف عمار جائیں گے اور عمار کا قاتل جہنم میں ہوگا''۔(۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:''جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے'' اس وقت ابوبکر داخل ہوئے، ایک شخص نے ان سے کہا: اے ابوبکر! بہتر ہے کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کریں کہ جن کی جنت مشتاق ہے وہ تین لوگ کون ہیں؟ لیکن ابوبکر سوال کرتے ہوئے ڈرے اور آپ نے کہا: شاید میں ان میں سے نہ ہوں اور بنی تمیم پر شاق گزرے، اس موقع پر عمر آئے، ایک شخص نے ان سے کہا: اے عمر! آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کریں کہ جن تین لوگوں کی جنت مشتاق ہے وہ کون ہیں؟ وہ بھی سوال کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے، اس ڈر سے کہیں ان کا نام ان تین افراد میں نہ ہو اور قبیلہ بنی عدی پر گزاں گزرے، اس وقت حضرت علی - داخل ہوئے، ایک شخص نے ان سے کہا: اے ابوالحسنؑ! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے، آپ معلوم کیجئے کہ یہ تین افراد کون ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے، میں معلوم کرتا ہوں، اگر میں ان میں سے ایک ہوا تو خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، چنانچہ حضرت علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا: جن تین لوگوں کی جنت مشتاق ہے کون ہیں؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''اے علیؑ! تم ان میں سے ایک ہو اور تم ان میں پہلے ہو دوسرے سلمان فارسی اور تیسرے عمار یاسر۔۔۔''۔(۴)

۱۔الغدیر جلد ۳،ص ۲۶۲۔

۲۔الغدیر جلد ۳،ص ۲۶۲۔

۳۔طبقات الکبریٰ، ج ۳،ص ۲۶۲۔

۴۔رجال کشی،ص ۳۰۔

مسجد قبا و مسجد مدینہ کی تعمیر

آپ دینی امور انجام دینے میں بہت زیادہ کوشاں رہتے تھے، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''قبا'' نامی گاؤں میں داخل ہوئے تو جناب عمار نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوئی جگہ مہیا کریں تا کہ نماز کے وقت وہاں نماز ادا کریں اور اس میں دوسرے امور انجام دیں، چنانچہ جناب عمار پتھر لائے اور مسجد قبا کی تاسیس کی اس بنا پر عمار اسلام میں مسجد تعمیر کرنے والے پہلے شخص ہیں۔(۱)

جناب عمار نے صرف ''مسجد قبا'' کی ہی تعمیر نہیں کی بلکہ مسجد مدینہ تعمیر کرنے میں بھی آپ نے سب سے زیادہ کام کیا اور اس کام سے بہت خوش ہوتے تھے۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں: مسجد مدینہ تعمیر کرنے میں ہم سب ایک ایک پتھر اٹھاتے تھے مگر جناب عمار دو آدمیوں کے برابر پتھر اٹھاتے تھے ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سر و منھ کی گرد صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے:'

''ویحك ابن سمیه تقتلك الفئة الباغیة''

''اے ابن سمیہ! ہوشیار رہنا کہ تمھیں ایک باغی و ستمگر گروہ قتل کرے گا''۔(۲)

والی کوفہ

خلفائے راشدین کی آپ پر خاص توجہ رہتی تھی چنانچہ عمر بن خطاب نے آپ کو کوفہ کا امیر و والی اور ابن مسعود کو آپ کا معاون قرار دیا(۲) اور اہل کوفہ کے نام جو نامہ لکھا اس میں تحریر کیا کہ عمار و ابن مسعود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین اصحاب ہیں ان کی اطاعت و اقتدا کرو۔(۳)

خلافت عثمان پر اعتراض

عثمان کے دور خلافت میں قانون شکنی و بدعت گزاری وغیرہ۔۔۔ بہت زیادہ رواج پا چکی تھی جس کی بنا پر لوگوں نے اعتراض کیا منجملہ جناب عمار نے بر سر عام کھل کر اعتراض کیا۔

علامہ امینی نقل کرتے ہیں: عثمان نے ایک دفعہ بیت المال سے کچھ جواہرات و زیورات اپنے قرابتداروں کو تقسیم کئے،

۱۔اسد الغابہ، ج ۴،ص ۴۶۔

۲۔طبقات الکبری، ج ۳،ص ۲۵۲؛ اعیان الشیعہ، ج ۸،ص ۳۷۳۔

۳۔تاریخ طبری، ج ۴،ص ۱۴۵۔

جب اس بات کی اطلاع لوگوں تک پہنچی تو اس پر سخت اعتراض کیا، جب عثمان کو لوگوں کے تنقید وتبصرہ اور اعتراض کی خبر ملی تو ناراض ہوکر کہا: یہ مال خدا ہے، جتنی ضرورت ہوگی لوں گا اور جسے چاہے دوں گا اگر چہ کسی کو نا گوار خاطر گزرے۔۔۔۔

اس وقت مجلس میں حضرت علیؑ تشریف فرما تھے، چنانچہ آپ نے سخت اعتراض کیا اور کہا: ''تمھارے اس کام کو روکا جائے گا اور تمھیں اس طرح نہیں کرنے دیں گے''

جناب عمار نے بھی حضرت علیؑ کے بعد کھڑے ہوکر اعتراض کیا اور کہا: میں اس سے خوش نہیں ہوں اور عثمان حضرت علی ۔ وجناب عمار کی باتوں سے سخت ناراض ہوئے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عمار کو گرفتار کرکے دارالامارہ لے جائیں اور پھر دارالامارہ میں عثمان کے حکم سے آپ کو اس قدر مارا گیا کہ بے ہوش ہوگئے، جب افاقہ ہوا تو آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ امّ سلمہ کے گھر لے جایا گیا اور اس مارنے و بے ہوش ہونے کی بنا پر نماز ظہر وعصر اور مغرب نہ پڑھ سکے، جب افاقہ ہوا تو پہلے قضا نماز پڑھی پھر اس کے بعد کہا: ''**الحمد للہ لیس ھذا اول یوم اوذینا فیہ فی اللہ**؛ خدا کا شکر ہے یہ پہلا دن نہیں ہے کہ مجھے جس میں راہ خدا میں تکلیف دی گئی ہو اور شکنجہ کسا گیا ہو۔(۱)

لیکن جب جناب عمار کو مارنے اور ان کے بے ہوش ہونے کی خبر لوگوں نے سنی تو پورے شہر میں اعتراض کی آواز بلند ہوگئی اور عثمان کے اس (غلط) کام پر اصحاب رسولؐ نے سخت اعتراض کیا جس سے عثمان کو غصہ آیا اور اس موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ جناب ام سلمہ وعائشہ نے بھی عثمان پر اعتراض کیا اور جناب عمار سے دفاع کیا۔(۱) لیکن اس کے باوجود بھی جناب عمار عثمان کے غلط ونا مشروع کاموں پر اعتراض کرتے تھے۔

جناب عمار کی جلاوطنی اور لوگوں کا اعتراض

عثمان جو کہ جناب عمار کی برحق باتوں سے پریشان ونالہ تھے چنانچہ جب انھوں نے دیکھا کہ انھیں مارنے ودھمکی دینے اور زخمی کرنے کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تو فیصلہ کیا کہ آپ کو جلاوطن کردیں لیکن جب اس کام کو عمل میں لانا چاہتے تو لوگ اعتراض کرتے تھے جس کی بنا پر مجبور ہوجاتے تھے یہاں تک کہ خبر پہنچی کہ جناب ابوذر کا ''ربذہ'' میں (جہاں انھیں جلاوطن کیا گیا تھا) انتقال ہوگیا ہے، اس وقت عثمان نے لوگوں کے درمیان جناب ابوذر غفاری کے لئے دعائے رحمت کی، جناب عمار نے عثمان کی باتیں سن کر کہا: خدا نے انھیں ہم سے نجات دے دی، عثمان نے سمجھا کہ یہ کنایہ میری طرف ہے، لہٰذا غصہ میں جناب عمار کی گردن پر مار کر کہا: تم گمان کرتے ہو کہ میں انھیں جلاوطن کرنے سے نادم وپشیمان ہوں، تم بھی وہیں ''ربذہ'' میں

۱۔الغدیر، ج۹،ص ۱۵۔

جاؤ، جناب عمار نے اس دھمکی کو قطعی سمجھا اور ربذہ کی طرف جانے کے لئے تیار ہو گئے، قبیلہ بنی مخزوم کے لوگوں نے جو جناب عمار یاسر کے خاندان سے عہد و پیمان باندھے تھے حضرت علیؑ سے آ کر کہا: آپ عثمان سے جا کر بات چیت کریں اور اسے اس ارادہ سے منصرف کریں، چنانچہ حضرت علیؑ نے عثمان سے ملاقات کی اور کہا: ''یا عثمان اتق الله؛ اے عثمان! خدا سے ڈرو کہ پہلے تم نے امت اسلام کے نیک و صالح شخص (ابوذر) کو (ربذہ) جلاوطن کیا یہاں تک کہ اس جگہ ان کا انتقال ہو گیا اور پھر ان ہی کے مثل ایک شخص کو جلاوطن کرنا چاہتے ہو''

کچھ دیر بات چیت ہوتی رہی یہاں تک کہ عثمان نے حضرت علیؑ کی شان میں جسارت کرتے ہوئے کہا: ''آپ ان سے بھی زیادہ جلاوطن ہونے کا حق رکھتے ہیں''

حضرت علیؑ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے، اگر چاہو تو مجھے بھی جلاوطن کردو''

جب یہ خبر مہاجر و انصار تک پہنچی تو سب عثمان کے اطراف میں جمع ہو گئے اور اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: آپ نے یہ کیا طریقہ اختیار کیا ہے، جب بھی کوئی آپ سے کچھ کہتا ہے اور اعتراض کرتا ہے تو اسے جلاوطن کرنے لگتے ہو، یہ رویہ صحیح نہیں ہے۔۔۔۔

عثمان پر اس قدر اعتراض ہوا کہ جناب عمار کو جلاوطن کرنے سے منصرف ہو گئے۔(۱)

عبداللہ بن مسعود کی وصیت اور جناب عمار کی مظلومیت

یعقوبی رقمطراز ہیں: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی عبداللہ بن مسعود کا انتقال ہوا تو جناب عمار نے ان کی وصیت کے مطابق ان کے جنازہ پر نماز پڑھی اور ان کے مرنے کی اطلاع کسی کو نہیں دی، جب سب کچھ ہو چکا تو عثمان نے نئی قبر دیکھ کر کہا: یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے کہا: عبداللہ بن مسعود کی، عثمان نے کہا: مجھے خبر دیئے بغیر کس طرح دفن کیا، لوگوں نے کہا: ان کے وصی عمار ہیں اور کہا کہ عبداللہ نے وصیت کی تھی کہ آپ کو خبر نہ دیں۔(۲) بلاذری کے نقل کرنے کے مطابق عثمان نے جناب عمار پر اس مخفی کام کے انجام دینے کی بنا پر اس طرح پاؤں مارا کہ آپ زخمی ہو گئے۔(۳)

۱۔الغدیر، ج۹،ص۱۷۔

۲۔تاریخ طبری، ج۲،ص۱۴۷۔

۳۔یقیناً ہم مسلمانوں کے سربراہوں اور مسلمانوں سے سوال کریں گے کہ کیا عثمان کا یہ اسلامی رویہ ہے؟ اور کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی کو اس طرح ناحق مارا جائے، کہاں ہیں صحابہ کے شیدائی؟ (مترجم)۔

حضرت علی علیہ السلام کی حمایت میں ثبات قدمی

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنحضرتؐ کی صحابیت کو حضرت علیؑ کی ملازمت میں قرار دیا اور تینوں خلفا کے زمانہ میں بھی حضرت علیؑ کی حمایت سے دست بردار نہیں ہوئے اور جنگ جمل و صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کیا، آپ کی فضیلت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ آپ جنگ صفین میں حق و باطل کی تمیز کا معیار قرار پائے اور آپ کی شہادت کے بعد کچھ افراد معاویہ کو باطل سمجھ کر حضرت علی - کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

راہ ولایت میں جناب عمار کی حمایت کے نمونے

ا۔ابوبکر کی خلافت پر اعتراض: ابوبکر کی خلافت پر جن بارہ افراد نے اعتراض کیا ان میں سے ایک جناب عمار یاسر ہیں اور انھوں نے اعتراض کی دلیل اس طرح پیش کی:

اے گروہ قریش! اور اے مسلمانو! اگر تم جانتے ہو تو بہت بہتر ہے اور اگر نہیں جانتے تو یاد رکھو کہ تمھارے پیغمبرؐ کے اہل بیت ؑ اس پر اولویت رکھتے ہیں اور آنحضرتؐ کی میراث کی نسبت اولویت و زیادہ حق رکھتے ہیں وہ دینی امور کی نسبت زیادہ ثابت قدم ہیں، مومنین کے لئے زیادہ امین ہیں، امت اسلام کے لئے زیادہ نگہبان ہیں اور امت رسولؐ کے لئے زیادہ خیر خواہ ہیں، پس ابوبکر سے کہو اس سے پہلے کہ تمھارا اتحاد تفرقہ میں بدل جائے، تمھارے امور کمزور و ناتوان ہو جائیں تمھارے اتحاد کا تفرقہ آشکار ہو اور تمھارے درمیان فتنہ زیادہ بڑھے، تمھارے درمیان اختلاف واقع ہو اور دشمن تم پر غالب آئے حق کو اس کے اہل تک پہنچا دو، اے لوگو! تم جانتے ہو کہ بنی ہاشم رسول خداؐ کے بعد تمھارے ولی ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت علیؑ کی برتری تم پر آشکار ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھارے مسجد کے کھلنے والے دروازہ بند کر دیئے سوائے حضرت علیؑ کے اور یہ کہ صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؑ کا ان سے عقد کیا جبکہ تم نے بھی پیشکش اور سعی و کوشش کی تھی مگر آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی کا عقد تم سے نہیں کیا۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: ''انا مدینة العلم و علی بابها فمن اراد الحکمة فلیأتها من بابها؛ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں پس جو بھی حکمت و دانش حاصل کرنا چاہے وہ دروازہ سے آئے'' اور دینی امور میں تم ہمیشہ مشکل سے دو چار رہے اور آنجناب کے پاس رجوع کیا، لیکن وہ ہمیشہ تم سے بے نیاز رہے اس بنا پر تم میں کوئی بھی ان سے افضل و برتر نہیں ہے، پس تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ انھیں تنہا چھوڑ دیا اور ان کے حق کو پامال کر دیا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ''**بئس للظالمین بدلاً**''؛ اے لوگو! خدا نے جو کچھ ان کے لئے مقرر کیا اس (خلافت) کو انہی کے سپرد کر دو اور اپنے گذشتہ و جاہلیت کی طرف مت

پلٹو فتنلقبوا خاسرین۔(۱)

۲۔شوریٰ میں حمایت: عمر کے مرنے کے بعد جب خلافت کو شوریٰ کے سپرد کیا گیا تو جناب عمار نے حضرت علی - کی طرفداری کی اور اس سلسلہ میں پوری سعی و کوشش کی۔(۲)

۳۔امامؑ کی بیعت کرانے میں جناب عمار کا کردار: ابومخنف کتاب ''الجمل'' میں رقمطراز ہیں کہ: قتل عثمان کے بعد انصار و مہاجرین مسجد رسولؐ میں جمع ہوگئے یہ دیکھنے کے لئے کہ خلیفہ کون بنتا ہے، جب مسجد لوگوں سے بھر گئی تو عمار یاسر وابوالہیثم بن تیہان ورفاعہ بن مالک بن عجلان اور ابوایوب انصاری نے یہ طے کیا کہ خلافت حضرت علیؑ کے سپرد کریں، چنانچہ عمار یاسر نے ابوالہیثم کے ساتھ سب سے زیادہ کوشش کی اور کہا: اے گروہ انصار! کل تم نے دیکھا کہ عثمان نے کس طرح کام کیا اور اگر غور وفکر نہیں کیا و متوجہ نہیں ہوئے تو ممکن ہے کہ پھر اسی مشکل میں گرفتار ہو جاؤ لہٰذا حضرت علیؑ حکومت کے لئے سب سے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں، بلافصل دیگر افراد نے کہا: ہم حضرت علیؑ کے خلیفہ بننے سے راضی وخوش ہیں اور مہاجرین وانصار کے دیگر لوگوں سے کہا: اے لوگو! ہم نے انشاء اللہ اپنے اور تمھارے لئے کسی بھی نیکی و خوبی کو نظر انداز نہیں کیا اور حضرت علیؑ کو تم خود بہتر جانتے ہو۔۔۔۔

حاضرین نے کہا: ہم سب راضی وخوش ہیں اور ہماری نظر میں علیؑ ویسے ہیں جیسا تم نے کہا ہے بلکہ اس سے بھی بہتر ہیں، چنانچہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ کے گھر گئے اور آنجنابؑ کو بیعت کے لئے باہر نکالا۔۔۔۔(۳)

آپ نے حضرت علیؑ کی خلافت ہی میں سعی و کوشش نہیں کی بلکہ اس کی بقا میں پوری طرح سے جاں فشانی کی مثلاً:

جناب عمار کا کردار اور ابوموسیٰ اشعری کا معزول ہونا: جنگ جمل شروع ہونے سے پہلے حضرت علی - نے دوبار کوفہ کے حاکم ابوموسیٰ اشعری کے نام خط لکھا کہ لوگوں کو آنجناب کی حمایت میں آنے سے نہ روکے مگر اس نے کوئی توجہ نہیں دی اور لوگوں کو روکا آخر کار حضرت علیؑ نے جناب عمار و حضرت امام حسنؑ کو خط دے کر کوفہ بھیجا اور دونوں حضرات نے امامؑ کا خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا پھر امام حسنؑ نے خطبہ دیا اور اپنے والد گرامی کے مناقب بیان کئے اور حمایت سے متعلق گفتگو کی، ان کے بعد جناب عمار یاسر کھڑے ہوئے اور آپ نے خدا کی حمد وثنا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد اس طرح کہا: اے لوگو! تمھارے پیغمبر کا بھائی تم سے چاہتا ہے کہ دین خدا کی مدد کے لئے حرکت کرو، خدا نے تم سے دو چیزوں کے ذریعہ امتحان لیا

۱۔احتجاج طبری، ج۱،ص ۸۷۔

۲۔تاریخ طبری، ج۴،ص ۲۳۲۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۴،ص ۸۔حضرت علیؑ کی خلافت کے بعد جناب عمار کا کردار

ہے: ایک تمھارے دین کی حرمت وحق اور دوسرے تمھاری ماں (عائشہ) کے بارے میں، واضح رہے کہ تمھارے دین کا حق زیادہ واجب ہے اور اس کی حمایت زیادہ بڑی بات ہے، اے لوگو! تم امامؑ کا اتباع کرو۔۔۔

اس وقت ابوموسیٰ نے پھر دوبارہ لوگوں کو جانے سے روکا لیکن جناب عمار نے فوراً اعتراض کیا یہاں تک کہ یہ خبر حضرت علیؑ تک پہنچی اور آپ نے بصرہ کے راستہ کے درمیان سے جناب مالک اشتر کو کوفہ بھیجا اور انھوں نے امامؑ کے حکم اور امام حسنؑ وجناب عمار کی حمایت سے ابوموسیٰ کو معزول کردیا اور کوفہ سے بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ امامؑ سے ملحق ہوگئے۔(۱)

جناب عمار اور ابن یثربی کی جنگ جمل میں ہلاکت

آپ جنگ جمل میں سن رسیدہ اور کمزور ترین فرد تھے، آپ کی تلوار سب سے چھوٹی اور نیزہ سب سے باریک تھا، جب معاویہ کی فوج کے ایک شجاع و بہادر سپاہی عمرو بن یثربی نے حضرت علی -کے کئی بہادر سپاہیوں مثلاً علباء و ہند اور زید بن صوحان کو شہید کردیا اور اس نے ان افراد کو قتل کرنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ عائشہ کے اونٹ کی مہار چھوڑ کر کئی بار میدان میں آیا اور جنگ کا مطالبہ کیا، اس وقت جناب عمار یاسر اس سے جنگ کے لئے باہر آئے اور لوگوں نے (جناب عمار کو دیکھ کر) ''اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون'' کہا اور خدا سے دعا کی کہ وہ سلامتی کے ساتھ واپس آئیں۔

جناب عمار یاسر اس کے مقابلہ میں پہنچے اور دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا عمرو بن یثربی کی تلوار جناب عمار کی سپر میں پھنس گئی اور پھر وہ کچھ نہیں کرسکا، اس وقت جناب عمار نے اس کے سر پر ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر آپڑا اور پھر اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچتے ہوئے حضرت علیؑ کے پاس لائے اور پھر امامؑ کے حکم سے ہلاک کردیا گیا۔(۲)

جب حضرت علیؑ نے دیکھا کہ لوگ عائشہ کی اونٹنی کے اطراف میں قتل ہو رہے ہیں اور جب تک یہ اونٹنی زندہ ہے اسی طرح ہاتھ قلم اور جانیں جاتی رہیں گی (عائشہ کے اونٹنی کی مہار کے اطراف میں قریش کے ستر (۷۰) افراد قتل ہوئے) لہٰذا جناب مالک اور جناب عمار کو بلا کر کہا: ''ذھبا و اعقرا ھذا الجمل۔۔۔؛ تم دونوں آدمی جاکر عائشہ کی اونٹنی کا کام تمام کرو کیونکہ جب تک یہ اونٹنی زندہ ہے آتش جنگ خاموش نہیں ہوگی۔۔۔''

جناب عمار جناب مالک کے ساتھ (امامؑ کے حکم سے) اونٹنی کے قریب پہنچے اور اس کا کام تمام کردیا، پھر عائشہ کے سپاہی فرار کرگئے اور انھیں تنہا چھوڑ دیا، امامؑ نے محمد بن ابوبکر سے کہا: عائشہ کو پناہ دو تا کہ دوسرا فتنہ پیش نہ آئے، محمد بن ابوبکر

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱،ص۲۵۹؛ تاریخ طبری، ج۴،ص۵۱۹و۵۳۱۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶،ص۲۲۸۔

اپنی بہن عائشہ کے قریب پہنچے اور انھیں عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر جگہ دی۔(۱)

جناب عمار کا صفین میں اہم کردار

جناب عمار کا جنگ صفین میں حضرت علی -کی رکاب میں صرف حاضر ہونا اسلامی لشکر کی ہمت افزائی وتقویت روح اور معاویہ کے لشکر میں ضعف وسستی کا باعث نہیں تھا بلکہ آپ کے خطبہ اہل عراق کی قوت وتوانائی کو دوبرابر کررہے تھے، جنگ صفین میں آپ کے خطبوں وخاص کر آپ کی شہادت نے شامی لشکر میں تزلزل پیدا کردیا تھا کہ قریب تھا کہ لشکر ایک طرف ہوجائے اور تاریخ اسلام اپنے راستہ پر قرار پائے، لیکن معاویہ وعمروعاص کے حیلے وفریب کاریوں خاص کر قرآن کے نیزوں پر بلند کرنے سے معاویہ کو اس کی حتمی شکست سے نجات ملی اور حضرت علی -کے لشکر میں فتنہ ایجاد ہوگیا جو حضرت علی -کی حتمی فتح وکامیابی میں مانع ہوا۔

چنانچہ عمار یاسر کی کچھ مخلصانہ حمایت وفداکاری کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

اہل شام سے جنگ کی حمایت: جب حضرت علی -جنگ کے لئے آمادہ ہوئے تو آپ نے پہلے مہاجرین وانصار کے درمیان یہ بات رکھی اور ان سے مشورہ کیا، جس میں جناب عمار نے کہا: اے امیر المومنینؑ! اس سے پہلے کہ تباہ کرنے والے آتشین شعلہ بلند ہوں آپ ہمیں ان کے پاس لے کر چلئے اور پہلے انھیں ہدایت کی طرف دعوت دیجئے، اگر وہ قبول کریں گے تو ان کے لئے سعادت ہے اور اگر انکار کریں گے تو خدا کی قسم ان سے جنگ کرنا خدا کے تقرب کا باعث قرار پائے گا۔۔۔۔(۲)

جناب عمار صفین میں پرچمدار: آپ جنگ صفین میں حضرت علی -کے فرمانرواؤں میں سے تھے، چنانچہ حضرت علی -نے آپ کو سوار سپاہیوں کا فرمانروا منصوب کیا تھا۔

جناب عمار اور اعتراض کا جواب: صفین میں جنگ کے موقع پر ایک شخص نے جناب عمار سے کہا: کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا ہے: ''**قاتلوا الناس حتی یسلموا فاذا اسلموا عصموا منی دمائھم و اموالھم**؛ لوگوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ اسلام لے آئیں اور جب وہ مسلمان ہوجائیں تو گویا انھوں نے اپنی جان اور مال کو حفظ کرلیا۔۔۔'' جناب عمار نے اس سے کہا: ہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا ہے، لیکن خدا کی قسم یہ مسلمان نہیں ہوئے ہیں بلکہ یہ

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶،ص۲۲۸۔

۲۔وقعہ صفین،ص۹۲؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۳،ص۱۷۰و۱۷۳۔

ظاہری طور سے مسلمان ہیں اوران کے سینوں میں کفر پوشیدہ ہے۔۔۔۔(۱)

آپ نے جب عمروعاص سے ملاقات کی تو اس میں حضرت علیؑ اور آپ کی حقانیت سے دفاع کیا۔(۲)

جناب عمار کے پے در پے حملہ: ابن اثیر رقم کرتے ہیں: ابوعبدالرحمن سلمی نقل کرتے ہیں: میں صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جہاد کررہا تھا کہ جناب عمار جس طرف بھی حملہ کرتے اصحاب رسولؐ آپ کے پیچھے رہتے تھے اور ایک لمحہ کے لئے بھی تنہا نہیں چھوڑتے تھے۔۔۔۔

کشی نقل کرتے ہیں کہ جنگ صفین کے دنوں میں ایک مرتبہ جناب عمار کے لئے دودھ لایا گیا جب آپ نے لیا تو مسکرا کر کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے: ''دنیا سے تمھاری آخری خوراک دودھ کا گھونٹ ہے جسے پی کر دنیائے فانی کو چھوڑ دوگے''(۳) جناب عمار یہ حدیث بیان کرکے میدان جنگ میں گئے اور شجاعانہ جنگ کرتے ہوئے اسی جنگ میں شہید ہوگئے اور اس وقت آپ کا سن مبارک ۹۴ رسال و بقول دیگر ۹۳ رسال اور دوسری روایت کی بنا پر ۹۱ رسال تھا۔(۴)

امام کے لشکر میں جناب عمار کی شہادت کا اثر

جناب عمار کے فضائل میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو حدیث نقل ہوئی ہے اس کی بنا پر جو لوگ حضرت علیؑ کی حمایت کرنے میں شک وتردد میں پڑے تھے وہ جناب عمار کی شہادت کے بعد امام سے مل گئے اور (جنگ کرتے ہوئے) شہادت کی حد تک آگے بڑھے۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں: خزیمہ نے جنگ صفین میں شرکت کی لیکن جنگ نہیں کی اور کہا کہ اس جنگ میں تلوار نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ عمار یاسر کے شہید ہونے سے میرے لئے حق و باطل واضح نہ ہوجائے، چنانچہ جب جناب عمار کی شہادت ہوئی تو خزیمہ نے کہا: اب میرے لئے حق و باطل روشن ہوگیا اور پھر آپ نے حضرت علی - کی رکاب میں سخت جنگ کی اور آخر کار اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۵)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۳۱۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۳۳۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۲۱۔

۳۔ رجال کشی، ص ۳۳؛ اسدالغابہ، ج ۴، ص ۴۶۔

۴۔ اسدالغابہ، ج ۴، ص ۴۶۔

۵۔ اسدالغابہ، ج ۴، ص ۴۷۔

جناب عمار کی شہادت کا دشمن کی فوج میں عکس العمل

اگر چہ جناب عمار کی شہادت سے حضرت علیؑ اور آپ کے مخلص و باوفا اصحاب و چاہنے والوں کو سخت صدمہ پہنچا اور سوگ منایا لیکن اس جلیل اقدر صحابی کی شہادت کا عکس العمل دشمن کی فوج میں بھی ہوا اور انھوں نے یکا یک یہ طے کیا کہ جتنی جلدی ہو سکے معاویہ کے لشکر سے جو باغیوں کا لشکر قرار پا چکا ہے دوری اختیار کریں اور حضرت علیؑ کے برحق لشکر سے مل جائیں گے، کیوں کہ روسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جلیل القدر صحابی کی شہادت سے حق و باطل واضح و روشن ہو چکا تھا وسوسہ ختم اور تردد یقین میں بدل چکا تھا۔

ادھر معاویہ و عمرو عاص نے پوری سعی و کوشش کی اس انقلابی سیلاب کو روکیں اور کسی طرح مکر و حیلہ کے ذریعہ اپنے سپاہیوں کو حضرت علیؑ کی طرف نہ جانے دیں لہٰذا انھوں نے تدبیر کے بعد اپنے لشکر میں یہ بات شائع کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل یہ کہا تھا کہ اے عمار! تمھیں ایک باغی و ستمگر لشکر قتل کرے گا بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ سچا ہوا اور ایک گروہ نے انھیں قتل کر دیا، مگر کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ ان کے اصل قاتل علیؑ ہیں، کیونکہ وہ انھیں میدان جنگ تک کھینچ کر لائے اور ان کے لئے اسباب جنگ فراہم کئے لہٰذا جان لو کہ ان کے اصل قاتل اور ذمہ دار علیؑ ہیں۔

چنانچہ معاویہ کے خاص جاسوسوں کے ذریعہ یہ بات لشکر میں شائع کر دی گئی، جب اس فریب دینے والی بات کی خبر حضرت علیؑ تک پہنچی تو آپ نے مختصر جملہ کے ذریعہ اس کی سازش کو ناکام اور اس بات کا اس طرح جواب دیا: ''اس طرح ہے تو پھر کہنا پڑے گا کہ جناب حمزہ کے اصل قاتل کفار نہیں بلکہ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ آنحضرتؐ انھیں اپنے ساتھ جنگ احد میں لائے تھے'' البتہ امامؑ کا جواب معاویہ کی سازش پر کارگر نہیں ہوا اور معاویہ اپنی سازش و مقصد میں کامیاب ہو گیا۔

امام علیہ السلام کا رنج وغم اور گریہ

جب حضرت علی -کو جناب عمار کی خبر شہادت ملی تو آپ شب کی تاریکی میں جنگ رکنے کے بعد تلاش کرتے ہوئے جناب عمار کے خون بھرے جسد کے قریب پہنچے، امامؑ ان کے جسد کو دیکھ کر زمین پر بیٹھ گئے اور ان کا لاشہ اپنی آغوش میں لے لیا اور گریہ و ماتم کرتے ہوئے کہا:

الا ایھا الموت الذی لیس تارکی ارحنی قد افنیت کل خلیل

اے موت! آخر تو مجھے بھی نہیں چھوڑے گی، پس جلدی مجھے آرامگاہ تک پہنچا دے کہ تو نے میرے سارے چاہے والوں کو مجھ سے جدا کر دیا۔

اراك مضراً بالذين احبّهم كأنك تنحو نحوهم بدليل

تجھے دیکھ رہا ہوں کہ میرے دوستوں کو اس طرح نقصان پہنچا رہی ہے کہ جیسے تیری ان کی طرف کوئی رہنمائی کر رہا ہے۔

ابن سعد نقل کرتے ہیں: جس دن جناب عمار کی شہادت ہوئی تو حضرت علیؑ نے آپ کے بارے میں اس طرح فرمایا:

''رحم الله عماراً يوم اسلم ورحم الله يوم قتل ورحم الله يوم يبعث حياً لقد....''

''خدا عمار پر رحمت کرے جس دن انھوں نے اسلام قبول کیا اور جس دن قتل ہوئے اور جس دن قیامت میں زندہ اٹھائے جائیں گے، میں نے دیکھا کہ اصحاب پیغمبرؐ کا جب بھی تذکرہ ہوتا تھا تو ان میں عمار چوتھے یا پانچویں ہوتے تھے اور اس بات میں کسی کو بھی شک نہیں تھا کہ نہ ایک، دو جگہ بلکہ متعدد جگہوں میں ان پر جنت واجب ہوئی پس انھیں جنت مبارک ہو''(۱)

پس امامؑ نے ان کے جنازہ پر نماز پڑھی اور دفن کر دیا۔(۲)

کشی حمران بن اعین سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ جناب عمار کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟ امامؑ نے تین مرتبہ فرمایا: ''رحم الله عماراً؛ خدا عمار پر رحمت نازل کرے'' اس کے بعد فرمایا: ''انھوں نے حضرت امیر المومنینؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے''(۳) خدا انھیں ان کے مولا و آقا حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ محشور کرے....

۷۶۲۔عمران بن حصین خزاعی (ابونجید)

آپ سات ہجری فتح خیبر کے موقع پر مسلمان ہوئے اور اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگوں میں شرکت کی اور فتح مکہ میں آپ قبیلہ خزاعہ کے پرچمدار تھے اور آپ فقیہ و فاضل صحابی تھے۔(۴)

حضرت علی علیہ السلام کی ولایت سے حمایت

آپ نے بعد رسولؐ حضرت علیؑ کے خلیفۂ بلافصل ہونے سے دفاع کیا اور ابوبکر کی خلافت پر اعتراض کیا اور ابوبکر کو وہ حدیث رسولؐ یاد دلائی جس میں آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کا امیر المومنین اور ولی مسلمین ہونا بیان کیا تھا۔

۱۔طبقات رجال کبریٰ، ج۳،ص ۲۶۲۔

۲۔اسد الغابہ، ج۴،ص ۷۴۔

۳۔رجال کشی، ص۲۹۔

۴۔اصابہ، ج۴،ص ۷۰۵؛ اسد الغابہ، ج۴،ص ۱۳۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۷،ص ۱۳۲؛ سیر اعلام النبلاء، ج۴،ص ۱۲۶۔

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں: عمران بن حصین خزاعی اور بریدہ اسلمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر کے پاس گئے اور اس کے خلیفہ وجانشین رسولؐ ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے اس سے کہا: کیا تم فلاں دن ان لوگوں میں شامل نہیں تھے جنھوں نے حضرت علیؑ کو خلیفہ وامیر ہونے کی حیثیت سے سلام کیا؟ وہ دن آپ کو یاد ہے یا بھول گئے؟ کہا: ہاں میرے یاد ہے، اس پر بریدہ نے کہا: کیا اس صورت میں ممکن ہے کہ کوئی ان پر حاکم وامیر مقرر ہو؟

عمر جو وہاں موجود تھے انھوں نے کہا: ہاں ممکن ہے، اس بنا پر کہ نبوت وخلافت ایک گھر میں جمع نہیں ہوں گی۔

بریدہ نے بلا فاصلہ عمر کے جواب میں اس آیت: ''اَمْ یَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰی مَاآتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِیہ فقد آتَیْنَا آلَ اِبْرَاھِیمَ الکِتَابَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ آتَیْنَاھُمْ ملکاً عظیماً؛ کیا لوگ اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو خدا نے انھیں اپنے فضل سے عطا کی اور ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت عطا کی اور انھیں عظیم حکومت دی'' کی تلاوت کی اور اس کے بعد کہا: اس آیت کی بنا پر خدا نے آل ابراہیم میں نبوت وحکومت قرار دی لہٰذا کوئی حرج نہیں ہے کہ دونوں عہدے خاندان پیغمبرؐ میں جمع ہوں۔ روای بیان کرتا ہے کہ اس دلیل کو سن کر عمر کو بہت غصہ آیا۔۔۔۔(۱)

حضرت علیؑ سے اس درجہ محبت وعقیدت کے باوجود منقول ہے کہ آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد نہیں کیا۔(۲)

۷۶۳۔ عمر بن ابی سلمہ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے)

جب آپ کے والد (عبداللہ) کا جنگ احد میں مجروح ہونے کی بنا پر چار مہینے بعد انتقال ہوگیا تو آپ کی والدہ جناب ام سلمہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت اختیار کی، چوں کہ عمر کی تربیت و پرورش رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر نظر رہی لہٰذا آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (منہ بولے) بیٹے کہلائے (۳) آپ حضرت علیؑ کی خلافت میں آنجنابؑ کے خاص صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی اور آنجنابؑ نے آپ کو کچھ عرصہ کے لئے بحرین کا والی وحاکم مقرر کیا اور آخر کار عبدالملک مروان کی حکومت میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

جناب ام سلمہ کا خط امام علیہ السلام کے نام

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۵۳؛ معجم رجال الحدیث، ج ۱۳، ص ۱۴۰؛ رجال کشی، ص ۹۴۔

۲۔ جمل، ص ۳۱۰۔

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۴۹۱۔

جب جناب ام سلمہ کو اہل شام کی خبر ملی کہ وہ حضرت علیؑ کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ ہیں تو آپ نے امامؑ کے نام خط لکھا اور امامؑ کو حالات کی خبر دیتے ہوئے تحریر کیا کہ اگر خدا نے ہمیں گھروں سے نکلنے سے نہ روکا ہوتا اور گھر میں بیٹھنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو آپ کو تنہا نہیں چھوڑتی اور گھر سے باہر آکر آپ کی مدد کرتی، میرا فرزند عمر میری طرح ہے اور میری جان ہے، میں اسے آپ کے پاس بھیج رہی ہوں تاکہ آپ کی رکاب میں جنگ کرے آپ اسے خیر و نیکی کی نصیحت کرنا۔

جب عمر آپ کی خدمت میں پہنچے تو امامؑ نے آپ کا احترام کیا اور آپ نے امامؑ کی ساری جنگوں میں شرکت کی۔

آپ اپنی والدہ گرامی کی وصیت کے مطابق ولایت پر ثابت قدم رہے اور مناسب مواقع پر بے پرواہ حق بیان کیا، اس بنا پر آپ امام حسنؑ کے قابل اعماد صحابی تھے اور صلح امام حسنؑ کے وقت آپ موجود اور گواہ تھے۔(۱)

۷۶۴۔ عمر بن حارثہ انصاری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جناب محمد حنفیہ کے ہمراہ جنگ جمل میں شرکت ہیں۔

۷۶۵۔ عمرو بن ابی عمرو بن شداد ھذلی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی اس بنا پر آپ کو بدری کہتے ہیں(۲)
آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آنجنابؑ نے کوفہ سے صفین روانگی کے وقت قبیلہ ہذیل کا پرچم آپ کو دیا۔(۳)

۷۶۶۔ عمرو بن ابی عمر فہری (ابوشداد)

آپ نے ۲۳ سال کی عمر میں جنگ بدر میں شرکت کی (۴) آپ کا ۳۶ھ یعنی حضرت علیؑ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں انتقال ہوا، البتہ واقدی نقل کرتے ہیں کہ: آپ نے حضرت علیؑ کے ہمراہ جنگ جمل میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۵)

۷۶۷۔ عمرو بن ابی عمرو ھذلی

۱۔ خصال شیخ صدوقؒ، باب ۱۲، ص ۴۱؛ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۳۴۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۲۳۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۵؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۲۳۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۲۲۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۲۲۔

شیخ طوسی رقمطراز ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے جنگ صفین میں شرکت۔(۱)

۷۶۸۔ عمرو بن اصم

آپ تابعین اصحاب اور حضرت علیؑ کے صحابی ہیں۔

۷۶۹۔ عمرو بن اوس

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اہل شام کے خلاف جہاد کیا۔(۲)

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جنگ صفین میں معاویہ نے آپ کو کچھ اصحاب علیؑ کے ساتھ گرفتار کرلیا، عمرو عاص نے کہا: ان سب کو قتل کردو، آپ نے فوراً کہا: مجھے قتل مت کیجئے اس لئے کہ آپ میرے ماموں ہیں، معاویہ نے کہا: اگر ثابت کردیا کہ میں تیرا ماموں ہوں تو نجات کے لئے کافی ہے، آپ نے کہا: اگر ثابت کردوں تو امان میں ہوں،؟ معاویہ نے کہا: ہاں، آپ نے کہا: کیا آپ کی بہن ام حبیبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اور مومنین کی ماں نہیں ہیں؟ معاویہ نے کہا: ہاں ہے، اس پر آپ نے کہا: پس اس رشتہ سے میں ان کا فرزند ہوں اور آپ ان کے بھائی ہیں لہٰذا اس رشتہ سے آپ میرے ماموں ہیں، معاویہ آپ کی عقل وزیرکی سے خوش ہوا اور پھر آپ کو آزاد کردیا۔(۳)

۷۷۰۔ عمرو بن بعجہ بارقی

آپ راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۴)

۷۷۱۔ عمرو بن بلال بن بلیل (ابولیلی انصاری)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہاجر اصحاب اور اسلامی فوج کے سوار سپاہی تھے، آپ نے جنگ بدر نیز صدر اسلام کی

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۵۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۱۸۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۵۱۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۴۱۔

۴۔ اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج ۲، ص ۴۴۱۔

سبھی جنگوں میں شرکت کی(۱)اور قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کے شیعہ قرار پائے(۲)اور امامؑ کا جنگ صفین میں ساتھ دیا۔(۳)

۷۷۲۔ عمر بن ثعلبہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ بدر واحد میں شرکت کی، شیخ طوسیؒ نقل کرتے ہیں کہ: آپ حضرت علیؑ کے اصحاب وشیعوں میں سے ہیں۔(۴)

۷۷۳۔ عمرو بن جندب حضرمی

آپ راوی حدیث اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں امامؑ کا ساتھ دیا، آپ نے معاویہ کی ہلاکت کے بعد جناب مسلم بن عقیل کی بیعت کی، لیکن جب مسلم تنہا رہ گئے اور گرفتار کر لئے گئے تو آپ شہر سے نکل کر امام حسین - کے قافلہ سے جا ملے اور پھر میدان کربلا میں سپاہ عمر سعد کے ہاتھوں شہید ہو گئے، آپ کو یہ شرف وفخر حاصل ہے کہ زیارت ناحیہ میں آپ پر بھی سلام بھیجا گیا ہے۔(۵)

۷۷۴۔ عمرو بن حارث بن عبد یغوث ہمدانی

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، جنگ صفین میں امامؑ کا پرچم آپ کے ہاتھ میں تھا۔(۶)

۷۷۵۔ عمرو بن حارث (حرث) بن قدامہ

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۷)

۷۷۶۔ عمرو بن حبشی زبیدی

آپ ثقہ تابعین اور حضرت علیؑ وعبداللہ بن عباس سے حدیث والوں میں سے ہیں، بعض نے آپ کا نام عمرو بن حریش

۱۔اسد الغابہ، ج۴،ص۹۰؛ الاصابہ، ج۴،ص۶۰۷۔

۲۔رجال طوسیؒ،ص۵۰؛ تنقیح المقال، ج۲،ص۳۲۶۔

۳۔الغدیر، ج۹،ص۳۶۷۔

۴۔رجال طوسیؒ،ص۴۸؛ تنقیح المقال، ج۲،ص۳۲۶۔

۵۔تنقیح المقال، ج۲،ص۳۲۷؛ تہذیب التہذیب، ج۶،ص۱۲۵۔

۶۔انساب الاشراف،ص۲۱۲،ش۳۸۸۔

۷۔رجال طوسی،ص۵۲۔

نقل کیا ہے۔(۱)

۷۷۷۔ عمر بن حریث

یہ شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہے، اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علیؑ سے حدیثیں نقل کی ہیں، شیخ طوسی نے اس کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز قابل لعنت قرار دیا ہے (کیونکہ بعد میں حضرت علی سے جدا ہو کر مخالفین میں شامل ہوا اور بدعاقبت قرار پایا۔ مترجم)۔

۷۷۸۔ عمرو بن حزم بن زید خزرجی

آپ جلیل القدر صحابی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ۱۰ھ نجران میں کارمند نیز حضرت علیؑ کے صحابی وشیعہ تھے۔(۲)

۷۷۹۔ عمرو بن حمق خزاعی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ کرام اور اسلام کی عظیم شخصیتوں میں سے ہیں، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کے مخلص وباوفا صحابی قرار پائے اور ۵۰ھ میں معاویہ کے افراد کے ذریعہ شہید ہوئے، آپ امامؑ کے خاص صحابی اور لشکر امامؑ کے امیروں میں سے تھے۔(۳)

آپ نے ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی ودودھ سے سیراب کیا تو آنحضرتؐ نے آپ کے حق میں دعا کی۔(۴)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت علیؑ سے دوران گفتگو کہا: اے مولا! اگر مجھے مجبور کیا جائے بڑے سے بڑے پہاڑوں کو جابجا کروں اور سمندروں کے جوش مارتے ہوئے پانی کو کھینچوں تاکہ آپ کے محب کو تقویت اور دشمن کو ذلیل کروں تو بھی میں گمان کروں گا کہ ابھی آپ کا حق جو میری گردن پر ہے ادا نہیں ہوا۔

یہ سن کر حضرت علیؑ نے آپ کے حق میں اس طرح دعا کی: "اللّٰھم نوّر قلبہ بالتقیٰ واھدہ الیٰ صراط مستقیم؛ خدایا! عمرو بن حمق کے دل کو تقویٰ وپرہیزگاری کے نور سے روشن فرما اور ہمیشہ انھیں صراط مستقیم کی ہدایت فرما"

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۶، ص۵۲۔

۲۔ رجال طوسیؒ، ص۵۰؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۳۲۸۔

۳۔ رجال برقی، ص۴؛ رجال طوسیؒ، ص۴۷؛ الاختصاص، ص۳۔۷۔

۴۔ اسد الغابہ، ج۴، ص۱۰۰؛ تہذیب التہذیب، ج۶ ط ص۱۳۶۔

پھر امامؑ نے فرمایا: "لیت ان فی جندی مئة مثلك؛ اے کاش تمھارے جیسے میرے لشکر میں صرف سو (۱۰۰) افراد ہوتے۔۔۔"۔(۱)

جنگ صفین

آپ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں قبیلہ خزاعہ کے پرچمدار تھے(۲) جنگ صفین میں آپ کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کامیابی کے نتیجہ اور جنگ کی شکست سے آگاہ تھے۔(۳)

جنگ جاری رکھنے کی پیش گوئی

جب معاویہ اور عمرو عاص کی سازش سے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کردیا گیا اور امامؑ کے بہت سے سپاہی فریب کھا کر کہنے لگے کہ جنگ روک دی جائے تو امامؑ کے بعض صاحبان عقل وخرد وصحابہ نے امامؑ کی اتباع میں جنگ جاری رکھنے کی تاکید کی منجملہ عمرو بن حمق نے۔۔۔۔

اپنی سرنوشت سے واقفیت

آپ حضرت علیؑ کے تقرب اور اطاعت وفرمان برداری کی بنا پر عرفان کے اس درجہ تک پہنچ چکے تھے کہ جب آپ کو راہ امامؑ میں اپنے قتل ہونے کی خبر ملی تو آپ نے گرم جوشی سے استقبال کیا اور آپ کے ایمان وعقیدہ میں ذرہ بھی لغزش نہیں ہوئی۔(۴)

کشی اسی طرح روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ امامؑ نے (عمرو بن حمق سے) کہا: "میرے بعد معاویہ کے لوگوں کے ڈر سے کوفہ سے موصل کے پہاڑوں میں چلے جاؤگے، راستہ میں ایک زمین گیر (مفلوج) شخص ملے گا جس میں اٹھ کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہوگی، تم اس کے قریب بیٹھوگے اور پانی طلب کروگے وہ تمھیں سیراب کرے گا، پھر تمھارے حالات پوچھے گا، اسے آگاہ کرنا اور اسلام کی دعوت دینا وہ مسلمان ہوجائے گا پھر اپنا ہاتھ اس کے پاؤں پر پھیرنا کہ اسے شفا مل جائے گی وہ اپنے پاؤں کھڑا ہو کر تمھارے ساتھ چل پڑے گا، پھر راستہ میں ایک نابینا سے ملاقات کروگے، اس سے پانی طلب کرنا

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۰۳؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۸۱۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۲۰۵۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۵۱۔

۴۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۱۶۔

وہ تمھیں پانی دے گا اور سیراب کرے گا وہ تمھارے حالات معلوم کرے گا اسے بھی اسلام کی دعوت دینا وہ بھی مسلمان ہوجائے گا اور تم اپنے ہاتھ سے اسے شفا دینا وہ بینا ہوجائے گا اور تمھارے ساتھ ہوجائے گا، یہ دونوں آدمی تمھارے ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ تم موصل کے غار تک پہنچ جاؤ گے، ایک گروہ تمھارے قریب پہنچے گا اور تم اس غار میں چھپ جاؤ گے، پس جان لو کہ جن وانس میں سے گنہگاروں کا ایک گروہ تم تک آئے گا اور تمھیں قتل کردے گا۔۔۔''۔(۱)

عمر بن حمق کی شہادت

معاویہ کو خبر دی گئی کہ حضرت علیؑ کے محب وشیدائی صحابی حمق کوفہ سے فرار کر کے موصل کے پہاڑوں میں پناہ لئے ہوئے ہیں، معاویہ نے فوراً موصل کے حاکم کے پاس خط لکھا کہ عمرو کو گرفتار کر کے فوراً شام روانہ کرے لیکن جس وقت مامور سپاہی آپ کے پاس پہنچے تو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی اور ایک قول کی بنا پر آپ پیٹ کے درد کی بیماری کی وجہ سے دفاع کی طاقت نہیں رکھتے تھے، رفاعہ جو آپ کے ساتھ تھے انھوں نے دفاع کے لئے کہا لیکن عمرو نے منع کردیا اور کہا کہ حملہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور اگر ممکن ہو تو خود کو نجات دو چنانچہ رفاعہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ان پر حملہ کیا اور فرار کر گئے، انھوں نے بہت کوشش کی کہ انھیں گرفتار کریں مگر کامیاب نہیں ہوئے لیکن عمر کو گرفتار کر کے موصل کے حاکم کے پاس لایا گیا، اس نے معاویہ کے حکم سے آپ کو قتل کیا اور آپ کا سر قلم کر کے شام بھیج دیا، یہ اسلام میں پہلا سر ہے جو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جایا گیا، یہ واقعہ ۵۰ھ میں پیش آیا(۲) اس وقت موصل میں آپ کا مقبرہ لوگوں کی زیارتگاہ بنا ہوا ہے۔

عمرو کا سر بریدہ زوجہ کے دامن میں

محبت اہل بیتؑ کے جرم میں آپ کی زوجہ کو معاویہ کے حکم سے قید کر رکھا تھا جب عمرو کا سر بریدہ شام پہنچا تو آپ کی زوجہ کے رنج وغم میں اضافہ کے قصد سے عمرو کا سر قید خانہ میں بھیجا گیا، زوجہ کٹے ہوئے کو دیکھ کر بے ہوش ہوگئی۔۔۔۔(۳)

۷۸۰۔ عمرو بن حنظلہ

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور بصرہ کے بہادر و دلیر سپاہی تھے اور امامؑ نے آپ کو جنگ صفین کی طرف جاتے وقت

۱۔رجال کشی، ص۶۴؛ بحار الانوار، ج۴۴، ص۱۳۰۔

۲۔الاغانی، ج۱۷، ص۸۴؛ تہذیب التہذیب، ج۶، ص۱۳۶؛ اسد الغابہ، ج۴، ص۱۰۰۔

۳۔اسد الغابہ، ج۴، ص۱۰۱۔

قبیلہ ''عبد قیس'' کا امیر مقرر کیا۔(۱)

۷۸۱۔ عمرو بن راشد اشجعی کوفی

آپ نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۷۸۲۔ عمرو بن زبیر (ابووائل)

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں۔

۷۸۳۔ عمرو بن زرارہ نخعی

شیخ مفید آپ کا ان شیعوں میں شمار کرتے ہیں جنھوں نے حضرت علیؑ سے آخری دم تک دفاع کرنے پر بیعت کی تھی۔(۳)

ایک قول ہے کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے بھی تھے اور آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے عثمان کو خلافت سے برکنار کیا اور کوفہ میں حضرت علیؑ کی بیعت کی۔(۴)

۷۸۴۔ عمرو بن سلمہ بن کعب مرادی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ ان افراد میں سے ہیں جو جناب حجر بن عدی کے ہمراہ معاویہ کے حکم سے محبت علیؑ کے جرم میں ''مرج عذرا'' میں شہید کئے گئے۔(۵)

۷۸۵۔ عمرو بن شرحبیل ہمدانی

آپ نے حضرت امیر المومنینؑ و جناب سلمان و جناب حذیفہ وقیس بن سعد اور عبداللہ بن مسعود سے حدیث نقل کی ہے۔(۶)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۲۰۶۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۱۴۳۔

۳۔ جمل، ص ۱۰۸۔

۴۔ الاصابہ، ج ۴، ص ۴۳۰۔

۵۔ الاصابہ، ج ۵، ص ۱۴۵۔

۶۔ وقعہ صفین، ص ۳۲۳۔

۷۸۶۔ عمرو بن صلیع بن محارب

آپ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، بعض نے آپ کا شمار ثقہ تابعین میں کیا ہے اور آپ نے حضرت علیؑ اور جناب حذیفہ سے روایت نقل کی ہے۔(۱)

۷۸۷۔ عمرو بن عبداللہ سبیعی ہمدانی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۷۸۸۔ عمرو بن عریف

آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔(۳)

۷۸۸۔ عمرو بن عزبہ بن عبداللہ

آپ فقہ کے سلسلہ میں حدیث نقل کرنے والوں میں سے تھے نیز ثقہ اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۴)

۷۹۰۔ عمرو بن عمیس ذہلی

آپ عبداللہ بن مسعود کے بھتیجے اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے جب ضحاک بن قیس معاویہ کی طرف سے مسلمانوں وشیعیان علیؑ کے اموال کو غارت اور قتل کرنے کے ارادہ سے اسلامی ممالک کی طرف مامور ہوا تو اس نے ''قطقانہ'' نامی جگہ پر آپ کو آپ کے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ شہید کر دیا۔

جب یہ خبر حضرت علیؑ تک پہنچی تو آپ نے منبر پر جا کر اہل کوفہ سے خطاب فرمایا: ''یاأهل كوفة! اخرجوا الى العبد الصالح۔۔۔؛ اے اہل کوفہ! خدا کے نیک بندہ عمرو بن عمیس اور اپنے لشکر کی طرف بڑھو اور اپنے دشمن سے جنگ کرو۔۔۔''(۵)

اس کے بعد امامؑ نے جناب حجر بن عدی کو چار ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ان کے پیچھے بھیجا، آخرکار جناب حجر بن عدی

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۶، ص ۱۶۴۔

۲۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۴۔

۳۔ وقعہ صفین، ۲۶۳؛ تاریخ طبری، ج۵، ص ۲۷۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۹؛ تنقیح المقال، ج۲، ص ۲۷۔

۵۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۲، ص ۱۱۷؛ تاریخ طبری، ج۵، ص ۱۳۵؛ تنقیح المقال، ج۲، ص ۳۳۶۔

نے ضحاک سے ''تدمّر'' نامی جگہ ملاقات کی اور پہلے حملہ میں اس کے ۱۹ سپاہی قتل کئے، لیکن چوں کہ شب ہوگئی تھی لہٰذا ضحاک موقع غنیمت پا کر رات کے اندھیرے میں شام کی طرف فرار کر گیا اور جناب حجر بن عدی واپس امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔(۱)

۷۹۱۔ عمرو بن عوف انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ و محدثین اور اصحاب میں سے تھے اور شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علی - کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۷۹۲۔ عمرو بن غالب ھمدانی کوفی

آپ حدیث نقل کرنے والے اور کوفہ میں مقیم تھے، آپ نے حضرت علی - وعمار یاسر اور مالک اشتر نخعی سے احادیث نقل کی ہیں۔(۳)

۷۹۳۔ عمرو بن غزیہ انصاری

آپ قبیلہ نجار اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خزرجی انصاری اصحاب میں سے تھے، آپ نے بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شرکت، آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور عائشہ کی اونٹنی کا کام تمام کیا اور جنگ صفین میں بھی امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اشعار کہے۔(۴)

۷۹۴۔ عمرو بن فروہ انصاری

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شعر کہے۔(۵)

۷۹۵۔ عمرو بن محصن بن حدثان

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۱۷؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۵؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۳۶۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۴۹!۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۶، ۴۵۲۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۳۷۹۔

۵۔ الاصابہ، ج ۴، ص ۴۷۰۔

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، آپ نے جنگ بدر میں شرکت کی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"من اقتراب الساعة كثرة المطر وقلة النبات و كثر القرّاء وقلة الفقهاء و كثر الامراء وقلة الامناء"

''قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ بارش زیادہ ہوگی مگر گھاس کم اگے گی، قاری زیادہ ہوں گے مگر فقیہ کم ہوں گے اور امراء زیادہ ہوں گے مگر امناء کم ہوں گے''۔(۱)

آپ مہاجرین میں سے ہیں، آپ نے اس بات پر حضرت علی -کی بیعت کی کہ آخری دم تک حضرت علی -کی ولایت سے دفاع کریں گے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کے سپاہیوں کی مالی مدد کی اور جنگ صفین میں آنحضرتؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۷۹۶۔عمرو بن مرجوم (مرحوم) عبدی

آپ بزرگ اصحاب اور اسلام میں اشراف اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۳) آپ جنگ جمل میں چار ہزار کے لشکر کے ساتھ امامؑ کے لشکر سے ملحق ہوئے اور امامؑ کا ساتھ دیا اور امامؑ نے آپ کو قبیلہ ''عبدالقیس'' کا فرمانروا قرار دیا۔(۴)

جنگ صفین

جس وقت امامؑ نے جنگ صفین کا قصد کیا تو عبداللہ بن عباس کے پاس جو بصرہ میں والی تھے خط لکھا کہ لوگوں کو کوفہ کی طرف اور معاویہ سے جنگ کرنے کی دعوت دیں، جب ابن عباس نے امامؑ کا خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا تو بصرہ کے بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور منجملہ عمرو بن مرجوم نے کھڑے ہو کر امامؑ کی حمایت میں کہا: خداوند عالم امیر المومنینؑ کو کامیاب کرے اور مسلمانوں کے امور ان کے ہاتھ میں قرار دے اور خدا ظلم و ستم کرنے والوں پر لعنت کرے، خدا کی قسم ہم ان سے دور ہیں اور

۱۔اسد الغابہ، ج۴، ص۱۲۹۔

۲۔رجال طوسیؒ، ص۴۹؛ وقعہ صفین، ص۳۵۹۔

۳۔رجال طوسیؒ، ص۵۲۔

۴۔تاریخ طبری، ج۴، ص۵۲۲؛ الاصابہ، ج۴، ص۶۸۰۔

ان کے دشمن ہیں، لہٰذا جب بھی آپ پکاریں گے پوری فوج کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہیں۔

بصرہ کے بزرگوں کی وفاداری کا اعلان کرنے کے بعد سب لوگوں نے اظہار وفاداری کیا اور عبداللہ بن عباس کی فرمان روائی میں کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

۷۹۷۔ عمرو بن مر ھمدانی (ابواسحاق)

برقی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۱) اور آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے۔(۲)

۷۹۸۔ عمرو بن مسلم بن نذیر خزاعی

آپ نے ثقہ تابعین اور حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۳)

۷۹۹۔ عمرو بن ذویمر ھمدانی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۸۰۰۔ عمر بن ابی حارث

آپ جنگ جمل میں حضرت علیؑ کے اصحاب میں شامل تھے۔(۵)

۸۰۱۔ عمیر بن بشر

آپ قبیلہ ہمدان کے دلیر و بہادر افراد میں سے تھے اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور آخر کار اس جنگ میں شہید ہو گئے۔(۶)

۸۰۲۔ عمیر بن زرارہ

۱۔ رجال برقی، ص ۷۔

۲۔ الغدیر، ج ۱، ص ۵۵ و ۶۹۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۲۱۲۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۴۸۔

۵۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۳۱۔

۶۔ وقعہ صفین، ص ۵۲۲؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۱۔

آپ حضرت علیؑ کے صحابی وشیعہ اور آنجنابؑ کے دس معتمد افراد میں سے تھے۔(۱)

۸۰۳۔ عمیر بن سعید نخعی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۲) ابن حجر رقمطراز ہیں: وہ ثقہ وقابل اعتماد تھے اور امامؑ سے حدیث نقل کی ہے، آپ کی وفات ۱۰۷ھ میں ہوئی۔(۳)

۸۰۴۔ عمیر بن عبید محاربی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۴)

۸۰۵۔ عمیر بن عطارد بن حاجب تمیمی

آپ شاعر وسوار سپاہی اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے(۵) آپ کو حضرت علیؑ نے جنگ صفین میں گروہ ''عمیر بن عطارد'' کا فرمان روا قرار دیا اور پھر آپ پرچم لے کر میدان کارزار کی طرف بڑھے اور صبح سے شام تک بہت سخت جنگ کی اس طرح کہ پرچم شامیوں کی خون سے رنگین تھا اور پھر غروب آفتاب کے وقت امامؑ کی طرف پلٹ آئے۔۔۔۔(۶)

۸۰۶۔ عمیرہ

آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا اور تحکیم کے عہد و پیمان کو لکھا۔(۷)

۸۰۷۔ عنتر بن عبید بن خالد تیمی

آپ شجاع وبہادر، جنگجو اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ جنگ صفین میں گروہ قیس کے فرمان روا تھے، جب آپ نے دیکھا کہ اپنے تحت فرمان گروہ کے افراد معاویہ کے سپاہیوں کے حملوں سے تتر بتر ہو رہے ہیں تو آپ نے بلند

۱۔معجم رجال الحدیث، ج ۳، ص ۲۲۱۔

۲۔رجال طوسیؒ ص ۵۲؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۵۲۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۲۵۵۔

۴۔معجم رجال الحدیث، ج ۱۳، ص ۱۵۸۔

۵۔رجال طوسیؒ ص ۵۲۔

۶۔وقعہ صفین، ص ۳۰۹۔۳۱۱۔

۷۔وقعہ صفین، ص ۵۱۱۔

آواز میں کہا: اے گروہ قیس! کیا تمھارے لئے خدا کی اطاعت پر شیطان کی اطاعت وپیروی مقدم ہے؟ یادرکھو کہ جنگ سے فرار گناہ اور غضب خدا کا باعث ہے۔۔۔۔(۱)

۸۰۸۔ عوف بن بشر عبدی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص چاہنے والے تھے(۲) آپ جنگ صفین میں ایک عظیم لشکر کے فرمان روا تھے، آپ جناب عمار یاسر کے ہمراہ سپاہ شام کے قریب گئے اور عمرو عاص وابوالاعور شامی سے حضرت علیؑ کی حقانیت کے سلسلہ میں گفتگو کی۔(۳)

۸۰۹۔ عوف بن جویریہ

آپ اور آپ کے تین بھائی: عتبہ وعبداللہ اور مالک قبیلہ ازد کے شجاع وبہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۴)

۸۱۰۔ عوف بن حارث

آپ اور آپ کے دو بھائی معاذ اور معوذ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں کہ آپ نے جنگ بدر میں جہاد کیا(۵) شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ عوف بن حارث حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔(۶)

۸۱۱۔ عوف بن حدید نمری

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں جہاد کیا اور اپنے تین بھائیوں (عتبہ وعبداللہ اور مالک) کے ساتھ شہید ہوگئے۔(۷)

۸۱۲۔ عوف بن عبداللہ ازدی

۱۔ وقعہ صفین، ص ۲۸۶؛ شرح ابن ابی الحدید ج ۵، ص ۲۲۴۔

۲۔ رجال طوسیؒ ص ۵۲؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۵۴۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۳۳۶۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۳۔

۵۔ الاصابہ، ج ۴، ص ۷۳۹۔

۶۔ معجم رجال حدیث، ج ۱۳، ص ۱۶۷؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۵۴۔

۷۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۸۔

آپ شاعر، شجاع و بہادر سپاہی اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۱)

۸۱۳۔ عوف بن مالک نضلہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، کوفہ میں مقیم ہوئے اور حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی قرار پائے اور جنگ نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، آپ ثقہ راویوں میں سے ہیں(۲) اور جنگ نہروان کے متعلق بھی آپ نے حدیث نقل کی ہے۔۔۔۔(۳)

۸۱۴۔ عوف عقیلی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۸۱۵۔ عون بن جعفر بن ابی طالب

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اصحاب میں سے ہیں، جب جناب جعفر کی شہادت ہوئی تو جناب عون کی تربیت حضرت علیؑ نے کی اور جب شادی کی عمر تک پہنچے تو حضرت علیؑ نے اپنی چھوٹی صاحبزادی زینب صغریٰ (جو ام کلثوم کے نام سے مشہور تھیں) کا عقد عون سے کر دیا، آپ سچے شیعہ اور امامؑ کے ملازم تھے، آپ نے خلافت کے پہلے حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک امامؑ سے دفاع کریں گے، حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ کے ساتھ رہے اور حضرت امام حسن ‑ کے بعد امام حسینؑ کے ساتھ رہے۔(۵)

۸۱۶۔ عیّاش بن شریک غطفانی

آپ شجاع و بہادر اور عراق کے قبیلہ غطفان کے رؤسا میں سے تھے اور ان کے پرچم دار تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔۔۔۔(۶)

۱۔ الغدیر، ج۹، ص۳۶۷۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۲۹۰۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۲۹۰۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص۵۴۔

۵۔ تنقیح المقال، ج۲، ص۳۵۵؛ جمل، ص۱۰۷۔

۶۔ وقعہ صفین، ص۲۵۹۔

۸۱۷۔ عیاض بن ابی لینہ

آپ شجاع وبہادراور حضرت علیؑ کے چاہنے والے تھےاورآپ آخری وقت تک امامؑ کی ولایت پر باقی رہے۔(۱)

۸۱۸۔ عیاض بن خلیفہ یمانی

آپ ثقہ تابعین میں سے ہیں اورآپ سے روایتیں منقول ہیں(۲) آپ شاعراور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اوراپنے اشعار کے ذریعہ سپاہ امامؑ میں جوش پیدا کیا۔۔۔۔(۳)

۸۱۹۔ عیسی بن حطّان رقاشی

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں اورآپ نے امامؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۴)

۸۲۰۔ غالب بن صعصہ مجاشعی (ابوالفرزدق)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، آپ سخی وکریم اورقبیلہ بنی تمیم وقبیلہ مجاشعی کے بزرگوں کے رؤسا میں سے تھے۔

آپ جنگ جمل کے بعد اپنے فرزند فرزدق کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں بصرہ پہنچے، امامؑ نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہا: میں غالب بن صعصہ مجاشعی ہوں، امامؑ نے کہا: تمھارے ساتھ یہ نوجوان کون ہے؟ کہا: میرا فرزند فرزدق شاعر ہے، امامؑ نے فرمایا: ”**علمه القرآن فانّه خیر له من الشعر**؛ اسے قرآن مجید کی تعلیم دو کہ یہ شعر سے بہتر ہے“ امامؑ کے کہنے کے بعد فرزدق پر بڑا اثر ہوا اورانھوں نے قرآن حفظ کیا۔

غالب کا ۴۰ھ کاظمین میں انتقال ہوا اوروہیں دفن کئے گئے(۵)

۸۲۱۔ غرفہ بن حارث کندی مصری

۱۔اصحاب امام امیر المومنین ، ج۲،ص ۴۶۲۔

۲۔وقعہ صفین،ص ۴۶۵؛اعیان الشیعہ ،ج۸،ص ۳۸۲۔

۳۔تہذیب التہذیب،ج۶،ص۳۱۷۔

۴۔تہذیب التہذیب،ج۶،ص ۳۲۶۔

۵۔شرح ابن ابی الحدید،ج۱۰،ص۲۶۷؛الاصابہ،ج۵،ص ۳۴۰۔

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں اور حجۃ الوداع میں حاضر تھے، آپ فتح مصر کے بعد وہیں مقیم ہو گئے اور مصر کے اشراف و بزرگوں میں قرار پائے، عمرو عاص کے زمانہ میں ایک نصرانی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی تو آپ نے اسے سخت طریقہ سے مارا۔۔۔۔(۱)

اس کے بعد غرفہ مصر سے عراق منتقل ہو گئے اور صفین کے لشکر میں شریک ہو کر اہل شام کے خلاف جنگ کی۔(۲)

آپ نقل کرتے ہیں: جب ہم حضرت علی - کے ساتھ صفین کے سفر میں کربلا پہنچے تو امامؑ نے فرات کے کنارہ کھڑے ہو کر کہا: ''یہ جگہ کربلا ہے۔۔۔'' اس کے بعد ایک جگہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: ''یہ وہ جگہ ہے جہاں میرے فرزند پیادہ ہوں گے اور اپنے خیمے نصب کریں گے اور یہ ان کے خون بہنے کی جگہ ہے''

غرفہ کہتے ہیں: میں اس خبر کو سن کر شک و تردد میں تھا یہاں تک کہ واقعہ کربلا کے بعد متوجہ ہوا کہ حضرت علی - وفاطمہ = کے لخت جگر اس جگہ شہید ہو گئے اور امامؑ کی بات ثابت ہو گئی۔(۳)

۸۲۲۔غریب بن شرحبیل ہمدانی

آپ حضرت علی - کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دینے میں کوتاہی کی لیکن بعد میں عذرخواہی کی چوں کہ نصر بن مزاحم نے آپ کا نام وقعہ صفین میں نقل کیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔۔۔۔

۱۔الاصابہ، ج ۵، ص ۳۱۸؛ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۶۹؛ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۳۶۴۔

۲۔اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۲، ص ۴۶۴۔

۳۔اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۲، ص ۴۶۴۔

''ف''

۸۲۳۔ فاکھہ بن سعد (سعید)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱) اور حضرت علیؑ کے اصحاب وشیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ (۲)

۸۲۴۔ فرات (فروہ) بن عمرو انصاری (ابوبشیر)

آپ رسول خداؐ کے اصحاب اور عقبہ میں بیعت کرنے والوں میں سے تھے، آپ نے جنگ بدر میں شرکت کی اور رسول خداؐ نے آپ کے وعبداللہ بن مخرمہ عامری کے درمیان عقد اخوت جاری کیا۔ (۳)

آپ ہر سال کافی مقدار میں خرما صدقہ میں دیتے تھے اور اپنی قوم کے بزرگ وسردار تھے اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے ابوبکر کی بیعت سے گریز کیا اور جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔ (۴)

۸۲۵۔ فروہ بن نوفل اشجعی

آپ رسول خداؐ کے تابعین اصحاب میں سے تھے، آپ پہلے حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا لیکن حکمیت کے واقعہ کے بعد حضرت علیؑ سے دوری اختیار کر لی اور پھر امامؑ کی موافقت ومخالفت میں کوئی اقدام نہیں کیا (۵) اور آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علیؑ اور دیگر صحابہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ (۶)

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۶، ص ۳۷۷۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۵۶۔

۳۔ اسد الغابہ، ج۴، ص ۱۷۸۔

۴۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص ۲۷۔۲۹؛ الاصابہ، ج۵، ص ۳۶۴۔

۵۔ تاریخ طبری، ج۵، ص ۸۶؛ وقعہ صفین، ص ۲۸۶۔

۶۔ تہذیب التہذیب، ج۶، ص ۳۹۱۔

۸۲۶۔ فضالہ بن ابی فضالہ کوفی

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، ایک قول کی بنا پر آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے، آپ نے امامؑ اور اپنے والد سے جو رسول خداؐ کے صحابی اور جنگ بدر میں شریک تھے احادیث نقل کی ہیں۔(۱)

۸۲۷۔ فضل بن عباس بن عبد المطلب

آپ اپنے زمانہ کے شاعر رسول خداؐ کے چچا زاد بھائی اور صحابی تھے، آپ نے جنگ احد میں شجاعانہ جنگ کی جب سب لوگ میدان سے فرار کر گئے تو آپ حضرت علیؑ کے ساتھ رسول خداؐ کے پاس رہے اور پیغمبر اسلامؐ سے دفاع کیا۔(۲)

آپ فتح مکہ اور حجۃ الوداع میں رسول خداؐ کے ساتھ تھے، نیز رسول خداؐ کے جسد کو غسل دینے میں بھی شریک تھے، آپ پانی ڈالتے تھے اور حضرت علیؑ غسل دیتے تھے(۳) اور پیغمبر اسلامؐ کی تدفین میں بھی امامؑ کا ساتھ دیا۔(۴)

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ وصحابی تھے، آپ نے بیعت کے پہلے ہی دن اس بات پر بیعت کی کہ آخری دم تک ولایت سے دفاع کریں گے(۵) آپ ہمیشہ امامؑ کے رازدار وخاص افراد میں رہے، یہاں تک کہ آپ نے حضرت فاطمہ زہرا =کو (مخفیانہ) دفن کرنے میں امامؑ کی کمک کی(۶) جو اہل بیت پیغمبرؐ سے تقرب کی علامت ہے۔

آپ ہمیشہ امامؑ کے ملازم رہے اور جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

۸۲۸۔ فیاض بن خلیل ازدی

آپ حضرت علیؑ کے چاہنے والوں میں سے تھے، آپ نے امامؑ کی رکاب میں خوارج کے خلاف جنگ نہروان میں شرکت کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۷)

۱۔ اصحاب الامام امیر المومنین، ج ۲، ص ۴۶۷۔

۲۔ ارشاد مفید، ج ۱، ص ۱۴۱۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۸۳؛ الاصابہ، ج ۵، ص ۳۷۵۔

۴۔ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۳۰۸۔

۵۔ الجمل، ص ۱۰۷۔

۶۔ طبقات کبری، ج ۸، ص ۲۹۔

۷۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۹۰۔

''ق''

۸۲۹۔قائد بن بکیر عبسی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۸۳۰۔قاسم بن حنظلہ جھنی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے سپاہیوں کے امراء میں سے تھے۔(۲)

۸۳۱۔قاسم بن مسلم

آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور عبدالقیس کا پرچم اٹھایا اور آخر کار اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۸۳۲۔قاسم بن منصور ضبّی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۴)

۸۳۳۔قبیصہ بن جابر اسدی کوفی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، امامؑ نے آپ کو جنگ صفین میں جناب عمار یاسر وعمر بن حمق خزاعی اور عامر بن واثلہ کے ساتھ اہل شام کی سپاہیوں کی کمین میں قرار دیا۔(۵)

۱۔وقعہ صفین، ص ۹۲و۲۶۰۔

۲۔وقعہ صفین، ص ۲۰۶۔

۳۔تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۲۱۔

۴۔وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۵۔مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۶۹۔

ابن حجر نقل کرتے ہیں: آپ تابعین کی نمونہ شخصیت تھے، آپ قتل عثمان کے بعد ہمیشہ حضرت علیؑ کے ملازم رہے اور جنگ جمل (وصفین) میں امامؑ کا ساتھ دیا اور آنجنابؑ سے حدیث نقل کی۔(۱)

آپ نے جنگ صفین میں شجاعانہ اس طرح جنگ کی کہ دشمن پر کامیاب ہوگئے اور کوئی بھی آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں رکھتا تھا، آپ نے دشمن کو پیچھے ہٹا دیا اور امامؑ کی طرف واپس آ گئے۔۔۔(۲) اور آپ کا ۶۹ھ میں انتقال ہوا۔(۳)

۸۳۴۔ قبیصہ بن شداد ھلالی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب میں سے تھے(۴) اور جنگ صفین میں امامؑ نے آپ کو قبیلہ قیس کا فرمان روا قرار دیا۔(۵)

۸۳۵۔ قبیصہ بن ضبیعہ عبسی

آپ جنگ نہروان میں امامؑ کے اصحاب میں شامل تھے، آپ نے معاویہ کے دور حکومت میں حجر بن عدی کے ساتھ زیاد بن ابیہ (جس نے امامؑ کی شان میں جسارت کی تھی) کے خلاف قیام کیا اور شہید ہوگئے۔

صاحبزادیوں سے ملاقات

طبری رقمطراز ہیں: جب زیاد کے حکم سے حجر اور ان کے ساتھیوں کو شام کی طرف روانہ کیا گیا تو راستہ میں جب وطن پہنچے تو انہوں نے کہا: مجھے اجازت دو کہ اپنی بیٹیوں سے ملاقات کروں، مامور افراد نے قبول کیا اور اجازت دے دی پس وہ اپنی گریہ کناں بیٹیوں کے پاس پہنچے اور آرام و تسلی کے بعد تقوی الٰہی اور صبر کی وصیت کی اور کہا: خدا سے دو نیکی کی امید رکھتا ہوں یا شہادت جو سعادت ہے، یا عافیت کے ساتھ واپسی، یاد رکھو کہ تمہاری روزی کا ضامن خدا ہے جو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔۔۔ وصیت کے بعد اپنی بیٹیوں سے جدا ہوئے اور اپنے قبیلہ کے لوگوں سے ملاقات کے وقت لوگوں نے آپ کے

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۶ص ۴۷۵۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۳۱۱۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج۶ص ۴۷۶۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۵۵؛ تنقیح المقال، ج۲ص ۳۲۵۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۲۰۵۔۲۰۶۔

حق میں دعا کی۔آخرکار آپ ''مرج عذراء'' کے قید خانہ میں قید اور شہید کر دیئے گئے۔(۱)

۸۳۶۔قترہ ساعدی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۸۳۷۔قثم بن عباس بن عبدالمطلب

آپ رسول خداؐ کے چچازاد بھائی اور صحابی تھے نیز حضرت علیؑ کے چچازاد بھائی اور صحابی تھے، رسول خداؐ نے آپ کے حق میں دعا کی تھی (۳) اور آپ نے رسول خداؐ کے غسل و دفن میں شرکت کی تھی۔

ولایت میں ثبات قدمی

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی تھے اور ہمیشہ امامؑ کے راستہ پر ثابت قدم رہے۔

جب امامؑ ظاہری خلافت پر آئے تو آپ نے قثم کو مکہ کا والی وحاکم منصوب کیا البتہ بعض معتقد ہیں کہ مدینہ (نہ مکہ) کا حاکم و والی منصوب کیا۔۔۔۔

اعتماد ہی کی بنا پر امامؑ نے آپ کو ۳۸ھ میں حاجیوں کا امیر مقرر کیا۔(۴)

شہادت

شیخ طوسی رقمطراز ہیں کہ: قثم حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ کی قبر سمرقند میں ہے۔

۸۳۸۔قثم بن لؤلؤہ

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں اور آپ نے امامؑ اور عبداللہ بن جعفر سے احادیث نقل کی ہیں۔(۵)

۸۳۹۔قدامہ سعدی

۱۔تاریخ طبری، ج۵، ص۲۶۶۔۲۷۰۔۲۷۵۔

۲۔رجال طوسی، ص۵۵۔

۳۔رجال طوسی، ص۵۵۔

۴۔تاریخ طبری، ج۵، ص۱۳۲؛ منہاج البراعۃ، ج۲۰، ص۵۰۔

۵۔تہذیب التہذیب، ج۶، ص۴۹۱؛ اصحاب الامام امیرالمومنینؑ، ج۲، ص۴۷۵۔

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں اور آپ نے جنگ جمل وصفین ونہروان میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی، آپ بابل شہر میں امام علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ امامؑ نے دعا کی اور خدا کے حکم سے سورج پلٹ آیا اور امامؑ نے نماز عصر پڑھی قدامہ اس وقت شاہد تھے اور آپ نے اس سلسلہ میں شعر کہے۔(۱)

۸۴۰۔ قدامہ بن مسروق عبدی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۸۴۱۔ قرظہ بن کعب (ابو عمرو)

آپ رسول خداؐ کے صحابی وکوفہ میں مقیم اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ جنگ جمل وصفین اور نہروان میں انصار کے پرچم دار تھے۔(۳)

آپ فاضل ومدبر تھے اور آپ نے ۲۳ھ میں شہر رے کو فتح کیا، حضرت علیؑ جب جنگ جمل کے لئے روانہ ہونے والے تھے تو آپ کو کوفہ کا والی مقرر کیا، لیکن جنگ صفین میں آپ کو ساتھ لے گئے اور آپ کی جگہ مسعود بدری کو منصوب کیا۔

آپ کے صرف ایک فرزند تھا جو اہل بیتؑ کا خاص محب تھا اور میدان کربلا میں حضرت امام حسین - کی رکاب میں شہید ہوا۔(۴)

۸۴۲۔ قعقاع بن ابرد بن طہرہ طھوی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے اپنے والد ابرد کے ساتھ جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا، اس جنگ میں آپ کے والد شہید ہو گئے اور آپ نے صفین کے بعض واقعات نقل کئے ہیں۔(۵)

۸۴۳۔ قعقاع بن شور ذھلی

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۵؛ الاصابہ، ج ۵، ص ۴۳۲۔

۴۔ اعیان الشیعہ، ج ۸، ص ۴۴۹۔

۵۔ عیان الشیعہ، ج ۸، ص ۴۵۱؛ وقعہ صفین، ص ۵۵۸۔

آپ پہلے امامؑ کے صحابی تھے(۱) اور امامؑ نے آپ کو''کسکر ومیسان'' میں مقرر کیا تھا(۲) لیکن جب آپ کے مال میں غلط تصرف کی خبر امامؑ کو ملی اور امامؑ نے آپ پر ملامت کی تو آپ سزا کے خوف سے فرار کر گئے اور معاویہ سے ملحق ہو گئے۔

آپ کے انحرافات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے حجر بن عدی کے خلاف جھوٹی گواہی دی۔۔۔۔(۳)

جناب مسلم کی گرفتاری میں شرکت

آپ کے انحرافات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے کوفہ کے لوگوں کو شام کے لشکر سے ڈرایا اور انہیں جناب مسلم کے اطراف سے متفرق و دور کر دیا۔۔۔۔(۴)

۸۴۴۔ قعقاع بن عمرو تمیمی جرمی

آپ رسول خداؐ کے صحابی تھے، کوفہ میں مقیم ہوئے اور آپ اپنے زمانے کے شجاع ترین لوگوں میں سے تھے، بقول ابوبکر میدان جنگ میں قعقاع کی آواز ہزار جنگجو سپاہیوں سے بہتر (و زیادہ اثر انداز) تھی۔

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے جنگ جمل و صفین اور نہروان میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا۔(۵)

۸۴۵۔ قنبر

آپ حضرت علیؑ کے خدمت گزار تھے، آپ کا خدا پر ایمان و اخلاص اور حضرت علیؑ سے اس درجہ عقیدت تھی کہ آپ کا شمار بڑے صحابہ میں ہوتا تھا اور آپ حضرت علیؑ کے مقرب صحابہ میں تھے۔(۶)

آپ کو محبت علیؑ کے جرم میں حجاج بن یوسف نے کوفہ میں شہید کیا۔

آپ کی حضرت علی علیہ السلام سے محبت و عقیدت کے چند نمونہ:

۱۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں: جب بھی حضرت علیؑ رات میں گھر سے نکلتے تھے تو آپ چھپ کر امامؑ کے پیچھے چلتے

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۵۔

۲۔ یہ علاقہ کوفہ و بصرہ کے درمیان ہے اور میسان شہر بصرہ و واسط کے درمیان واقع ہے۔

۳۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۶۱۔

۴۔ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۴۹۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۲۰۷؛ تنقیح المقال، ج ۲، باب القاف، ص ۲۹۔

۶۔ الاختصاص، ص ۷۔

تھے۔(۱)

۲۔ایک دن کچھ لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور ادعا کرنے لگے کہ آپ خدا ہیں، امامؑ نے انھیں دلیل کے ساتھ جواب دیئے مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا یہاں تک کہ امامؑ نے ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ روشن کی اور ان سے کہا: اگر یہ کہنے سے باز نہیں آؤ گے تو تمھیں اس آگ میں ڈال دوں گا، وہ اپنی بات پر اڑے رہے اور امامؑ نے انھیں آگ میں ڈال دیا اور یہ شعر پڑھا:

انی اذا بصرت شیئا منکراً اوقدت ناری ودعوت قنبراً

جب بھی میں کوئی غلط کام دیکھتا ہوں تو آگ روشن کرتا ہوں اور قنبر کو اجرائے حکم کے لئے بلاتا ہوں۔(۲)

۳۔حضرت علیؑ کی جنگ جمل میں زرہ گم ہوگئی، کچھ مدت کے بعد امامؑ نے زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی اور قاضی شریح کے پاس جا کر زرہ کی واپسی کا مطالبہ کیا، قاضی نے آپ سے ثبوت و گواہ مانگا، امامؑ نے اس کے احترام میں امام حسینؑ اور قنبر کو گواہی کے طور پر پیش کیا، اس پر قاضی نے کہا: فرزند اور غلام کی گواہی قبول نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر وائے تو نے کئی رخ سے خطا کی:

۱۔میں تیرا امام ہوں اور تو میری اطاعت کی بنا پر متدین ہے اور تو جانتا ہے کہ میں غلط اور ناحق بات نہیں کہتا۔

۲۔دوسرے یہ کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے: میرے فرزند حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں اور میرا غلام قنبر بھی عادل ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔

شریح نے امامؑ کی بات کی تائید کی لیکن فیصلہ یہودی کے نفع میں دیا، کچھ عرصہ بعد یہودی کو امامؑ کی عدالت پر بڑا تعجب ہوا اور اس نے کہا: جنگ جمل میں جب یہ زرہ امامؑ کے اونٹ سے گری تھی تو میں نے اٹھا لیا تھا، اس نے امامؑ کو زرہ واپس کی اور مسلمان ہوگیا اور پھر جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہوگیا۔(۳)

پرچم دار

حضرت علیؑ نے جنگ صفین میں اپنے لشکر کے ایک گروہ کا پرچم قنبر کے حوالہ کیا کہ اس گروہ کے فرمان روا قرار پائے۔

۱۔توحید صدوق، ص ۱۹؛ بحار الانوار، ج ۵، ص ۱۰۴۔

۲۔ذخائر العقبی، ص ۹۳۔

۳۔الاغانی، ج ۱۷، ص ۲۱۹۔

حضرت علیؑ کے باوفا صحابی اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں: ایک دن میں اور قنبر اور حضرت علیؑ خرمہ کے بازار میں گئے، امامؑ نے بیچنے والے کو نصیحت کی، اس کے بعد کپڑے کے بازار گئے اور دو کپڑے خریدنے کے لئے ایک دکان پر گئے، وہ جاننے والا نکل آیا امامؑ نے اس ڈر سے کہ کہیں یہ کم حساب نہ کرے ایک دوسرے ناجاننے والے جوان سے دو کپڑے خریدے ایک چار اور دوسرا تین درہم میں اور قنبر سے فرمایا: ان میں سے ایک تم اپنے لئے پسند کرلو، قنبر نے چار درہم والا پسند کیا پس امامؑ نے تین درہم والا زیب تن کیا اور خدا کا شکرادا کیا۔۔۔۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد امامؑ مسجد میں داخل ہوئے اور پھر اس جوان کا باپ امامؑ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی: میرا فرزند آپ کو جانتا نہیں تھا اور اس نے دو درہم منافع لیا یہ دو درہم آپ کے ہیں، امامؑ نے فرمایا: میں یہ دو درہم ہرگز نہیں لوں گا کیوں کہ ہم نے تمہارے فرزند سے کم کرکے توافق کیا اور موافقت ورضایت کے ساتھ معاملہ انجام پایا ہے''۔(۱)

حلم وبردباری کی نصیحت

حضرت علی -کو خبر ملی کہ ایک شخص نے جناب قنبر کی شان میں جسارت کی ہے اور قنبر نے بدلہ کا فیصلہ کیا ہے، چنانچہ امامؑ نے انھیں طلب کرکے فرمایا: ''اے قنبر! ٹھہرو، جس نے تمہاری توہین کی ہے اس کی اہانت مت کرو اور اس سے درگزر کرو کہ اس طرح خدا کو اپنے لئے راضی اور شیطان کو غصہ میں کروگے اور دشمن کو درگزر کرنے کے ذریعہ سزا دو، مومن خدا کو کبھی بھی راضی نہیں کرسکتا جس طرح حلم وبردباری کے ذریعہ راضی وخوش کرسکتا ہے اور شیطان کو اس طرح غصہ میں نہیں کرسکتا جس طرح خاموش رہ کر غصہ میں کرسکتا ہے۔

اور نادان کو اس طرح سزا نہیں دے سکتا جس طرح خاموش رہ کر سزا دے سکتا ہے''۔(۲)

امامؑ کی نصیحت سے جناب قنبر کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور درگزر کیا۔

احترام قنبر اور ناحق اذیت

منقول ہے کہ: حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانے میں ایک دن حضرت علیؑ کا ایک شیعہ محب دشمن علی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دور سے جناب قنبر آتے دکھائی دیئے، شیعہ آدمی جناب قنبر کو آتا دیکھ کر احترام میں کھڑا ہوگیا، اس دشمن علیؑ نے کہا:

۱۔ بحارالانوار، ج۹۷، ص۳۱۰۔

۲۔ بحارالانوار، ج۷۱، ص۴۲۴۔

قنبر کون ہے جو تم اس طرح احترام کر رہے ہو؟ شیعہ نے کہا: جس شخص کے پاؤں کے نیچے فرشتہ بال و پر بچھاتے ہوں کیا اس کا احترام نہ کروں؟ دشمن علیؑ نے غصہ میں جناب قنبر کو بلایا اور پھر بہانے سے سب وشتم کیا اور مارا بھی۔

اس ماجرا کی خبر حضرت علیؑ تک پہنچی، جس شخص نے جناب قنبر کا احترام کیا تھا اس کے سانپ نے کاٹ لیا، امامؑ اس کی عیادت کو اس کے گھر گئے، دیکھا کہ وہ شخص درد کی سختی سے تڑپ رہا ہے، امامؑ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس مصیبت کا سبب تم خود بنے ہو'' اس نے عرض کی کس طرح؟ امامؑ نے فرمایا: ''تم! بخوبی جانتے ہو کہ فلاں ہمارا دشمن ومخالف ہے لیکن پھر بھی تم نے قنبر کا بہت زیادہ احترام کیا جس سے اسے حسد ہوا اور اس نے قنبر کی اہانت کی اور انھیں تکلیف پہنچائی، اس طرح تم قنبر کو تکلیف پہنچنے کا سبب ہوئے اور خدا نے تمہیں اس سانپ کے ذریعہ سزا دی، پس اگر تم خدا سے عافیت وسلامتی چاہتے ہو تو عہد و پیمان کرو کہ ہمارے دشمنوں کے سامنے ہمارے اور ہمارے چاہنے والوں کے ساتھ اس طرح سلوک نہیں کرو گے جو اذیت کا باعث ہو''۔(۱)

امامؑ نے اپنے سلیقہ سے ملاقات کے ضمن میں اسے اور سب انسانوں کو درس دیا کہ دوسروں کا احترام کرنے میں حد سے تجاوز نہ کریں جو غیروں کے غصہ وغضب کا باعث ہو اور ہر ایک شخص کا مقتضائے وقت کے مطابق احترام کریں۔

جناب قنبر کا آخری بیان اور شہادت

آپ آخری سانس تک حضرت علیؑ کی ولایت ومحبت پر باقی رہے۔

مورخین نقل کرتے ہیں: ایک دن حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا: آج میری آرزو ہے کہ علیؑ کے صحابی کو گرفتار کر کے اس کا خون بہا کر خدا کا تقرب حاصل کروں، اہل دربار نے جناب قنبر کا نام لیا، حجاج نے قبول کیا اور حکم دیا کہ انھیں حاضر کیا جائے،

جب جناب قنبر حاضر ہوئے، حجاج نے کہا: تم کون ہو؟ جناب قنبر کو چوں کہ حضرت علیؑ غیبی خبر دے چکے تھے لہٰذا جانتے تھے کہ اب عمر کے آخری ایام ہیں اور حجاج کے ہاتھوں دیر یا جلد قتل کر دیئے جاؤ گے، لہٰذا مصلحت دیکھی کہ اپنا اور اپنے مولا وآقا حضرت علیؑ کا اچھی طرح تعارف کرایا جائے، چنانچہ آپ نے بے خوف وخطر اس طرح تعارف کرایا: انا مولی من ضرب بسیفین وطعن برمحین وصلی قبلتین وبایع البیعتین وھاجر الھجرتین ولم یکفر باللہ طرفۃ عین انا مولیٰ وصالح المومنین ووارث النبیین وخیر الوصیین ۔۔۔ میں اس شخص کا غلام ہوں جس نے خدا کی راہ میں دو تلوار اور

۱۔ مستدرک سفینۃ البحار، ج۸، ص ۶۰۴۔

دو نیزوں سے جہاد کیا، دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو مرتبہ رسول خداؐ کی بیعت کی اور دو بار ہجرت کی اور پل بھر کے لئے بھی کفر نہیں کیا، میں اس کا غلام ہوں جو صالح المومنین، وارث انبیاء اور بہترین وصی ہیں ۔۔۔

حجاج نے جیسے ہی جناب قنبر کا یہ بیان سنا تو غصہ میں دوبارہ کچھ پوچھے بغیر حکم دیا کہ ان کی گردن ماردی جائے اور آپ کو شہید کردیا گیا۔(۱)

۸۴۶۔قیس بن ابی احمد

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۸۴۷۔قیس بن ابی حازم احمسی کوفی

آپ رسول خداؐ کے صحابی اور ایک قول کی بنا پر بزرگ تابعین اصحاب وحدیث نقل کرنے والے اور حضرت علی -کے مخلص شیعہ تھے۔

ابن حجر نقل کرتے ہیں کہ آپ کے برابر کسی نے حدیث نقل نہیں کی،(۳) علامہ امینی نے بہت سی روایتیں حضرت علی -کی فضیلت اور عائشہ کی کج روی کے بارے میں آپ کے حوالہ سے نقل کی ہیں۔(۴)

آپ کوفہ میں مقیم ہوئے اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار پائے اور جنگ نہروان میں شرکت کی اور آپ کا ۹۸ھ کوفہ میں انتقال ہوا۔(۵)

۸۴۸۔قیس بن سعد بن عبادہ انصاری

آپ رسول خداؐ کے بزرگ اصحاب اور حضرت علیؑ وامام حسنؑ کے سچے شیعہ تھے۔(۶)

آپ زاہد، شب میں عبادت گزار، شجاع وبہادر اور سخی تھے، آپ بہترین سخنور، اپنے دور میں ذہانت وذکاوت میں

۱۔الاختصاص، ص ۷۳؛ معجم رجال الحدیث، ج ۱۴، ص ۸؛ ارشاد، ج ۱، ص ۳۲۸؛ سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۴۴۹؛ بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۱۳۶۔

۲۔رجال طوسی، ص ۵۶؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۲۸۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۵۲۲۔

۴۔الغدیر، ج ۳، ص ۱۹۰ و ج ۹، ص ۲۷ و ۳۷ و ۷۹ و ۲۷۔

۵۔تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۵۲۲۔

۶۔رجال طوسی، ص ۲۶ و ص ۵۴ و ص ۶۹۔

نمونہ اور عظیم شاعر تھے۔

شرافت وبزرگواری

آپ زمانہ جاہلیت وزمانہ اسلام میں رئیس وسرور رہے اور آپ کے خاندان میں بزرگی وشرافت ایک میراثی صفت تھی کہ آپ کے آباواجداد سب اپنے قبیلہ کے رئیس وپیشوا تھے، آپ کے والد جسے پناہ دیتے تھے سب آپ کے پناہ دینے کا احترام کرتے تھے اور کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بھی ہمیشہ آپ کا دسترخوان بچھا رہا اور لوگ آپ کے دسترخوان کی نعمت اور عطا سے بہرہ مند ہوتے تھے۔(۱)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شہر کے داخلی امور، قوانین کا اجرا اور امنیت ونظم آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا، آپ نے بعض جنگوں میں شرکت کی اور انصار کے پرچم دار رہے اور بعض اوقات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے اطراف میں بھیجتے تھے اور آپ کی رائے ونظریہ کا سب احترام کرتے تھے۔(۲)

جناب قیس کا حضرت علی علیہ السلام پر ایمان اور وفاداری

بے شک آپ دین کا ستون اور شیعہ مذہب کا رکن تھے، آپ رسول خداؐ کے بعد حضرت علیؑ کے خلیفۂ بلافصل ہونے کے عقیدہ پر باقی رہے اور اس سلسلہ میں ذرہ برابر بھی سستی وکوتاہی نہیں کی اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن ؑ کا کھل کر ساتھ دیا۔

شیخ طوسی رقمطراز ہیں: آپ رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے صحابی ہیں اور آپ نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔(۳)

برقی اپنی کتاب کے آخر میں قیس کو ان بارہ افراد میں شمار کرتے ہیں جنھوں نے ابوبکر کی کھل کر مخالفت کی ۔۔۔ نیز تحریر کرتے ہیں: قیس نے ان بارہ افراد کے درمیان کھڑے ہوکر کہا: اے گروہ قریش! تمہارے بزرگ بہتر جانتے ہیں کہ اہل بیت رسول خداؐ جانشینی وخلافت کے لئے زیادہ لایق وسزاوار ہیں۔۔۔

اور تم اے ابوبکر! جان لو کہ خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کا جانشین حضرت علیؑ کو قرار دیا ہے اور تم خود بھی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو اور تم نے خود رسول خداؐ کے بیانات حضرت علیؑ کے بارے میں سنے ہیں، اے گروہ قریش! کیا تم اپنے رسولؐ

۱۔ رجال کشی، ص ۱۱۰۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۲۱۵۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۲۶۔

کے عہد سے لا پروائی کررہے ہو؟ اور اپنے عہد سے پلٹ رہے ہو، کیا اس کھلے گناہ سے دنیا وآخرت کا نقصان اپنے لئے فراہم کررہے ہو؟۔(۱)

شیخ طوسی رقمطراز ہیں کہ آپ نے جنگ صفین کی طرف روانگی کے وقت اشعار کہے جن میں سے دوشعر یہ ہیں:

وعلی امامنا وامام ام سوانا أتی به التنزیل
یوم قال النبی من کنت مولاہ فھذا مولاہ خطب جلیل

اور علیؑ ہمارے وہمارے علاوہ لوگوں کے امام ہیں کہ ان کی شان میں قرآن نازل ہوا ہے۔
ایک دن رسولؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں اور یہ عظیم خطاب ہے۔(۲)

مصر کی حاکمیت

قتل عثمان کے بعد جب لوگوں نے حضرت علیؑ کو ظاہری خلیفہ منتخب کیا تو آپ نے قیس کو مصر کا حاکم مقرر کیا اور کافی وعظ ونصیحت کی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ جنگ جمل کے لئے آمادہ تھے۔

اھل مصر کی بیعت

حضرت علیؑ کے فرمان کے مطابق جناب قیس اپنے گھر سے سات افراد کے ساتھ امامؑ کا خط لیکر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور (۳۶ھ) ربیع الاول کے شروع میں داخل مصر ہوئے، آپ لوگوں کی جمعیت میں منبر پر گئے اور پہلے امامؑ کا خط پڑھنے کا حکم دیا اور پھر خطبہ دیا جس میں لوگوں کو وعظ ونصیحت کی۔۔۔

آپ کے خطبہ کے بعد سب لوگوں نے کھڑے ہوکر آپ کی بیعت کی اور مصر کے بزرگوں واشراف نے آپ کے سامنے سر تعظیم خم کیا۔۔۔

معاویہ کی حواس باختگی اور جناب قیس کے نام خط

جب معاویہ کو جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی کامیابی کی خبر ملی تو بہت زیادہ خوف زدہ ہوا اور اس نے خود کو دوخطرناک جنگی معرکوں کے مقابلہ میں پایا، ایک عراق کا معرکہ حضرت علیؑ کی قیادت میں اور ایک مصر کا معرکہ جناب قیس کی سپہ سالاری میں،

۱۔رجال برقی (فصل منکرین ابوبکر) معجم رجال الحدیث، ج۱۴، ص ۹۳۔
۲۔الفصول المختارہ، ص۲۳۶۔

اس بنا پر معاویہ نے جناب قیس کے نام خط لکھا جس میں کوفہ وبصرہ اور حجاز کی حکومت کا لالچ دیا تا کہ حضرت علیؑ سے دوری اختیار کریں۔۔۔۔

جناب قیس نے نہایت خردمندانہ وسیاسی جواب معاویہ کو تحریر کیا جو اس طرح تھا کہ اسے پڑھ کر معاویہ کوئی مخالفانہ اقدام نہ کرے اور آپ مصر میں اپنی حکومت مضبوط کر کے حضرت علیؑ کی فوج کے ساتھ مل کر کوفہ میں معاویہ کا کام تمام کردیں، چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:۔۔۔البتہ آپ نے جو مجھ سے چاہا ہے کہ خون عثمان کا انتقام لینے کے لئے آپ کی بیعت کروں اور اس کے بدلہ جو چیزیں میرے لئے پیش کی ہیں تو میں آپ کی بات سمجھ گیا لیکن یہ کوئی ایسا موضوع نہیں ہے جس کے بارے میں بہت جلد فیصلہ کیا جاسکے، اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے، میں فکر کرتا ہوں، مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں ہے اور میری طرف سے بھی کوئی ایسا کام نہیں ہوگا جس سے آپ ناخوش ہوں، انشااللہ آپ بھی غور وفکر کیجئے میں بھی غور فکر کرتا ہوں۔(۱)

معاویہ کا دوسرا خط اور قیس کا جواب

ابراہیم ثقفی کہتے ہیں: جب معاویہ نے جناب قیس کا خط پڑھا تو جناب قیس خط میں کہیں معاویہ سے قریب ہوتے نظر آرہے تھے اور کہیں دور لہٰذا معاویہ تعجب میں پڑ گیا اور اس نے امینت کا احساس نہیں کیا اور اس نے گمان کیا کہ دھوکہ ہے لہٰذا فوراً دوسرا خط جناب قیس کے نام لکھا اور اس میں انھیں دھمکی دی، انھیں اپنی جنگجو فوج سے ڈرایا اور گذشتہ بات حکومت کے لالچ کو تکرار کیا۔

جناب قیس نے خط پڑھ کر اندازہ لگایا کہ معاویہ ٹال مٹول اور بات کو طول دینے کے چکر میں نہیں آئے گا لہٰذا جو کچھ دل میں تھا اسے معاویہ کے لئے آشکار کر دیا اور اس طرح خط لکھا:

اے معاویہ! تعجب ہے کہ تم مجھے کمزور فکر سمجھتے ہو اور مجھے فریب دے کر طمع کی نگاہ مجھ پر رکھتے ہو، مجھے اپنے راستہ پر لانا چاہتے ہو، کیا تم امید رکھتے ہو کہ اس شخص کی اطاعت کے دائرہ سے جو سب لوگوں میں حکومت کے لئے زیادہ سزاوار وحقدار ہے، سب سے زیادہ حق بیان کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ رسول خداؐ کا قریبی ہے، نکل جاؤں اور تمہاری اطاعت کروں جو حکومت کی نسبت سب سے زیادہ دور وسب سے زیادہ جھوٹے وسب سے زیادہ گمراہ ہو اور رسول خداؐ سے سب سے زیادہ دور ہو، تمہارے اطراف میں گمراہ کن افراد جمع ہیں جن میں سے ہر ایک شیطانی بت ہے۔۔۔۔

معاویہ کا تیسرا خط اور جناب قیس کا جواب

۱۔تاریخ طبری، ج۴،ص۵۵۰؛ کامل فی التاریخ، ج۲،ص۳۵۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۶،ص۶۰۔

جب معاویہ کو جناب قیس کا خط پڑھ کر یقین ہو گیا کہ قیس لالچ میں آنے والے نہیں ہیں اور نہ ہی ڈرنے والے ہیں تو سخت الفاظ میں جناب قیس کے نام خط لکھا جس میں انھیں یہودی کہہ کر خطاب کیا اور کہا: اگر تم میرے ہاتھ لگ گئے تو میں تمھیں قتل کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے اور مثلہ کر دوں گا۔

جناب قیس نے معاویہ کے جواب میں فوراً مختصر طور پر اس طرح لکھا: ''**اما بعد انما انت وثن من اوثان مکه، دخلت فی الاسلام کارهاً وخرجت منه طائعاً**۔۔۔ اے معاویہ! تو مکہ کے بتوں میں سے ایک بت ہے، تو مجبوری وڈر کی وجہ سے مسلمان ہوا اور اختیار ورغبت کے ساتھ اسلام سے بیزار ہو گیا۔۔۔''۔(۱)

معاویہ اور جعلی خط

جب معاویہ جناب قیس پر کامیاب نہیں ہوا اور شام کے لوگ بھی حضرت علی - کے پہلو میں اس کی قدرت سے خوف زدہ تھے لہٰذا اس نے ایک نئی سازش رچی اور اہل شام کے درمیان جھوٹی خبر شایع کی اور کہا: جناب قیس ہمارے ساتھ اور حضرت علی - کی حمایت واطاعت سے بیزار ہو گئے ہیں اور ایک جعلی خط جناب قیس کی طرف سے لکھ کر اہل شام کے سامنے پڑھا، جس میں انھیں اپنے کئے پر شرمندہ اور خون عثمان کا انتقام لینے والا دکھایا، یہ خبر بہت جلد لوگوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ عراق تک پہنچ گئی جس کا بہت سے سادہ لوح افراد شکار ہو گئے۔(۲)

جناب قیس کو کوفہ کی طرف دعوت

یہ پھیلی ہوئی خبر (کہ جناب قیس معاویہ کے ساتھ مل گئے ہیں) حضرت علیؑ کے شام میں مخفی مامور افراد (جاسوسوں) نے فوراً امامؑ تک پہنچائی، لیکن خبر امامؑ کے لئے یقین آور نہیں تھی چوں کہ آپ جناب قیس سے بخوبی واقف تھے لیکن اس شایع شدہ خبر کے بارے میں بہر حال سوچنا پڑا تا کہ چاہنے والوں کی نگرانی ودودلی برطرف ہو جائے، چنانچہ بعض مورخین کے نقل کرنے کے مطابق آپ نے اپنے فرزندوں حضرت حسن وحضرت حسینؑ اور جناب محمد نیز عبداللہ بن جعفر کو بلا کر ان کی رائے معلوم کی۔

جناب عبداللہ نے کہا: انھیں معزول کر دیا جائے اور کہا کہ: مشکوک آدمی کو ہٹا کر اس کی جگہ غیر مشکوک کو قرار دیا جائے

۱۔تاریخ یعقوبی، ج۲،ص۱۸۷۔

۲۔تاریخ طبری، ج۴،ص۵۵۳؛ کامل فی التاریخ، ج۲،ص۳۵۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۶،ص۶۱۔

اتفاق سے اسی دوران جناب قیس کی طرف سے امامؑ کے نام خط پہنچا جس سے مخالفت کی بو آتی تھی، اسی بنا پر جناب عبداللہ نے زیادہ دباؤ دیا کہ انھیں ہٹا دیا جائے۔

امامؑ نے جناب عبداللہ کے اصرار اور شایع ہونے والی خبر کے مطابق ان کی معزولی کا حکم صادر فرما دیا اور انھیں کوفہ طلب کیا اور محمد بن ابوبکر کو مصر کی حکومت سنبھالنے کے لئے روانہ کیا۔(۱)

جناب قیس نے جناب محمد بن ابوبکر کے پہنچنے کے بعد زمام حکومت ان کے سپرد کی اور کوفہ کے بجائے مدینہ پہنچے، لیکن جب معاویہ کے کچھ لوگوں نے قتل کی دھمکی دی تو کوفہ میں امامؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور اپنے کام کی گذارش اور سارے واقعات و اتفاقات جو پیش آئے منجملہ معاویہ کے خطوط و جوابات امامؑ کے گوش گزار کئے اور امامؑ نے ان کی بات کی تصدیق کی (۲) اور ان کا احترام و اکرام کیا اور سب پر ثابت ہو گیا کہ وہ معاویہ اور اس کے طرف داروں کی جھوٹی شایع کردہ خبر تھی، پس اس کے بعد جناب قیس ہمیشہ امامؑ کی خدمت میں رہے اور جنگ صفین میں شرکت کی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص پرچم

حضرت علیؑ نے جنگ صفین میں رسول خداؐ کا خاص پرچم خود حمل کیا تا کہ اپنی حقانیت اور سپاہ معاویہ کا باطل و ناحق ہونا معلوم ہو اور یہ پرچم دیا جائے تو ایسے شخص کو جو اس کی لیاقت و اہلیت رکھتا ہو اور حفاظت کر سکتا ہو، جناب قیس کی عظیم المرتبت شخصیت اس کی لیاقت و اہلیت رکھتی تھی چوں کہ بہادری و شجاعت کے لحاظ سے بھی آپ بے مثال افراد میں سے تھے۔۔۔(۳)

منذر بن جاروت روایت کرتے ہیں: میں ایک جگہ سے حضرت علیؑ کے لشکر کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک سرخ گھوڑے پر ایک سوار نظر آیا جو سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھا، اس کے سر پر سفید ٹوپی و زرد عمامہ تھا، کاندھوں پر تیر و کمان اور کمر پر تلوار حمائل تھی اور اس کے پاؤں زمین پر خط دے رہے تھے اور ہزاروں سپاہیوں میں نظر آ رہا تھا اور زرد رنگ کا پرچم اس کے ہاتھ میں تھا، میں نے پوچھا: یہ کون ہے جو اس قدر جمال و جلال رکھتا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ رسول خداؐ کے انصار اصحاب اور قبیلہ قحطانی سے جناب قیس بن سعد بن عبادہ ہیں۔

جنگ صفین میں شجاعت کے جوہر

۱۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۵۳؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۳۵۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۶، ص ۶۲۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۵۵؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۳۵۶؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۶۴۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۲۱۶؛ الغدیر، ج ۴، ص ۲۱۶ و ج ۲، ص ۷۸۔

صفین میں جب جنگ کے حالات معاویہ پر سخت ودشوار ہو گئے تو اس نے اپنے لشکر کے چار فرمان رواعمرو عاص وبسر بن ارطات وعبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ولید کو بلا کر کہا: علیؑ کے چند لوگوں نے مجھے غمزدہ ونگران کر رکھا ہے مثلاً سعید بن قیس ہمدانی ومالک اشتر وہاشم مرقال وعدی بن حاتم اور قیس بن سعد نے، کسی بھی طرح انھیں قتل کرنا ہے، معاویہ کے کہنے کے مطابق انھوں نے تبادلہ خیال کے بعد طے کیا کہ کچھ دن ترتیب کے ساتھ فوج کی فرمان روائی ایک ایک کے ہاتھ میں رہے اور میدان میں جا کر علیؑ کے بہادر سپاہیوں سے جنگ کرے۔

چنانچہ اس طرح ہوا۔۔۔ تیسرے دن شام کا خوں ریز وبے رحم سپاہی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان جنگ میں آیا اور جناب قیس بن سعد انصاری سے برسر پیکار ہوا اور دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور آخر کار معاویہ کے سپاہی کافی نقصان کے بعد میدان سے فرار کر گئے اور یہ دن جنگ صفین میں سپاہ حضرت علیؑ کے غرور آفرین دنوں میں قرار پایا۔۔۔ اور اس طرح معاویہ کی سازشیں ناکامیاب ہوئی۔(۱)

امام علیہ السلام کی مدح سرائی اور معاویہ کا غصہ

جنگ صفین میں ایک دن معاویہ انصار کے حملوں وضربتوں سے سخت پریشان ہو گیا اور ان کے بارے میں بدکلامی کرنے لگا اور ان پر تہمت لگائی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد راہ راست سے ہٹ کر حضرت علی – سے ملحق ہو گئے ہیں۔

جب معاویہ کی بے ہودہ گوئی کی خبر جناب قیس تک پہنچی تو آپ نے انصار سے خطاب فرمایا: معاویہ نے کچھ باتیں کہی ہیں جو آپ تک پہنچ چکی اور آپ کے ساتھیوں میں سے نعمان ومسلمہ نے اس کا جواب بھی دے دیا، خدا کی قسم اگر آج معاویہ پر غضبناک ہوا تو گویا ایسا ہے کہ کل بھی (اسلام لانے سے پہلے) اس پر غضبناک اور اس کے دشمن تھے اور اگر آج اس کا خون بہا دیا تو معلوم ہوگا کہ اس کے کفر وشرک کے زمانہ میں اس کا خون بہایا ہے، معاویہ کی نظر میں آج تم اس پرچم تلے جنگ کر رہے ہو جس کے دائیں طرف جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل ہیں، لیکن آپ کے مقابلہ میں معاویہ ہے جو ابوجھل کے زیر پرچم جنگ کر رہا ہے۔۔۔ پھر جناب قیس نے اشعار کہے جس سے معاویہ سخت غصہ میں ہوا اور عمرو عاص سے مشورہ کیا کہ انصار کو فحش وناسزا کہے لیکن عمرو عاص نے روک دیا۔۔۔(۲)

علامہ امینی تحریر کرتے ہیں: جب اس ماجرہ کی خبر حضرت علیؑ کو ملی تو آپ نے جناب قیس کی قدردانی کی اور انھیں انصار

۱۔ وقعہ صفین، ص ۴۲۶؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۶۹۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۴۴۵۔۴۵۰؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۸۵۔۸۸۔

کا رئیس قرار دیا۔(۱)

جناب قیس اور اہل نہروان کو نصیحت

حضرت علیؑ نے خوارج پر حجت تمام کرنے کے لئے جناب ابن عباس وجناب قیس بن سعد وجناب سعد بن مسعود انصاری کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ لوگ خون ریزی سے باز آ جائیں۔

امامؑ کی کی فرمائش کے مطابق جناب قیس اہل نہروان کے پاس گئے اور انھیں کافی نصیحت کی مگر ان پر کوئی اثر نہیں ہوا ۔۔۔آخر کار جنگ شروع ہوگئی ایک دن تمام ہونے سے پہلے ہی نو (۹) افراد کے سوا سب خوارج ہلاک ہوگئے اور ہمیشہ کے لئے فتنہ ختم ہوگیا۔(۲)

آذربایجان کی ریاست

حضرت علیؑ نے آپ کو آذربایجان کا حاکم ووالی قرار دیا، جب عثمان کے آدمی اشعث بن قیس کو معزول کیا تھا۔

جناب قیس اور امام حسن علیہ السلام

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ نے حضرت امام حسنؑ کی بیعت کی ،معاویہ نے آپ کو حضرت امام حسنؑ سے جدا کرنے کی پوری سعی وکوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوسکا۔

امام حسن علیہ السلام کی فوج کے سپہ سالار

جب امام حسنؑ کو خبر ملی کہ معاویہ کا لشکر عراق کی طرف روانہ ہو چکا ہے تو آپ نے بھی لوگوں کو آمادہ اور مغیر بن نوفل کو کوفہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور عبیداللہ بن عباس کو بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) تجربہ کار سپاہیوں کے ہمراہ روانہ کیا، عبیداللہ روانہ ہوئے ،ادھر سے معاویہ ''حلوبیہ'' نامی گاؤں کے قریب آیا اور عبیداللہ بن عباس کے لشکر سے مقابلہ ہوا، عبیداللہ نے معاویہ کے لشکر کو شکست دی اور پیچھے ہٹا دیا۔

جب رات ہوئی تو معاویہ نے عبیداللہ کے نام پیغام بھیجا اور جھوٹ کہا کہ: حسن بن علی نے میرے پاس صلح اور جنگ ختم کرنے کے لئے پیغام بھیجا ہے اور وہ حکومت میرے سپرد کریں گے، اگر تم بھی اطاعت کرو گے تو میں تمہیں اپنے

۱۔الغدیر، ج۲،ص ۸۳۔

۲۔تاریخ طبری، ج۵،ص ۸۳۔

والیوں (حکمرانوں) میں قرار دوں گا اور دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) درہم دوں گا، جس میں نصف ابھی اور نصف کوفہ پہنچنے کے بعد، عبیداللہ مال دنیا کے فریب میں آ کر رات کی تاریکی میں حضرت امام حسن - کا لشکر چھوڑ کر معاویہ کے پاس پہنچ گئے اور معاویہ نے اپنا وعدہ پورا کیا، جب فجر کا وقت ہوا اور عبیداللہ نماز جماعت کے لئے حاضر نہیں ہوئے، جب انھیں تلاش کیا تو معلوم ہوا وہ لشکر چھوڑ چکے ہیں پس پھر جناب قیس نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد خطبہ دیا جس میں لوگوں کو ثبات قدمی کی نصیحت کی۔۔۔اور پھر منبر سے اتر کر لشکر کی فرمان روائی سنبھالی اور لشکر کے ساتھ دشمن کی طرف روانہ ہوئے۔

معاویہ اور جناب قیس کو لالچ

جب عبیداللہ معاویہ کے لشکر سے ملحق ہو گئے تو معاویہ کے لشکر سے بسر بن ارطات حضرت امام حسنؑ کے لشکر کے قریب آیا اور اس نے عبیداللہ کے معاویہ سے ملحق ہونے کی خبر دی اور جھوٹ کہا کہ: امام حسنؑ نے بھی صلح قبول کر لی ہے لہٰذا تم بھی تسلیم ہو جاؤ، لیکن جناب قیس بخوبی جانتے تھے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور امام حسنؑ ہرگز اس طرح آسانی سے صلح نہیں کر سکتے، لہٰذا اپنے ساتھیوں سے خطاب فرمایا: یا بغیر امام کے جنگ کرو یا گمراہی کے ساتھ بیعت کر لو۔

مگر لوگوں نے جناب قیس کی سپہ سالاری میں بے حد شجاعت و صداقت کا اعلان کیا کہ آخری دم تک معاویہ کے لشکر سے جنگ کریں گے، آخر کار جنگ ہوئی اور معاویہ کے لشکر کو سخت ترین شکست دی اور انھیں ان کی منزل تک پیچھے ہٹا دیا، یہ دیکھ کر معاویہ نے جناب قیس کے نام خط لکھا اور انھیں بڑی بڑی خوشخبری و بے حساب وعدے دے کر اپنی طرف دعوت دی اور پوری کوشش کی کہ کسی بھی قیمت پر انھیں اپنی طرف مائل کر لے، لیکن جناب قیس نے معاویہ کا جواب اس طرح تحریر فرمایا: "**لا واللّٰہ لاتلقانی ابداً الا بینی و بینک الرمح**؛ ہرگز نہیں، تم مجھ سے ملاقات نہیں کرو گے مگر یہ کہ میرے اور تمہارے درمیان نیزے ہوں گے۔ (میں تمہارے فریب میں نہیں آؤں گا)۔

معاویہ جب جناب قیس سے بالکل ناامید ہو گیا تو جناب قیس کو فحش کلامی بھرا خط لکھا اور انھیں یہودی فرزند یہودی کہا، جناب قیس نے بھی دندان شکن سخت جواب دیا اور آخری وقت تک ثابت قدم رہے اور جب تک امام حسن -خود صلح کے لئے ناچار نہیں ہوئے آپ کی کوششیں جاری رہیں۔(۱)

ابواسحاق سبیعی کہتے ہیں: معاویہ نے کوفہ پہنچ کر جو خطبہ دیا اس میں کہا کہ جن شرطوں پر حضرت حسن بن علیؑ کے ساتھ دستخط ہوئے ہیں وہ سب باطل اور میرے قدموں کے نیچے ہیں میں ان پر عمل نہیں کروں گا اور اس وقت اس نے لشکر کی چڑھائی

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۱۶، ص ۴۲۔

کا مقصد صرف حکومت قرار دیا اور اسے خدا کی طرف سے ہدیہ کہا۔(۱)

وفات

جناب قیس کی وفات ۵۹ھ یا ۶۰ھ مدینہ منورہ میں محبت اہل بیت ؑ پر ہوئی۔

ابن ابی الحدید کہتے ہیں: قیس شجاع و بہادر اور تجربہ کار اور حضرت علیؑ اور ان کے فرزندوں کے طرف دار تھے، ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور اسی عقیدہ پر باقی رہے یہاں تک کہ ۶۰ھ میں دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا۔(۲)

۸۴۹۔ قیس بن عبادہ بکری

آپ تابعین اور روایت کرنے والوں میں سے تھے، شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳) ابن حجر کہتے ہیں کہ: آپ نے حضرت علیؑ و ابوذر و عمار وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں اور آپ ثقہ تابعین با فضیلت، زاہد و عابد اور نیک و صالح تھے۔(۴)

۸۵۰۔ قیس بن عبادہ بن قیس

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور ہمیشہ قابل تعریف تھے۔(۵)

۸۵۱۔ قیس بن عبدربہ ھمدانی

آپ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۶)

۸۵۲۔ قیس بن عفریہ

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۴۷؛ تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۲۱۶۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶ ص ۶۴؛ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۱۶؛ تاریخ ابن کثیر، ج ۸، ص ۱۰۲؛ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۷۹؛ الاصابہ، ج ۵، ص ۴۷۵؛ تہذیب التہذیب، ج ۶، ۵۳۲۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۶؛ رجال کشی، ص ۹۶۔

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۵۳۵۔

۵۔ رجال طوسی، ص ۵۶۔

۶۔ رجال طوسی، ص ۵۵۔

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، شیخ طوسی نے آپ کا نام ''ملک'' لکھا ہے۔(۱)

طبری نقل کرتے ہیں: جب ناکثین (اہل جمل) جنگ کے سوا کسی بھی بات پر حاضر نہیں ہوئے تو قیس نے بصرہ کے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا: اے لوگو! طلحہ وزبیر اور عائشہ یہاں آئے ہیں اگر یہ ڈر کی بنا پر آئے ہیں تو جھوٹے ہیں کیوں کہ مکہ امن وامان کا شہر ہے یہاں تک کہ یہاں جانور بھی امان میں ہیں پس یہ امان میں کیوں نہیں ہیں اور اگر خون عثمان کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں تو بھی جھوٹے ہیں کیوں کہ ہم میں کوئی عثمان کا قاتل نہیں ہے، لہٰذا آؤ اور میری اطاعت کرو اور انھیں جہاں سے آئے ہیں واپس کردو۔(۲)

۸۵۳۔ قیس بن فهران انصاری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۳)

ایک دن جنگ صفین میں قبیلہ ''عکر'' کے ایک شخص نے آکر جنگ کا مطالبہ کیا تو آپ نے اس سے جا کر جنگ کی اور اسے ہلاک کردیا اور پھر اشعار پڑھے۔

۸۵۴۔ قیس بن قوۃ بن حبیب

آپ شروع میں حضرت علیؑ کے اصحاب میں شامل تھے لیکن بعد میں معاویہ سے مل گئے۔(۴)

۸۵۵۔ قیس بن قیس بن معاویه دهنی انصاری

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے جنگ صفین(۵) ونہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا اور جنگ نہروان میں شریح بن اوفی کو۔ جس نے حضرت علیؑ کے تین سپاہی شہید کئے تھے۔ ہلاک کیا۔(۶)

۸۵۶۔ قیس بن مکشوح (ابوشداد)

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۵۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۴، ۴۶۳۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۶؛ رجال کشی، ص ۹۶؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۳۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۵۶؛ رجال کشی، ص ۹۶؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۳۔

۵۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۶۰۔

۶۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۸۷۔

آپ نے جنگ قادسیہ وفتح ''نہاوند'' میں شرکت کی(۱) آپ حضرتؑ کے باوفا صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۲)

ابومخنف نقل کرتے ہیں کہ: آپ جنگ صفین میں رجز پڑھتے اور جنگ کرتے ہوئے معاویہ کے خیمہ کے قریب پہنچ گئے اور سخت جنگ کی (لیکن اس زمانہ کی جنگ کے برخلاف کہ ایک کے مقابلہ میں ایک جاتا تھا) معاویہ کے اطراف کے سب لوگوں نے مل کر آپ پر حملہ کیا اور شہید کر دیا۔(۳)

۸۵۷۔ قیس بن یزید جهنی

شیخ طوسی نقل کرتے ہیں کہ آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۴) لیکن بعد میں معاویہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور جنگ صفین میں معاویہ کا ساتھ دیا۔

۸۵۸۔ قیس ثقفی

آپ تابعین اصحاب اور شیخ طوسی کے کہنے کے مطابق حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۵)

۱۔ الاصابہ، ج۵، ص۵۰۲؛ اسدالغابہ، ج۴، ص۲۳۷۔
۲۔ الاصابہ، ج۵، ص۵۰۲؛ اسدالغابہ، ج۴، ص۲۳۷۔
۳۔ وقعہ صفین، ص۲۵۸؛ تاریخ طبری، ج۵، ۲۵؛ تنقیح المقال، ج۲، ۳۴؛ اعیان الشیعہ، ج۸، ص۴۵۸۔
۴۔ رجال طوسی، ص۵۵؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۳۴۔
۵۔ رجال طوسی، ۶۴۔

''ک،ل''

۸۵۹۔ کثیر ابوالحسن بجلی احمسی

آپ کوفہ کے رہنے والے حضرت علیؑ کے شیعہ اور آنجنابؑ سے روایت کرنے والے تھے، آپ نے جنگ نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا اور امامؑ سے حدیث نقل کی۔۔۔(۱)

۸۶۰۔ کثیر بن نمیر حضرمی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۸۶۱۔ کرامہ بن ثابت انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۳)

۸۶۲۔ کرب عکلی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔(۴)

۸۶۳۔ کرب (کریب) بن یزید

آپ ہمدان کے رؤسا اور حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب میں سے تھے، آپ جنگ صفین میں گیارہ سپاہ سالاروں میں سے ہیں جو یکے بعد دیگر شہید ہو گئے۔(۵)

۸۶۴۔ کردوس بن ھانی بکری

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۸۰۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۵۶۔

۳۔ الغدیر، ج ۹، ص ۳۶۷؛ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۳۴؛ الاصابہ، ج ۵، ص ۵۷۷؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۸۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۳۳۰۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۲؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۱؛ (تاریخ طبری میں ''کریب'' ذکر ہے)

آپ شجاع، شاعر و بہادر، حضرت علیؑ کے صحابی اور قبیلہ ربیعہ کے رؤسا میں سے تھے اور آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں نیزوں پر قرآن بلند ہونے کے بعد جب حضرت علیؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو سب سے پہلے آپ نے امامؑ کی بات کی تائید کی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔۔۔اور کہا: جو حضرت علیؑ کے ساتھ ہے وہ نجات یافتہ ہے اور جو خلاف ورزی کرے گا ہلاک ہوجائے گا۔(۱)

۸۶۵۔ کردوس تغلبی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۸۶۶۔ کرز بن عطیہ ضبی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور شہید ہوگئے۔(۳)

۸۶۷۔ کریب بن شریح ہمدانی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور قبیلہ ''ہمدان'' کے بزرگوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا، آپ ان گیارہ فرمان رواؤں میں سے ہیں جو صفین میں یکے بعد دیگر شہید ہوئے۔(۴)

۸۶۸۔ کعب بن ابی کعب خثعمی

آپ قبیلہ خثعم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور قبیلہ خثعم کا پرچم اٹھایا۔(۵)

۸۶۹۔ کعب بن ذی الحبلہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین صحابی، شجاع و بہادر اور عارف تھے، آپ حضرت علی - کے بزرگ شیعوں میں

۱۔ وقعہ صفین، ص ۴۸۴۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۵۷۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۲؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۰۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۷۔

سے تھے،عثمان نے آپ کو''جبل الدخان دباوند'' کی طرف جلاوطن کیااور آخر کار معاویہ کے بے رحم آدمی بسر بن ارطات کے ہاتھوں ۴۱ھ میں شہید ہوگئے۔(۱)

۸۷۰۔ کعب بن زید

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۸۷۱۔ کعب بن عبداللہ عبدی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے،آپ نے جنگ جمل وصفین ونہروان میں شرکت کی۔(۳)

۸۷۲۔ کعب بن عجرہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے،آپ نے صدر اسلام کی جنگوں میں شرکت کی اور آنحضرتؐ کا ساتھ دیا۔

آپ سے سینتالیس(۴۷)احادیث منقول ہیں۔

۸۷۳۔ کعب بن عمرو

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۴)

شیخ طوسی رقمطراز ہیں: آپ وہ شخص ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ: {یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا اِنْ کُنْتُمْ مُؤمِنِیْنَ} نازل ہوئی تو کہا: میں نے سود لینا چھوڑ دیا، اس کے بعد یہ آیت:{فَلَکُمْ رُؤسَ اَمْوَالِکُمْ} نازل ہوئی تو کہا: میں اصل مال اور راس المال سے راضی ہوں''

اور جب یہ آیت: {اِنْ کَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ} نازل ہوئی تو کہا:''میں نے اپنے مقروض لوگوں کو مہلت دی''اور جب یہ آیت: {وَاَنْ تَصَدَّقُوا خَیْرٌ لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ} نازل ہوئی تو کہا:''میں نے اپنا سارا

۱۔شرح ابن ابی الحدید،ج۲،ص۱۶۰؛الغدیر،ج۹،ص۵۱۔

۲۔رجال طوسی،ص۵۶۔

۳۔رجال طوسی،ص۵۷۔

۴۔رجال طوسی،ص۲۷،۵۶،۶۳۔

مال صدقہ دیا''۔(۱)

آپ بیعت عقبہ میں حاضر تھے اور اصحاب بدر میں تھے، نیز آپ نے اسلام کی دیگر جنگوں میں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا، جنگ صفین میں حضرت علی ذ کے اصحاب میں شامل تھے اور آپ کا ۵۵ھ مدینہ میں انتقال ہوا۔(۲)

۸۷۴۔ کعب بن عمیر

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۸۷۵۔ کعب بن فقیم

آپ اور آپ کے بھائی عبداللہ دونوں حضرت علیؑ کے مخلص صحابیوں میں سے تھے اور آپ اس لشکر میں شامل تھے جسے امامؑ نے معقل کی فرمان روائی میں خریت بن راشد کو نابود کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

۸۷۶۔ کعبر اسدی

ابن شہر آشوب رقمطراز ہیں: آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور عوف مرادی کے مقابلہ میں جا کر اسے ہلاک کیا۔(۴)

۸۷۷۔ کلثوم بن رواحہ نمری

آپ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۵)

۸۷۸۔ کلح ضبی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے فتح عراق میں شرکت کی (۶) شیخ طوسی نے آپ کا

۱۔ رجال طوسی، ص ۶۴۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۲۳؛ وقعہ صفین، ص ۵۰۶؛ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۵۷۷۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۶۔

۴۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۷۳؛ معجم رجال الحدیث، ج ۴، ص ۱۱۸۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۶۔ الاصابہ، ج ۵، ص ۶۵۲۔

حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔۔۔(۱)

۸۷۹۔ کلیب بن تمیم ہلالی

آپ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور سپاہ معاویہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔(۲)

۸۸۰۔ کلیب بن شہاب جرمی

آپ کوفہ کے فاضل لوگوں میں سے تھے(۳) نیز حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ اور آپ کے والد دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔(۴)

۸۸۱۔ کمیل بن زیاد نخعی

آپ یمن کے رہنے والے قبیلہ نخع ورسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اصحاب اور حضرت علیؑ کے راز دار اصحاب اور امام حسن - کے محبوں میں سے تھے۔(۵)

آپ شجاع وبہادر، شبوں میں عبادت گزار اور متدین عالم تھے، آپ عثمان کے زمانہ میں حق گوئی کے جرم میں جلا وطن ہوئے اور حضرت علیؑ کی خلافت کے پہلے دنوں میں اس بات پر بیعت کی کہ آخری دم تک جاں فشانی کریں گے(۶) اور آخر کار آپ محبت علیؑ کے جرم میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔(۷)

دعائے کمیل

اس دعا کو سبھی شیعہ جانتے ہیں اور اسے شب جمعہ میں پڑھتے ہیں، یہ دعا جناب کمیل سے منسوب ہے۔

۱۔رجال طوسی، ص۵۷؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۵۴۰۔

۲۔وقعہ صفین، ص۵۵۷۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج۶، ص۵۷۶۔

۴۔رجال طوسی، ص۵۶۔

۵۔رجال طوسی، ص۵۶؛ الاختصاص، ص۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱۷، ص۱۴۹۔

۶۔الاختصاص، ص۱۰۸۔

۷۔تہذیب التہذیب، ج۶، ص۵۸۹۔

حدیث میں منقول ہے کہ جناب کمیل نے کہا: میں ایک دن حضرت علیؑ کے گھر گیا، امامؑ نے فرمایا: کس لئے آئے ہو؟ میں نے کہا: دعائے خیر کے لئے، امامؑ نے فرمایا: بیٹھو، اس دعا کو یاد کرو اور ہر شب جمعہ پڑھو، یا مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ یا حداقل زندگی میں ایک مرتبہ پڑھو، کہ محفوظ رہو گے تمہیں روزی دی جائے گی اور کبھی بھی خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہوگے۔۔۔ پھر امامؑ نے جماب کمیل کو دعا تعلیم فرمائی اور فرمایا: لکھو! ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ۔۔۔'' جناب کمیل کہتے ہیں کہ امامؑ بولتے گئے اور میں لکھتا گیا۔(۱)

ایک قاری قرآن جھنم میں

ایک دن حضرت علیؑ جناب کمیل کے ساتھ گھر جانے کے لئے مسجد سے نکلے جب کہ رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا، راستہ میں ایک گھر سے تلاوت قرآن کی آواز سنائی دی کمیل کہتے ہیں: میں نے دل میں اس کی تعریف کی اور اس کے بارے میں سوچ رہا تھا، امامؑ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''یا كمیل! لا یعجبك طنطنة الرجل انه من اهل النار ساء نبئك فیما بعد، اے کمیل! اس دل کش تلاوت کو سن کر تعجب میں نہ پڑنا کیوں کہ یہ تلاوت کرنے والا جہنمی ہے اور میں آیندہ تمھیں اس کی خبر دوں گا''

جناب کمیل کہتے ہیں کہ: میں یہ سن کر تعجب میں پڑ گیا، لیکن میں نے کچھ نہیں کہا، یہاں تک کہ خوارج نہروان کا واقعہ پیش آیا، جنگ کے دن امامؑ نے میری طرف دیکھا اور تلوار سے خوارج کے ایک لاشہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ وہی شخص ہے جو اس نصف شب میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اور تم اس کی آواز سن کر تعجب کر رہے تھے، جناب کمیل کہتے ہیں: یہ غیبی خبر کے آشکار ہونے سے میں بے حد خوش ہوا اور میں نے امامؑ کے ہاتھ اور قدموں کے بوسہ لئے اور دعائے مغفرت کی۔(۲)

لوگوں کی قسمیں

جناب کمیل کہتے ہیں: ایک دن حضرت علیؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور صحرا کی طرف لے گئے۔۔۔ اور فرمایا: ''الناس ثلاثة: عالم و متعلم۔۔۔ لوگ تین طرح کے ہیں: ۱۔ خداشناس ۲۔ طالب علم و دانش جو نجات پر کوشاں ہے ۳۔ نادان و بے سروپا جو ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں اور ہر ہوا کے جھوکے کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔۔۔''۔(۳)

۱۔ المراقبات، ص ۸۶۔

۲۔ مستدرک سفینۃ البحار، ج ۹ عنوان کمیل، ص ۱۸۶۔

۳۔ عقد الفرید، ج ۲، ص ۲۱۲؛ نہج البلاغہ، حکمت ۱۴۷؛ شرح نہج البلاغہ، ج ۱۸، ص ۳۵۲۔ ۱۴۸۔

نصیحت امام علیہ السلام

امامؑ موقع کی مناسبت سے اپنے چاہنے والوں کو نصیحت کرتے تھے، چنانچہ ایک دن آپ نے جناب کمیل سے فرمایا:'' **یا کمیل! مر اھلک ان یروحوا فی کسب المکارم۔۔۔** اے کمیل! اپنے خاندان والوں سے کہو کہ دن میں مکارم اخلاق کا دامن پکڑے رہیں اور راتوں میں حاجت طلب کریں، خدا کی قسم وہ سب آوازوں کو سنتا ہے۔۔۔''۔(۱)

شہادت

جب حجاج (ملعون) نے آپ کو شہید کرنا چاہا تو آپ فرار کر گئے، لیکن جب اس نے آپ کے خاندان وقبیلہ والوں پر سختی کی تو ان کی خاطر حجاج کے سامنے تسلیم ہو گئے، حجاج نے آپ کو دیکھ کر کہا: میری آرزو تھی تمہیں گرفتار کر کے قتل کروں، اب تم خود آ گئے؟

جناب کمیل نے کہا: اے حجاج! اپنی آواز بلند مت کر، نیز اپنے گھر کی عمارت منہدم نہ کر، خدا کی قسم میری عمر کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا ہے، جو کرنا ہے کر لے کہ ہمارہ وعدہ دیدار کی جگہ خدا کی بارگاہ ہے اور قتل کے بعد حساب وکتاب درکار ہے، اے حجاج! یہ بھی جان لے کہ مجھے امیر المومنین علی بن ابی طالب نے + نے خبر دی ہے کہ تو میرا قاتل ہے، حجاج نے کہا: اس طرح تو تم پر حجت تمام ہے اور میں تمہیں قتل کروں گا، جناب کمیل نے کہا: اس وقت حجت تمام ہے جب قضاوت تیرے ہاتھ میں ہو۔

حجاج نے کہا: ہاں، فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے، کیا تم عثمان کے قاتلوں میں سے نہیں ہو، اس کے بعد اس نے حکم دیا اور حضرت علیؑ کی خبر کے مطابق ضعیفی کی حالت میں جناب کمیل کی گردن جدا کر کے شہید کر دیا گیا، یہ دل خراش واقعہ ۸۲ھ یا ۸۳ھ میں پیش آیا۔(۲)

۸۸۲۔ کیسان

آپ حضرت علیؑ کے آزاد کردہ غلام اور باوفا صحابی تھے آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔

۸۸۳۔ کیسوم بن سلمہ جھنی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے امامؑ کی رکاب میں خوارج نہروان کے خلاف جنگ کی اور اسی

۱۔ نہج البلاغہ، کلمات قصار ۲۵۷۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۵۹۳۔

جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۸۸۴۔لام بن زیاد بن غطیف طائی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، جب امامؑ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کو مدائن کا والی مقرر کیا اور آپ راوی وثقہ تھے۔(۲)

۱۔مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳،ص ۱۹۰۔

۲۔انساب الاشراف، ج ۲،ص ۲۹۶؛اصحاب الامام امیر المومنین -، ج ۲،ص ۵۰۳۔

"م"

۸۸۵۔ مازن بن حنظلہ

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے(۱) اور آپ نے حضرت علیؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۲)

۸۸۶۔ مالک اشتر نخعی

آپ یمن کے رہنے والے تھے، زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسلام قبول کیا البتہ شرف دیدار حاصل نہیں ہوا اس بنا پر آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔(۳)

آپ یمن سے کوفہ آئے اور وہی مقیم ہوگئے، آپ شجاع و بہادر اور متقی و پرہیزگار تھے اور آپ نے اسلامی جنگوں وفتحوں میں شرکت کی، منجملہ جنگ تبوک میں شرکت کی اور فتح دمشق میں بھی شریک تھے۔(۴)

آپ شجاع و بہادر ہونے کے باوجود غریب وناتواں کے لئے بڑے مہربان تھے۔

آپ عثمان کے دور خلافت میں اعتراض کرنے کی بنا پر شام جلا وطن ہوئے، وہاں سے کوفہ آئے اور پھر کوفہ سے (حمص) جلا وطن ہوئے۔

خلافت عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی فوج کے بڑے سرداروں میں قرار پائے، آپ حضرت علیؑ کے ناصر و مددگار تھے، آپ حضرت علیؑ کے اتنے قریبی تھے کہ آپ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا: "رحم اللہ مالکاً فلقد کان لی کما کنت لرسول اللہ؛ خدا مالک پر رحمت نازل کرے وہ میرے لئے اس طرح تھے جس طرح میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھا"

جب معاویہ کو حضرت علیؑ سے آپ کے روابط کی خبر ملی تو اس نے خطبوں میں حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ اور

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۸۔

۲۔ اصحاب الامام امیر المومنین، ج ۲، ص ۵۰۳۔

۳۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۷۔

۴۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۴۰۱۔

عبداللہ بن عباس کے ساتھ آپ پر بھی لعنت کا حکم دیا۔(۱)

ابن ابی الحدید کہتے ہیں: عرب وعجم میں مالک اشتر سے بڑا بہادر وطاقتور حضرت علی - کے سوا کوئی نہیں تھا، جب ایک شخص سے جناب مالک اشتر کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں اس شخص کے بارے میں کیا کہوں جس کی زندگی نے اہل شام کو شکست دی اور موت نے اہل عراق کو شکست دی۔(۲)

جناب مالک کا ایمان اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی فضیلت میں سے ایک یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے مومن ہونے کی خبر دی، جنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذر سے فرمایا تھا کہ تمھارا انتقال فلاں (ربذہ) مقام پر ہوگا اور مومنوں کا ایک گروہ تم پر نماز پڑھے گا، اس گروہ میں جناب مالک اشتر بھی شامل تھے اور آپ نے نماز پڑھائی۔(۳)

کوفہ کے حکمرانوں پر اعتراض

کوفہ کے حاکموں کی خیانت اوران کے غلط رویہ پر ہمیشہ اعتراض کیا، منجملہ عثمان کے مادری بھائی ''ولید بن عقبہ'' نے جب اسلام اور مسلمانوں کے حق میں زیادہ خیانتیں کی تو جناب مالک اشتر اور کوفہ کے دیگر بزرگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے اور اسے کوفہ کی حکومت سے معزول ہونا پڑا۔

عثمان نے ولید کے معزول ہونے کے بعد اس کی جگہ سعید بن عاص کو مقرر کیا، اس نے کچھ دن صحیح سلوک کیا اور پھر کچھ عرصہ بعد ایک دن کہا: کوفہ کے باغ اور زمینیں سب قریش اور بنی امیہ کے لئے مخصوص ہیں۔

جناب مالک نے اس پر بھی سخت اعتراض کیا اور جواب دیتے ہوئے آخر میں کہا: جو بھی اس طرح کا خیال کرے گا اس کی (ناک) دماغ خاک میں رگڑ دیں گے۔۔۔۔

اعتراضات کرنے کی بنا پر آپ ''شام'' اور ''حمص'' کی طرف جلاوطن کئے گئے مگر آخر کار آخری وقت تک اپنے برحق راستہ پر ثابت قدم رہے۔

خلافت عثمان کا سقوط

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۵، ص ۹۹۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۵، ص ۹۹۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۵، ص ۹۹؛ رجال کشی، ص ۶۵۔

جب عثمان کے کارمندوں کے منحرفانہ غلط کام حد سے تجاوز کر گئے تو کچھ لوگ عثمان کی اصلاح یا معزولی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، منجملہ جناب مالک اشتر نے عثمان کی ہدایت کے لئے کافی سعی وکوشش کی مگر بے نتیجہ رہے اور پھر آخر کار عثمان کو برکنار یا قتل کرنے والوں کی صف میں مل گئے اور کامیاب رہے۔(۱)

حضرت علی علیہ السلام کی بیعت میں پیش قدم

آپ قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت میں پیش قدم رہے اور لوگوں کو بیعت کرنے کی تشویق کی۔

ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں:۔۔۔جب لوگ بیعت کے لئے جمع ہو گئے تو طلحہ وزبیر آئے اور وہ چاہتے تھے کہ شورا کے ذریعہ حاکم مقرر ہو تو اس پر جناب مالک اشتر نے کہا: کیا اب بھی کسی کے منتظر ہو، اے طلحہ کھڑے ہو کر بیعت کرو! پس طلحہ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر بیعت کی، طلحہ کے بیعت کرتے وقت مجمع سے کسی نے بدفالی کی اور کہا: جس نے سب سے پہلے حضرت علیؑ کی بیعت کی ہے اس کے ہاتھ پر فالج پڑا تھا لہٰذا یہ کام انجام تک نہیں پہنچے گا۔اس کے بعد جناب مالک اشتر نے زبیر سے کہا: اے فرزند صفیہ! اٹھ (اور بیعت کر) پس اس نے بھی کھڑے ہو کر حضرت علیؑ کی بیعت کی اور پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔(۲)

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے جناب مالک اشتر نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور پھر طلحہ وزبیر سے کہا: اٹھ کر بیعت کرو اور انھوں نے بیعت کی۔۔۔۔(۳)

عقیدت کا نمونہ

آپ نے بہت سے مقامات پر حضرت علیؑ سے عقیدت کا اظہار کیا جس کا ایک نمونہ یہ ہے کہ حکمیت کے مسئلہ میں آپ کو گواہی ودستخط کے لئے بلایا گیا لیکن آپ نے کھل کر حق بیان کیا اور لوگوں کے اصرار پر بھی دستخط نہیں کئے، البتہ اگر امامؑ حکم فرماتے تو ضرور دستخط کرتے۔

بے شک حضرت علیؑ کی حمایت میں آپ کا کردار یہ رہا کہ آپ نے امامؑ کی جان کے مقابلہ میں اپنی جان کی کوئی قیمت نہیں سمجھی اور امامؑ کی جان کے تحفظ اور آنجنابؑ کے بقائے مقصد کے لئے کسی بھی طرح کے خطرہ سے دریغ نہیں کیا۔

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲،ص ۱۲۰؛ تاریخ طبری، ج ۴،ص ۳۱۷۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۴،ص ۷۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۴،ص ۷۔

امام علیہ السلام کی تنہائی اور مالک کا مشورہ

جب لوگ مال دنیا کے لالچ میں آ کر معاویہ کے اطراف میں جمع ہو گئے اور امامؑ کو تنہا چھوڑ دیا اور امامؑ نے اس موضوع پر جناب مالک اشتر سے گفتگو کی تو جناب مالک نے اسباب وعلل کے طور پر کچھ باتیں بیان کیں: منجملہ یہ کہ عادلانہ سیرت، حق کی تلخی وگرانی اور مال ومتاع کا (دوسروں کی طرح) نہ دینا۔۔۔

امامؑ نے قرآنی استدلال کے ساتھ جناب مالک کی باتوں کا جواب دیا اور آخر میں فرمایا: میں تمہاری رائے سے صرف اسے قبول کروں گا جس میں خدا کی رضایت وخوشی ہوگی، اے مالک! تم میرے نزدیک لوگوں میں امین ترین وخیر خواہ ترین اور تدبیر ترین آدمی ہو“۔(۱)

اگر چہ امامؑ کے بہترین صحابی ومحب نے لوگوں کو مائل وراغب کرنے کے لئے بیت المال سے مال دینا کسی حد تک جائز سمجھا مگر امامؑ نے ہرگز جائز نہیں قرار دیا اور اس طریقہ کی سخت مخالفت کی۔۔۔

جنگ جمل میں مالک کا کردار

حضرت علیؑ کی رسمی حکومت قایم ہونے کے کچھ مہینہ بعد پہلے طلحہ وزبیر بیت المال ومقام ریاست کے لالچ میں آ کر حضرت علیؑ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور عائشہ کو اپنا ہم فکر وہم عقیدہ بنالیا، چوں کہ عائشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اور خلیفہ اول کی صاحبزادی ان کے ساتھ ہوگئی لہٰذا بہت زیادہ لوگ ان کی طرف ہو گئے، یہاں تک کہ کوفہ کے والی ابوموسی اشعری نے عائشہ کے خلاف جنگ کو حرام قرار دیا اور ناکثین کے مقابلہ میں حضرت علی -کی حمایت سے لوگوں کو منع کیا۔

۱۔ابوموسی اشعری سے مقابلہ: اس طرح کے حساس ودشوار حالات میں جناب مالک اشتر وجناب عمار یاسر۔۔۔نے جو کوفہ میں رہتے تھے، ابوموسی اشعری وغیرہ کے پروپیگنڈوں کو ناکام کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور جناب مالک اشتر نے لوگوں سے کہا: سعادت مند وہ شخص ہے جو صراط مستقیم سے منہ نہ موڑے اور خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور بدبخت وہ شخص ہے جو امامؑ کی نافرمانی کرے کہ اس کا ٹھکانا جھنم ہے۔

۲۔عائشہ کے نام خط: جناب مالک کا ایک اہم اقدام یہ تھا کہ آپ نے ایک خط اور یادگار پیغام جناب عائشہ کو بھیجا اور خط میں اس طرح تحریر فرمایا: ”اے عائشہ! تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہو، آنحضرتؐ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ گھر میں آرام سے بیٹھو، اگر اسی طرح کروگی تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کروگی۔۔۔تو میں

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۱۹۷۔

تم سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ تمہیں تمہاری جگہ تک پہنچا دوں گا۔

۳۔کوفہ کے دارالامارہ پر قبضہ: حضرت علیؑ نے ''ذی قار'' نامی جگہ سے۔ جہاں آپ کا لشکر جمع تھا۔اپنے کارمند والی کوفہ ابوموسی کے نام خط لکھا کہ لوگوں کو ناکثین سے مقابلہ کے لئے ''ذی قار'' روانہ کرے، لیکن ابوموسی لوگوں کو تشویق کرنے کے بجائے خود اس امر میں مانع ہوا۔

جب اس بات کی خبر حضرت علیؑ تک پہنچی تو آپ نے جناب مالک اشتر کو بلا کر کہا کہ تم کوفہ میں جا کر ابوموسی کو حکومت سے معزول کردو، جناب مالک امامؑ کا خط لیکر فوراً کوفہ پہنچے اور دیکھا کہ مسجد میں ابوموسی اشعری اور حضرت امام حسنؑ و جناب عمار یاسر کے بیچ بحث و گفتگو ہو رہی ہے، آپ نے حالات دیکھ کر اندازہ لگایا کہ ابوموسی کے ہٹائے بغیر کوئی چارہ نہیں لہٰذا فوراً مسجد سے نکلے اور دارالامارہ کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ میں جو ملا اسے دارالامارہ کی طرف بلایا، چنانچہ بہت لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے، آپ دارالامارہ میں داخل ہوئے، جبکہ ابھی ابوموسی مسجد میں سعی و کوشش کر رہے تھے کہ لوگ امامؑ کے لشکر میں جا کر شامل نہ ہوں۔ اور اس کے سارے غلاموں اور ماموروں کو قصر سے باہر نکال کر ابوموسی کے معزول ہونے کا اعلان کر دیا۔ جب ابوموسی خبر سن کر دارالامارہ آیا تو اسے (بھی) باہر نکال دیا اور کہا تو پہلے منافقین میں سے تھا۔ پس جناب مالک اشتر نے کوفہ کو زیر تصرف اور ابوموسی کو معزول کیا اور آخر کار کثیر تعداد میں لوگوں کے ساتھ اور ایک قول کی بنا پر، نو ہزار (۹۰۰۰) لوگوں کے ساتھ ''ذی قار'' کی طرف روانہ ہوئے اور امامؑ نے آپ کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔(۱) پس جناب مالک اشتر نے اس طرح جنگ جمل کے لئے سپاہیوں کو لانے میں عظیم خدمت انجام دی۔

جنگ جمل

جب امامؑ کا لشکر سپاہ ناکثین کے مقابلہ میں پہنچ گیا تو امامؑ نے طلحہ و زبیر کو سمجھانے کی پوری سعی و کوشش کی تا کہ جنگ نہ ہو اور لوگوں کا خون نہ بہے، لیکن ساری تدبیریں بے نتیجہ رہیں اور آخر کار سخت جنگ ہوئی، اس جنگ میں جناب مالک اشتر نے سپاہ دشمن کے بڑے بڑے مشہور جنگجو سپاہیوں کو کافی تعداد میں ہلاک کیا اور آپ کی عاقلانہ تدبیریں باعث ہوئیں کہ دشمن کی مضبوط صفیں بہت جلد تتر بتر ہو گئیں۔

ابن ابی الحدید انصار میں سے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں جنگ جمل میں پہلی صف میں تھا کہ اچانک حضرت علیؑ نے آ کر پوچھا: دشمن کا اصل اجتماع کہاں ہے؟ میں نے کہا عائشہ کے پاس، اس وقت امامؑ نے جناب

۱۔ تاریخ طبری، ج ۲، ص ۴۸۶؛ الجمل، ص ۲۵۱۔

مالک اشتر کے پاس پیغام بھیجا کہ میسرہ لشکر پر حملہ کریں جناب مالک اشتر نے فوراً حملہ کیا اور اس لشکر کے سرپرست ہلال بن وکیع کو ہلاک کر دیا، میسرہ لشکر کے سارے سپاہی عائشہ کے اطراف میں جمع ہو گئے اور وہاں پناہ لی نیز سپاہ بصرہ کے بہت سے قبیلوں کے لوگ عائشہ کے اطراف میں جمع ہو گئے اور پھر حضرت علی - کے سپاہیوں کے حملہ سخت تر ہو گئے اور بصرہ کا قاضی ''کعب صور'' جو عائشہ کی اونٹنی کی مہار پکڑے تھا ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد عمرو بن یثرب بھی جس نے امامؑ کے بہت سے سپاہیوں کو شہید کیا تھا ہلاک ہو گیا، پس امامؑ کی فوج فتح و کامیابی کی طرف بڑھ گئی اور اس میں جناب مالک اشتر نے قابل داد و تحسین کردار ادا کیا۔

جناب مالک اشتر اور عبد اللہ بن زبیر کی جنگ

جب کافی تعداد میں دونوں گروہ کے لوگ قتل ہو گئے تو تیسرے دن عائشہ کا بھانجا عبد اللہ بن زبیر میدان میں آیا اور جنگ کا مطالبہ کیا، جناب مالک اشتر جنگ کیلئے میدان میں گئے، دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا، پھر آخر کار دونوں دست بہ گریبان ہو گئے اور جناب مالک اشتر نے عبد اللہ کو زمین پر پٹخ دیا اور اس کے بعد سینہ پر بیٹھ گئے، اس وقت دونوں گروہ ایک دوسرے پر برس پڑے، ایک گروہ عبد اللہ کو جناب مالک اشتر سے بچانے کیلئے اور دوسرا گروہ جناب مالک اشتر کی مدد کیلئے، جناب مالک اشتر تین دن کے بھوکے تھے، چوں کے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا چنانچہ شاید بھوک و سن رسیدہ گی باعث ہوئی کہ عبد اللہ نے کسی طرح خود کو جناب مالک اشتر سے چھڑایا اور فرار کر گیا پس جناب مالک اشتر اور آپ جیسے دیگر بہادروں کی محنت اور حضرت علیؑ کی فرمان روائی میں ناکثین کو زبردست شکست ہوئی اور طلحہ و زبیر ہلاک ہو گئے اور عائشہ اسیر ہو کر مولا امیر المومنینؑ کی مرہون منت ہوئی۔(۱)

جنگ جمل کے آخر میں عائشہ کی جناب مالک اشتر سے گفتگو

منقول ہے کہ جنگ کے آخر میں جناب عمار یاسر اور جناب مالک اشتر عائشہ کے پاس گئے، عائشہ نے جناب عمار یاسر سے پوچھا: تم ہی میرے بھانجہ عبد اللہ بن زبیر کو قتل کرنا چاہتے تھے؟ جناب مالک نے کہا: ہاں، اگر تین شب و روز کا بھوکا نہ ہوتا تو ہمیشہ کیلئے امت کو تمہارے بھانجہ کے شر سے نجات دے دیتا۔۔۔اے عائشہ! خدا کی قسم اس سے پہلے میری تلوار نے کبھی میرے ساتھ خیانت نہیں کی، لیکن اس دن میری تلوار اس پر کارآمد نہیں ہوئی، میں نے قسم کھائی ہے کہ اب اس تلوار کو

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۵۰۔

کبھی ساتھ نہیں لوں گا، کیوں کہ اس نے میرے ساتھ خیانت کی اور عبداللہ کو ہلاک نہیں کیا۔(۱)

صفین میں جناب مالک اشتر کی کارگردگی

۱۔ پل بنوانا: جب حضرت علیؑ لشکر کے ساتھ صفین کی طرف روانہ ہوئے اور سرزمین (رقہ) تک پہنچے تو آپ نے معاویہ کے نام خط لکھا اور دوبارہ اتمام حجت کی تا کہ خون ریزی نہ ہو لیکن اس نے الٹا ہی جواب دیا پس امامؑ نے روانگی کا حکم صادر فرما دیا، لیکن سامنے نہر فرات تھی جس سے پل کے بغیر عبور کرنا ممکن نہیں تھا، امامؑ نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ نہر سے عبور کرنے کا کوئی وسیلہ فراہم کریں مگر انہوں نے انکار کر دیا، امامؑ نے بزرگواری فرماتے ہوئے طے کیا کہ ''منبج'' جگہ جو پل سے کچھ دوری پر تھی اس سے عبور کریں، اس وقت مالک اشتر نے کھڑے ہو کر رقہ کے لوگوں کو دھمکی دی اور کہا کہ: اگر پل نہیں بنایا تو ابھی جنگ ہوگی، چوں کے وہاں کے لوگ جناب مالک اشتر کے بارے میں جانتے تھے لہٰذا ڈر گئے اور پل بنایا اور پھر سب سے آخر میں جناب مالک اشتر پل سے گزرے۔

۲۔ جناب مالک اشتر اور فتح نہر فرات: جب معاویہ کے لشکر نے نہر فرات پر قبضہ کر لیا اور کسی بھی صورت میں نہر فرات کو آزاد نہیں چھوڑا تو آخر کار امامؑ نے خطبہ دیا اور جناب مالک اشتر اور اشعث بن قیس وغیرہ کے توسط سے بجلی کی طرح ایک ہی حملہ میں معاویہ کی فوج کو درہم برہم کر کے نہر فرات کو آزاد کر لیا، لیکن حضرت علیؑ نے معاویہ کے برخلاف دشمن کو بھی پانی استعمال کرنے کی اجازت دی۔(۲)

۳۔ خطا کا جبران: جنگ صفین کے آغاز سے پہلے معاویہ نے جھوٹی خبر شایع کی کہ وہ نہر فرات کے بند کو خراب کرے گا یہ سن کر حضرت علیؑ کے سپاہی گھبرا گئے کہ اگر ایسا ہو گیا تو سب پانی میں ڈوب جائیں گے، لیکن امامؑ جانتے تھے کہ یہ دشمن کی سازش ہے اس پر عمل نہیں ہوگا لیکن امامؑ کے سپاہیوں نے منجملہ جناب مالک اشتر و اشعث بن قیس نے اصرار کیا کہ نہر فرات کو چھوڑیں تا کہ ڈوبنے کے خطرہ سے محفوظ رہیں انھوں نے اصرار کیا یہاں تک کہ اپنی جگہ سے نکل گئے، زیادہ وقت نہیں ہوا تھا کہ معاویہ کے لشکر نے آ کر فرات کے کنارہ قبضہ کر لیا جسے دیکھ کر سب لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور اس وقت سمجھے کہ یہ جھوٹی خبر تھی اور امامؑ کی رائے صحیح تھی، چنانچہ امامؑ نے فرات چھوڑنے پر اصرار کرنے والوں کو بلایا اور کہا کہ اس کا جبران بھی تم ہی کرو گے، چنانچہ جناب مالک اشتر وغیرہ نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ مل کر سخت وخطرناک حملہ کیا کہ انھیں تین فرسخ تک پیچھے ہٹا دیا اور

۱۔ وقعہ صفین، ص ۱۵۱؛ تاریخ طبری، جلد ۴، ص ۵۶۵۔

۲۔ مروج الذہب، ج ۲، ص ۳۸۶۔

اس طرح اپنے اشتباہ کا جبران کیا۔(۱)

۴۔معاویہ کو جناب مالک اشتر سے خطرہ: ماہ صفر ۳۷ھ دوبارہ جنگ کا آغاز ہوا اور غالباً امامؑ کے لشکر کو برتری حاصل تھی جس میں جناب مالک اشتر کا اہم کردار تھا چنانچہ معاویہ کو آپ سے بڑا خطرہ لاحق ہوا اس نے ایک دن مروان حکم سے کہا: میں مالک اشتر سے سخت نگران و پریشان ہوں، تم ''یحصب'' و ''کلاعین'' کے قبیلوں کے سپاہیوں کے ساتھ میدان میں جا کر اس سے جنگ کرو شاید تم اس کا کام تمام کر دو، مروان نے کہا: اس کام کے لئے عمرو عاص کو بھیجیں، آخر کار معاویہ نے قبول کیا عمرو عاص اگر چہ جناب مالک سے دہشت زدہ تھا مگر حالات کی نزاکت کے پیش نظر ان دو قبیلوں کے ساتھ میدان میں گیا، لیکن زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ وہ جناب مالک اشتر کے حملہ سے اس قدر وحشت زدہ ہوا کہ اپنی فوج کے بیچ چھپ گیا اور فرار کر گیا۔(۲)

اس کے بعد معاویہ نے جناب مالک اشتر کو قتل کرنے کی غرض سے عبداللہ بن عمر کو کافی فوج کے ساتھ بھیجا، جناب مالک اشتر نے ایسا حملہ کیا کہ عبداللہ کی فوج ہکی بکی (دہشت زدہ) ہو کر رہ گئی اور پیچھے ہٹ گئی اور یہ عبداللہ بن عمر کی شکست بھی معاویہ پر سخت ناگوار خاطر گزری (۳) بال آخر جناب مالک اشتر ہمیشہ معاویہ اور شام کے سرداروں کی آنکھوں کا خار بن کر رہے۔

۵۔شکست کھانے والوں نے شکست دی: جنگ صفین میں ایک دن سپاہ معاویہ کے سخت حملوں کی تاب نہ لا کر امامؑ کا میمنہ گروہ شکست کھا کر فرار کر گیا، امامؑ نے انھیں دیکھ کر جناب مالک اشتر سے کہا: انھیں روکو، کہاں جا رہے ہیں، آخر کار جناب مالک اشتر نے انھیں روکا اور کافی وعظ و نصیحت کی اور پھر انہی شکست خوردہ سپاہیوں کے ساتھ مل کر سپاہ شام کے قوی ترین ستون و گروہ پر حملہ کیا اور سب کو وحشت زدہ کر دیا اور پھر کامیابی کے ساتھ امامؑ کی طرف واپس ہوئے، پس جناب مالک اشتر نے بھاگنے والے سپاہیوں کو جمع کر کے ایک گروہ تیار کیا کہ سپاہ دشمن کو وحشت زدہ کر دیا۔

۶۔جناب مالک کی شجاعت اور وظیفہ کی انجام دہی و قانون کی رعایت: ایک دن صفین میں شامی لشکر سے اصبغ بن ضرار میدان کارزار میں آیا، امامؑ نے اس کے مقابلہ میں جناب مالک اشتر کو بھیجا، جناب مالک اشتر بغیر جنگ کے اسے اسیر کرنے میں کامیاب ہو گئے، رات میں اپنے خیمہ گاہ تک لائے اور صبح میں امامؑ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

۷۔لیلۃ الحریر میں جناب مالک اشتر کا کردار: اس دن نماز صبح سے لیکر نصف شب تک سخت ترین جنگ ہوتی رہی اور

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۱۸ و ۱۹۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۷۹ و ۸۰۰۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۷۱۔

جناب مالک اشتر صبح تک لڑتے رہے یہاں تک کہ آخرکار دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوئے جب کہ اس وقت تک ستر ہزار (۷۰۰۰۰) سپاہی قتل ہو چکے تھے اور یہ رات ''ہریر'' کے نام سے مشہور ہے، اس جنگ میں مالک اشتر میمنہ لشکر میں وابن عباس میسرہ لشکر میں اور حضرت علیؑ قلب لشکر میں تھے۔

جب اس جنگ میں اہل شام کا پرچم دار قتل ہو گیا اور حضرت علیؑ نے فتح وکامیابی کو نزدیک پایا تو کچھ اور لشکر ان (مالک) کی مدد کے لئے بھیجا اور اپنے فرمان رواؤں سے فرمایا:

''یا ایھا الناس! قد بلغ بکم الامر وبعدو کم ما قد رائتم ولم یبق منھم الآخر نفس و...

اے لوگو! تمہارا اور تمہارے دشمن کا کام منزل تک پہنچ گیا اور ان میں آخری سانسیں باقی ہیں۔۔۔ ان لوگوں نے خدا کا قصد کئے بغیر ثبات قدمی کی، یہاں تک کہ خدا نے ان پر ہماری فتح وکامیابی کو اس مرحلہ تک پہنچادیا، میں انشاللہ صبح حملہ کروں گا اور انھیں خدا کی بارگاہ میں محاکمہ کے لئے کھینچوں گا''۔(۱)

جب امامؑ کا یہ بیان معاویہ تک پہنچا تو بے حد وحشت زدہ ہوا اور اس نے دیکھا کہ اب عنقریب تیری حکومت کا بستر بندھ جائے گا لہٰذا عمرو عاص کو بلا کر مشورہ کیا اور پھر قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کرنے کی سازش رچی۔

۸۔ قرآن مجید نیزوں پر: نصر بن مزاحم کہتے ہیں: جب معاویہ کو حضرت علیؑ کی فوج کے پورے حملہ کی اطلاع ملی تو عمرو عاص کو بلا کر کہا: صرف اس رات کی مہلت ہے اور کل صبح علی ہم پر فیصلہ کن حملہ کریں گے لہٰذا تمہاری کیا رائے ہے؟

عمرو عاص نے کہا: اے معاویہ! تمہارے سپاہی حضرت علیؑ کے سپاہیوں کی طرح ثابت قدم نہیں رہیں گے اور تم بھی اعتقاد کے لحاظ سے جنگ میں اس (علی) کی طرح نہیں ہو، کیوں کہ علیؑ خدا کے لئے جنگ کر رہے ہیں اور تم دنیا کے لئے۔۔۔ تم اس ہلاکت سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک چیز پیش کرو کہ اگر قبول کریں گے تو آپس میں اختلاف کریں گے اور اگر قبول نہیں کریں گے تو بھی اختلاف پیدا کریں گے اور وہ یہ کہ اپنے اور ان کے درمیان قرآن مجید کو حکم قرار دو۔

تم صرف اس چیز کے ذریعہ ہدف تک پہنچ سکتے ہو۔۔۔ چنانچہ معاویہ نے ایسا ہی کیا اور عمرو عاص کا مشورہ اموی قوم کے لئے دوبارہ سرمایہ حیات قرار پایا، پس لوگوں نے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کر کے شعار بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب خدا حاکم ہے۔(۲)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۲، ص۲۰۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص۴۷۹۔

یہ سازش کامیاب رہی اور جناب مالک اشتر و چند دیگر افراد کے علاوہ بیشتر اس سازش کا شکار ہو گئے، اس وقت جناب مالک اشتر نے امامؑ سے کہا: اے امیر المومنینؑ! معاویہ کے پاس کوئی
خاطر خواہ فوج نہیں رہی، لیکن خدا کا شکر ہے کہ ابھی آپ کے پاس بہت سپاہی باقی ہیں اور اگر اس کے پاس آپ کے سپاہیوں کی طرح سپاہی موجود بھی ہیں تو وہ آپ کے سپاہیوں کے برابر صبر و پائے داری نہیں رکھتے لہٰذا جنگ کا آغاز کیجئے اور خدا سے مدد مانگئے۔

اس موقع پر اشعث بن قیس نے جنگ جاری کرنے کی مخالفت کی۔

ادھر معاویہ کے حکم سے عبداللہ بن عمر نے تقریر کے ذریعہ امام کی فوج کے بہت سے سادہ لوح افراد کو تحت تاثیر کرلیا۔

ادھر امامؑ نے لوگوں کو معاویہ کی سازش وفریب سے آگاہ کرنے کے لئے خطبہ دیا لیکن کافی تعداد میں سپاہی میدان چھوڑ کر حضرت علیؑ کے اطراف میں جمع ہو گئے اور یہاں تک کہا کہ: اگر آپ قرآن مجید کو قبول نہیں کریں گے تو ہم آپ کو عثمان کی طرح قتل کر دیں گے، آخر کار امامؑ نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ جنگ روک دیں اور واپس آ جائیں۔(۱)

۹۔ جناب مالک کی فاتحانہ جنگ سے واپسی: جناب ابراہیم بن مالک اشتر بیان کرتے ہیں: جب میرے والد صفین میں معاویہ کے لشکر پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کرنے والے تھے، تو امامؑ کو مجبور کیا کہ جنگ روک دیں، پس امامؑ نے مجبور ہو کر یزید بن ہانی کو پیغام دے کر میرے والد کے پاس بھیجا، میرے والد نے یزید بن ہانی سے کہا کہ امامؑ سے جا کر کہو کہ مجھے میری جگہ سے واپس مت بلائیں کہ فتح وکامیابی قریب ہے، یزید بن ہانی نے امامؑ کے پاس آ کر جناب مالک اشتر کا پیغام پہنچایا، ابراہیم بن مالک اشتر کہتے ہیں کہ جب یزید بن ہانی واپس ہوئے تو جس جگہ میرے والد کھڑے تھے وہاں سے شور و غل کی آواز اور گرد و غبار بلند ہوگئی اور اہل عراق کے لئے فتح وکامیابی نمودار اور اہل شام کے لئے ذلت ورسوائی آشکار ہوگئی مگر اس وقت (افسوس کہ) اس فریب خوردہ گروہ نے کہا: ہمیں ایسا لگ رہا ہے کہ آپ نے مالک اشتر کو جنگ کا حکم دیا ہے، امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں، میں نے جو بھی کہا
ہے وہ تم نے سنا ہے۔۔۔'' مگر مخالفین کے سربراہوں نے کہا دوبارہ کسی کو بھیج کر جنگ رکوائیں اور مالک اشتر فوراً واپس ہوں ورنہ خدا کی قسم ہم آپ سے جدا ہو جائیں گے اور ضمن میں یہ بھی کہا کہ: آپ کو قتل یا معاویہ کے حوالہ کر دیں گے، پس امامؑ نے یزید بن ہانی سے فرمایا: تیزی سے جاؤ اور مالک اشتر سے کہو کہ جلد میرے پاس واپس آئیں فتنہ واقع ہو چکا ہے''

۱۔ وقعہ صفین، ص ۴۹۰؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۹۔

یزید بن ہانی نے میرے والد تک پیغام پہنچایا۔۔۔میرے والد نے یزید بن ہانی سے کہا: کیا فتح وکامیابی کی نشانیاں دیکھ رہے ہو؟ کیا نہیں دیکھ رہے ہو کہ ان کے سروں پر کیسی بلا آپڑی ہے اور خدا نے ہمارے لئے کیسی رحمت فراہم کی ہے، کیا مناسب ہے کہ اس فرصت کو ہاتھ سے دوں؟ یزید بن ہانی نے کہا: کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ آپ یہاں فتح وکامیابی حاصل کریں اور وہاں امامؑ کے اطراف میں کوئی نہ رہے اور لوگ انھیں دشمن کے حوالہ کردیں، (میرے والد) مالک اشتر نے کہا: ہرگز نہیں، یزید بن ہانی نے کہا: جان لو کہ قبیلوں کے سربراہوں نے حضرت علی - سے کہا ہے کہ اگر مالک کو فوراً واپس نہیں بلاؤ گے اور فوراً جنگ نہیں رکے گی تو آپ کو عثمان کی طرح قتل کردیں گے یا دشمن کے حوالہ کردیں گے، یہ سن کر میرے والد نے جنگ سے ہاتھ روکا اور امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بدلے ہوئے حالات دیکھ کر کہا: اے ذلت پسند وسست لوگو! جب فتح وکامیابی کے آستانہ پر پہنچ گئے اور تم نے دیکھ لیا کہ دشمن پر غالب آچکے ہو تو دشمن کے فریب میں آگئے، انھوں نے اس وقت قرآن کو نیزوں پر بلند کر کے تمہیں کتاب خدا کے فیصلہ کی طرف دعوت دی جب وہ کامیاب ہونے سے ناامید ہوگئے اور اپنی شکست کا قطعی یقین ہوگیا، خدا کی قسم یہ ہی پہلے لوگ ہیں جنھوں نے قرآن سے منھ موڑا اور سنت رسولؐ کو پامال کیا، پس ان کے دھوکہ میں مت آؤ اور ان کی آواز پر لبیک مت کہو اور صرف مجھے اونٹنی کا دودھ دھونے کے برابر مہلت دے دو کہ میں اب بھی فتح وکامیابی کا پورا احساس کررہا ہوں مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔۔۔(۱)

حکمیت میں جناب مالک اشتر کی مخالفت

بالآخر جب معاویہ نیزوں پر قرآن بلند کر کے اپنی سازش میں کامیاب ہوگیا تو طے پایا کہ دونوں گروہ ایک ایک شخص کو اپنی طرف سے حکم قرار دیں، معاویہ نے عمرو عاص کو مقرر کیا، ادھر سے اشعث بن قیس اور دیگر قارئین قرآن نے کہا: ہم ابوموسی کو مقرر کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے کہا: ہم اس اہم کام کے لئے ابوموسی کو مناسب نہیں سمجھتے ہیں، چنانچہ آپ نے جناب ابن عباس کا نام پیش کیا مگر اشعث اور اس کے ساتھیوں نے قبول نہیں کیا۔

اس کے بعد امامؑ نے جناب مالک اشتر کا نام پیش کیا، انھوں نے جناب مالک اشتر کو بھی قبول نہیں کیا بالآخر امامؑ نے مجبوراً ابوموسی اشعری کو قبول کیا اور دونوں طرف کے بہت سے افراد نے دستخط کئے۔۔۔

جزیرہ کی حاکمیت

۱۔ تاریخ طبری، ج۵،ص ۴۹؛ وقعہ صفین، ص ۴۹؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۲،ص ۲۱۷۔

حضرت علیؑ نے جنگ جمل کے بعد بعض افراد کو بعض علاقوں میں حاکم و والی منصوب کیا منجملہ جناب مالک اشتر کو جزیرہ کے وسیع علاقہ میں (جو چند شہروں نصیبین، دارا، موصل، سنجا، ھیت اور عانات کو شامل تھا) حاکم و والی منصوب کیا۔

مصر کی حاکمیت

جنگ صفین و مسئلہ حکمیت کے بعد جب معاویہ بن حدیج نے محمد بن ابوبکر۔ جو امامؑ کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔ کے خلاف قیام کیا اور مصر کے حالات خطرہ کا شکار ہو گئے تو وہاں ایک شجاع و بہادر تجربہ کار حاکم کی ضرورت تھی اور یہ صفات صرف جناب مالک اشتر میں پائے جاتے تھے، لہٰذا امامؑ نے جناب مالک اشتر کے پاس اس طرح خط لکھا: ''میں تمہیں انگشت شمار چند لوگوں میں سے سمجھتا ہوں کہ تم سے خدا کے دین کو برپا کرنے کے لئے مدد لیتا ہوں۔۔۔ چنانچہ تم ایک قابل اعتماد آدمی کو اپنا جانشین مقرر کر کے میرے پاس آ جاؤ پھر کسی راہ حل کے بارے میں سوچتے ہیں، والسلام''

جناب مالک اشتر نے امامؑ کے فرمان کی اتباع میں شبیب بن عامر کو اپنا جانشین مقرر کیا اور امامؑ کی خدمت میں شرفیاب ہو گئے۔(۱) امامؑ نے جناب مالک اشتر سے مصر کے حالات بیان کئے۔۔۔ اور پھر جناب مالک اشتر نے مصر کا قصد کیا۔(۲) امامؑ نے ایک خط جناب مالک اشتر کے نام اور ایک خط اہل مصر کے لئے لکھا جس میں اہل مصر کو جناب مالک اشتر کی اطاعت و پیروی کی تاکید کی۔۔۔۔(۳)

شہادت

جناب مالک اشتر امامؑ کا خط لیکر مصر کی طرف روانہ ہوئے، معاویہ کے جاسوسوں نے اسے خبر دی کہ مالک اشتر مصر کی طرف روانہ ہو چکے ہیں یہ سن کر معاویہ سخت نگران و پریشان ہوا کیوں کہ وہ مصر پر نگاہ جمائے تھا، چنانچہ اس نے جناب مالک اشتر کو قتل کرنے کی سازش رچی اور ایک آزاد شدہ غلام کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ جناب مالک اشتر کو زہر دے، چنانچہ وہ غلام درمیان راہ جناب مالک اشتر اور ان کے اہل وعیال سے ملحق ہو گیا اور منافقانہ طور پر جناب مالک کی اس درجہ خدمت کی کہ جناب مالک کو اس سے محبت ہو گئی اور آپ نے اس پر اعتماد کیا، چلتے چلتے دریائے نیل تک پہنچے اور جناب مالک اشتر نے پانی طلب کیا، اس خائن منافق نے کہا: کیا آپ شربت نوش فرمائیں گے؟ پس اس نے شربت میں مہلک زہر ملا کر جناب مالک کو

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص ۷۳؛ امالی مفید، ص ۸۰۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص ۷۳؛ امالی مفید، ص ۸۰، فرق کے ساتھ؛ نہج البلاغہ، نامہ ۳۸؛ الاختصاص، ص ۷۹۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص ۷۳؛ امالی مفید، ص ۸۰۔

دیا جسے پی کر کچھ دیر بعد جناب مالک نے دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا، اس کے بعد جناب مالک کے ساتھیوں نے اسے کافی تلاش کیا مگر نہیں مل سکا۔(۱)

معاویہ نے دوسری مکاری یہ کی کہ قتل کی سازش کے بعد اہل شام سے کہا کہ مالک اشتر کے شر سے نجات پانے کی دعا کریں، دعا اس لئے کرائی تا کہ جناب مالک اشتر کی خبر انتقال پہنچے تو لوگوں سے کہے کہ تم مستجاب الدعوۃ ہو خدا نے تمہاری دعا قبول کر لی، تا کہ قتل کی سازش فاش نہ ہونے پائے۔

امام علیہ السلام جناب مالک اشتر کے سوگ میں

جب جناب مالک اشتر کی خبر شہادت پہنچی تو سب نے غم منایا جس میں حضرت علیؑ سب سے زیادہ غم زدہ ہوئے۔اس طرح کہ آپ نے بلند آواز میں گریہ کیا۔۔۔۔

راوی بیان کرتا ہے کہ امامؑ کافی عرصہ تک جناب مالک اشتر کے غم میں گریہ کرتے رہے اور کہتے تھے: ''خدا کی قسم اب کوئی مالک اشتر جیسا نہیں ملے گا اور ان کی طرح کوئی میرے لئے نہیں ہوسکتا''(۲) ادھر شام میں جب معاویہ کو جناب مالک اشتر کی خبر شہادت پہنچی تو بہت خوش ہوا اور لوگوں کو جمع کر کے کہا: حضرت علیؑ کے دو ہاتھ تھے، ایک ہاتھ جناب عمار یاسر جو صفین میں جدا ہو گیا اور دوسرا ہاتھ مالک اشتر جو آج قلم ہو گیا، پس شام کے (بد بخت) لوگوں نے خوشی منائی اور ایک دوسرے کو تبریک کہی۔(۳)

آخری سخن

آخر میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جناب مالک اشتر بہادروں کے بہادر اور حضرت علیؑ کا دایاں طاقت ور بازو تھے، وہ حضرت علیؑ کے لئے اسی طرح تھے جس طرح حضرت علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھے، معاویہ جناب مالک اشتر کو حضرت علیؑ کا دایاں بازو کہا کرتا تھا، ان کے زہر دغا سے شہید ہونے کے بعد معاویہ کے لئے مصر و حجاز و عراق اور یمن پر قبضہ کرنا آسان ہو گیا، ان کی زندگی اہل شام کے لئے ذلت وخواری تھی اور موت اہل عراق کے لئے، جناب مالک اشتر کی شہادت کے بعد پھر کبھی اہل عراق جمع ہو کر طاقت کا مظاہرہ نہیں کر سکے، لوگ خود کہتے تھے: اگر آج ہم حضرت امیر المومنینؑ کی اطاعت میں

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶،ص۷۶؛ تاریخ یعقوبی، ج۵،ص۹۵ وج۲،ص۱۹۴۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج۹،ص۳۹۔

۳۔الاختصاص، ص۸۱؛ امالی مفید، ص۸۳۔

کمزور وناتواں ہیں تو اس بنا پر کہ ہم میں مالک اشتر موجود نہیں ہیں ۔۔۔۔

۸۸۷۔ مالک بن تیہان (ابوالھیثم)

آپ قبیلہ اوس کی معروف شخصیت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے نیز حضرت علی -کے عالیقدر صحابی تھے، آپ ظہور اسلام سے پہلے بت اور بت کدہ سے نفرت کرتے تھے اور خدا کی یکتائی پر ایمان رکھتے تھے، آپ نے صدر اسلام کی سبھی جنگوں میں شرکت کی اور اپنے جہاد سے اسلام کی نصرت کی، آپ غدیر کی روایت نقل کرنے والوں میں سے ایک ہیں، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔

خلافت ابوبکر پر اعتراض

آپ نے خلافت ابوبکر کی موافقت نہیں کی چنانچہ شیخ صدوق رقمطراز ہیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکابر وجلیل القدر بارہ اصحاب نے خلافت ابوبکر کی مخالفت کی، ایک مرتبہ جمعہ کے دن یہ حضرات منبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور ہر ایک نے خلافت ابوبکر کے خلاف بیان دیا، منجملہ ابوالہیثم بن تیہان نے کہا: یا ابوبکر! انا اشھد علی النبی (ص) انه اقام علیاً ۔۔۔ اے ابوبکر! میں گواہ ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو (غدیر خم میں) بلند کیا، انصار کی ایک جماعت نے کہا: انہیں صرف خلافت وجانشینی کے لئے بلند کیا تھا ،بعض دیگر نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے کھڑا کیا تھا تاکہ لوگوں کو سمجھائیں کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہے وہ علی کو دوست رکھے، اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال زمین پر ستارہ جیسی ہے انہیں مقدم رکھنا ان پر سبقت نہ کرنا''۔

جناب ابوالہثیم یہ کہہ کر بیٹھ گئے اور پھر سب لوگوں نے کھڑے ہو کر ابوبکر کے ساتھ حضرت علی -کو مقدم کرنے کے لئے بحث واحتجاج کیا۔(۱)

خلافت امیر المومنین علیہ السلام کی حمایت

قتل عثمان کے بعد جب اصحاب رسول مسجد النبی میں جمع ہوئے اور مشورہ وگفتگو ہونے لگی کہ خلیفہ کون بنے تو جناب عمار یاسر وابوایوب انصاری اور ابوالہیثم ۔۔۔۔ نے کہا کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بنایا جائے اور پھر حضرت علیؑ کے صفات وکمالات

۱۔ خصال صدوق، ج۲، ص۴۷۱، باب ۱۲۔

بیان کئے۔۔۔۔

لوگوں نے کہا: ہم حضرت علیؑ کے خلیفہ ہونے سے راضی ہیں اور جیسا آپ نے کہا وہ ویسے ہی ہیں بلکہ بہتر ہیں، پھر سب لوگ اٹھ کر بیعت کے لئے حضرت علیؑ کے گھر گئے اور بیعت کی۔

بصرہ روانگی کے وقت ابوالھیثم کی حمایت

جب حضرت علیؑ کو طلحہ وزبیر اور عائشہ کے مکہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہونے کی خبر ملی تو منادی نے ندا دی اور لوگوں کو نماز کے لئے مسجد میں دعوت دی اصحاب وچاہنے والے مسجد میں جمع ہوئے، امامؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو طلحہ وزبیر کے عہد و پیمان باندھنے اور پھر عہد و پیمان کو توڑنے و بصرہ جانے وفتنہ برپا کرنے وغیرہ کی خبر دی اور پھر لوگوں کو بصرہ کی طرف روانگی اور جنگ کی دعوت دی۔

پھر اس کے بعد ابوالہیثم بن تیہان نے کھڑے ہوکر امامؑ کے حق میں بیان دیتے ہوئے کہا:۔۔۔ہم جانتے ہیں کہ آپ مسند خلافت کے لئے سب سے زیادہ حقدار وسزاوار ہیں۔۔۔اے امیر المومنینؑ! ہم سب آپ کے انصار واصحاب ہیں جو چاہیں حکم فرمائیں۔

ابوالھیثم کا صفین میں بیان

آپ نے ایک دن جنگ صفین میں سپاہ عراق کو منظم کر کے آتشیں بیان دیا جس میں لوگوں کو جوش دلا کر جنگ کے لئے آمادہ کیا۔

شھادت

آپ جلیل القدر صحابی رسولؐ اور وفادار صحابی امیر المومنینؑ کی جنگ صفین میں سپاہ معاویہ کے ہاتھوں شہادت ہوئی۔

۸۸۸۔ مالک بن جلاح جشمی (ابن العقدیہ)

آپ حضرت علیؑ کے صحابی، شجاع وبہادر اور نیک وصالح تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور مجروح ہوئے۔

۸۸۹۔ مالک بن جویریہ

آپ اور آپ کے تین بھائی: عتبہ وعبیداللہ اور عوف، قبیلہ ازد کے شجاع وبہادر افراد اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے،

آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہوگئے۔(۱)

۸۹۰۔ مالک بن حبیب یربوعی تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور پلیس آفیسر تھے، آپ نے جنگ صفین کے لئے سپاہ امامؑ کو جمع کرنے میں پوری سعی وکوشش کی۔(۲)

ابن حبیب کی رنجیدگی

چوں کہ آپ پر حضرت علیؑ اعتماد کرتے تھے لہٰذا جب لوگوں کو جنگ کی رغبت دلائی وآمادہ کیا تو آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا، آپ نے یہ سن کر رنجیدگی کا اظہار کیا امامؑ نے فرمایا: ''جہاد کرنے والوں کو جو ثواب ملے گا تم اس میں شریک ہو اور تمہارے لئے یہ کام ان سے زیادہ سخت ہے''

یہ سن کر مالک بن حبیب نے کہا: ''سمعاً و طاعة یا امیر المومنین !؛ اے امیر المومنینؑ! آپ کا تابع وفرماں بردار ہوں'' اس کے بعد امامؑ کوفہ سے روانہ ہوگئے اور مالک کوفہ میں امامؑ کے جانشین رہے۔(۳)

۸۹۱۔ مالک بن حدید نمری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے اپنے بھائیوں: عقبہ وعبید اللہ اور عوف کے ساتھ مل کر جنگ صفین میں جہاد کیا اور شہید ہوگئے۔(۴)

۸۹۲۔ مالک بن حری

آپ شجاع وبہادر وشاعر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں قبیلہ بنی حنظلہ کا پرچم اٹھا کر امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہوگئے۔(۵)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۳۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۱۲۱۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۱۳۳۔

۴۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۷؛ وقعہ صفین، ص ۲۶۴۔

۵۔ الاصابہ، ج ۶، ص ۵۱۰؛ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۴۹۔

۸۹۳۔ مالک بن حزیم همدانی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے اس جنگ میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۱)

۸۹۴۔ مالک بن ذاب کلبی

آپ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۲)

۸۹۵۔ مالک بن زهیر رقاشی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۳)

۸۹۶۔ مالک بن عباده غافقی (ابوموسی)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل کی اور ۵۸ھ میں انتقال کیا۔

آپ نے حضرت علیؑ کی شان اقدس میں شعر کہے ہیں:

رأیت علیاً لا یلبث قرنه   اذا ما دعاه حاسراً او مسربلاً

میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ لاجواب نہیں رکھا جنگ کا مطالبہ کرنے والوں کو خواہ زرہ پہنے ہوں یا نہ۔

فهذا وفی الاسلام اول مسلم   واول من صلّی وصام وهللا

علی اسلام میں پہلے مسلمان ہیں وہ پہلے نماز گزار اور روزہ دار اور لا الہ الا اللہ کہنے والے ہیں(۴)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۴۔ الفصول المختارہ، ص ۲۱۷۔

۸۹۷۔ مالک بن عجلان انصاری

آپ شیعہ و بزرگوں میں سے تھے اور دینداری میں مشہور تھے(۱) قتل عثمان کے بعد آپ نے خود بھی بیعت کی اور لوگوں کے حضرت علیؑ کی بیعت کرانے میں کافی سعی و کوشش کی۔

۸۹۸۔ مالک بن عمرو سبیعی

آپ صفین میں امامؑ کے اصحاب میں سے تھے، ایک نقل کے مطابق آپ نے عبید اللہ بن عمر کو ہلاک کیا(۲) البتہ اس کے قاتل کے بارے میں دیگر اقوال بھی موجود ہیں۔(واللہ اعلم)۔

۸۹۹۔ مالک بن کعب ھمدانی ارحبی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی و قبیلہ ارحب سے تھے اور کوفہ کے لوگوں کے نزدیک قابل احترام تھے۔ایک مرتبہ آپ عثمان کے عامل پر اعتراض کرنے کی بنا پر شام کی طرف جلاوطن ہوئے۔(۳)

قتل عثمان کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور گرم و دل نشین بیانات کے ذریعہ امامؑ سے دفاع کیا اور لوگوں کو امامؑ کی حمایت کرنے کے لئے تشویق دلائی، اس لئے آپ امامؑ کے نزدیک قابل اعتماد تھے اور امامؑ کی طرف سے ''عین التمر'' اور بھقباذات(۴) میں عامل تھے۔(۵)

عین التمر کی ولایت

جناب مالک امامؑ کی طرف سے ''عین التمر'' کے والی تھے اور پھر امامؑ کے حکم سے بھقباذات (گاؤں) کے والی قرار پائے۔۔۔۔(۶)

جناب مالک اور امام علیہ السلام کی حمایت

۱۔تنقیح المقال، ج۲، باب القاب، ص۵۰۔

۲۔وقعہ صفین، ص۲۹۸۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۲، ۱۳۰۔

۴۔بغداد کے اطراف میں تین گاؤں کا نام۔

۵۔رجال مامقانی، ج۳، باب میم، ص۵۰۔

۶۔انساب الاشراف، ص۴۷؛ تاریخ یعقوبی، ج۲، ص۲۰۵۔

جب عمرو عاص کے مصر پر چڑھائی کرنے کی خبر حضرت علیؑ کو ملی تو آپ نے لوگوں کو مسجد میں بلایا اور انھیں اس خبر سے آگاہ کیا اور محمد بن ابی بکر کی مدد کے لئے دعوت دی۔

دوسرے دن امامؑ ''جرعہ'' نامی جگہ مصر جانے کے لئے لوگوں کے منتظر تھے کہ سو(۱۰۰) افراد بھی نہیں پہنچے، جس سے امامؑ سخت رنجیدہ خاطر ہوئے اور انھیں ملامت کی، یہ دیکھ کر مالک نے کھڑے ہوکر کہا: اے امیرالمومنینؑ! لوگوں کو میرے ساتھ کردیجئے اور پھر آپ نے لوگوں کو کافی وعظ ونصیحت کی اور اس کے بعد کہا: اے امیرالمومنینؑ! ہم ان کی طرف (مدد کے لئے) جائیں گے۔

پس اس طرح مالک نے بے چوں چرا امامؑ کی اطاعت کی اور امامؑ کے زخمی دل پر مرہم لگایا اور شاد کیا۔

مصر کی (دوری و) سختی سفر کی بنا پر کم لوگ آمادہ ہوئے اور تقریباً ایک مہینہ لگ گیا، آخر کار مالک دو ہزار کا لشکر لیکر مصر کی طرف روانہ ہوئے، لیکن ابھی سفر کرتے ہوئے پانچ راتوں سے زیادہ نہیں ہوئی تھیں کہ حجاج بن عزیہ انصاری جو محمد بن ابی بکر کے ساتھ تھے انہوں نے مصر سے آکر امامؑ کو خبر دی کہ عمرو عاص نے مصر کو فتح کرلیا ہے اور محمد بن ابی بکر شہید ہوگئے ہیں(۱) لہٰذا مالک بن کعب بھی بغیر نتیجہ کے واپس آگئے۔

مالک بن کعب کی فتح وکامیابی

نعمان بن بشیر اور ابو ہریرہ جو معاویہ کے طرفدار تھے حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے سپرد کردیجئے، معاویہ کا ان دونوں کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ جنگ کا بہانہ مل جائے کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ علی - قاتلوں کو نہیں دیں گے۔(۲)

امامؑ نے ان دونوں سے بات چیت کی، نعمان نے کہا: میں تو درحقیقت آپ کے پاس رہنے کے لئے آیا ہوں، چوں کہ معاویہ نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ تک یہ پیغام پہنچادوں لہٰذا میں نے آپ سے بیان کردیا اس قصد سے کہ شاید آپ لوگوں کے درمیان صلح ہوجائے، اگر آپ کی رائے اس کے برخلاف ہے تو میں آپ کے ساتھ ہوں۔

گفتگو کے بعد ابو ہریرہ شام واپس چلا گیا اور نعمان امامؑ کے پاس رہ گیا لیکن ایک مہینہ کے بعد امامؑ کے پاس سے فرار کرگیا اور ''عین التمر'' پہنچ گیا وہاں مالک بن کعب کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا، مگر رشتہ داری کی بنا پر آزاد ہوگیا اور پھر معاویہ

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص۸۹۔۹۰؛ تاریخ طبری، ج۵، ص۱۰۶۔۱۰۸۔

۲۔ کیوں کہ پہلی بات یہ کہ عثمان کے قاتل معین نہیں تھے چونکہ لوگوں نے مل کر قتل کیا تھا دوسرے یہ کہ خود معاویہ عثمان کو قتل کرنے والے اصل مجرموں میں سے تھا۔

کے پاس شام فرار کر گیا، معاویہ نے اہل شام سے کہا کہ ایک گروہ فرات کے علاقہ پر چڑھائی کرے اور لوگوں کے اموال کو غارت کردے اور اہل عراق کو ڈرائے،

معاویہ کی یہ درخواست نعمان نے قبول کی اور دو ہزار کا لشکر لیکر ''عین التمر'' پر جہاں حضرت علیؑ کی طرف سے مالک بن کعب حاکم تھے چڑھائی کردی، جناب مالک بن کعب کے پاس صرف چند افراد موجود تھے باقی کوفہ چھٹی پر جا چکے تھے، لہٰذا فوراً امامؑ کے پاس خط لکھا اور نعمان کے حملہ کی خبر دی اور مدد طلب کی، مگر مختصر لوگوں کے سوا کوئی بھی مالک کی مدد کے لئے تیار نہیں ہوا لیکن جب امامؑ نے کافی ملامت کی تو چند دنوں بعد دو ہزار لوگ جانے کے لئے تیار ہوئے کہ اس موقع پر مالک کا دوسرا خط پہنچا

جس میں مالک کی سو (۱۰۰) افراد کے ساتھ نعمان کے دو ہزار کے لشکر پر فتح وکامیابی کی خبر تھی، امامؑ نے مالک کا خط اہل کوفہ کے سامنے پڑھا۔۔۔(۱)

مسلم بن عقبہ سے مقابلہ

معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو جو سخت دل اور خوں ریز تھا ''دومۃ الجندل'' کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں کے لوگوں سے معاویہ کے لئے بیعت لے کیوں کہ وہاں کے لوگوں نے نہ حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی اور نہ معاویہ کی، جب مسلم کے روانہ ہونے کی خبر حضرت علی -تک پہنچی تو آپ نے مالک بن کعب کو مسلم کے مقابلہ کا حکم دیا، پس مالک نے عبدالرحمن بن عبداللہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور ایک ہزار کا لشکر لیکر ''دومۃ الجندل'' کی طرف روانہ ہو گئے اور مسلم کو زبردست شکست دی اور مسلم اور اس کا لشکر سب فرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

مالک چند روز وہاں رہے اور لوگوں کو حضرت علیؑ کی بیعت کرنے کی دعوت دی مگر انہوں نے کہا: جب تک سب لوگ حضرت علی -کی بیعت نہیں کریں گے ہم ان کی بیعت نہیں کریں گے اور مالک انہیں بغیر کچھ کہے اپنے امامؑ کے حکم کے اتباع میں واپس کوفہ آ گئے۔(۲)

بے شک مالک نے اپنی زندگی میں پوری طاقت وتوانائی کے ساتھ حضرت علیؑ کی حمایت کی۔

۹۰۰۔ مالک بن نویرہ

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۳۰۳، ۳۰۶؛ تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۹۵؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۳؛ انساب الاشراف، ص ۴۴۵۔

۲۔کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۲۹؛ انساب الاشراف، ص ۳۶۵۔

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار صحابی تھے اور آپ کا سلاطین کی صف میں شمار ہوتا تھا، آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کے گرویدہ ہوئے اور راہ پیغمبر کو اطاعت علیؑ جانا۔

براء بن عازب کہتے ہیں: ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ بنی تمیم کا ایک گروہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں مالک بن نویرہ بھی موجود تھے، انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ایمان سکھائیں، حضور اکرمؐ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت اور میری نبوت کی گواہی دو، نماز پنجگانہ ادا کرو، رمضان میں روزہ رکھو، زکات دو، خانہ خدا کا حج کرو، میرے بعد میرے جانشین کو دوست رکھو۔ اور آپ نے علی -کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ چوری وخیانت نہ کرنا، خوں ریزی مت کرنا، یتیموں کا مال مت کھانا، شراب مت پینا، میری شریعت واحکام کی نسبت وفاداری کرنا۔۔۔''

بہرحال آخر میں مالک نے کہا: ''**تعلمت الایمان و الکعبه**؛ رب کعبہ کی قسم میں نے ایمان سیکھ لیا، جب آپ لوگوں سے دور ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: ''**من احب ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی هذا الرجل**؛ جوشخص دوست رکھتا ہے کہ جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس شخص (مالک بن نویرہ) کی طرف دیکھے''۔(۱)

ابوبکر کی خلافت اور مالک کا ولایت علی علیہ السلام پر ایمان

آپ ہمیشہ اپنے ایمان وعقیدہ میں ثابت قدم رہے اور وفات رسولؐ کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت پر ایمان واعتقاد رکھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برحق خلیفہ سمجھا۔

منقول ہے کہ آپ وفات رسولؐ کے بعد مدینہ آئے تاکہ دیکھیں کہ خلیفہ رسولؐ کون ہے؟ ایک روز جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے، دیکھا کہ ابوبکر منبر رسولؐ پر خطبہ دے رہے ہیں، انھوں نے ان کی طرف رخ کرکے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص (یعنی علیؑ) کی جانشینی ومحبت کے لئے تاکید کی تھی اس کا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: اے اعرابی! وفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امر خدا یہ ہوا کہ خلیفہ ابوبکر ہوں، آپ نے قبول نہیں کیا اور کہا: تم نے خدا اور رسولؐ کے ساتھ خیانت کی، پھر ابوبکر کی طرف آگے بڑھ کر کہا: کس نے تمہیں اجازت دی کہ منبر رسولؐ پر آؤ حالانکہ رسول خداؐ کے وصی علیؑ یہاں موجود ہیں؟۔۔۔

شہادت

۱۔ سفینۃ البحار، ج۲، ص۵۵۱۔

آپ آخر تک حضرت علیؑ کی ولایت کے عقیدہ پر باقی رہے اور اسی محبت وعقیدہ کے جرم میں آپ کو شہید کردیا گیا اور (ظلم بالائے ظلم یہ کہ) اسی وقت خالد نے آپ کی زوجہ کے ساتھ زبردستی عقد کیا، جس پر بہت سے لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ عدت سے پہلے ایسا کیوں کیا اور اس فعل حرام کے مرتکب کو اسلامی خلافت میں سزا تک نہیں دی گئی۔

۹۰۱۔ مالک بن ودیعہ قرشی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین کے بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے صفین میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۹۰۲۔ مالک بن یسار حضرمی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۲)

۹۰۳۔ مثنی بن مخرمہ عبدی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی، آپ ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے عائشہ کی اونٹنی کو ہلاک کیا اور امامؑ کے لشکر کو کامیابی ہوئی۔

ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں: مصر میں محمد بن ابی بکر کی شہادت کے بعد معاویہ نے سوچا کہ بصرہ کے حالات خراب کر کے اسے علیؑ کی ولایت وقبضہ سے نکال دے، چنانچہ اس نے اس نیت سے عبداللہ بن حضرمی کو کثیر فوج کے ساتھ بصرہ بھیجا، اس نے بصرہ پہنچ کر اپنا کام شروع کیا جس کی مثنی بن مخرمہ نے سخت مخالفت اور حضرت علیؑ کی حمایت کی مگر آخر کار عبداللہ بن حضرمی اپنے باطل مقصد میں کامیاب اور بصرہ کے کچھ حصہ پر مسلط ہو گیا۔۔۔(۳)

۹۰۴۔ مجاشع بن عبدالرحمن

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے اہل شام کے

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۲۷۰۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۴۱۔

خلاف جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱)

۹۰۵۔ مجزأة بن ثور

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علی - کے چاہنے والے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور ابوعرفاء کی شہادت کے بعد گروہ ربیعہ کے ساتھ مل کر اہل شام کی صف پر حملہ کیا اور انھیں تتر بتر کر دیا۔۔۔۔(۲)

۹۰۶۔ محدوج

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور شہید ہو گئے۔(۳)

۹۰۷۔ محرز بن جریش بن ضلیع

آپ شجاع و دلیر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور حکمیت کے عہد و پیمان کی مخالفت کی اور کہا: اے امیر المومنینؑ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ ذلت وخواری کا باعث نہ ہو؟ امامؑ نے فرمایا: لکھے جانے کے بعد کیا عہد و پیمان کو توڑ دیں، یہ جایز نہیں ہے"۔(۴)

آپ اس جنگ میں کچھ مقدار میں پانی اور نیزہ لیکر میدان میں ان لوگوں کے پاس گئے جو جان دینے کی حالت میں تھے، حضرت علیؑ کے زخمی افراد میں جسے پانی کی ضرورت محسوس کرتے تھے، پانی پلاتے تھے اور معاویہ کے زخمی افراد میں جسے دیکھتے تھے (کہ ابھی زندہ ہے) نیزہ سے مار کر اس کا کام تمام کر دیتے تھے۔(۵)

۹۰۸۔ محرز بن شھاب (صحصح) تمیمی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے عقیدت مند صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور ایک قول کی بنا پر عبداللہ بن عمر خطاب کو ہلاک کیا(۶) اور بعد جنگ بھی امامؑ کی حمایت کی۔

۱۔ وقعہ صفین، ص۵۵۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص۳۰۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۵، ص۲۴۰

۳۔ وقعہ صفین، ص۵۱۹۔

۴۔ وقعہ صفین، ص۵۱۹۔

۵۔ وقعہ صفین، ص۵۱۹۔

۶۔۔ وقعہ صفین، ص۲۹۸۔

شہادت

آپ نے حجر بن عدی کے ہمراہ زیاد بن ابیہ وغیرہ کے خلاف حضرت علیؑ کی مظلومیت کا دفاع کرتے ہوئے قیام کیا اور آخر کار گرفتار ہو کر حجر بن عدی کے ہمراہ ''مرج عذرا'' میں شہید ہو گئے۔(۱)

۹۰۹۔ محل بن خلیفہ

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔۔۔(۲) اور آپ سے صفین کے بہت سے واقعات نقل ہوئے ہیں۔(۳)

۹۱۰۔ محمد بن ابی بکر

آپ کی والدہ گرامی اسماء بنت عمیس ہیں، آپ جناب جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں، آپ نے حبشہ میں ہجرت کی اور حبشہ میں آپ کے یہاں جناب عبداللہ بن جعفر کی ولادت ہوئی۔

جنگ موتہ میں جناب جعفر کے شہید ہونے کے بعد ابوبکر نے آپ سے عقد کیا اور پھر محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی، اسماء نے ابوبکر کے بعد حضرت علیؑ کی زوجیت اختیار کی، اس وقت محمد کی عمر تین سال تھی، چوں کہ بچپنا تھا لہٰذا ان کی پرورش حضرت علیؑ کے زیر سایہ ہوئی اسی بنا پر آپ حضرت علیؑ کے سوا کسی کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے، یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے بھی آپ کے بارے میں فرمایا: ''محمد میرا فرزند ابوبکر کے صلب سے ہے''۔

شیخ طوسی محمد بن ابی بکر کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز حضرت علیؑ کے باوفا اصحاب وانصار میں شمار کرتے ہیں اور آپ حضرت علیؑ کی حکومت میں امامؑ کی طرف سے مصر میں حاکم ووالی تھے۔(۴)

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ''درحقیقت حضرت علیؑ کے قریش میں سے پانچ افراد حقیقی ملازم تھے اور ان پانچ میں سے ایک محمد بن ابی بکر ہیں جبکہ معاویہ کی اطاعت وحمایت میں تیرہ قبیلے تھے۔۔۔''۔(۵)

۱۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۲۷۱۔

۲۔ رجال طوسی، ص۵۹۔

۳۔ وقعہ صفین، ص۵۶۔

۴۔ رجال طوسی، ص۳۰ و ص۵۸۔

۵۔ الاختصاص، ص۳۰۔

امام کاظمؑ نے محمد کا حضرت امیر المومنینؑ کے حواریوں میں شمار کیا ہے۔(۱)

محمد قریش کے متقی و پارسا اور ایک انقلابی جوان تھے اور آپ نے عثمان کی بدعتوں وخلاف ورزیوں پر اعتراض کیا۔

مصر کی حاکمیت اور عثمان کا قتل

جب مصر اور دیگر شہروں کے لوگوں نے عثمان کی غیر اسلامی کارکردگی و نا لایق و نا اہل لوگوں کے مختلف شہروں میں منصوب کرنے پر سخت اعتراضات کئے تو عثمان نے اہل مصر کی رائے کے مطابق محمد بن ابوبکر کے لئے مصر کی حاکمیت کے واسطے نامہ لکھا، محمد اور ان کے ساتھی نامہ لیکر مصر کی طرف روانہ ہوئے نیز مہاجر و انصار کے بھی کچھ لوگ مصر کے حالات پر نظارت رکھنے کے لئے اہل مصر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔(۲)

لیکن ابھی محمد بن ابوبکر کو مدینہ سے چلے ہوئے تین شب و روز سے زیادہ نہیں ہوئے تھے کہ ایک سیاہ غلام کو دیکھا جو اونٹ پر سوار ہے اور اسے تیزی سے ہانک رہا ہے، ایسا لگ رہا تھا کہ یا کسی کا پیچھا کر رہا ہے یا کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے، لوگ اسے پکڑ کر لائے جو اصحاب رسولؐ اہل مصر کے ساتھ تھے انہوں نے اس غلام سے کہا: تجھے کام کیا ہے؟ تو نے فرار کیا ہے یا کسی کا پیچھا کر رہا ہے؟ غلام نے کہا: میں امیر المومنین (عثمان) کا غلام ہوں انہوں نے مجھے حاکم مصر کے پاس بھیجا ہے، ان لوگوں میں سے ایک نے کہا: حاکم مصر (محمد) ہمارے ساتھ ہیں، اس نے کہا: میری مراد ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہے یعنی عبد اللہ بن سعد، محمد بن ابوبکر نے کہا: اس کے لئے کیا پیغام ہے؟ اس نے کہا: ایک خط ہے، لوگوں نے کہا: کیسا خط ہے ہمیں دو؟ اس نے کہا: نہیں میرے پاس نہیں ہے، مصر کے لوگوں نے اس کی تلاشی لی اور آخر کا اس کے سامان میں خط تلاش کر لیا، دیکھا کہ عثمان کا خط مصر کے معزول شدہ حاکم عبد اللہ بن سعد کے نام ہے، جس میں لکھا تھا: اے عبد اللہ! جس وقت میرا خط تم تک پہنچے تو محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں (جو محمد کے ساتھ ہیں ان) کو گرفتار کر لو اور اپنے کام پر باقی رہو یہاں تک کہ میرا دوسرا حکم تم تک پہنچے، خط کے آخر میں عثمان کی مہر بھی لگی تھی۔

مصر کے لوگ خط کا مضمون پڑھ کر راستہ ہی سے مدینہ واپس آئے اور اصحاب کو جمع کیا منجملہ حضرت علیؑ اور طلحہ و زبیر کو اور ان کے درمیان معزول شدہ حاکم مصر کے نام عثمان کا خط پڑھا اور غلام کا ماجرا بیان کیا، یہ سن کر مدینہ کے لوگ اور زیادہ اعتراض کرنے لگے اور مصر و دیگر شہروں سے آئے ہوئے لوگوں نے مہاجر و انصار کی حمایت سے عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا

۱۔ الاختصاص، ص ۷۰۔

۲۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۴۳۔

اور نتیجہ یہ ہوا کہ عثمان کو خلافت سے معزول اور قتل کر دیا۔(۱)

جنگ جمل

محمد بن ابوبکر جنگ جمل میں پیادہ فوج کے سپہ سالار تھے۔(۲)

عائشہ کا تحفظ

جب جنگ جمل میں حضرت علیؑ کو فتح و کامیابی حاصل ہوئی تو امامؑ نے آیندہ کے فتنہ کو روکنے اور عائشہ کی رعایت میں فرمایا: ''ان کے ہودج کو کھولا جائے'' اس کے بعد محمد بن ابی بکر سے فرمایا:

''جاؤ اور اپنی بہن کی حفاظت کرو'' محمد نے جا کر ہودج کو کھولا تھا کہ امامؑ بھی پہنچ گئے اور فرمایا: ''کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمہیں اس طرح کے کام کی اجازت دی تھی کہ فتنہ برپا اور آنحضرتؐ کے جانشین کے خلاف جنگ کرو۔۔۔'' اس کے بعد امامؑ کے حکم سے محمد انھیں بنی خلف کے گھر لے گئے۔

مصر کی حاکمیت

حضرت علیؑ نے خلافت ظاہری پر آنے کے بعد پہلے قیس بن سعد کو مصر کا حاکم بنایا اور پھر کچھ عرصہ بعد انہیں معزول کر کے محمد بن ابوبکر کو مصر کا حاکم مقرر کیا اور ان کیلئے ایک نامہ تحریر کیا جس میں حکومت وغیرہ کے سلسلہ میں باتیں تعلیم فرمائیں اور آخر میں اول وقت نماز ادا کرنے کی تاکید کی۔۔۔(۳)

امام علیہ السلام کے محمد بن ابوبکر کے نام خطوط

عمرو عاص نے معاویہ کے حکم سے مصر پر قبضہ کرنے اور محمد بن ابوبکر کی شہادت کے بعد امامؑ کے خطوط جو محمد کے نام تھے انھیں حاصل کیا اور سب کو معاویہ کے پاس بھیج دیا جنھیں پڑھ کر معاویہ کو بڑا تعجب ہوا، ولید بن عقبہ نے کہا کہ ان خطوط کو جلا دیجئے، معاویہ نے انکار کیا اور لوگوں کے درمیان یہ بات شایع کی کہ ابوبکر کے خطوط جو محمد کو میراث میں ملے تھے ہمارے پاس ہیں۔

۱۔تاریخ الخلفا،ص ۱۴۳۔

۲۔اسد الغابہ،ج ۴،ص ۳۲۴۔

۳۔نہج البلاغہ نامہ ۲۷۔

یہ خطوط بنی امیہ کے خزانہ میں محفوظ رہے یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز برسر اقتدار آیا اور اس نے ان خطوط کو آشکار کر کے اعلان کا کہ یہ خطوط علی بن ابی طالبؑ کے ہیں ابوبکر کے نہیں۔(۱)

امام علیہ السلام کے خطوط کی ایک جھلک

امامؑ نے محمد بن ابوبکر کے نام بہت سے خطوط تحریر فرمائے جو اصلاح معاشرہ واصلاح نفس کا بہترین ذریعہ تھے، ان خطوط میں سے ایک خط کا مضمون کچھ اس طرح ہے: ''اے محمد! تقوی و پرہیز گاری کے پابند رہو، میں تمہیں سات چیزوں کی تاکید کرتا ہوں:

۱۔بہترین بات وہ ہے جس کی عمل تصدیق کرے۔

۲۔خدا کی راہ میں لوگوں سے مت ڈرنا۔

۳۔ایک مسئلہ میں دو مختلف فیصلہ مت کرنا کہ تناقض وتضاد کا شکار اور حق سے منحرف ہو جاؤ۔

۴۔اپنی رعایا کے لئے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جو چیز خود اپنے لئے پسند نہ کرو ان کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

۵۔رعایا کے حالات کی اصلاح کرو۔

۶۔خدا سے متعلق کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرنا۔

۷۔جو بھی تم سے مشورہ کرے اس کے ساتھ نیکی کرو''۔(۲)

عمروعاص کی مصر پر چڑھائی

حکمیت کے بعد جب اہل شام نے معاویہ کی بیعت کی تو معاویہ نے مصر پر قبضہ کرنے کی سعی وکوشش کی کیوں کہ معاویہ کو مصر سے خطرہ بھی تھا اور وہاں سے حکومت کے لئے مالی درآمد بہت زیادہ تھی، لہٰذا قریش کے سرداروں کے مشورہ سے اس نتیجہ تک پہنچا کہ مصر پر قبضہ کیا جائے، چنانچہ اس نے سلمہ بن خالد اور معاویہ بن حدیج کے پاس خط لکھا اور ان سے مصر کو فتح کرنے کے سلسلہ میں مشورہ کیا انہوں نے مصر پر چڑھائی کرنے کی موافقت کی اور پھر معاویہ نے عمروعاص کو(۶۰۰۰) کا لشکر دے کر مصر کی طرف روانہ کیا۔

۱۔سفینۃ البحار، ج۱،ص ۳۱۲؛الغارات، ج۱،ص ۲۵۲۔

۲۔شرح بن ابی الحدید، ج۶،ص ۶۷۔۷۲۔

عمرو عاص نے مصر کے قریب پہنچ کر محمد کو خط لکھا کہ مصر سے باہر نکل جائیں۔۔۔۔

محمد نے فوراً امامؑ کے پاس خط لکھا اور لشکر کے مصر کے قریب پہنچنے اور حالات کی خبر دی اور دو خط جو عمرو عاص و معاویہ نے لکھے تھے انہیں امامؑ کے پاس ارسال کیا امامؑ نے خط پڑھ کر فوراً خط کا جواب دیا جس میں تحریر فرمایا کہ تم جنگ کرو اور کنانہ بن بشر کو۔ جو شجاع و بہادر و تجربہ کار ہیں۔ ان کے مقابلہ میں بھیجو اور میں بھی تمہاری مدد کے لئے لوگوں کو بھیجتا ہوں۔۔۔۔

محمد بن ابوبکر نے نامہ موصول ہونے کے بعد جنگ کی آمادگی کی اور خط لکھ کر معاویہ و عمرو عاص کو دندان شکن جواب دیا۔

پس اس طرح محمد بن ابوبکر نے اعلان جنگ اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور لوگوں کو کنانہ بن بشر کی قیادت میں جنگ کی دعوت دی۔

کنانہ بن بشر دو ہزار کا لشکر لیکر عمرو عاص کے مقابلہ کیلئے نکلے اور محمد بن ابوبکر دو ہزار کے لشکر کے ساتھ شہر میں رہے، کنانہ نے عمرو عاص کو زبردست شکست دی اور انہیں تتر بتر کر دیا عمرو عاص نے جب خود کو ہلاکت کے قریب دیکھا تو فوراً معاویہ بن حدیج سے مدد مانگی، حدیج اپنے قبیلہ کے ساتھ فوراً اس کی مدد کو نکلا اور اس نے پیچھے سے محمد بن ابوبکر کے لشکر پر حملہ کر دیا، چوں کہ ان کا لشکر معاویہ بن حدیج کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکا لہٰذا سب لوگ شہید یا تتر بتر ہو گئے اور اس طرح عمرو عاص کیلئے شہر میں داخل ہونے کا راستہ ہموار ہو گیا۔ (۱)

محمد بن ابوبکر کی شہادت

معاویہ بن حدیج اور عمرو عاص اپنی کثیر فوج کے ساتھ مصر کے مرکزی شہر (دارالحکومت) پر حملہ آور ہوئے، محمد بن ابوبکر کے ساتھیوں نے جب اپنے اندر مقابلہ کی طاقت و قدرت نہیں پائی تو سب تتر بتر ہو گئے اور محمد بن ابوبکر کو تنہا چھوڑ دیا۔۔۔ اور آخر کار معاویہ بن حدیج نے محمد بن ابوبکر کا سر تن سے جدا کر کے سر گدھے کے شکم میں داخل کیا اور آگ لگا دی۔ (۲)

محمد بن ابوبکر کی شہادت ۲۸ سال کی عمر میں ۳۸ھ صفر کے مہینہ میں مصر میں ہوئی۔ (۳)

محمد کی شہادت اور امام علیہ السلام کا سوگ

محمد بن ابوبکر کی شہادت کی خبر سنکر امام علیہ السلام کے سبھی چاہنے والوں نے غم منایا اور سب سے زیادہ امام علیہ السلام

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۶، ص ۸۵؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۰۳؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۱۲۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۶، ص ۸۵؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۰۳؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۴۱۲۔

۳۔ سفینۃ البحار، ج ۱، ص ۳۱۲۔

نے اورلوگوں کو محمد بن ابوبکر کی مدد کرنے میں کوتاہی کی بنا پر سخت سرزنش وملامت کی اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا:''میں محمد کو جانتا ہوں موت کے منتظر تھے،خوشنودی خدا وثواب آخرت کیلئے کام کرتے تھے، ہر ظالم وجابر اور نابکار سے نفرت اور ہر مومن کو دوست رکھتے تھے''۔(۱)

حضرت امیرالمومنین -خطبہ دے کر منبر سے نیچے آئے اور گھر کی طرف چلے گئے اور محمد بن ابوبکر کے فراق میں بہت زیادہ غم منایا، یہاں تک کہ بعض چاہنے والوں نے کہا: آپ محمد کے فراق میں بہت زیادہ غمزدہ رہتے ہیں۔۔۔۔

ادھر شام کے لوگوں نے محمد بن ابوبکر کی شہادت پر خوشی منائی اور معاویہ نے اس واقعہ کی اہل شام کو مبارک باد پیش کی۔(۲)

جناب اسماء اور فرزند کا غم

جب محمد کی والدہ گرامی اسماء کو فرزند کی خبر شہادت ملی تو آپ کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا اور نماز ادا کرنے والوں کی جگہ پہنچیں اور بہت زیادہ متاثر ہوئیں اور جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسماء سے ایک خواب میں کہا تھا:''خدا تمہیں ابوبکر سے ایک فرزند عنایت کرے گا تم اس کا نام محمد رکھنا، خدا اسے کافروں ومنافقوں کے لئے غصہ کا سبب قرار دے گا'' بے شک محمد ویسے ہی تھے۔(۳)

عائشہ اور بھائی کا غم

جب عائشہ نے بھائی کی خبر شہادت سنی تو سخت گریہ اور بے تابی کی اور ہر نماز کے بعد معاویہ بن ابی سفیان وعمرو عاص اور معاویہ بن حدیج، پر لعنت ونفرین کی اور اپنے بھائی محمد کے بچوں کو اپنی کفالت میں لیکر ان کی پرورش کی۔(۴)

۹۱۱۔محمد بن ابوحذیفہ قرشی

آپ معاویہ کے ماموں زاد بھائی تھے، باپ کی جنگ بدر میں شہادت کے بعد عثمان بن عفان نے آپ کی پرورش کی، لیکن جب بڑے ہوئے تو مصر جا کر مقیم ہوگئے ، چوں کہ خلافت عثمان کے آخری دور میں بدرفتاری اور اس کے

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶ ص۹۱۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶ ص۹۱؛ کامل فی التاریخ، ج۲ ص۴۱۴؛ سفینۃ البحار، ج۱ ص۳۱۳۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶ ص۹۱؛ کامل فی التاریخ، ج۲ ص۴۱۴؛ سفینۃ البحار، ج۱ ص۳۱۳۔

۴۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶ ص۹۱؛ کامل فی التاریخ، ج۲ ص۴۱۳۔

عمالوں (کارکنان) کی خیانتوں کا مشاہدہ کیا تو عثمان کے مخالفوں میں ہوگئے اور قتل عثمان کے لئے لوگوں کو تشویق کی اور پھر امامؑ کے باوفا محبوں میں قرار پائے اور آخری دم تک ساتھ رہنے پر بیعت کی اور اسی ایمان وعقیدہ کے ساتھ معاویہ کے افراد کے ہاتھوں شہید کردیئے گئے۔(۱)

۹۱۲۔ محمد بن ابی سبرہ قرشی

آپ شجاع وبہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی وچاہنے والے تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کی ولایت کے سلسلہ میں اشعار کہے۔(۲)

۹۱۳۔ محمد بن ابی سلمہ

جناب ام سلمہ کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے قبل پہلے شوہر عبد اللہ سے دو فرزند تھے چوں کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پائے لہذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منھ بولے بیٹوں کے نام سے مشہور ہوگئے۔

یہ دونوں بھائی (محمد وعمر) حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور دونوں نے امامؑ کی رکاب میں جنگ جمل وصفین ونہروان میں جہاد کیا۔(۳)

۹۱۴۔ محمد بن بدیل ورقاء خزاعی

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اسی جنگ میں شہید ہوگئے۔(۴)

۹۱۵۔ محمد بن ثابت بن قیس

آپ شجاع وبہادر، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ کے والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے جن کی جنگ یمامہ میں شہادت ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں جنت کی بشارت دی۔(۵)

۱۔ اسد الغابہ، ج۴، ص۳۱۶۔

۲۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۱۰۶؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص۱۰۰۔

۳۔ وقعہ صفین، ص۳۸۳۔

۴۔ رجال طوسی، ص۲۹۔

۵۔ الجمل، ص۱۰۳ و۱۰۹؛ الاصابہ، ج۶، ص۶؛ الغدیر، ج۹، ص۳۶۸؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۸۶۔

ابن اثیر وغیرہ رقمطراز ہیں:۔۔۔آخر کار محمد کی شہادت واقعہ ''الحرہ'' میں جب یزید بن معاویہ نے مدینہ پر حملہ کیا ہوئی۔(۱)

۹۱۶۔ محمد بن جعفر بن ابوطالب

آپ بچپنے میں اپنے والد کے ساتھ مدینہ آئے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مورد عنایت اور پھر صحابی قرار پائے اور قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک امامؑ کی ولایت سے دفاع کریں گے۔(۲)

ابن حجر تحریر کرتے ہیں: مہاجرین میں سب سے پہلے آپ کا نام محمد رکھا گیا اور آپ نے حکومت عمر کے بعد اپنے چچا (حضرت علیؑ) کی دختر جناب ام کلثوم سے شادی کی، جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہوگئے۔(۳)

۹۱۷۔ محمد بن عمرو بن حزم انصاری

آپ شجاع و بہادر اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی (۴) اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا اور ۶۳ھ واقعہ ''حرہ'' میں یزید بن معاویہ کی فوج کے ہاتھوں آپ کی مدینہ میں شہادت ہوئی۔(۵)

۹۱۸۔ محمد بن مخنف بن سلیم

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے سترہ (۱۷) سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی اور نوجوانی میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۶)

۹۱۹۔ محمد بن مسعود بن سعد

۱۔اسد الغابہ، ج۴،ص ۳۱۳؛ الاصابہ، ج۶،ص ۲۴۶؛ تہذیب التہذیب، ج۷،ص ۶۷۔

۲۔الجمل،ص ۱۰۷۔

۳۔اسد الغابہ، ج۴،ص ۳۱۳؛ الاصابہ، ج۶،ص ۸؛ رجال کشی،ص ۷۰۔

۴۔رجال طوسی،ص ۲۹۔

۵۔تنقیح المقال، ج۳،ص ۱۶۴؛ تہذیب التہذیب، ج۷،ص ۳۴۸۔

۶۔وقعہ صفین،ص ۱۸۳؛ تنقیح المقال، ج۳،ص ۱۸۱؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۲،ص ۱۲۰۔

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۹۲۰۔ مخارق بن ضرار مرادی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے اور جنگ صفین کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۲)

۹۲۱۔ مخارق بن علقمہ مارنی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی اور جنگ صفین کے بہادر و دلیر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے صفین میں اہل شام کے خلاف جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۳)

۹۲۲۔ مخلد بن ابی خلف

شیخ طوسی رقمطراز ہیں: آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں اور آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی۔(۴)

۹۲۳۔ مخنف بن سلیم ازدی (ابورملہ)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آپ کوفہ میں مقیم ہوئے اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ قرار پائے، آپ نے جنگ جمل و صفین میں شرکت کی اور آپ امامؑ کے نزدیک قابل اعتماد تھے اسی بنا پر امامؑ نے اصفہان و ہمدان ورے کی حکومت آپ کے سپرد کی (۵) نیز قبیلہ بکر بن وائل کا صدقہ جمع کرنے کا کام بھی آپ کے سپرد کیا۔(۶)

مخنف اور خوشنودی امام علیہ السلام

آپ جنگ جمل میں گروہ ازد کے فرمان روا تھے اور ان کا پرچم آپ کے ہاتھ میں تھا (۷) اور جنگ جمل میں آپ کی

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۹۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۴۔ الجمل، ص ۱۰۶۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۳۹؛ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۹۳۔

۶۔ بحار الانوار، ج ۹، ص ۸۵؛ نہج البلاغہ، نامہ ۲۶۔

۷۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۲۱؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۳۴۳۔

کارگردگی سے امامؑ خوش ہوئے، چنانچہ امامؑ نے بصرہ سے کوفہ آنے کے بعد آپ کو موردعنایت قرار دیا اور جن لوگوں نے جنگ میں شرکت نہیں کی تھی انہیں تنبیہ کی۔۔۔۔(۱)

مخنف کو جنگ صفین کی دعوت

جب جلیل القدر اصحاب کے مشورہ سے طے پایا کہ جنگ کی جائے تو امامؑ نے اپنے عاملوں کو خط لکھ کر بلایا، منجملہ مخنف جو اصفہان وہمدان کے والی تھے ان کے پاس خط تحریر کیا:''۔۔۔اور فرمایا: اپنے مطمئن ترین شخص کو اپنا جانشین مقرر کر کے ہمارے پاس آجاؤ'' مخنف نے خط موصول ہونے کے بعد حارث بن ابی الحارث بن ربیع کو اصفہان اور سعد بن وہب کو ہمدان کا والی مقرر کیا اور امامؑ کی خدمت میں پہنچ کر جنگ صفین میں شرکت کی۔(۲)

جنگ صفین

جنگ صفین میں امامؑ نے اپنی فوج کو مختلف گروہ میں تقسیم کیا اور ان کے لئے الگ الگ فرمان روا مقرر کئے، منجملہ مخنف بن سلیم کو ازد و بجیلہ اور خثعم کے قبیلوں کا فرمان روا مقرر کیا۔(۳)

آپ نے میدان میں پہنچ کر خطبہ دیا اور پھر سخت جنگ ہوئی، جس میں دونوں گروہ کے افراد قتل ہوئے اور مخنف نے شجاعانہ جنگ کر کے امامؑ کی نسبت اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔(۴)

مالک بن کعب امام علیہ السلام کے عامل کی مدد

جنگ صفین کے بعد امامؑ کی طرف سے فرات کے علاقہ سے لیکر بکر بن وائل تک ٹیکس وصول وصدقات جمع کرنے کا کام آپ کے سپرد تھا لیکن جب امامؑ کے عامل مالک بن کعب پر ''عین التمر'' میں نعمان بن بشیر نے حملہ کیا اور انہوں نے آپ سے مدد طلب کی تو آپ نے بلا فاصلہ اپنے فرزند عبداللہ بن مخنف کو پچاس لوگوں کے ساتھ ان کی مدد کیلئے بھیجا، ان لوگوں کے پہنچنے سے مالک کے لشکر کو کافی طاقت حاصل ہوئی جس کے نتیجہ میں نعمان میدان کارزار سے پیچھے ہٹ کر فرار کرنے پر مجبور ہو گیا اور پھر فتح وکامیابی کے بعد مالک بن کعب نے فتح وکامیابی کی خوشی اور مخنف کے مدد کرنے کی اطلاع خط کے ذریعہ امامؑ کو دی، یہ

۱۔ وقعہ صفین، ص ۸۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۱۰۴؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۸۲۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۱۱۷؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۹۴؛ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۹۴۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۲۔

واقعہ ۳۹ھ میں پیش آیا(۱) آپ ''مخنف بن سلیم'' مشہور شیعہ مورخ ابومخنف کے جد اعلی ہیں۔(۲) ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: مخنف نے سلیمان بن صرد خزاعی کے ساتھ امام حسین ؑ کے قاتلوں کے خلاف قیام کیا اور ۶۴ھ میں ''عین الوردہ'' میں شہید ہو گئے۔(۳)

۹۲۴۔ مرتفع بن وضاح زبیدی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور شہید ہو گئے(۴)

۹۲۵۔ مرثد بن حارث جشمی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل وصفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۵)

۹۲۶۔ مرثد بن شریح ہمدانی

آپ ان گیارہ افراد میں سے ہیں جنہوں نے امامؑ کے میمنہ لشکر کی سپہ سالاری کی اور یکے بعد دیگر شہید ہو گئے۔ آپ نے اپنے پانچ بھائیوں کے ہمراہ جنگ صفین میں شرکت کی اور سب شہید ہو گئے۔(۶)

۹۲۷۔ مرداس بن ابینہ

آپ حضرت علیؑ کے چاہنے والوں میں سے تھے، شیخ طوسی آپ کے بارے میں کہتے ہیں: وہ بعد میں خارجی مذہب اور معاویہ سے ملحق ہو گیا تھا۔(۷)

۹۲۸۔ مرقع بن قمامہ (ثمامہ) اسدی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور تحریر فرماتے ہیں کہ: حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد یہ

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۳۰۴؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۳۔

۲۔ طبقات کبری، ج ۶، ص ۳۵؛ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۲۳۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۹۴۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۳۱۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۲۴۹۔

۵۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۰؛ وقعہ صفین، ص ۲۰۲۔

۶۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۰۲؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۰۔

۷۔ رجال طوسی، ص ۵۹۔

کیسانی مذہب(۱) کی طرف راغب ہو گئے۔(۲)

۹۲۹۔ مرہ ساعدی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب میں سے ہیں، آپ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک ولایت علیؑ سے دفاع کریں گے۔(۳)

شیخ طوسی نے آپ کا ''قترہ ساعدی'' نام کے ساتھ حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۹۳۰۔ مرہ بن جنادہ علیمی

آپ شاعر وفاضل اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور اشعار کے ذریعہ سپاہیوں میں جوش وولولہ پیدا کیا۔(۵)

۹۳۱۔ مرہ (بن شراحیل) ھمدانی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۶)

اگر چہ شیخ طوسی وحمد اللہ مستوفی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت علیؑ کے صحابی وعامل (کارمند) تھے لیکن آیۃ اللہ خوئی تحریر فرماتے ہیں کہ: بہت سے افراد نے کہا ہے کہ: یہ شخص دشمن علیؑ تھا اور امامؑ پر ایمان نہیں لایا۔(۷)

۹۳۲۔ مرہ بن نعمان

۱۔ مجمع البحرین، ج ۲، ص ۸۸ پر منقول ہے: ''کیسانیہ اس کو کہتے ہیں جو حضرت علی - کے بعد محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہو نیز اضافہ کرتے ہیں: شیعوں میں ایک جماعت کو یعنی جناب مختار ثقفی کے اصحاب کو کیسانیہ کہا جاتا ہے کہ جنھوں نے واقعہ کربلا کے بعد خون حسینؑ کا بدلہ لیا۔

۲۔ رجال طوسی، ص ۵۹۔

۳۔ الجمل، ص ۱۰۶۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۵۵۔

۵۔ وقعہ صفین، ص ۳۷۵۔

۶۔ رجال طوسی، ص ۵۹۔

۷۔ معجم رجال الحدیث، ج ۱۸، ص ۱۲۸۔

شیخ طوسی نے آپ کا قبیلہ بنی زریق اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۹۳۳۔ مزرّع بن عبداللہ (غلام امیر المومنین علیہ السلام)

آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے، آپ عبادت وصدق، ایمان اور حضرت علیؑ سے تقرب کی بنا پر خدا کے مخلص بندہ اور علم بلایا ومنایا کے جاننے والے قرار پائے۔(۲)

ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ: مزرّع کو محبت علیؑ کے جرم میں گرفتار کر کے مسجد کوفہ میں پھانسی دی گئی۔

۹۳۴۔ مستتر بن معقل حارثی

آپ حضرت علی - کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے اہل شام سے جنگ کی اور اسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۳)

۹۳۵۔ مسروق بن اجدع مالک ہمدانی

آپ نے وفات پیغمبر سے پہلے اسلام قبول کیا اور پیغمبر اسلامؐ کے بزرگ صحابہ کرام کو درک کیا اور حضرت علیؑ وابن مسعود وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں، آپ کوفہ کے بزرگ اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں قرار پائے اور جنگ نہروان (۴) میں اور کلبی کے کہنے کے مطابق جنگ جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا۔(۵)

۹۳۶۔ مسطح (عوف) بن اثاثہ

شیخ طوسی بیان کرتے ہیں کہ: آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور اہل بدر میں سے تھے، نیز حضرت علی - کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا۔

شیخ مفید نقل کرتے ہیں: آپ مہاجرین میں سے ہیں، آپ نے حضرت علیؑ کی خلافت کے پہلے دن بیعت کی کہ

۱۔ رجال طوسی، ص ۵۸۔

۲۔ الاختصاص، ص ۷؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۳۱۰؛ معجم رجال الحدیث، ج ۱۸، ص ۱۲۸۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۳۳؛ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۴۹؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۱۱۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۳۴۔

آخری دم تک امامؑ کی ولایت وخلافت سے دفاع کریں گے۔(۱)

۹۳۷۔ مسعر بن فدکی تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی،قرآن کے قاری اور بصرہ کے عبادت گزار لوگوں میں سے تھے آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اہل بصرہ کے قرآن کے قاری گروہ کے فرمان روا رہے(۲)اور اہل شام کے خلاف امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے راستہ سے انحراف

آپ حکمیت کے موقع پر امامؑ کے مخالف خوارج میں شامل ہو گئے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے عبداللہ بن عباس وجناب مالک کو امامؑ کا نمایندہ نہیں بننے دیا اور ابوموسی اشعری کے لئے پوری سعی وکوشش اور امامؑ پر دباؤ دیا(۳)اور آخرکار جنگ نہروان میں امامؑ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔(۴)

۹۳۸۔ مسعود بن ابی عمر

شیخ مفید بیان کرتے ہیں کہ: آپ رسول خداؐ کے اصحاب اور ان مہاجرین میں سے ہیں،جنھوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک ولایت علیؑ سے دفاع کریں گے۔(۵)

۹۳۹۔ مسعود بن اسلم

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۶)

شیخ مفید کہتے ہیں کہ: آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب میں سے (بھی) تھے،آپ نے خلافت کے پہلے دنوں میں حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک ولایت علیؑ سے دفاع کریں گے۔(۷)

۱۔الجمل،ص ۱۰۳۔

۲۔تاریخ طبری،ج۵،ص۱۱۔

۳۔وقعہ صفین،ص۴۸۹و۴۹۹؛شرح ابن ابی الحدید،ج۲،ص۲۱۶؛تاریخ طبری،ج۵،ص۴۹و۵۱۔

۴۔تاریخ طبری،ج۵،ص۷۶۔۷۷؛کامل فی التاریخ،ج۲،ص۴۰۰۔

۵۔جمل،ص۱۰۴۔

۶۔رجال طوسی،ص۵۸۔

۷۔جمل،ص۱۰۵۔

۹۴۰۔ مسعود بن اسود بن حارثہ

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا اور آنحضرت سے حدیث نقل کی (۱) بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کی جنگ موتہ میں شہادت ہوئی (۲) اور شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ (۳)

۹۴۱۔ مسعود بن اوس بن اصرم بدری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ بدر و آنحضرتؐ کے زمانہ کی دیگر جنگوں میں شرکت کی اور اسلام کی مدد کی اور آپ فتح مصر میں بھی شریک تھے (۴) قتل عثمان کے بعد آپ امامؑ کے اصحاب میں شمار ہوئے اور جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

۹۴۲۔ مسعود بن حکم بن ربیع

آپ بزرگ تابعین، جلیل القدر اصحاب اور روایت نقل کرنے والوں میں سے ہیں، آپ نے حضرت علیؑ وغیرہ سے حدیث نقل کی ہے۔ (۵)

۹۴۳۔ مسعود بن خراش عبسی

آپ کا تعلق قبیلہ ''مضر'' سے ہے، آپ اور آپ کے بھائی ربعی دونوں حضرت علیؑ کے خاص صحابی ہیں (۶) بعض نے مسعود کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں بھی شمار کیا ہے۔ (۷)

۹۴۴۔ مسعود بن قیس

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور شجاع و بہادر تھے، آپ نے جنگ بدر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ

۱۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۵۵؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۹۴؛ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۳۹۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۵۵؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۹۴؛ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۳۹۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۸۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۵۵؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۹۵۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۵۵؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۹۵۔

۶۔ رجال برقی، ص ۵، تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۱۳۔

۷۔ الاصابہ، ج ۶، ص ۹۶۔

دیا۔۔۔۔(۱)

۹۴۵۔ مسعود بن مالک

آپ کا شمار حضرت علیؑ کے اصحاب میں ہوتا ہے(۲) ابن حجر نقل کرتے ہیں کہ: آپ کوفہ کے رہنے والے، ثقہ اور اپنے زمانہ کے عالم تھے، آپ نے حضرت علیؑ و ابن مسعود اور معاذ بن جبل وغیرہ۔۔۔ سے حدیث نقل کی ہے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور ایک قول ہے کہ آپ کو ابن زیاد نے بصرہ میں شہید کیا۔(۳)

۹۴۶۔ مسلم ازدی

ابن شہرآشوب نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز رقمطراز ہیں کہ: آپ کی جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں شہادت ہوئی۔(۴)

۹۴۷۔ مسلم بن بطین کوفی

ابوعبداللہ برقی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۹۴۸۔ مسلم بن ابی مسلم کوفی

خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں: آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین اصحاب اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے اور آپ نے امامؑ کا جنگ نہروان میں ساتھ دیا اور حدیث نقل کی۔(۶)

۹۴۹۔ مسلم بن زید سعدی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۷)

۱۔اسد الغابہ، ج۴،ص ۳۶۰۔

۲۔رجال طوسی،ص ۶۴۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج۸،ص ۱۴۲۔

۴۔معجم رجال الحدیث، ج۱۸،ص ۱۴۶۔

۵۔رجال برقی،ص ۷۔

۶۔تاریخ بغداد، ج ۱۳،ص ۹۶۔

۷۔رجال طوسی،ص ۵۸۔

۹۵۰۔ مسلم بن زیمر

آپ کوفہ میں حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ وعقیدت مند تھے، آپ اور عبداللہ بن نجی کو محبت علیؑ اور اہل بیت ؑ کے جرم میں پھانسی دی گئی، جس کی بنا پر امام حسنؑ نے معاویہ کے پاس خط لکھا اور ان نیک لوگوں کے قتل پر صریح اعتراض کیا۔۔۔۔(۱)

۹۵۱۔ مسلم بن سعید باھلی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے شجاع وبہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے اہل شام کے خلاف جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۲)

۹۵۲۔ مسلم بن صدقہ ازدی کوفی

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں: آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے(۳) البتہ شیخ طوسی نے آپ کا حضرت امام صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۹۵۳۔ مسلم بن عبداللہ مجاشعی

آپ حضرت علیؑ کے مخلص صحابی تھے، آپ نے اپنی والدہ ام مسلم کے ساتھ جنگ جمل میں شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں شہید ہو گئے۔(۵)

شھادت

جب بصرہ میں امامؑ کی فوج ناکثین کے مقابلہ میں قرار پائی تو امامؑ نے جنگ کا آغاز نہیں کیا اور صلح کی امید سے سورۂ بقرہ کی دوسری آیت کی تلاوت کی اور تین مرتبہ فرمایا: ''تم میں سے کون اس قرآن کو اس قوم کے سامنے لیکر جائے گا اور انھیں اس کی طرف دعوت دے گا،، تینوں مرتبہ مسلم کھڑے ہوئے، امامؑ نے فرمایا: یہ لوگ تمہارا دایاں ہاتھ قطع کریں گے، تم قرآن

۱۔الغدیر، ج۱۱، ص۶۱۔

۲۔وقعہ صفین، ص۵۵۷۔

۳۔مناقب ابن شہر آشوب، ج۳، ص۱۷۴۔

۴۔رجال طوسی، ص۳۰۹؛ تنقیح المقال، ج۳، ص۳۱۴۔

۵۔تاریخ طبری، ج۴، ص۵۱۱۔

کو بائیں ہاتھ میں لے لینا پھر یہ تمہارا بایاں ہاتھ قلم کریں گے پھر تم پر تلواریں ماریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جاؤ گے، مسلم نے قبول کیا اور قرآن مجید لیکر اہل جمل کے سامنے پہنچ گئے اور کہا: ''یہ کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حاکم ہے'' ایک شخص نے حملہ کیا اور آپ کا دایاں بازو قلم کر دیا، عائشہ نے کہا: اس پر نیزہ سے حملہ کرو خدا اس کا منھ سیاہ کرے، نیزہ سے حملہ کیا گیا چوں کہ قرآن بائیں ہاتھ میں تھا لہٰذا اسے بھی قطع کر دیا اور پھر آپ کے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔

ایک نقل کے مطابق آپ جنگ جمل کے پہلے شہید ہیں امامؑ نے یہ حالت دیکھ کر حجت تمام دیکھی اور حملہ کا حکم صادر فرمادیا۔(۱)

۹۵۴۔ مسلم بن کثیر (اعرج)

آپ کوفہ کے طایفہ ازداور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا، اس جنگ میں آپ کا پاؤں ضربت لگنے کی بنا پر کج ہو گیا اسی بنا پر آپ اعرج کے لقب سے مشہور ہو گئے، حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد بھی اپنی عقیدت و وفاداری پر باقی رہے اور میدان کربلا میں امام حسینؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۲)

۹۵۵۔ مسور بن مخرمہ زہری (ابو عبد الرحمن)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی نیز حضرت علیؑ کے وفادار صحابی تھے، قتل عثمان کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کی (کھل کر) بیعت کی۔(۳)

جب سپاہ یزید نے کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے پتھر مارے تو ایک پتھر آپ کے لگا جس کی بنا پر آپ بیمار ہو کر ۶۴ھ میں شہید ہو گئے۔

۹۵۶۔ مسیب بن حزن

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور ایک قول کی بنا پر تابعین اصحاب اور اپنے زمانہ کے فقیہ و عالم تھے نیز آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ کا ۹۴ھ میں انتقال ہوا۔(۴)

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۹ ص ۱۱۱، فرق کے ساتھ، تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۱۱؛ الجمل، ص ۳۳۹؛ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۵۵؛ مناقب خوارزمی، ص ۱۸۶۔

۲۔ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۵ ص ۲۱۵؛ رجال طوسی، ص ۸۰۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۶۵؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۱۱۹؛ تہذیب التہذیب ج ۸، ص ۱۷۷؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۴۸۱۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۶۶؛ الاصابہ، ج ۶، ص خلاصۃ الاقوال فی معرفۃ الرجال، ص ۲۷۷؛ معجم رجال الحدیث، ج ۱۸، ص ۱۶۲۔

۹۵۷۔ مسیب بن نجبہ فزاری

آپ کوفہ کے رؤسا، بزرگ شیعہ اور حضرت علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کے خاص صحابی تھے۔

آپ کا بزرگ تابعین، اپنے زمانہ کے زاہدوں اور اپنے قبیلہ کے بہادر و شجاع لوگوں میں شمار ہوتا تھا، آپ نے جنگ جمل و صفین اور نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، ابن حجر نقل کرتے ہیں: آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا اور فتح قادسیہ میں شرکت کی۔

جنگ جمل میں مسیب کا استقبال

ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں: جب مسیب اپنے قبیلہ کے ساتھ کوفہ سے جنگ جمل کے لئے روانہ ہوئے تو امامؑ ایک فرسخ تک ان کے استقبال میں گئے اور فرمایا: "مرحبا بکم اهل الکوفه فئة الاسلام ومرکز الدین؛ اے اہل کوفہ! اے گروہ اسلام! اور اے مرکز دین خدا! تم پر سلام"۔(۱)

شامی غارت گروں کو شکست

معاویہ نے حضرت علیؑ کی حکومت کو متزلزل کرنے کے لئے امامؑ کے تحت فرمان شہروں میں خوں خوار فرمان روا روانہ کئے تا کہ وہ قتل و غارت کر کے شہروں میں نا امنی اور حکومت کو متزلزل کریں، معاویہ کے ان فرمان رواؤں میں ایک عبداللہ بن مسعدہ فزاری تھا جسے معاویہ نے حکم دیا تھا کہ تمام صدقات وزکوٰۃ کو جمع کر اور جو بھی منع کرے اسے قتل کر دے اور ہر دن اپنے کام کی گزارش دے عبداللہ بن مسعدہ شام سے ''تیما'' کی طرف روانہ ہوا اور اس نے راستہ سے بہت زیادہ مال جمع کیا اور جو بھی دینے سے انکار کرتا تھا اسے قتل کر دیتا تھا جب اس بات کی اطلاع حضرت علیؑ کو پہنچی تو آپ نے مسیب کو دو ہزار کی فوج کے ساتھ بھیجا کہ ابن مسعدہ کو غارت گری کرنے سے روکے، مسیب بہت تیزی سے اس کی طرف روانہ ہوئے ''تیما'' میں پہنچ کر عبداللہ بن مسعدہ کے لشکر سے مقابلہ کیا اور ظہر تک سخت جنگ ہوئی جس میں عبداللہ بن مسعدہ خود مسیب کے ہاتھوں زخمی ہوا، لیکن مسیب نے اسے (چوں کہ دونوں ایک قبیلہ سے تھے) قتل نہیں کیا اور فرار کرنے کی اجازت دی۔

اس جنگ میں مسیب کو فتح و کامیابی حاصل ہوئی لیکن جب امامؑ کی خدمت میں پہنچ کر گزارش دی تو امامؑ نے یہ سن کر کہ عبداللہ بن مسعدہ اور اس کے لشکر کو جو دشمن اسلام تھے فرار کرنے کی اجازت دی ملامت کی اور کئی دن تک مسیب کو اپنے پاس

۱۔ معجم رجال الحدیث، ج۱۸، ص ۱۶۲۔

آنے کی اجازت نہیں دی، بعد میں تنبیہ کی اور بعض کہتے ہیں کہ قید کردیا مگر جب انہوں نے عذرخواہی کی اور کوفہ کے بعض بزرگوں نے سفارش کی تو امامؑ نے آزاد کردیا۔(۱)

اس کے بعد آزمایا اور جب کوئی خیانت نہیں دیکھی تو حسن سلوک کیا۔(۲)

جناب مسیب اور صلح امام حسن علیہ السلام

جب صلح نامہ پر دستخط ہو چکے اور معاویہ کوفہ آ گیا تو کچھ خوارج معاویہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، معاویہ نے امام حسن - کے لئے پیغام بھیجا کہ آپ خوارج سے جنگ کریں امامؑ نے فرمایا: ''سبحان اللہ، میں نے تیرے ساتھ جنگ کرنے کو جو کہ جائز تھی امت کی مصلحت کے خاطر ترک کردیا اور اب تو گمان کرتا ہے کہ تیری خاطر کسی دوسرے سے جنگ کروں؟''

جب معاویہ کا مقصد پورا نہیں ہوا تو اس نے فوراً منبر پر جا کر کہا: میرا اہل کوفہ سے جنگ کرنے کا مقصد ان پر حکومت کرنا تھا نہ کہ احکام الٰہی کا اجرا کرنا۔

یہ سن کر مسیب نے امام حسنؑ سے کہا: معاویہ نے اپنے اور آپ کے درمیان عہد و پیمان کو توڑ دیا، لہٰذا ہم بھی صلح سے پہلی حالت اختیار کرتے ہیں اور عہد و پیمان سے صرف نظر کر کے اس سے جنگ کرتے ہیں، امامؑ نے جواب فرمایا: اے مسیب! اگر میں نے معاویہ سے دنیا کے لئے صلح کی ہوتی تو

میں جنگ کرنے کے لئے سب سے زیادہ ثابت قدم تھا لیکن میں نے تمہاری مصلحت کے لئے صلح کی ہے تاکہ تم ایک دوسرے کا خون نہ بہاؤ۔۔۔''۔(۳)

مسیب اور گروہ توابین

مسیب حضرت امام حسینؑ کو خط لکھ کر کوفہ دعوت دینے والوں میں سے ہیں، لیکن دوسرے افراد کی طرح آپ بھی امام حسینؑ کی مدد کے لئے نہیں پہنچے اور بعد میں افسوس و احساس ندامت کیا۔

چنانچہ بعض مورخین نقل کرتے ہیں: کربلا کے دل خراش واقعہ کے بعد ۶۴ھ میں امام حسین - کے خون کا انتقام لینے کے لئے جناب سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر نشست ہوئی، جس میں سب سے پہلے مسیب نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد کچھ اہم

۱۔انساب الاشراف، ص ۳۵۰۔

۲۔انساب الاشراف، ص ۳۵۰۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۱۵۔

باتیں بیان کرتے ہوئے کہا: اب خدا کی حجت ہم پر تمام ہوگئی ہے اور ہمارا جھوٹ وخیال باطل ہم پر آشکار وثابت ہو گیا، کیوں کہ ہم نے فرزند رسولؐ کو خطوط لکھ کر بلایا اور آخری دم تک نصرت و مدد کرنے کا وعدہ کیا لیکن جب آنجنابؑ ہماری طرف آئے تو ہم نے اپنی جان بچانے کے لئے ان کی نصرت مدد کرنے سے دریغ کیا یہاں تک کہ وہ ہمارے درمیان شہید کردیئے گئے اور ہم اس ظلم کے شاہد تھے، اب خدا کی بارگاہ میں ہمارا عذر کیا ہے کہ ہم نے جان مال سے آنجنابؑ کی مدد نہیں کی۔۔۔ خدا کی قسم اب خدا کی بارگاہ میں ہمارے پاس کوئی عذر و بہانہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ آنجنابؑ اور ان کے باوفا اصحاب کے قاتلوں کو قتل کریں یا اسی راہ میں قتل ہو جائیں، شاید خدا ہم سے راضی ہو جائے اور ہماری تقصیر سے درگزر فرمائے ورنہ ہم عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔

اس کے بعد کہا: **ایها القوم!**۔۔۔ اے لوگو! اب وہ وقت ہے کہ ہم ایک شخص کو اپنا فرمان روا وامیر مقرر کریں اور اپنے تمام امور اس کے حوالہ کردیں اور اس کے پرچم کے نیچے امام حسینؑ کے قاتلوں سے جنگ کریں۔

مسیب کے بعد اسلام کے شجاع و بہادر ''رفاعہ بن شداد'' نے کھڑے ہو کر کہا: سلیمان بن صرد کو فرمان روا و امیر مقرر کیا جائے، ان کے بعد عبداللہ بن سعد نے کھڑے ہو کر سلیمان بن صرد کی تائید کی اور مسیب نے بھی قبول کیا اور پھر تمام حاضرین نے جناب سلیمان کے فرمان روا ہونے پر اتفاق کیا، پس یہیں سے (۶۴ھ واقعہ کربلا کے تین سال بعد) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی سلیمان بن صرد کی فرمان روائی میں گروہ توابین کی بنیاد رکھی گئی اور کربلا کے ظالموں کے خلاف ایک خونی قیام کا آغاز ہوا۔(۱)

اس گروہ نے ۶۵ھ میں یزید بن معاویہ کی ہلاکت کے بعد اس شعار ''**یالثارات الحسین**'' کے ساتھ کوفہ میں قیام کا آغاز کیا اور چار (۴۰۰۰) ہزار کی فوج کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔(۲)

یہ گروہ پہلے کربلا پہنچا اور وہاں گریہ و ماتم کیا اور پھر شام کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں فوج کے مقابلہ کی جگہ ''عین الوردہ'' میں پہنچ کر ٹھہر گئے، جناب سلیمان نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور اس میں کہا: اگر میں اس جنگ میں قتل ہو جاؤں تو مسیب بن نجبہ فرمان روا ہیں اور اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن سعد فرمان روا ہیں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن وال فرمان روا ہیں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو رفاعہ بن شداد لشکر کے فرمان روا و امیر ہیں۔۔۔(۳)

۱۔ کامل فی التاریخ، ج۵، ص ۲۴؛ تاریخ طبری، ج۵، ص ۵۵۲۔

۲۔ کامل فی التاریخ، ج۵، ص ۲۴؛ تاریخ طبری، ج۵، ص ۵۵۲۔

۳۔ تاریخ طبری، ج۵، ص ۵۹۷، فرق کے ساتھ کامل فی التاریخ، ابن اثیر، ج۲، ص ۶۳۹۔

جناب مسیب کو مقدماتی جنگ میں فتح وکامیابی

جب جناب سلیمان بن صرد ''عین الوردہ'' میں پہنچ کر ٹھہر گئے اور اپنے لشکر کو منظم کردیا تو مسیب بن نجبہ کو چارسو(۴۰۰) سپاہیوں کے ساتھ شامی لشکر کی طرف بھیجا اور کہا: اگر جنگ کے لئے موقع مناسب ہو تو جنگ کرنا ورنہ واپس آجانا۔

مسیب نے ایک شب وروز راستہ طے کیا اور پھر سحر سے صبح تک کچھ دیر آرام کیا اور پھر دوبارہ روانہ ہوگئے، راستہ میں شام سے آنے والے ایک شخص کو مسیب کے پاس لایا گیا، جناب مسیب نے اس سے لشکر شام کے حالات معلوم کئے، اس نے کہا: قریب ہی میں تم شامی لشکر سے سامنا کروگے، ان میں ''شرحبیل ابن ذالکلاع'' اور ''حصین بن نمیر'' کے درمیان فرمان روائی کے سلسلہ میں اختلاف ہورہا ہے وہ منتظر ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے مقرر کردہ پوری فوج کے فرمان روا عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے حکم آئے کہ دونوں میں سے کسے فرمان روا بننا ہے۔

جناب مسیب نے اختلاف سنکر موقع غنیمت سمجھا اور تیزی سے آگے بڑھے اور پہنچ کر فوراً ان پر حملہ کردیا اور تھوڑی سی مدت میں شامی لشکر کو شکست دی، ان میں سے بعض کو مجروح اور بعض کو قید کیا اور شامی لشکر کے پاس جو کچھ تھا اسے چھوڑ کر فرار کرگئے۔

جناب مسیب اپنے لشکر وکثیر مال غنیمت اور کچھ قیدیوں کو لیکر سلیمان بن صرد کے پاس واپس ہوئے۔(۱)

جناب مسیب کی شہادت

جب عبیداللہ بن زیاد کو جناب مسیب کے ہاتھوں سپاہ شام کے شکست کھانے کی خبر ملی تو اس نے بلافاصلہ بارہ ہزار(۱۲۰۰۰) کا لشکر حصین بن نمیر کی فرمان روائی میں توابین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور پھر دونوں گروہ کے درمیان سخت جنگ ہوئی، تیسرے دن اہل شام کی مدد کے لئے دس ہزار کا لشکر اور آیا اور پھر شدید جنگ ہوئی جس میں شامی لشکر کے کثیر تعداد میں لوگ ہلاک یا مجروح ہوئے، جس کے بعد شامی لشکر کے فرمان روا حصین بن نمیر کے حکم سے (قوانین جنگ کے خلاف) مل کر جناب سلیمان بن صرد پر حملہ کیا اور انھیں شہید کردیا، ان کے فوراً بعد جناب مسیب نے فرمان روائی کے عہدہ کو سنبھالا اور جناب سلیمان کے خون آلود جسد سے کہا: رحمك الله يا اخى! فقد صدقت ووفّيت بما عليك وبقى ما علينا؛ اے بھائی! خدا تم پر رحمت کرے، تم نے سچ کر دکھایا اور

۱۔ کامل فی التاریخ، ج۲، ص۶۴۰؛ تاریخ طبری، ج۵، ص۵۹۷۔

اپنے وظیفہ کو ادا کیا اور جو ہم سے متعلق ہے وہ باقی ہے، پھر آپ نے پرچم بلند کیا اور رجز پڑھتے ہوئے دشمن پر حملہ کیا، جناب مسیب نے اس دن عظیم الشان شجاعانہ جنگ کی اور کئی مرتبہ سپاہ دشمن کے کچھ حصہ کو تتر بتر کیا اور سپاہ شام کے گروہ کو ہلاک کیا یہاں تک کہ آپ کے حملوں کی شدت سے اہل شام تنگ ہو گئے اور پھر اس زمانہ کے قانون جنگ کے برخلاف شامی فوج کے ایک گروہ نے مل کر جناب مسیب پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کر دیا اور آپ امام حسین - کے قاتلوں سے انتقام کا وظیفہ ادا کر کے ایمان کے ساتھ بارگاہ خدا میں پہنچ گئے، آپ کے بعد جناب عبداللہ بن سعد بن نفیل نے پرچم بلند کیا اور اہل شام کے خلاف جنگ شروع کی۔(۱)

یہ دل خراش واقعہ اور جناب مسیب کی شہادت ۶۵ھ "عین الوردہ" میں ہوئی۔(۲)

۹۵۸۔ مصدع بن مالک بن ذعر

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں اور آپ نے حضرت علیؑ و حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ و جناب عباس اور عائشہ سے احادیث نقل کی ہیں۔

۹۵۹۔ مصعب بن یزید انصاری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی و مدائن کے اطراف میں امامؑ کے مالی کارمند تھے (یعنی صدقات و زکات وغیرہ جمع کرتے تھے)

۹۶۰۔ مصعب حارثی

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۳)

۹۶۱۔ مصفح عامری

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے امامؑ سے حدیث نقل کی اور جنگ نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۴)

۱۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۵۹۹ اور اختصار کے ساتھ، کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۶۴۱۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۶۰۰ ۵، کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۶۴۱۔

۳۔ رجال طوسی، ص ۵۹، ش ۲۹۔

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۹۴۔

۹۶۲۔ مصقلة بن هبیره شیبانی

یہ شخص حضرت علیؑ کا صحابی تھا(۱) اور امامؑ کی طرف سے ایران کے ایک شہر ''اردشیر خرہ'' پر حاکم بھی رہا لیکن بعد میں مالی مسائل کی بنا پر فرار کر کے معاویہ سے مل گیا(۲) اور اس کے عظیم و نا قابل مغفرت گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے جناب حجر بن عدی کے خلاف جھوٹی گواہی پر دستخط کئے۔۔۔۔(۳)

۹۶۳۔ مطاع بن مطلب قینی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے آپ نے اہل شام کے خلاف جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۴)

۹۶۴۔ مطرف بن حصین عکی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے اہل شام کے خلاف جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۵)

۹۶۵۔ مطرف بن عبداللہ

آپ عالم و عابد و مستجاب الدعوۃ تھے اور حضرت علیؑ کے شیعہ قرار پائے اور حضرت علیؑ و جناب ابوذر و جناب عمار یاسر وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔(۶)

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مشہور حدیث عمران بن حصین کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو ایک گروہ کا فرمان روا مقرر کر کے ایک علاقہ ''ظاہراً یمن'' میں بھیجا تو واپسی میں حضرت علیؑ کی شکایت کی گئی جب جھوٹے آدمی نے آنحضرتؐ سے شکایت کی تو فرمایا: ''**دعوا علیاً، دعوا علیاً، دعوا علیاً**'' (تین مرتبہ کہا) علیؑ کو

۱۔رجال طوسی، ص ۵۹۔

۲۔رجال طوسی، ص ۵۹؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۲۶؛ مروج الذہب، ج ۲، ص ۴۰۸؛ رجال مامقانی، ج ۳، ص ۲۱۹۔

۳۔تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۶۹۔

۴۔وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔

۵۔وقعہ صفین، ص ۵۵۸۔

۶۔تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۲۳۰۵۔

چھوڑو، بے شک علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی وامام ہیں۔(۱)

۹۶۶۔معاذ بن جبل

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابی، عالم وفقیہ اور حضرت علیؑ کے عقیدت مند صحابی تھے(۲) آپ نے جنگ بدر واحد وخندق اور اسلام کی دیگر سبھی جنگوں میں شرکت کی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یمن کا حاکم بھی منصوب کیا اور جب یمن کی طرف جانے لگے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں دعا کی۔۔۔۔

علم وفقاہت

آپ کے علم وفقاہت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد حنین کا قصد کیا تو آپ کو اہل مکہ کی تعلیم، اسلامی سنن اور قرآن مجید کی تعلیم کے لئے مکہ میں منصوب فرمایا۔(۳)

حضرت علی علیہ السلام سے عقیدت

آپ نے حضرت علیؑ سے عقیدت کا اظہار کیا اور آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے۔

ابن بطح، ابوصالح سے بحوالہ ابوہریرہ نقل کرتے ہیں: میں نے معاذ کو دیکھا کہ ہمیشہ حضرت علیؑ کے چہرہ کو دیکھتے رہتے ہیں، میں نے ان سے کہا: تم علیؑ کے چہرہ کی طرف دیکھتے رہتے ہو، گویا کہ تم نے انھیں ابھی دیکھا ہی نہیں ہے؟ معاذ نے جواب دیا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''**النظر الی وجه علی بن ابی طالب عبادة**؛ علیؑ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے''۔(۴)

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۹۶۷۔معاذ بن صمہ بن عمرو بن جموح

۱۔الغدیر، ج۳،ص ۲۱۵۔

۲۔رجال طوسی،ص۵۹۔

۳۔طبقات کبری، ج۲،ص ۳۴۸و۳۴۷۔

۴۔بحارالانوار، ج۳۸،ص ۲۰۰۔

۵۔رجال طوسی،ص۵۹۔

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۹۶۸۔ معاذ بن عمرو بن حمق

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۹۶۹۔ معاویہ بن حارث

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور ''اشعث'' کا پرچم بلند کیا۔(۳)

۹۷۰۔ معاویہ بن شداد عبسی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ وصحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور جہاد کیا اور ایک نقل کے مطابق محمد بن طلحہ کو جو عائشہ کی اونٹنی کی مہار پکڑے تھا ہلاک کیا، البتہ بعض دیگر اصحاب نے بھی اظہار کیا ہے کہ ہم نے اسے ہلاک کیا ہے۔(۴)

۹۷۱۔ معاویہ بن صعصعہ بن قیس

آپ شجاع و بہادر، شاعر اور حضرت علیؑ کے صحابی احنف بن قیس کے بھتیجے تھے، جب احنف بن قیس صفین کے لئے روانہ ہونے والے تھے تو امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت امامؑ نے ان سے فرمایا: ''بصرہ میں اپنی قوم والوں کے پاس خط لکھ کر انھیں دعوت دو، اس وقت ''معاویہ بن صعصعہ'' نے حضرت علیؑ کی شان میں قصیدہ کہا اور ''احنف'' کے خط کے ساتھ ضمیمہ کر دیا۔

چنانچہ جب احنف کا خط اور معاویہ بن صعصعہ کا قصیدہ احنف کے طائفہ تک پہنچا تو سب کوفہ آئے اور معاویہ سے جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔(۵)

۱۔ رجال طوسی، ص۱۸؛ تنقیح المقال، ج۳، ص۲۲۱۔

۲۔ رجال طوسی، ص۵۹؛ تنقیح المقال، ج۳، ص۲۲۱۔

۳۔ رجال طوسی، ص۵۹۔

۴۔ تاریخ طبری، ج۴، ص۵۲۶۔

۵۔ وقعہ صفین، ص۲۶ و ۲۷۔

۹۷۲۔ معاویہ بن ضحاک

آپ شجاع و بہادر اور اپنے زمانہ کے شاعر تھے اور حضرت علیؑ پر ایمان وعقیدت رکھتے تھے اور اہل شام کے درمیان معاویہ کے ساتھ رہ کر معاویہ کی خبریں حضرت علیؑ تک عبداللہ بن طفیل کے توسط سے پہنچاتے تھے، آپ نے معاویہ اور اہل شام کی مذمت میں اشعار کہے جن سے باخبر ہو کر معاویہ اور اہل شام ناراض ہوئے اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا مگر آپ مصر فرار کر گئے اور اس طرح مرنے سے نجات حاصل کی۔(۱)

۹۷۳۔ معبد

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ جب امامؑ نے ہاشم اور دیگر مقتولوں کے درمیان سے عبور کیا تو ان کے اجر وثواب سے متعلق شعر کہے جن میں معبد کا نام بھی نیکی کے ساتھ لیا۔(۲)

۹۷۴۔ معرض بن علاط سلمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۳)

۹۷۵۔ معری بن اقبل ھمدانی

آپ شام کے رہنے والے، شاعر وزاہد تھے اور عمر وعاص کے عقیدت مند تھے، جنگ صفین میں معاویہ کے لشکر میں شامل تھے، لیکن جب معاویہ نے امامؑ کے لشکر والوں کے لئے پانی بند کیا تو یہ عمل آپ کو ناگوار خاطر گزرا اور آپ معاویہ کے لشکر سے جدا ہو کر حضرت علیؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔(۴)

۹۷۶۔ معقل بن قیس ریاحی تمیمی

آپ بہادر، کامیاب اور کوفہ کے مشہور خطیب تھے، آپ روشن فکر اور صحیح نظریہ رکھتے تھے، اسی بنا پر آپ اہل کوفہ کے

۱۔ وقعہ صفین، ص ۴۶۸۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۳۵۶۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۹۷؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۱۷۹؛ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۴۷۔

۴۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۶۳۔

فرمان روا قرار پائے، آپ (معاشرہ میں) تقدم وترجیح اور کافی نفوذ رکھتے تھے۔

آپ قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کے شیعہ اور صحابی قرار پائے اور جنگ جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی اور جنگ جمل میں کوفہ کے پیادہ لشکر کے فرمان روا تھے، جنگ نہروان کے بعد بنی ناجیہ سے جنگ کی اوران میں سے ایک گروہ کو قتل اور کچھ کو اسیر کیا اور قبیلہ تمیم سے ''مستورد بن سعد'' کے خلاف جنگ میں شہید ہوئے۔(۱)

آپ نے حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ کی حمایت میں سعی وکوشش کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

جنگ صفین

آپ جنگ صفین میں گروہ تمیم وضبہ ورباب وقریش وکنانہ واسد کے فرمان روا تھے، آپ اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر غضبناک شیر کی طرح گرجتے تھے، آپ نے شجاع وبہادر فرمان رواؤں مثلاً جناب مالک اشتر وجناب عمار یاسر وحجر بن عدی کے ساتھ مل کر اہل شام کے خلاف سخت جنگ کی اور انھیں ان کے شرمناک مقصد تک پہنچنے سے ناامید کیا۔

جنگ نہروان

آپ نے جنگ نہروان میں شرکت کی اور جہاد کیا، اس جنگ میں آپ امامؑ کے میسرہ لشکر کے فرمان روا تھے۔(۲)

خریت بن راشد کا تعاقب

خریت جنگ صفین میں امامؑ کے لشکر میں شامل تھا لیکن مسئلہ حکمیت کے بعد امامؑ کا مخالف ہوگیا اور بنی ناجیہ کے تیس افراد کے ساتھ بصرہ اور وہاں سے اہواز فرار کرگیا اور اس کے ہم فکر کچھ لوگ بھی اس کے ساتھ ہوگئے اور جب اس نے (امامؑ کے نمائندہ) زیاد بن خصفہ سے جنگ میں شکست دیکھی تو رات میں فرار کرگیا، اس کے بعد زیاد بن خصفہ نے امامؑ کے پاس خط لکھا اور امام کو حالات سے آگاہ کیا، امامؑ نے خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا، جس کے بعد معقل نے عرض کی: اے امیرالمومنین -! مناسب تھا کہ آپ ان میں سے ہر ایک کے مقابلہ میں دس مسلمان بھیجتے تاکہ وہ انھیں نابود کردیتے، امامؑ نے ان کی بات پسند کی اور انھیں دوہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور بصرہ کے حاکم ابن عباس کے پاس خط لکھا کہ دوہزار کا لشکر ایک شجاع وبہادر سپہ سالار کی فرمان روائی میں معقل بن قیس کی مدد کے لئے بھیجو اور وہ فرمان روا معقل سے ملنے کے بعد معقل کے تحت فرماں

۱۔ الجمل، ص۳۲۱۔
۲۔ تجلی امامت، باب جنگ نہروان۔

رہے اور دونوں گروہ کے فرمان روا معقل ہیں، اس کے بعد امامؑ نے ایک خط زیاد بن خصفہ کے نام لکھا اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کوفہ آنے کا حکم دیا۔

آخر کار معقل نے کوفہ وبصرہ کے لشکر کے ساتھ خریت کا پیچھا کیا اور دریائے فارس کے سواحل پر پہنچ کر ٹھہرے، جب خریت کو معقل کے آنے کی خبر ملی تو اس نے اپنے گروہ اور علاقہ کے لوگوں سے گفتگو کی اور ان سے حضرت علیؑ کے نمائندہ کے خلاف جنگ کرنے کا عہد کیا اور پھر لوگوں کی فکروں کے لحاظ سے محرمانہ گفتگو کی، چنانچہ عثمان کے طرف داروں سے کہا: میں تمہاری موافقت کرتا ہوں کہ عثمان مظلوم قتل ہوئے ہیں اور خوارج سے کہا: میں تمہارے ساتھ ہوں، علی کو اصلاً حق ہی نہیں تھا کہ لوگوں کو دین خدا میں حکم قرار دیں۔۔۔۔

اس نے اس طرح لوگوں کو حضرت علیؑ کے خلاف چڑھایا اور آخر کار بنی ناجیہ کی کثیر جماعت اور دیگر گروہ کو اپنے اطراف میں جمع کرلیا اور جنگ کے لئے آمادہ ہوگیا۔(۱)

جب حضرت علیؑ کو خریت کی فوج کا علم ہوا اور پتہ چلا کہ اس کی فوج میں مسلمان، مسیحی وعرب اور عجم شامل ہیں تو فوراً امامؑ نے ایک خط لکھا جس میں خریت کے اطراف میں فریب خوردہ لوگوں کو آگاہ کیا اور معقل کے پاس بھیج دیا۔

معقل نے خط موصول ہونے کے بعد اسے ملاحظہ کیا اور اس کا مضمون اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا اور پھر ایک پرچم باہر نکال کر نصب کیا اور خریت کے ساتھیوں کو خطاب کر کے کہا: تم میں سے جو بھی اس پرچم کے نیچے آجائے گا امان میں ہے، سب لوگ سوائے خریت اور اس کے قبیلہ کے اس کے اطراف میں جمع ہوگئے اور امان طلب کی، اس کے بعد معقل نے صفوف جنگ آمادہ کیں اور پھر یزید بن معقل سے۔ جو میمنہ لشکر کے سردار تھے۔ حملہ کرنے کے لئے، انھوں نے حملہ کیا مگر خریت اور اس کے ساتھیوں نے جم کر مقابلہ کیا اور یزید بن معقل بغیر کامیابی کے واپس آئے، اس کے بعد معقل نے منجاب بن راشد کو جو میسرہ میں سردار تھے حکم دیا، انھوں نے بھی حملہ کیا اور وہ بھی بغیر نتیجہ کے واپس آگئے، اس کے بعد معقل نے میسرہ اور میمنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ جب بھی میں حملہ کروں فوراً حملہ کرنا اور پھر معقل نے گھوڑے پر تازیانہ مارا اور سب نے یک بارگی حملہ کیا، خوارج نے کچھ دیر مقابلہ کیا، نعمان بن صہبان راسبی نے خریت کو دیکھا اور اس پر حملہ کیا اور اسے گھوڑے سے نیچے کھینچا اور خود بھی پیادہ ہوگئے اور آخر کار خریت کو ہلاک اور فتنہ کی جڑ کو نابود کردیا، اس کے ساتھ اس جنگ میں ۱۷۰ افراد قتل ہوئے اور اس کے باقی سارے ساتھی دائیں، بائیں فرار کرگئے، معقل نے حکم دیا کہ فرار کرنے والوں کا پیچھا کیا جائے اور ان میں سے

۱۔ تجلی امامت، باب جنگ نہروان۔

ہرایک کو اسیر کرلیا اور پھر۔۔۔اہل کوفہ کی فوج کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، امامؑ نے ان کی اور ان کے ساتھیوں کی اس سعی وکوشش اور جہاد کو دعائے خیر سے یاد کیا۔(۱)

سفیان بن عوف غامدی کا تعاقب

جب معاویہ نے دیکھا کہ نہروان کے بعد حکومت علیؑ کی مرکزی طاقت کمزور ہوگئی ہے اور کوفہ کے لوگ ان کی حمایت میں کوتاہی کررہے ہیں تو ایک نئی سازش رچی اور ہر روز غارت گر گروہ کو اسلامی شہروں میں بھیجتا تھا، اس قصد سے سفیان بن عوف غامدی کو چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ شہر ''انبار'' کو غارت کرنے کے لئے روانہ کیا، ان خونخوار ملعونوں نے شہر انبار و ہیت کو غارت برباد کردیا کچھ کو قتل کیا اور کچھ خواتین کو قید کرلیا تاکہ شہر کے لوگ محبت علیؑ سے بیزار ہوجائیں۔(۲)

جب اس کی خبر حضرت علیؑ تک پہنچی تو آپ بڑے متاثر ہوئے اور آپ نے لوگوں کو جمع کرکے معقل کو اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا آپ فوراً نکل پڑے ابھی اپنے وظیفہ کی انجام دہی میں تھے کہ اچانک خبر ملی کہ حضرت علیؑ ابن ملجم کی ضربت سے شہید ہوگئے ہیں لہٰذا آپ افسوس کرتے ہوئے کوفہ واپس آگئے۔(۳)

وفات معقل

مستورد بن سعد جو جنگ نہروان میں سپاہ امامؑ سے جان بچا کر فرار کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا اس نے مغیرہ بن شعبہ (جو معاویہ کی طرف سے کوفہ کا والی تھا اس) کے خلاف خروج کیا، مغیرہ نے اس کے مقابلہ میں معقل کو بھیجا، جب گروہ ایک دوسرے کے سامنے قرار پائے تو مستورد نے معقل سے کہا: تمہارے اور میرے بیچ لوگ کیوں قتل ہوں آؤ ہم جنگ کرتے ہیں، معقل نے کہا: تم نے انصاف کیا معقل کے ساتھیوں نے قسم دی کہ ایسا نہ کریں لیکن معقل نے قبول نہیں کیا اور مستورد کے مقابلہ میں چلے گئے، دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور دونوں زخمی ہوکر زمین پر آگئے ایک دوسرے خوارج نے معقل پر حملہ کیا اور وہ شہید ہوگئے اور مستورد بھی معقل کی لگی ہوئی ضربت سے ہلاک ہوگیا۔(۴)

۹۷۔ معکبر اسدی

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۳،ص ۱۴۱؛ تاریخ طبری، ج ۵،ص ۱۲۶؛ الکامل فی التاریخ، ج ۲،ص ۴۲۱۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۳،ص ۱۴۱، تاریخ طبری،، ج ۵،ص ۱۲۶؛ کامل فی التاریخ، ج ۲،ص ۴۲۱۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲،ص ۵۸۔۹۰؛ امالی طوسی مجلس ۶ ص ۱۷۳، ح ۴۵۔

۴۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۴،ص ۱۳۴؛ تاریخ طبری، ج ۵،ص ۲۰۲۔

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا، آپ کا محمد بن طلحہ کو ہلاک کرنے والوں میں نام آتا ہے، محمد بن طلحہ جو عائشہ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور اس کی کوشش تھی کہ اونٹنی صحیح وسالم کھڑی رہے تا کہ جنگ ختم نہ ہو، اسی بنا پر امامؑ کے کچھ اصحاب نے اس پر حملہ کیا اور ہلاک کر دیا اور ہر ایک محمد بن طلحہ کے قتل کا مدعی تھا۔(۱)

۹۷۸۔ معکبر ضبی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا اور آپ کا نام ان لوگوں میں آتا ہے جو محمد بن طلحہ کے قتل کے مدعی ہیں۔(۲)

۹۷۹۔ مغیرہ بن حارث بن عبد المطلب

نصر بن مزاحم نے آپ سے جنگ صفین میں شعر نقل کئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں حاضر تھے، البتہ بعض اقوال ہیں کہ آپ کا ۲۰ھ میں انتقال ہو گیا تھا۔(۳)

۹۸۰۔ مغیرہ بن خالد

شیخ طوسی نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۹۸۱۔ مغیرہ بن نوفل بن حرث

آپ عثمان کے زمانہ میں مدینہ کے قاضی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا، بہت شجاع و بہادر تھے چنانچہ جب ابن ملجم نے امامؑ کو زخمی کر کے فرار کیا تو لوگوں نے اس کا پیچھا کیا، جب اس نے پلٹ کر تلوار سے حملہ کیا اور کوئی اسے گرفتار نہ کر سکا یہاں تک کہ مغیرہ نے اسے دیکھا اور اس کے منھ پر کپڑا پھینکا جس کی بنا پر وہ حملہ نہ کر سکا پھر فوراً مغیرہ نے اسے زمین پر پٹخ دیا اور تلوار چھین کر اپنے گھر لے گئے اور قید کر دیا یہاں تک کہ حضرت علی - کی شہادت ہوگئی اور پھر امام حسنؑ کے حوالہ کر دیا اور اسے سزا دی گئی۔(۵)

۱۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۲۶۔

۲۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۵۲۶۔

۳۔ اصحاب الامام امیر المومنینؑ، ج ۲، ص ۵۵۵۔

۴۔ رجال طوسی، ص ۵۹؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۳۶۔

۵۔ الاصابہ، ج ۶، ص ۲۰۱؛ رجال طوسیؒ، ص ۵۸۔

۹۸۲۔مقداد بن اسود (مقداد کندی)

آپ نے چوں کہ قبیلہ بنی زہرہ کے ایک شخص بنام اسد بن عبد یغوث کے پاس پناہ لی اور اس سے عہد و پیمان باندھا جس بنا پر آپ کو اسد نے رسم جاہلیت کے لحاظ سے اپنا بیٹا کہا اور مقداد اس وقت سے مقداد بن اسود کے نام سے مشہور ہو گئے (۱) لیکن جب آیت نازل ہوئی کہ ''منھ بولے بیٹوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارا کرو، کہ یہ خدا کے نزدیک انصاف سے زیادہ قریب ہے''(۲) تو آپ مقداد بن عمرو کے نام سے مشہور ہوئے۔(۳)

جناب مقداد اسلام میں سبقت کرنے والے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے، آپ نے جنگ بدر واحد اور اسلام کی سبھی جنگوں میں شرکت کی اور تدین و ایمان کی نسبت ثابت قدم تھے، ابی مسعود نقل کرتے ہیں: سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے سات لوگ ہیں جن میں سے ایک مقداد ہیں۔۔۔۔(۴)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چچا زاد بہن صباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب کا عقد آپ کے ساتھ کیا۔

جناب مقداد حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ اور وفادار صحابی اور ارکان اربعہ میں سے تھے، آپ وفات رسولؐ کے بعد بھی صراط مستقیم پر باقی رہے اور ہرگز منحرف نہیں ہوئے۔(۵)

ولایت سے دفاع

آپ نے ابوبکر وعمر وعثمان کی خلافت کی کھل کر مخالفت کی، بعض روایتوں میں صریح طور پر بیان ہوا ہے کہ جو لوگ وفات رسولؐ کے بعد شک وتردد کا شکار نہیں ہوئے وہ صرف جناب سلمان و جناب ابوذر اور جناب مقداد اور ان کے بعد عمار یاسر۔۔۔ تھے۔

آپ حضرت علیؑ کی خلافت غصب ہونے کے بعد اہل بیت پیغمبرؐ کے نزدیک قابل اعتماد شخص تھے اور آپ حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر آتے جاتے تھے، چنانچہ جب حضرت فاطمہ زہراؑ اور حضرت علیؑ اپنا حق لینے کے لئے مدینہ کے لوگوں کے

۱۔اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۰۹؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۴۴۰؛ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۳۹۱۔

۲۔سورۂ احزاب [۵] آیت ۵۔

۳۔مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۳۹۲؛ طبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۶۱۔

۴۔اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۱۰؛ مستدرک حاکم، ج ۲، ص ۳۹۲۔

۵۔رجال طوسیؒ، ص ۵۷۔

پاس گئے تو صرف آپ اور تین دیگر افراد نے سر مونڈ کر وفاداری کا اعلان کیا، نیز آپ ان خالص افراد میں سے ہیں جنھوں نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی تشییع جنازہ میں شرکت کی۔(۱)

امام علیہ السلام کی شوریٰ میں حمایت

عمر کے بعد جب مسئلہ خلافت چھ لوگوں (طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن، عثمان اور حضرت علیؑ) کی شورا (کمیٹی) کے سپرد ہوا اور پہلے تین لوگوں نے آخری تین لوگوں کے سپرد کر دیا اور عبدالرحمن نے خود میں خلافت کی لیاقت محسوس نہیں کی تو اسے عثمان یا حضرت علیؑ کی طرف ہونا تھا لہٰذا اس نے لوگوں سے مشورہ کیا، اس وقت جناب مقداد نے کہا: اے لوگو! اگر تم حضرت علیؑ کی بیعت کرو گے تو ہم بیعت و اطاعت کریں گے اور اگر عثمان کی بیعت کرو گے تو ہم اطاعت نہیں کریں گے۔

اس وقت جناب عمار نے بھی مقداد کی تائید کی اور حضرت علیؑ کی بیعت کے لئے لوگوں کو تشویق کی، البتہ عثمان کے طرفداروں نے اس کی حمایت کی اور عبدالرحمن نے جب دیکھا کہ حضرت علیؑ دونوں خلفا کی سیرت پر عمل کرنے کے لئے حاضر نہیں ہیں اور صرف کتاب خدا و سنت رسولؐ پر عمل کریں گے لیکن عثمان نے قبول کر لیا ہے تو عثمان کی طرف ہو گئے پس عثمان خلیفہ اور حضرت علیؑ اپنے حق سے محروم ہو گئے۔(۲)

جنگ کی پیش کش

جب عبدالرحمن عثمان کی طرف ہو گئے تو جناب مقداد نے اس پر ملامت کی اور امامؑ کے پاس جا کر کہا: آپ ان سے جنگ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں، امامؑ نے فرمایا: ''کن لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کروں؟'' اس وقت عمار نے امامؑ سے مخاطب ہو کر ایک شعر پڑھا اور پھر عرض کی: خدا کی قسم اگر میرے ساتھ افراد ہوتے تو اس گروہ کے خلاف جنگ کرتا، خدا کی قسم اگر ایک آدمی بھی ان سے جنگ کرے تو دوسرا میں ہوں، حضرت علی - نے فرمایا: خدا کی قسم ان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے میرے پاس افراد نہیں ہیں اور مجھے ہرگز پسند نہیں ہے کہ تمھیں اس کام پر بھیجوں جس کی تم میں توانائی نہیں ہے۔

فضائل جناب مقداد

اگر چہ آپ کے روایتوں میں بہت سے فضائل منقول ہیں مگر ہم اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بعض کی طرف اشارہ

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۴۵، ج ۱۱، ص ۱۴؛ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۹۹۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۹، ص ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۴۔

کررہے ہیں:

۱۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''انّ اللّٰہ عزّ و جل امرنی بحبّ اربعة و اخبرنی أنّہ یُحبّہ، قیل: یارسول اللّٰہ سمّھم لنا۔ قال: علیّ منھم، یقول ذلک ثلاثاً و ابو ذر و المقداد و سلمان؛ خدانے مجھے حکم دیا ہے کہ میں چارلوگوں کو دوست رکھوں اور وہ خود بھی انھیں دوست رکھتا ہے،سوال کیا گیا: وہ چار کون ہیں؟ تین مرتبہ کہا: ان میں سے علی ہیں اور پھر چوتھی مرتبہ فرمایا: ابوذرغفاری ومقداداور سلمان فارسی''۔(۱)

۲۔ نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''علیکم بحب اربعة: علیّ و ابی ذر و سلمان و المقداد؛ چارلوگوں کو دوست رکھو: علی وابوذروسلمان اور مقداد''۔(۲)

۳۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا:''۔۔۔کان الجنة لتشتاق الی اربعة: علی و عمار و ابی ذر و المقداد؛۔۔۔ جنت چارلوگوں کی مشتاق ہے: علی وعماروابوذراور مقداد''۔(۳)

۴۔حضرت امام موسیٰ کاظم -فرماتے ہیں:''اذا کان یوم القیامة نادیٰ منادٍ: این حواری محمد بن عبداللّٰہ رسول اللّٰہ الذین لم ینفضوا العھد و مضوا علیہ؟ فیقوم سلمان و المقداد و ابو ذر؛ قیامت کے دن ایک منادی ندا دےگا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری کہاں ہیں؟ جنھوں نے اپنے عہدو پیمان کونہیں توڑا اور راہ راست پر ثابت قدم رہے؟ سلمان ومقداداورابوذرکھڑے ہوں گے''۔(۴)

۵۔حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:''انما منزلة المقداد بن الاسود فی ھذہ امة الاّ کمنزلة الف فی القرآن لا یلزق بھا شیء؛ مقداد کی اس امت میں مثال اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں الف کی ان سے کوئی چیزنہیں مل سکتی''۔(۵)

وفات

آپ کا انتقال ۷۰ سال کی عمر میں مدینہ کے قریب''جرف'' نامی جگہ ہوا، وہاں کے لوگ آپ کے جنازے کو مدینہ

۱۔اسدالغابہ، ج۴،ص ۴۱۰؛ الاختصاص،ص۹۰۔

۲۔سیر اعلام النبلاء، ج۳،ص ۲۴۲۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج۷،ص ۲۹۶۔

۴۔رجال کشی،ص۹؛ الاختصاص،ص۶۱۔

۵۔الاختصاص،ص۱۰۔

لائے اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا (آپ پر خدا کی رحمت ہو)۔(۱)

۹۸۳۔ مقطّع عامری

آپ کا نام ''ہشیم'' ہے البتہ مجروح ہونے کی بنا پر آپ ''مقطّع'' کے لقب سے مشہور ہو گئے، آپ حضرت علی - کے صحابی ہیں اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جنگ صفین میں سپاہ شام کے شجاع و بہادر سپاہی ابن مقیدہ نے میدان میں جنگ کا مطالبہ کیا چوں کہ بہت زیادہ شجاع و بہادر تھا لہٰذا کوئی اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوا، اس وقت مقطع کھڑے ہوئے اور کہا: اے امیر المومنینؑ! میں اس کے مقابلہ کے لئے جاتا ہوں، امامؑ نے منع کیا یہاں تک کہ ابن مقیدہ نے تین مرتبہ جنگ کے لئے پکارا اور تینوں مرتبہ مقطع کھڑے ہوئے، پھر امامؑ نے انھیں جنگ کی اجازت دی اور ان کے حق میں دعا کی: ''اللّٰھم انصرہ؛ خدایا ان کی مدد کر'' اگر چہ مقیدہ بہت شجاع تھا مگر مقطع کے حملہ کی تاب نہ لا سکا اور صرف فرار کرنے میں نجات دیکھی تو میدان چھوڑ کر فرار کر گیا، مقطع نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ معاویہ کے خیمہ تک اس کا پیچھا کیا اور پھر واپس آ گئے جب معاویہ کو ابن مقیدہ کے فرار کرنے کی خبر ملی تو اس پر ملامت کی۔(۲)

مقطّع اور معاویہ کا دربار

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد معاویہ کی فرمائش کے مطابق مقطع کو دربار میں لایا گیا، اس وقت آپ بالکل بوڑھے ہو چکے تھے، معاویہ نے کہا: اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میرے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے تھے، مقطع نے کہا: قتل کر دو۔

معاویہ نے کہا: قتل نہیں کروں گا، بلکہ تم سے عقدت اخوت پڑھنا چاہتا ہوں۔

مقطع نے کہا: ہم رضائے خدا کے لئے تم سے جدا ہوئے تھے اور قیامت تک جدا رہیں گے۔

معاویہ نے کہا: مجھ سے اپنی بیٹی کا عقد کر دو۔

مقطع نے کہا: جو آسان کام (عقدت اخوت) تھا اسے تو میں نے منع کر دیا، کیا اب تم سے اپنی صاحبزادی کا عقد کروں؟ اس کے بعد معاویہ نے ہدیہ پیش کیا، مقطع نے کہا: مجھے تمھارے ہدیہ کی ضرورت نہیں ہے اور پھر معاویہ سے بغیر کچھ

۱۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۱؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۲۴۱؛ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۳۹۲۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۷۷ ۲۔

قبول کئے ہوئے واپس چلے گئے۔(۱)

۹۸۴۔ منجاب بن راشد ضبی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور بصرہ کے رہنے والے تھے، جب حضرت علیؑ کی طرف ''معقل بن قیس'' کی فرمان روائی میں ایک گروہ ''خریت بن راشد'' کا خاتمہ کرنے کے لئے آیا تو اس وقت اگرچہ آپ خریت کے رشتہ دار تھے مگر امامؑ کے میسرہ گروہ میں تھے اور آپ نے خریت کے لشکر سے شجاعانہ جنگ کی اور امامؑ کے لشکر سے دفاع کیا، آخر کار اس گروہ (معقل) کو فتح وکامیابی ہوئی اور خریت کو ہلاک کردیا۔(۲)

۹۸۵۔ منذر بن ابی حُمیضہ وداعی ھمدانی

آپ شاعر اور قبیلہ ہمدان کے شجاع و بہادر سوار سپاہی تھے، ایک قول کے مطابق آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا اور آپ اصحاب رسولؐ میں قرار پائے، آپ حضرت علی - کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا۔

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: ایک دن منذر نے امامؑ کی خدمت میں آکر عرض کی: قبیلہ ''عکّ'' اور اشعریوں نے معاویہ سے جائزہ وغیرہ کی خواہش پیش کی اور اس نے عطا کردیا، انھوں نے دین کو دنیا کے بدلہ فروخت کردیا لیکن ہم دنیا کے بجائے آخرت، شام کے بجائے عراق اور معاویہ کی جگہ آپ سے راضی ہیں۔۔۔اور پھر قصیدہ پڑھا، امامؑ نے ان کے اور ان کی قوم کے حق میں دعائے خیر کی۔

جب منذر کے قصیدہ کی معاویہ کو خبر ہوئی تو کہا: خدا کی قسم میں علیؑ کے قابل اعتماد لوگوں کو مال دنیا دے کر اپنی طرف مائل کرلوں گا۔(۳)

۹۸۶۔ منذر بن جارود (بشر)

منذر اپنے والد کی وفات کے بعد بصرہ کے اشراف و بزرگوں اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں شامل تھا اور جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا، لیکن حکمیت کے بعد خوارج کے ساتھ ہوگیا اور جب امام حسینؑ نے اپنے غلام سلیمان کے ذریعہ بصرہ کے

۱۔ وقعہ صفین، ص ۲۷۸۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۲۷۸۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۴۳۵؛ اعیان الشیعہ، ج ۱۰، ص ۱۳۷۔

کچھ لوگوں کے پاس خطوط بھیجے، جن میں ایک خط منذر کے نام بھی تھا تو سب نے خط چھپائے مگر منذر نے امامؑ کے قاصد کو خط کے ساتھ ابن زیاد کے حوالہ کر دیا جس کے بعد ابن زیاد نے امامؑ کے قاصد کو قتل اور اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین بنایا اور کوفہ کی حفاظت کے لئے کوفہ کی طرف روانہ ہوا(۱) بیشک اگر منذر امامؑ کا خط ابن زیاد تک نہ پہنچا تا تو وہ کوفہ جانے میں جلدی نہیں کرتا اور امام حسینؑ سے پہلے کوفہ نہیں پہنچتا اور کربلا کا دل خراش واقعہ علی القاعدہ پیش نہیں آتا۔

۹۸۷۔ منذر نصری

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

۹۸۸۔ منقذ بن نعمان

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی اور آپ کوفہ کے قبیلہ ''عبدالقیس'' کے پرچم دار تھے۔

۹۸۹۔ موسی بن باذان

آپ حجاز کے رہنے والے تھے، بخاری کے نقل کرنے کے مطابق آپ کا نام مسلم بن باذان تھا، آپ نے حضرت علی -اور یعلی بن امیہ سے احادیث نقل کی ہیں۔(۳)

۹۹۰۔ موسی بن طلحہ بن عبید اللہ

آپ تابعین وثقہ اور نیک وصالح تھے، آپ کوفہ میں مقیم ہوئے اور آپ نے حضرت علی -اور اپنے والد طلحہ وعثمان وابوذر سے احادیث نقل کی ہیں۔(۴)

۹۹۱۔ مہاجر بن حنظلہ

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور صفین میں امامؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے اہل شام کے خلاف

۱۔تاریخ طبری، ج۵،ص ۳۵۷؛ بحارالانوار، ج ۴۴،ص ۳۳۹۔

۲۔رجال طوسیؒ،ص ۵۹۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج۸،ص ۳۹۱۔

۴۔تہذیب التہذیب، ج۸،ص ۴۰۴؛ الاصابہ، ج ۳،ص ۴۲۹، ج ۶،ص ۲۶۶۔

جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۱)

۹۹۲۔ مہاجر بن خالد بن ولید

آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ کا ساتھ دیا(۲) اور ایک قول کے مطابق جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔(۳) نیز منقول ہے کہ مہاجر نے جنگ جمل میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور اس جنگ میں آپ کی ایک آنکھ خراب ہوگئی تھی۔(۴)

بعض مورخین نقل کرتے ہیں کہ: ایک دن معاویہ نے اہل شام کے سامنے خطبہ پڑھا اور کہا: میری عمر کافی ہو چکی ہے لہٰذا میں ایک شخص کو مقرر کرنا چاہتا ہوں (معاویہ اپنے فرزند کو مقرر کرنا چاہتا تھا) لیکن سب لوگوں نے مہاجر کے بھائی عبدالرحمن بن خالد پر اجتماع کیا، یہ دیکھ کر معاویہ نے عبدالرحمن کے قتل کا ارادہ کیا، اسی دوران عبدالرحمن بیمار ہو گئے معاویہ نے اپنے درباری حکیم کو بلا کر زہر دیا تاکہ عبدالرحمن کے پاس علاج کے لئے جائے اور دوا کی جگہ زہر دے، اس نے جا کر اسی طرح کیا جب اس کی اطلاع مہاجر کو ہوئی تو آپ نے اپنے غلام کے ساتھ مل کر ایک دن حکیم کو قتل کر دیا اور فوراً فرار کر گئے۔

البتہ ایک قول یہ ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے معاویہ کے پاس لایا گیا اور جب معاویہ نے کہا: تو نے میرے حکیم کو قتل کر دیا ہے تو آپ نے کہا: ہاں جسے حکم دیا گیا تھا قتل کر دیا ہے اور جس نے حکم دیا تھا (یعنی معاویہ زندہ) ہے۔(۵)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ صفین میں آپ کی شہادت نہیں ہوئی اور آخر تک ولایت علی - پر باقی رہے۔

۹۹۳۔ مہاجر بن عتبہ اسدی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔(۶)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۸۔

۲۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۲۳؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۲۶۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۱، ص ۶۹؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۶۰۔

۳۔ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۶۰؛ الغدیر، ج ۹، ص ۳۶۸۔

۴۔ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۶۰؛ الغدیر، ج ۹، ص ۳۶۸۔

۵۔ الغدیر، ج ۷، ص ۱۷۵، ج ۱۰، ص ۲۳۳۔

۶۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۸۔

۹۹۴۔ مھدی (مھری) غلام عثمان

آپ عثمان کے آزادہ شدہ غلام اور حضرت علیؑ کے صحابی وقابل تعریف شخص تھے، آپ نے صرف حضرت علی - کی بیعت کی اور پہلے تینوں خلفا سے برائت کی۔(۱)

۹۹۵۔ مھران یزید بن ھانی کے غلام

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں اپنے مولا یزید بن ہانی کے ہمراہ اہل شام کے خلاف جنگ کی اور امامؑ کا ساتھ دیا۔(۲)

۹۹۶۔ میثم تمار

آپ بنی اسد کی ایک عورت کے غلام تھے، حضرت علیؑ نے آپ کو اس عورت سے خرید کر آزاد کیا اور پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کی! سالم، امامؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہارے والدین نے تمہارا نام میثم رکھا ہے، عرض کی: ہاں خدا اور رسول اور آپ اے امیر المومنین سچ فرماتے ہیں اور خدا کی قسم میرا نام میثم ہے، امامؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نام تمہارے لئے بتایا ہے اسے منتخب کرو اور سالم چھوڑ دو ہم تمہاری کنیت ابوسالم رکھ دیتے ہیں، اس وقت سے آپ میثم نام اور ابوسالم کنیت سے مشہور ہو گئے (۳) اور چوں کہ آپ کھجور بیچتے تھے لہذا تمار سے مشہور ہو گئے۔

ایمان وعقیدہ

شیخ طوسی اور بہت سے بزرگوں وعلمائے اسلام نے میثم کو حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے ایک حدیث میں آپ کا حضرت علی - کے حواریوں میں شمار کیا ہے۔(۵)

آیندہ حوادث کی خبر

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۰؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۶۰؛ الغدیر، ج ۹، ص ۳۶۸۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۱۴۸۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۹۱؛ ارشاد مفیدؒ، ج ۱، ص ۳۲۳؛ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۳۴۳۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۵۸؛ معجم رجال حدیث، ج ۲۹، ص ۹۴۔

۵۔ الاختصاص، ص ۳و۷

حضرت علیؑ سے تقرب اور استعداد کی بنا پر بعض آیندہ حوادث سے آ گاہی حاصل کر چکے تھے جس کے کچھ نمونہ نقل کرتے ہیں:

۱۔ صالح بن میثم، ابوخالد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ہم ایک جمعہ کے دن میثم کے ساتھ نہر فرات میں کشتی میں سوار ہوئے، اچانک سخت آندھی چلی، میثم نے کشتی سے سر باہر نکالا اور دیکھ کر کہا: کشتی کو مضبوط باندھ لو کہ یہ عاصف نامی آندھی ہے جو بہت تیز ہے اور معاویہ اسی وقت ہلاک ہوگا۔

ابوخالد کہتے ہیں: میں میثم سے غیبی خبر سن کر تعجب میں تھا کہ آیندہ جمعہ کو شام سے آئے ہوئے ایک قاصد سے ملاقات کی اور اس سے حالات معلوم کئے، اس نے کہا: معاویہ کا انتقال ہو چکا ہے اور لوگوں نے اس کے فرزند یزید کی بیعت کر لی ہے، میں نے پوچھا: معاویہ کس دن مرا ہے؟ اس نے کہا: گذشتہ جمعہ کے دن، اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ میثم نے سچ کہا تھا اور ان کی خبر سچ تھی۔(۱)

شہادت کا استقبال

ایک دن حضرت علیؑ نے میثم سے کہا: ''اے میثم! تمھیں میرے بعد گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا جائے گا، دوسرے دن تمھاری ناک اور منھ سے خون جاری ہوگا کہ تمھاری ڈاڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی، تیسرے دن تم پر نیزہ مارا جائے گا جس سے تمھاری جان نکل جائے گی، پس اس دن کے منتظر رہو'' پھر امامؑ نے فرمایا: تم عمرو بن حریث کے گھر کے پاس سولی پر چڑھائے جانے والوں میں دسویں ہوں گے اور تمھاری سولی کی لکڑی سب سے چھوٹی ہوگی جو زمین سے زیادہ نزدیک ہوگی اور جس کجھور کے درخت کی لکڑی پر تمھیں سولی دی جائے گی بتاؤں گا'' اس کے بعد امامؑ انھیں عمرو بن حریث کے گھر کے پاس لے گئے اور ایک درخت دکھایا جس پر بعد میں جناب میثم کو سولی دی گئی۔(۲)

درخت دار

جناب میثم اسی وقت سے ہمیشہ اس درخت کے پاس جاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے: تو کس قدر بابرکت درخت ہے کہ میں تیرے لئے پیدا ہوا ہوں اور تو میرے لئے بڑا ہوا ہے، حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد ہمیشہ اس کے پاس جاتے تھے یہاں تک کہ اس کی شاخوں کو کاٹ دیا گیا اور جب بھی آپ عمرو بن حریث کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے: میں آیندہ

۱۔ رجال کشی، ص ۸، ح ۱۳۵۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۹۲؛ ارشاد مفیدؒ، ج ۱، ص ۳۲۳؛ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۳۴۴۔

آپ کا پڑوسی بنوں گا، پڑوس کی خاطر میرے ساتھ نیکی کرنا۔(۱)

ام سلمہ سے ملاقات

آپ نے اپنی زندگی کا ۶۰ھ میں آخری حج کیا (بقول عمرو کشی) اور مدینہ میں جناب ام سلمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ گرامی کے پاس گئے، جناب ام سلمہ نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہا: میں حضرت علیؑ کا آزادہ شدہ غلام ہوں، جناب ام سلمہ نے کہا: تم ہیثمی ہو؟ کہا: نہیں میں میثم ہوں، جناب ام سلمہ نے کہا: خدا کی قسم میں نے بہت زیادہ سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) تمھارا ذکر کرتے تھے اور تمھارے بارے میں حضرت علیؑ کو سفارش کی تھی، میثم نے حضرت امام حسینؑ کے بارے میں سوال کیا، کہا: وہ کھجور کے باغ میں ہیں، میثم نے کہا: ان سے کہنا کہ میں بہت دوست رکھتا تھا کہ آپ کا دیدار اور سلام کروں اور ہم بہت جلد خدا کی بارگاہ میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، آج دیدار کی فرصت نہیں ہے واپس جانا ہے، اس وقت جناب ام سلمہ نے خوشبو سے ان کی ڈاڑھی معطر کی، جناب میثم نے کہا: آپ نے میری ڈاڑھی معطر کی ہے اور یہ بہت جلدی محبت اہل بیت ؑ میں خون سے رنگین ہو جائے گی، جناب ام سلمہ نے کہا: تمھیں کس نے خبر دی ہے؟ کہا: میرے مولا و آقا (حضرت علیؑ) نے خبر دی ہے، ام سلمہ نے رو کر کہا: وہ صرف تمھارے ہی سرور و آقا نہیں ہیں بلکہ میرے اور سارے مسلمانوں کے مولا و آقا ہیں، اس کے بعد جناب میثم خدا حافظ کہہ کر باہر گئے (۳) اس وقت ابن عباس کو دیکھا اور جو علم تفسیر حضرت علی – سے سیکھا تھا انھیں تعلیم کیا اور اپنی شہادت کی خبر دی۔(۴)

گرفتاری

جناب میثم عمرہ (یا حج) کے اعمال انجام دے کر کوفہ واپس آئے، لیکن کوفہ کے دروازہ پر پہنچنے سے پہلے انھیں گرفتار کر کے کوفہ کے حاکم عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا، جب جناب میثم عبید اللہ کے پاس پہنچے تو کسی نے کہا: یہ ابوتراب کے نزدیک زیادہ مقرب و زیادہ برگزیدہ شخص تھے، عبید اللہ نے کہا: وائے ہو تجھ پر، صرف یہی عجمی علیؑ کے نزدیک اس طرح کا تقرب حاصل کر سکا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، عبید اللہ نے پوچھا: این ربک؛ تمھارا پروردگار کہاں ہے؟ جناب میثم نے فوراً

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۹۲؛ ارشاد مفیدؒ، ج ۱، ص ۳۲۴؛ رجال کشی، ص ۸۴، ح ۱۳۹۔

۲۔ رجال کشی میں ہے کہ ام سلمہ نے کہا: ''حسین بن علی – تمھارا بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں''

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۹۲؛ ارشاد مفیدؒ، ج ۱، ص ۳۲۴؛ رجال کشی، ص ۸۱، ح ۱۳۶۔

۴۔ رجال کشی، ص ۸۰، ح ۱۳۶؛ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۳۴۴۔

کہا: میرا پروردگار ظلم وستم کرنے والوں کی کمین گاہ میں ہے اور تم ان میں سے ایک ہو، اس گفتگو کے بعد عبید اللہ کو بہت زیادہ غصہ آیا اور اس کے حکم سے جناب میثم کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا، جناب مختار ثقفی بھی انہی کے ساتھ قید کر دیئے گئے، جناب میثم نے قید خانہ کے ایک گوشہ میں جناب مختار کو کچھ حقائق کی تعلیم دی اور ان سے کہا: تم بہت جلدی اس قید خانہ سے آزاد ہو جاؤ گے اور امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے قیام کرو گے اور جس ظلم وستمگر کے قید خانہ میں ہم ہیں اسے قتل کرو گے۔

یہ غیبی خبر جناب میثم نے جناب مختار کو دی، لیکن زیادہ وقت نہیں ہوا تھا کہ ابن زیاد نے جناب مختار کو قتل کرنے کے لئے طلب کیا، اچانک ایک قاصد(۱) یزید بن معاویہ کی طرف سے خط لے کر پہنچا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ مختار کو آزاد کر دیا جائے(۲) پس اس طرح زیادہ وقت نہیں ہوا تھا جناب میثم کی مختار کے بارے میں غیبی خبر متحقق ہوگئی۔

جناب میثم کو سولی

حضرت علیؑ کے خبر دینے کے مطابق جناب میثم کو کوفہ میں امام حسینؑ کے کربلا پہنچنے سے پہلے ابن زیاد کے حکم سے اسی کھجور کے درخت پر سولی دی گئی اور جناب میثم نے بالائے دار سے حضرت علیؑ کے فضائل ومناقب اور بنی امیہ کی پستی بیان کی۔

کچھ کھجور بیچنے والوں نے رات کی تاریکی میں آپ کے جسد کو دور لے جا کر مخفیانہ دفن کر دیا جو آج تک شیعوں کی کوفہ میں زیارت گاہ ہے، جناب میثم کی شہادت امام حسینؑ کی عراق پہنچنے سے دس دن پہلے یعنی آخری ذی الحجہ ۶۰ھ میں ہوئی۔(۳)

۹۹۷۔ میسرہ بن مسیّب

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے حضرت علیؑ کو اپنا وصی قرار دیا۔(۴)

۹۹۸۔ میسرہ بن یعقوب طھوی

۱۔عبد اللہ عمر نے اپنی زوجہ جناب مختار کی بہن کی شفارش سے یزید کے پاس جا کر ان کی شفاعت کی اور پھر یزید نے ایک قاصد کو جناب مختار کی آزادی کے لئے کوفہ روانہ کر دیا۔

۲۔مورخین کے نقل کرنے کے مطابق جناب مختار امام حسین -کی شہادت کے بعد تک قید خانہ میں رہے۔۔۔۔

۳۔شرح ابن ابی الحدید، ج ۲،ص ۲۹۳؛ ارشاد مفیدؒ، ج ۱،ص ۳۲۵؛ بحار الانوار، ج ۴۱،ص ۳۴۵؛ رجال کشی،ص ۸۱، ح ۱۳۶؛ منتہی الاعمال (عربی)، ج ۱، ص ۴۱۴۔

۴۔شرح ابن ابی الحدید (جلد مافوق)،ص ۵۹؛ رجال برقی،ص ۷۔

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں(۱) ابن حجر نے آپ کا اہل کوفہ میں شمار کیا اور کہا کہ آپ حضرت علیؑ کے پرچم دار تھے اور کہتے ہیں کہ: آپ نے حضرت علیؑ وعثمان وامام حسنؑ وغیرہ سے روایت نقل کی ہے۔(۲)

۹۹۹۔ میسرہ

شیخ طوسیؒ رقمطراز ہیں: آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۳) اور جنگ نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا نیز امام علی - سے حدیث نقل کی ہے۔(۴)

۱۰۰۰۔ میمون بن مهران

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، برقی بیان کرتے ہیں کہ آپ حضرت علیؑ کے بزرگ صحابہ کرام اور طائفہ ''مضر'' سے تھے۔(۵)

۱۔اصحاب امام امیر المومنین -ج۲،ص۲۶۱۔

۲۔تہذیب التہذیب،ج۸،ص۴۴۲۔

۳۔رجال طوسیؒ،ص۵۸؛تنقیح المقال،ج۳،ص۲۶۵۔

۴۔تہذیب التہذیب،ج۸،ص۴۴۳۔

۵۔رجال طوسیؒ،ص۵۸؛رجال برقی،ص۴۔

”ن“

۱۰۰۱۔نابغہ جعدی (قیس بن عبداللہ جعدی)

آپ مشہور شاعر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے طولانی عمر پائی اور آپ حضرت علی کے شیعہ تھے اور جنگ صفین میں آپ نے امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا۔

بعض مورخین نقل کرتے ہیں کہ: آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بالبداہۃ دوسو(۲۰۰) اشعار پڑھے اور سب حرف ”راء“ پر ختم ہوئے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے اشعار سے تعجب ہوا اور آنحضرتؐ نے آپ کے حق میں دعا۔(۱)

نابغہ کوفہ میں مقیم ہوئے اور ہمیشہ حضرت علیؑ کی امامت کے معتقد رہے اور اس سلسلہ میں اشعار بھی کہے، حضرت علیؑ کے خلافت (ظاہری) پر پہنچنے کے بعد آنجنابؑ کی بیعت کی اور صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔

آپ نے میدان جنگ اور زہد وتقویٰ میں زندگی بسر کی اور ہمیشہ نماز وتلاوت قرآن مجید میں مشغول رہے اور عبداللہ بن زبیر کی حکومت میں آپ کا طولانی عمر میں انتقال ہوا۔(۲)

۱۰۰۲۔ناجیہ بن کعب خزاعی

آپ تابعین اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، نیز ثقہ تھے اور آپ نے حضرت علیؑ وابن مسعود اور عمار یاسر سے احادیث نقل کی ہیں۔(۳)

۱۰۰۳۔ناعم بن اجیل ہمدانی (ابوعبداللہ)

۱۔سفینۃ البحار، ج ۲ ب ن، ص ۵۶۹؛ امالی، ج ۶، ص ۲۶۔

۲۔اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲؛ اعیان الشیعہ، ج ۸، ص ۲۵۔

۳۔تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۴۵۸۔

آپ قابل اعتماد فقیہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصر میں صحابی تھے(۱) آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار پائے اور آنجنابؑ و دیگر اصحاب سے احادیث نقل کیں۔(۲) چوں کہ زمانہ جاہلیت میں اسیر ہوئے اور ام سلمہ نے آپ کو آزاد کیا لہٰذا غلام ام سلمہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔(۳)

۱۰۰۴۔نافع بن اسود تمیمی (ابو محمد اسیدی)

آپ حضرت علیؑ کے عقیدت مند شاعر تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور اس جنگ میں اشعار کہے۔۔۔(۴)

۱۰۰۵۔نافع بن جبیر بن مطعم (ابو محمد)

آپ بزرگ تابعین اور نیک ثقہ لوگوں میں سے تھے، آپ کبھی کبھی پیادہ حج کو جاتے تھے، آپ نے اصحاب و تابعین اور منجملہ حضرت علیؑ و عباس و زید اور۔۔۔سے حدیث نقل کی ہیں۔(۵)

۱۰۰۶۔نافع بن عتبہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت علیؑ کے صحابی و چاہنے والوں میں سے تھے۔(۶)

۱۰۰۷۔نافع بن عجیرہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثقہ اصحاب اور حدیث نقل کرنے والوں میں سے ہیں کہ آپ نے حضرت علی -اور اپنے والد و چچا سے احادیث نقل کی ہیں(۷) اور یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے کہ اس کے آخر میں ہے کہ

۱۔اسد الغابہ، ج۵،ص۷؛الاصابہ، ج۶،ص ۴۰۳۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج۸،ص ۲۶۴۔

۳۔اسد الغابہ، ج۵،ص۷؛الاصابہ، ج۶،ص ۴۰۳۔

۴۔وقعہ صفین، ص ۵۳۳۔

۵۔تہذیب التہذیب، ج۸،ص ۴۶۵۔

۶۔اسد الغابہ، ج۵،ص۱۰؛رجال طوسی،ص۶۰؛تنقیح المقال، ج۳،ص ۲۶۶۔

۷۔اسد الغابہ، ج۵،ص۱۰۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: علیّ صفیی و امینی؛ علیؑ میرے برگزیدہ اور امین ہیں۔(۱)

۱۰۰۸۔ نجاشی شاعر (قیس بن عمرو بن مالک)

آپ شاعر و فاضل اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے(۲) آپ نے کوفہ میں مقیم ہو کر حضرت علی -کی بیعت کی اور جنگ جمل و صفین میں اشعار کے ذریعہ امامؑ کا ساتھ دیا اور حکمیت کے موقع پر بھی آپ نے اشعار کہے۔ لیکن ماہ رمضان میں شراب پینے کے مرتکب ہوئے جس کی بنا پر امامؑ نے آپ پر حد جاری کی اور پھر آپ ناراض ہو کر شام چلے گئے اور معاویہ سے ملحق ہو گئے۔(۳)

البتہ کبھی بھی حضرت علیؑ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندوں سے بیزار نہیں ہوئے اور ہمیشہ ولایت پر ثابت قدم رہے، چنانچہ جب معاویہ کے حکم سے امام حسنؑ کو ان کی زوجہ (جعدہ) نے زہر دیا تو آپ نے امام حسنؑ کی شان میں مرثیہ کہا۔(۴)

۱۰۰۹۔ نجی بن سلمہ حضرمی کوفی

آپ حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے امامؑ سے حدیث نقل کی ہے، آپ کے دس فرزند تھے جن میں سے سات فرزندوں نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۵)

۱۰۱۰۔ نذیر ضبی (ابوایاس)

آپ شیعہ اور حضرت علیؑ سے حدیث نقل کرنے والوں میں سے تھے۔(۶)

۱۰۱۱۔ نزال بن سیرہ ہلالی

آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ حیات درک کیا مگر دیدار کا شرف حاصل نہیں کر سکے لہٰذا آپ کا بزرگ تابعین

۱۔ الاصابہ، ج ۶، ص ۴۱۰۔

۲۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۰۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۸۸؛ اعلام زرکلی، ج ۵، ص ۲۰۷۔

۴۔ اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج ۲، ص ۴۸۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۴۸۵۔

۶۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۴۸۶

میں شمار ہوتا ہے (۱) البتہ بعض نے کہا ہے کہ آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے امامؑ اور ابن مسعود و دیگر صحابہ سے احادیث نقل کی ہیں۔(۲)

۱۰۱۲۔ نشار بن ملک جھنی

شیخ طوسیؒ کہتے ہیں: آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۳)

۱۰۱۳۔ نضر بن حارث ضبی

آپ شاعر، شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے بسر بن ارطات (جو نزدیک تھا کہ مالک کی تلوار سے شہید ہو جائے) کے بارے میں شعر کہا اور آپ کا نام جنگ صفین کے شہداء میں ذکر ہے۔(۴)

۱۰۱۴۔ نضر بن حماد بن عجلان انصاری

آپ حضرت علیؑ کے صحابی اور شاعر تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور قصیدہ کہا۔۔۔۔(۵)

۱۰۱۵۔ نضر بن عجلان انصاری

آپ شاعر، جنگجو سپاہی اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور شعر کہا۔(۶)

۱۰۱۶۔ نضرۂ ازدیہ

آپ حضرت علیؑ کے صحابی تھے اور آپ نے یہ حدیث امامؑ سے نقل کی ہے کہ فرمایا: ''**مارمدت عینی مذ تفل رسول اللّٰہ (ص) فی عینی**؛ جب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھ میں لعاب دہن لگایا ہے کبھی میری آنکھ میں درد نہیں ہوا''۔(۷)

۱۔ اسد الغابہ، ج۵، ص۱۰؛ الاصابہ، ج۶، ص۴۲۵ و۴۹۴؛ تہذیب التہذیب، ج۸، ص۲۸۷۔

۲۔ اسد الغابہ، ج۵، ص۱۰

۳۔ رجال طوسیؒ، ص۶۰۔

۴۔ وقعہ صفین، ص۴۶۲۔

۵۔ وقعہ صفین، ص۳۶۵۔

۶۔ وقعہ صفین، ص۳۶۵؛ شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص۱۴۹؛ اعیان الشیعہ، ج۱۰، ص۲۲۱۔

۷۔ رجال طوسیؒ، ص۶۶۔

۱۰۱۷۔ نضلہ بن عبید اللہ (ابوبرزہ سلمی)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہیں، ابن حجر عسقلانی وابن اثیر اور دیگر مورخین نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فتح مکہ وفتح خیبر وجنگ حنین اور دیگر جنگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رکاب میں شرکت کی اور اس کے بعد حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ صفین ونہروان میں جنگ کی، اس کے بعد فتح خراسان میں شرکت کی اور اسی جگہ وفات ہوگئی۔(۱)

یزید بن معاویہ پر اعتراض

جب اسیران آل محمدؐ کو دربار یزید میں لایا گیا تو آپ حاضر تھے، یزید نے امام حسینؑ کے لبوں پر لکڑی مارنا شروع کی تو آپ نے کہا: اے یزید! لکڑی کو ہٹالے میں نے خود دیکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لبوں کا بوسہ لیتے تھے۔۔۔۔(۲)

فضیلت علی علیہ السلام میں حدیث

انس بن مالک نقل کرتے ہیں: ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کہا کہ ابوبرزہ کو آنحضرتؐ کے پاس لاؤں، جب ابوبرزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تو آنحضرتؐ نے ان سے یہ حدیث بیان کی جو میں نے بھی سنی، آنحضرتؐ نے فرمایا: ''یاابابرزہ! انّ رب العالمین عهد الی عهداً فی علی بن ابی طالب، فقال: انه رأية الهدی ومنار الایمان وامام اولیائی ونور جمیع من اطاعنی؛ اے ابوبرزہ! خداوند عالم نے علیؑ کے سلسلہ میں مجھ سے عہد لیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم وپرچم، ایمان کا منارہ، میرے اولیائ کے امام اور میری اطاعت کرنے والوں کا نور ہیں'' اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یاابابرزہ! علی بن ابی طالب امینی غداً فی القیامة وصاحب رأیتی فی القیامة علیٰ مفاتیح خزائن رحمة ربی؛ اے ابوبرزہ! علی کل قیامت میں میرے امین، میرے پرچمدار اور میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کی چابی ان کے ہاتھ میں ہوگی''۔(۳)

۱۰۱۸۔ نعمان بن جبیر یشکری

۱۔ اسد الغابہ، ج۵، ص۱۹ و ۱۴۶؛ الاصابہ، ج۶، ص۴۳۳؛ تہذیب التہذیب، ج۸، ص۵۱۳۔

۲۔ اسد الغابہ، ج۵، ص۲۰۔

۳۔ حلیۃ الالیا، ج۱، ص۶۶۔

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۱)

۱۰۱۹۔ نعمان بن صهبان بصری

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، حضرت علیؑ نے جنگ جمل میں آپ کا گھر جائے امن قرار دیا اور فرمایا:
''جو بھی نعمان کے گھر میں داخل ہوگا امان میں ہے''۔(۲)

۱۰۲۰۔ نعمان بن عجلان زرقی انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور طائفہ بنی زریق سے تھے، آپ نے جناب حمزہ کی شہادت کے بعد ان کی زوجہ سے شادی کی، آپ شاعر اور اپنے قبیلہ میں خاص احترام کے حامل تھے۔

آپ حضرت علیؑ کے زمانہ خلافت میں امامؑ کے شیعوں میں قرار پائے اور جنگ صفین میں شرکت کی البتہ بعد میں مال دنیا کا شکار ہو کر معاویہ سے ملحق ہو گئے۔

۱۰۲۱۔ نعمان بن قتادہ بن ربعی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز اضافہ کیا ہے کہ آپ امامؑ کی طرف سے مکہ کے والی تھے۔(۳)

البتہ بعض سیرت نگاروں نے کہا ہے: شیخ طوسیؒ نے جو نقل کیا ہے اشتباہ ہے یا ان کی مراد ابوقتادہ انصاری تھی۔۔۔۔
بہر حال کتب رجال میں اس نام (نعمان بن قتادہ ربعی) کا کوئی آدمی نہیں ملتا۔(۴)

۱۰۲۲۔ نعمان بن قیس مرزبان

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ نہروان میں امامؑ کا پرچم اٹھایا اور امامؑ نے آپ کے حق میں دعا کی۔(۵)

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۷۔
۲۔ وقعہ صفین، ص ۶۰؛ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۶۔
۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۰؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۷۳۔
۴۔ سیمائے کارگزاران علی بن ابی طالبؑ، ج ۱، ص ۱۰۵۔
۵۔ اصحاب امام امیر المومنین -، ج ۲، ص ۵۵۷۔

۱۰۲۳۔نعیم بن دجاجہ اسدی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۱۰۲۴۔نعیم بن صہیب بن علیّہ بجلی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی ہیں، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہو گئے، آپ کے چچازاد بھائی نے جو کہ شامی لشکر میں شامل تھا، معاویہ کی مرضی کے برخلاف آپ کا جنازہ دفن کر دیا۔(۲)

۱۰۲۵۔نعیم بن ہبیرہ بن شبل

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ کے بھائی مصقلہ بن ہبیرہ نے آپ کو خط لکھ کر معاویہ کی طرف دعوت دی اور ایک جگہ کے والی بننے کا لالچ بھی دیا مگر آپ نے قبول نہیں کیا اور اس کی مذمت میں اشعار کہہ کر خط کے ساتھ شام بھیج دیئے۔۔۔آپ کا انتقال ۶۴ھ میں محبت اہل بیتؑ پر ہوا۔(۳)

۱۰۲۶۔نمران بن ابی نمران ہمدانی

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ جمل میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

۱۰۲۷۔نمیلۂ ہمدانی

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ کی کنیت ابو ماریہ تھی(۴) نیز منقول ہے کہ آپ یمن کے رہنے والے تھے۔(۵)

۱۰۲۸۔نوح بن حارث مخزومی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نیز رقمطراز ہیں کہ: حضرت علی - نے کوفہ روانگی کے

۱۔رجال طوسیؒ، ص ۶۰۔

۲۔وقعہ صفین، ص ۲۵۹؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۶۔

۳۔تاریخ طبری، ج ۶، ص ۲۴۔

۴۔رجال طوسیؒ، ص ۶۱۔

۵۔رجال برقی، ص ۷۔

وقت مہاجرین کا پرچم آپ کے سپرد کیا۔(۱)

۱۰۲۹۔نوف بن فضالہ بکالی (ابوزید)

آپ عابد اور نیک وصالح، اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین افراد سے اور دمشق کی مسجد کے پیش نماز تھے، آپ کوفہ میں آکر مقیم ہوئے، آپ حضرت علیؑ کے خاص شیعوں اور آنجنابؑ سے روایت نقل کرنے والوں میں سے ہیں۔(۲)

شیخ صدوقؒ اپنی سند کے ساتھ نوف بکالی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے مسجد کوفہ میں امامؑ کی خدمت میں پہنچ کر سلام کیا، جواب سلام کے بعد میں نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! مجھے وعظ ونصیحت کیجئے؟ امامؑ نے فرمایا: ''یانوف! احسن یحسن الیک؛ اے نوف نیکی کرو تا کہ تمھارے ساتھ نیک کی جائے'' میں نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! اور نصیحت کیجئے؟ فرمایا: ''یانوف! ارحم ترحم؛ اے نوف! رحم ومہربانی کروتا کہ تم پر رحم ومہربانی کی جائے'' میں نے عرض کی: اور نصیحت فرمایئے، فرمایا: ''قل خیرا تذکر بخیر؛ نیک بات کہوتا کہ نیکی کے ساتھ یاد کئے جاؤ'' میں نے عرض کی: کچھ اور نصیحت فرمائیں، فرمایا: ''اجتنب الغیبة فانها ادام کلاب النار؛ غیبت سے پرہیز کرو کہ جہنم کے کتوں کی خوراک ہے'' اس کے بعد فرمایا: ''اے نوف جھوٹا ہے وہ شخص جو گمان کرتا ہے کہ حلال زادہ ہے اور غیبت کے ذریعہ لوگوں کا گوشت کھاتا ہے، جھوٹا ہے وہ شخص جو گمان کرتا ہے کہ حلال زادہ ہے اور میرا و میرے بعد والے اماموں کا دشمن ہے، جھوٹا ہے وہ شخص جو گمان کرتا ہے کہ حلال زادہ ہے اور زنا کو دوست رکھتا ہے، جھوٹا ہے وہ شخص جو گمان کرتا ہے کہ خدا کی معرفت رکھتا ہے اور رات دن خدا کی نافرمانی کرنے کی جرأت کرتا ہے، اے نوف! میری بات قبول کرو اور۔۔۔رحم وکرم کروتا کہ خدا تمھاری عمر طولانی کرے، خوش اخلاق رہوتا کہ خدا تمھارا حساب آسان کرے، اے نوف! اگر قیامت میں میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو ظلم وستمگروں کی مدد نہ کرو، اے نوف! جو بھی ہمیں دوست رکھے گا قیامت میں ہمارے ساتھ ہوگا، اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے گا تو قیامت میں اس کے ساتھ محشور ہوگا، اے نوف! خبردار لوگوں کو جلوہ دینے کے لئے خود کو زینت نہ دینا، یا کھل کر خدا کی نافرمانی نہ کرنا کہ (اگر ایسا کروگے تو) خدا جس دن اس سے ملاقات کروگے تمھیں رسوا کرے گا، اے نوف! جو کچھ کہا ہے اسے یاد رکھو (اور اس پر عمل کرو) تا کہ دنیا وآخرت کے خیر سے بہرہ مند ہوسکو''۔(۳)

۱۔رجال طوسیؒ،ص ۶۵؛ تنقیح المقال، ج ۳،ص ۲۷۵۔

۲۔سفینۃ البحار، ج ۱۰،ص ۹۴۔

۳۔امالی صدوقؒ، مجلس ۷۳،ص ۹؛ تنقیح المقال، ج ۳،ص ۲۷۶؛ معجم رجال الحدیث، ج ۱۹،ص ۱۸۵۔

۱۰۳۰۔نوفل بن عبید اللہ بن مکنون

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۱۰۳۱۔نوفل بن فروہ اشجعی

یہ شخص حضرت علیؑ کا صحابی تھا لیکن بعد میں شیعہ مذہب سے نکل گیا(اورخوارج یا منافقین میں شامل ہوگیا)اور لعن ونفرین کا مستحق قرار پایا۔(۲)

۱۰۳۲۔نہشل بن حری بن ضمرہ تمیمی

آپ شاعر اور حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ تھے اور جنگ جمل وصفین اور نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا اور معاویہ بن ابوسفیان کے دورحکومت میں آپ کا انتقال ہوا۔(۳)

۱۔تہذیب التہذیب،ج۸،ص۶۰۔

۲۔تہذیب التہذیب،ج۸،ص۶۰۔

۳۔الاصابہ،ج۶،ص۵۰۱؛وقعہ صفین،ص۲۶۶؛شرح ابن ابی الحدید،ج۵،ص۲۵۔

"و"

۱۰۳۳۔وائل بن حجر حضرمی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے(۱)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کوفہ آ کر رہنے لگے اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں قرار پائے اور جنگ صفین میں قبیلہ حضر موت کے پرچمدار تھے اور اہل شام کے خلاف جنگ کی۔(۲)

۱۰۳۴۔واصل بن ربیعہ شیبانی

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۳)

۱۰۳۵۔وداعہ بن ابی زید انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار واصحاب میں سے تھے، آپ نے اپنے بھائی بشیر بن ابی زید کے ہمراہ جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور آپ کے والد ابوزید جنگ احد میں شہید ہوئے تھے(۴)

۱۰۳۶۔ورقاء بن سمّی بجلی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ اور جنگ صفین میں امامؑ کی فوج کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ نے امامؑ کا ساتھ دیا اور حکمیت کے عہد و پیمان کے گواہ تھے۔

۱۰۳۷۔وضاح بن ادھم سکسکی

۱۔اسد الغابہ، ج۵،ص۸۱؛ رجال طوسیؒ،ص۳۱۔

۲۔تاریخ بغداد، ج۱،ص۱۹۷؛ اعیان الشیعہ، ج۱۰،ص۲۷۳۔

۳۔وقعہ صفین،ص۵۵۶۔

۴۔اسد الغابہ، ج۵،ص۸۵۔

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۱)

۱۰۳۸۔ ولید بن جابر طائی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعر وسخن گو اصحاب میں سے تھے، آپ قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کے اصحاب میں شامل ہوئے اور جنگ صفین میں شرکت کی، اس جنگ میں آپ نام آور بہادر افراد میں سے تھے اور آپ نے ''لیلۃ الہریر'' میں معاویہ کے سپاہیوں کے دلوں میں لرزہ پیدا کر دیا تھا۔(۲)

معاویہ کا دربار

معاویہ کی حکومت مستقر ہونے کے بعد ولید کچھ لوگوں کے ساتھ معاویہ کے دربار میں گئے، جب آپ نے اپنا تعارف کرایا تو معاویہ نے کہا: تم وہی ''لیلۃ الہریر'' کے آدمی ہو؟ کہا: ہاں، معاویہ نے کہا:

خدا کی قسم تم نے اس شب جو رجز پڑھا تھا اس کی آواز ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے، اس دن تمھاری آواز ساری آوازوں سے بھاری و بلند تھی تم اس دن کہہ رہے تھے:

شدوا فداء لکم امی وابی فانما الامر غداً لمن غلب

کمروں کو باندھ لو میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں کل وہی فاتح و کامیاب ہے جو غالب رہے گا۔

ولید نے کہا: میں نے رجز پڑھا تھا۔

معاویہ نے کہا: تم نے یہ رجز کیوں پڑھا تھا؟ ولید نے جواب دیا: کیوں کہ اس وقت ہم ایسے شخص کی خدمت میں تھے جس میں خلافت وفضیلت اور تقدم کی موجب ہر صفت جمع تھیں۔۔۔، معاویہ آپ کی باتیں تحمل نہ کر سکا لہٰذا آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا کہ عفیر بن سیف بن ذی یزن بیچ میں آ گئے اور ان کی سفارش سے آپ کو حتمی قتل سے نجات ملی اور عراق بھیج دیئے گئے۔(۳)

۱۰۳۹۔ وھب بن ابی وھب

۱۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۵۵۶؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۱۲۹۔

۳۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۱۲۹؛ اختصار کے ساتھ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۲۷۹۔

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۱۰۴۰۔وھب بن اجدع بن راشد

ابن حجر کہتے ہیں کہ آپ ثقہ تابعین میں سے تھے اور آپ نے حضرت علیؑ وعمرو بن خطاب سے احادیث نقل کی ہیں(۲)
شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۳)

۱۰۴۱۔وھب بن عبداللّٰہ سُوائی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور حضرت علیؑ کے مقرب شیعوں میں سے تھے(۴) آپ حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانہ میں بیت المال کے خزانہ دار اور پلیس آفیسر تھے اور آپ نے جنگ جمل وصفین اور نہروان میں شرکت کی اور ۷۲ھ میں دار فانی کو ترک کیا۔(۵)

۱۰۴۲۔وھب بن عدی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۶)

۱۰۴۳۔وھب بن کریب

آپ قبیلہ ہمدان کے اشراف میں سے تھے، آپ جنگ صفین میں اہل ہمدان کے پرچم دار تھے، آپ نے صفین میں اہل ہمدان کے گیارہ پرچم داروں کے شہید ہونے کے بعد پرچم اٹھایا اور آگے بڑھنا چاہتے تھے کہ کسی کی آواز سنائی دی، آپ کی قوم کے اشراف اس پرچم کے اطراف میں شہید ہو چکے ہیں پس تم خود اور اپنی قوم کو قتل ہونے سے بچاؤ، آپ اس آواز کو سن کر واپس ہوئے، جناب مالک اشتر سے ملاقات ہوئی کہ انھوں نے کہا: اب میرے ساتھ آؤ میں تمھارے ساتھ قسم کھاتا اور عہد و پیمان باندھتا ہوں کہ ہرگز واپس نہیں ہونگے جب تک کامیاب نہ ہوجائیں یا قتل ہوجائیں گے۔

۱۔رجال طوسیؒ،ص۶۱۔

۲۔تہذیب التہذیب،ج۹،ص۱۷۵۔

۳۔رجال طوسیؒ،ص۶۱۔

۴۔رجال طوسیؒ،ص۳۱۔

۵۔اسد الغابہ،ج۵،ص۱۵۷۔

۶۔رجال طوسیؒ،ص۶۱؛ تنقیح المقال،ج۳،ص۲۸۱۔

پس وہب اور ان کے ساتھیوں نے جناب مالک اشتر کے ساتھ عہد کیا اور ان کی فرمانروائی میں جنگ کی اور فتح وکامیابی کے قریب پہنچ گئے۔(۱)

۱۰۴۴۔وھب بن خثعمی

آپ کوفہ کے قبیلہ خثعم اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے،آپ نے صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور ایک شامی کو ہلاک کیا۔

نصر بن مزاحم نقل کرتے ہیں: جنگ صفین میں ایک دن شام کے قبیلہ خثعم کے لوگوں نے عراق کے قبیلہ خثعم کے لوگوں سے میدان جنگ ترک کرنے کے لئے کہا،مگر انھوں نے قبول نہیں کیا،اس وقت شام کے قبیلہ خثعم کا ایک آدمی باہر آیا اور اس نے میدان اپنے سپاہیوں سے اعتراض کے طور پر کہا:تم نے ترک جنگ کی پیش کش کی مگر انھوں نے قبول نہیں کیا،اب میں ان سے جنگ کے لئے آمادہ ہوں، پھر اس نے میدان میں جا کر کہا: اے عراق کے لوگو!ایک کے مقابلہ میں ایک، پس ایک میرے مقابلہ میں آئے،اس وقت کوفہ کے قبیلہ خثعم سے وہب بن مسعود اس کے مقابلہ میں گئے اور ایک ہی حملہ میں اسے ہلاک کر دیا اور پھر دونوں گروہ کے درمیان جنگ ہوئی۔۔۔۔(۲)

۱۔تاریخ طبری،ج۵،ص۲۱؛وقعۃ صفین،ص۲۵۲۔

۲۔وقعۃ صفین،ص۲۵۷۔

"ہ"

۱۰۴۵۔ ھارون بن سعد کوفی

آپ شیعہ اور حضرت علیؑ کی فوج کے پرچم دار تھے اور آپ نے امامؑ سے حدیث نقل کی ہے۔(۱)

۱۰۴۶۔ ھاشم بن عتبہ (ھاشم مرقال)

آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور ''مرقال'' و''اعور'' کے لقب سے مشہور تھے، آپ شجاع و بہادر، نیک کردار اور برگزیدہ اصحاب میں سے تھے اور ان دس افراد میں سے ایک ہیں جنھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔(۲)

آپ نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا اور بہت سی اسلامی جنگوں میں شرکت کی، عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانہ میں فتح یرموک و مدائن میں شرکت کی اور آپ جنگ جلولا اور اس کی فتح میں سپاہ اسلام کے فرمان روا تھے اور اس فتح کی اہمیت کے لحاظ سے آپ کو ''فتح الفتوح'' کہتے تھے۔(۳)

حضرت علی علیہ السلام سے عقیدت

آپ ان پانچ قریشی افراد میں سے ہیں جو حضرت علیؑ کے مخلص عقیدت مند تھے(۴) آپ نے ہر طرح سے حضرت علیؑ کی ولایت سے دفاع کیا اور امامؑ کی رکاب میں جنگ جمل و صفین میں شجاعانہ جنگ کی اور آپ صفین میں حضرت علیؑ کے پرچم دار تھے۔

شیخ مفید نقل کرتے ہیں: آپ مہاجر اصحاب میں سے ہیں، آپ نے قتل عثمان کے بعد حضرت علی -کی بیعت کی کہ

۱۔تہذیب التہذیب، ج۹ص۷۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶ص۵۵۔

۳۔اسد الغابہ، ج۵ص۴۹؛ الاصابہ، ج۶ص۵۱۶۔

۴۔معجم رجال الحدیث، ج۱۹ص۲۴۵۔

آخری دم تک خلافت وولایت سے دفاع کریں گے۔(۱)

آپ حضرت علیؑ سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ خود امامؑ بھی آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کی شجاعت ودلاوری اوروفاداری پر اعتماد کرتے تھے۔(۲)

جنگ صفین میں آفرین کردار

مورخین کے نقل کرنے کے مطابق جنگ صفین میں حضرت علیؑ نے جناب عمار یاسر کو سوار اور عبداللہ بن عدیل کو پیادہ لشکر پر مقرر کیا اور لشکر کا پرچم جناب ہاشم کے ہاتھ میں دیا۔(۳)

آپ نے جنگ صفین کے دوسرے دن اپنے لشکر کے ساتھ ابوالاعور سلمی کے مقابلہ میں جا کر پورے دن سخت جنگ کی اور شام میں واپس ہوئے۔

زید بن وہب جہنی نقل کرتے ہیں:۔۔۔ایک دن ہاشم نے نرم نیزہ لے کر اس میں پرچم باندھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: اپنے جوتوں کے بند اور کمر کے پٹوں کو مضبوطی سے باندھ لو اور جب میں تین مرتبہ پرچم کو ہلاؤں تو سمجھ لینا کہ میں حملہ کروں گا البتہ کوئی مجھ سے پہلے حملہ نہ کرے۔

اس کے بعد ہاشم نے شام کے متعدد لشکروں کو دیکھا اور عمرو عاص کے لشکر کو انتخاب کر کے اس کی طرف حملہ کیا۔

آپ نے اس جنگ میں شجاعانہ جہاد کیا اور بہت تیزی سے عمرو عاص کے خیمہ کی طرف آگے بڑھے اور ایسی جنگ کی کہ اس دن تک کسی نے ایسی جنگ نہیں دیکھی تھی اور دونوں لشکروں کے بہت زیادہ افراد قتل ہوئے۔(۴)

معاویہ کی بے چینی اور ھاشم کے حملے

راوی کہتا ہے: جنگ کے آخری دنوں میں ایک دن معاویہ نے عمرو عاص سے کہا: آج عراقی فوج کا پرچم ہاشم کے ہاتھ میں ہے اور اس سے پہلے اس نے سخت ترین حملہ کیا تھا اور اگر آج اس نے ہوشیاری سے حملہ کیا تو اہل شام کے لئے سخت اور بہت مشکل ودشوار ہو جائے گا۔۔۔۔

۱۔جمل،ص ۱۰۴۔

۲۔نہج البلاغہ،خطبہ،۶۸۔

۳۔وقعہ صفین،ص ۲۰۵؛شرح ابن ابی الحدید،ج ۴،ص ۲۶۔

۴۔وقعہ صفین،ص ۳۲۶۔۳۲۸؛شرح ابن ابی الحدید،ج ۸،ص ۱۱۔

ادھر جناب عمار نے جناب ہاشم کو تشویق کی یہاں تک کہ انھوں نے حملہ کا آغاز کر دیا، معاویہ نے اپنی فوج کے شجاع ترین سپاہیوں کو (چن کر) جن میں عبداللہ بن عمرو عاص بھی تھا ان کے مقابلہ میں بھیجا، اس دن جناب ہاشم کے پاس دو تلواریں تھیں، ایک حمائل کئے تھے اور ایک سے جنگ کر رہے تھے اور آپ نے جنگی سیاست اور تدبیر وہوشیاری سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ عبداللہ بن عمرو عاص اور اس کے لشکر کو کچھ ہی دیر میں اپنے محاصرہ میں لے لیا اور کچھ نہیں بچا تھا کہ عبداللہ ہلاک ہو جائے کہ یہ منظر دیکھ کر عمرو عاص بے چین ہو گیا اور اس نے چیخ کر کہا: اے خدا! اے رحمن، میرا فرزند، میرا فرزند۔

معاویہ نے عمرو عاص کو بے چین دیکھ کر تسلی دی اور پھر معاویہ کے خاص لشکر کی کوشش سے عبداللہ محاصرہ سے نجات پا گیا اور پھر صحیح وسالم معرکہ سے فرار کر گیا اور پھر اس کے ساتھی بھی البتہ اس معرکہ میں جناب ہاشم زخمی ہو گئے تھے۔۔۔۔(۱)

ایک نوجوان کو ھدایت

جنگ صفین میں ایک دن ایک مسلح نوجوان میدان میں آیا اور جناب ہاشم کے مقابلہ میں رجز پڑھنے لگا۔۔۔ پھر حضرت علی - پر سب وشتم کرنے لگا، آپ نے اسے وعظ ونصیحت کی اور اس کی غلط فہمیوں کو برطرف کیا جس سے وہ متاثر ہو کر بغیر جنگ کے واپس ہو گیا۔ البتہ اس ہدایت کے بعد حضرت علی - سے ملحق ہوا یا نہیں تاریخ میں اس بارے میں کچھ نہیں ملتا۔

شھادت

جناب ہاشم نے اس فریب خوردہ جوان کو نصیحت وہدایت کرنے کے بعد جنگ کا آغاز کیا اور بہت سے افراد کو ہلاک کیا او خود کو شامی فوج کے ایک گروہ ''تنوخ'' تک پہنچا دیا اور نو یا دس افراد کو ہلاک کیا، پھر حارث بن منذر تنوخی لشکر سے باہر آیا اور جناب ہاشم پر حملہ کیا اور اس طرح مجروح کیا کہ پھر آپ میں جنگ کرنے کی طاقت نہ رہی اور زمین پر آ گئے۔۔۔ اور آپ کی شہادت ہو گئی۔۔۔۔(۲)

آخری پیغام

جب آپ شہادت کے قریب تھے تو ایک شخص کا آپ کے قریب سے گزر ہوا، آپ نے اس سے کہا: امیر المومنین - کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ آپ پر خدا کی رحمت وبرکت ہو، میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں راتوں رات اپنے کشتوں کو میدان

۱وقعہ صفین، ص ۳۴۰۔ ۳۲۸؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۸، ص ۲۳۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۳۵۳۔

سے ہٹادینا کیوں کہ کل اسے کامیابی حاصل ہوگی جس کے مقتول میدان سے ہٹادیئے جائیں گے اور دیکھنے والوں کے سامنے نہیں ہوں گے تاکہ ان کے حوصلہ پست نہ ہوں۔

اس شخص نے جناب ہاشم کا پیغام امامؑ تک پہنچایا، امامؑ نے ان کے مشورہ و پیغام کو بہتر سمجھا اور مقتولوں کو ہٹادیا اور دوسرے دن صبح کے وقت اہل شام سے دوبارہ جنگ شروع کی اور اسی طرح ہوا جس طرح ہاشم نے پیش گوئی کی تھی۔(۱)

ابن ابی الحدید نقل کرتے ہیں: جب امام علیؑ کو جناب ہاشم کی خبر ملی تو فوراً ان کی طرف بڑھے اور انھیں قارئین قرآن کے لاشوں کے درمیان دیکھ کر نہایت غم زدہ ہوئے اور مرثیہ کے بند پڑھے۔۔۔۔(۲)

۱۰۴۷۔ ھانی بن خطاب ارحبی

آپ شجاع و بہادر و دلیر اور حضرت علیؑ کے صحابی تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور ایک قول کی بنا پر عبیداللہ بن عمر بن خطاب کو ہلاک کیا اور ایک قول یہ ہے کہ عبیداللہ کا قاتل محرز نامی شخص ہے۔(۳) آپ نے جنگ نہروان میں بھی شرکت کی اور خوارج سے جنگ کی۔

۱۰۴۸۔ ھانی بن عروہ بن غضغاض

آپ حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ اور بزرگ تابعین و قابل اعتماد اور کوفہ کے نیک و صالح آدمی تھے، جب کوفہ کے لوگوں نے جناب مسلم بن عقیلؑ کی بیعت کی تو آپ نے انھیں اپنے گھر میں رہنے کے لئے جگہ دی اور ان کی حمایت کی، لیکن زیادہ وقت نہیں ہوا تھا کہ کوفہ کے لوگ جناب مسلمؑ کی حمایت سے بیزار ہو گئے اور عبیداللہ بن زیاد نے جناب مسلمؑ کو شہید کر دیا، جناب مسلمؑ و جناب ہانی کی شہادت ۶۰ھ میں ہوئی۔(۴)

۱۰۴۹۔ ھانی بن نمر حضرمی

آپ حضرت علیؑ کے صحابی (۵) اور شجاع و بہادر تھے، آپ نے قبیلہ حضر موت کے کچھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۸، ص ۳۴۔

۲۔شرح ابن ابی الحدید، ج۸، ص ۳۵۔

۳۔تاریخ طبری، ج۵، ص ۳۶؛ وقعہ صفین، ص ۲۹۸۔

۴۔تاریخ طبری، وقائع ۶۰ و ۶۱، الکامل فی التاریخ

۵۔رجال طوسیؒ، ص ۶۲، ش ۵۔

اہل شام کے ایک گروہ کو ہلاک کیا۔

''محمد بن عتبہ کندی'' نقل کرتے ہیں کہ: ہمارے قبیلہ میں ایک جوان جس کا نام ''ہانی بن نمر'' تھا جو ببر شیر کی طرح جنگ کرتا تھا، جنگ صفین میں ایک دن شامی لشکر سے بہادر جنگجو میدان میں آیا اور جنگ کا مطالبہ کیا، حضرموت میں سے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا، ہانی نے کہا: کیا بات ہے کہ کوئی اسکے مقابلہ میں نہیں جاتا اگر میں بیمار و کمزور نہ ہوتا تو بیشک اس کے مقابلہ میں جاتا آخر کار جب کوئی بھی تیار نہیں ہوا تو آپ اس کے مقابلہ میں گئے، مد مقابل بھی قبیلہ حضرموت سے تھا لہٰذا اس نے کہا: تم واپس چلے جاؤ کیوں کہ تم میرے خاندان سے ہو، میں تمھیں قتل کرنا نہیں چاہتا، لیکن آپ نے کہا: خدا کی قسم! میں خود مرنے کے لئے تیار ہو کر آیا ہوں۔۔۔ پھر دونوں میں جنگ ہوئی لیکن زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ہانی نے اس شامی جنگجو کو ہلاک کردیا، اس وقت شامی لشکر کے کچھ افراد اس کی مدد کیلئے دوڑے، ادھر جناب ہانی کے ساتھی بھی مدد کے لئے دوڑے اور پھر دونوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی اور تقریباً ۲۳/ افراد قتل ہوئے، امامؑ نے یہ حالت دیکھ کر سب گروہوں کو حملہ کا حکم دے دیا اور پھر امامؑ کے ہر گروہ نے اپنے مقابل گروہ پر حملے کئے اور صرف تلواروں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔ آخر کار اس جنگ میں جناب ہانی بن نمر شہید ہو گئے۔(۱)

۱۰۵۰۔ ھانی بن نیار بن عمرو (ابوبردہ)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ اصحاب میں سے تھے، آپ نے عقبہ کے عہد و پیمان و جنگ بدر اور سبھی جنگوں میں شرکت کی اور جناب جابر انصاری اور بعض تابعین نے آپ سے احادیث نقل کی ہیں۔

آپ حضرت علی - کے شیعوں و اصحاب میں شامل تھے(۲) اور جنگ جمل و صفین اور نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا اور آپ کا معاویہ کی حکومت میں ۴۱ یا ۴۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔(۳)

۱۰۵۱۔ ھانی بن ھانی مرادی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور رقمطراز ہیں کہ: ''ابواسحاق'' نے آپ سے روایت نقل

۱۔ وقعہ صفین، ص ۳۹۳۔

۲۔ رجال برقی، ص ۶؛ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۲۶۔

۳۔ الاصابہ، ج ۷، ص ۳۷۔

کی ہے۔(۱)

۱۰۵۲۔ ھانی بن ھانی ھمدانی

برقی نے آپ کا حضرت علیؑ کے یمنی اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

ابن حجر نے آپ کا اہل کوفہ اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں شمار کیا ہے، نیز اضافہ کیا ہے کہ آپ ثقہ تھے اور آپ نے حضرت علی - سے حدیث نقل کی ہے اور آپ سے ابواسحاق نے حدیث نقل کی ہے(۳) احتمال ہے کہ آپ وہی ہانی بن ہانی مرادی ہوں۔

۱۰۵۳۔ ھانی بن ھوذہ نخعی

آپ شجاع و بہادر اور حضرت علیؑ کے قابل اعتماد شیعہ تھے اور جب حضرت علیؑ جنگ نہروان کے لئے روانہ ہونے والے تھے تو امامؑ نے آپ کو کوفہ میں اپنا جانشین مقرر کیا۔

۱۰۵۴۔ ھبیرہ بن شریح ھمدانی

آپ ہمدانی قوم کے روٴسا اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کے میمنہ لشکر کا پرچم اٹھا کر جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۴)

۱۰۵۵۔ ھبیرہ بن نعمان بن قیس

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں شرکت کی اور امامؑ نے آپ کو جنگ صفین کے بعد مدائن کا والی مقرر کیا۔(۵)

۱۰۵۶۔ ھبیرہ بن یریم (ابو حارث)

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۲۔

۲۔ رجال برقی، ص ۷۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۲۶۔

۴۔ وقعہ صفین، ص ۲۵۲؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۱۔

۵۔ الاصابہ، ج ۶، ص ۵۷۰۔

آپ تابعین اور ثقہ راویوں میں سے تھے، آپ کوفہ میں مقیم ہوئے اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں قرار پائے، آپ نے امام علیؑ وطلحہ وابن مسعود اور حضرت امام حسینؑ اور ابن عباس سے حدیث نقل کی ہیں۔(۱)

۱۰۵۷۔ ھجنع بن قیس حارثی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں، آپ نے امامؑ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مشہور حدیث نقل کی ہے جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا: ''ابوذر سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہے''۔(۲)

۱۰۵۸۔ ھذیل بن اشھل تمیمی

آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔(۳)

۱۰۵۹۔ ھرثمہ بن سلیم

آپ شجاع وبہادر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور جب کربلا کا واقعہ پیش آیا تو عبید اللہ بن زیاد کے لشکر میں شامل ہوکر کربلا آئے اور پھر جب جنگ صفین کے موقع پر سرزمین کربلا سے متعلق امام علیؑ کا واقعہ یاد آیا تو امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے اور حضرت علیؑ کی کربلا سے متعلق غیبی خبر بیان کی، امام حسینؑ نے پوچھا: تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے دشمن کے ساتھ ہو؟ کہا: نہ آپ کے ساتھ ہوں اور نہ آپ کے دشمن کے ساتھ ہوں، البتہ میری بیوی وبچہ کوفہ میں ہیں اور ان کی نسبت مجھے ابن زیاد کا ڈر ہے، پس امام حسینؑ نے فرمایا: ''دور چلے جاؤ کیوں کہ جو بھی ہمارے مقتل کو دیکھے گا اور ہماری فریاد کو نہیں پہنچے گا خدا اسے جہنم میں داخل کرے گا''

ہرثمہ کہتے ہیں: میں کربلا سے بہت دور چلا گیا۔۔۔۔(۴)

۱۰۶۰۔ ھرم بن حیان یشکری عبدی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی (۵) اور دنیا کے مشہور آٹھ زاہدوں میں سے ایک ہیں جن میں سے بعض منجملہ ہرم

۱۔تہذیب التہذیب، ج۹ص ۲۸؛ رجال طوسی، ص۱۶؛ رجال برقی، ص۲۶؛ تنقیح المقال، ج۳، ص۲۹۱۔

۲۔الغدیر، ج۸، ص۳۱۳۔

۳۔وقعہ صفین، ص۵۵۷۔

۴۔واقعہ صفین، ص۱۴۰۔

۵۔اسد الغابہ، ج۵، ص۵۷؛ الاصابہ، ج۶ ص ۵۳۳۔

بن حیان، آپ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔

رجال کشی میں ہے: فضل بن شاذان سے آٹھ زاہدوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا: ان میں سے چار یعنی ربیع بن خثیم، ہرم بن حیان، اویس قرنی اور عامر بن عبدقیس حضرت علیؑ کے زاہد و متقی اصحاب میں سے تھے۔(۱)

۱۰۶۱۔ ہرم بن شتیر (شبیر)

آپ شجاع و بہادر اور عراق کے قبیلہ غطفان کے رؤسا اور حضرت علی -کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔۔۔(۲)

۱۰۶۲۔ ھلال بن حارث (ابوالحمراء)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم و آزادشدہ اور حضرت علیؑ کے صحابی و شیعہ تھے۔(۳)

ابن اثیر ہلال بن حارث کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع فجر کے وقت حضرت علی -و حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر کے پاس سے گزرتے تھے اور فرماتے تھے: "السلام علیکم اھل البیت، الصلاۃ الصلاۃ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً} (۴)؛ اے اہل بیت تم پر سلام، نماز کا وقت ہے، نماز کا وقت ہے، خدا کا ارادہ ہے کہ تم سے ہر طرح کی برائی کو دور رکھے اور تمھیں پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے"۔(۵)

۱۰۶۳۔ ھمام بن اغفل ثقفی

آپ شاعر اور حضرت علیؑ کے شیعہ تھے، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور قصیدہ بھی کہا۔۔۔(۶)

۱۔ رجال کشی، ص ۹۷، ح ۱۵۴۔

۲۔ وقعہ صفین، ص ۲۶۰؛ شرح ابن ابی الحدید، ج ۵، ص ۲۰۷۔

۳۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۳؛ تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۸۶؛ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۷۴۔

۴۔ سورۂ احزاب [۳۳]، آیت ۳۳۔

۵۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۷۵۔

۶۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۷۵۔

۱۰۶۴۔ ھمام بن شریح بن یزید

آپ کوفہ کے شیعہ بزرگوں اور حضرت علیؑ کے مخلص اصحاب میں سے تھے، آپ بڑے عبادت گزار اور تارک دنیا تھے، آپ کو حضرت علیؑ سے متقین کی صفات سن کر غش آیا اور اسی وقت دم توڑ دیا۔

۱۰۶۵۔ ھند بن ابی ھالہ (ھند بن عمرو جملی)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور شجاع و فصیح و بلیغ تھے، آپ نے جنگ بدر واحد اور صدر اسلام کی دیگر جنگوں میں شرکت کی۔(۱)

شیخ مفید نقل کرتے ہیں: آپ نے قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آخری دم تک حضرت علیؑ کی ولایت وخلافت سے دفاع کریں گے(۲) شیخ طوسیؒ نے بھی آپ کا حضرت علیؑ اصحاب وشیعوں میں شمار کیا ہے۔(۳)

آپ نے جنگ جمل میں شرکت کی، آپ عائشہ کی اونٹنی کو ہلاک کرنا چاہتے تھے کہ شہید ہو گئے۔

۱۰۶۶۔ ھیّاج بن ھیّاج مدنی

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے(۴) آپ حضرت علیؑ کے قابل اعتماد افراد میں سے تھے اور آپ سے فقہ کے سلسلہ میں روایتیں بھی نقل ہوئی ہیں۔

۱۰۶۷۔ ھیثم بن شھاب

آپ حضرت علیؑ کے اصحاب اور ان چار ہزار افراد کے رؤسا میں سے ہیں جو حضرت علیؑ کی جنگ جمل میں مدد کرنے کے لئے کوفہ سے بصرہ آئے۔۔۔۔(۵)

۱۔تہذیب التہذیب، ج۹ص۸۰۔

۲۔الجمل، ص۱۰۹۔

۳۔رجال طوسیؒ، ص۶۱۔

۴۔رجال طوسیؒ، ص۶۱۔

۵۔تاریخ طبری، ج۴، ص۴۸۸۔

''ی''

۱۰۶۸۔یحیی بن ابی کثیر

آپ حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علیؑ کے چاہنے والے تھے اور اوزاعی نے آپ کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے۔(۱)

۱۰۶۹۔یحیی بن جزّار (جزّار) عرنی کوفی

آپ ثقہ تابعین وکوفہ کے نیک وصالح افراد اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔

ابن حجر ابن سعد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ''یحیی'' شیعہ ہونے میں غلو کرتے تھے۔(۲) مؤلف کا نظریہ ہے کہ وہ حضرت علی -کی محبت وشیعیت پر ثابت قدم رہے اور ان کی طرف غلو وافراط کی نسبت دینا صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۷۰۔یحیی بن مطرف عجلی

آپ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

۱۰۷۱۔یحی بن یعمر بصری (ابوسلیمان)

آپ تابعین اور عراق کے متقی وپرہیز گار علماء اور فقہاء میں سے تھے، آپ نے علم نحو کو ابوالاسود دوئلی سے سیکھا اور آپ حضرت علیؑ کے شیعہ وعقیدت مند تھے(۳) حسین بن ولید، ہارون بن موسیٰ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: یحییٰ پہلے شخص ہیں جنھوں نے قرآن میں نقطہ لگایا اور حضرت علیؑ وجناب عمار وجناب ابوذر۔۔۔ سے احادیث نقل کی ہیں۔۔۔اور آپ کو حجاج

۱۔اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج۲،ص۶۰۲۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج۹،ص۲۱۰۔

۳۔اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج۲،ص۶۰۲۔

بن یوسف نے ''مرو'' جلاوطن کر دیا تھا۔(۱)

یحیی کا حجاج بن یوسف کے ساتھ احتجاج

ابوالفتوح کراجکی اور ابن کثیر اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں: ایک دن حجاج بن یوسف ثقفی (کوفہ کے خونخوار حاکم) نے عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد شعبی سے کہا: آج عید قربان کا دن ہے لہٰذا میں کسی عراقی کی قربانی کرنا چاہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم گواہ رہو۔۔۔ شعبی کہتے ہیں: پس کھال بچھا کر تلوار حاضر کر دی گئی اور بیٹھ کر کہا: اس بوڑھے کو حاضر کرو، جب اسے حاضر کیا گیا تو دیکھا کہ وہ یحیی بن یعمر (حضرت علیؑ کے شیعہ وفقیہ ہیں) پس دل ہی دل میں رنجیدہ خاطر ہوا، حجاج نے کہا: تمھارا گمان ہے کہ تم عراق کے زعیم و پیشوا ہو؟ یحییٰ نے کہا: ہرگز نہیں، بلکہ میں عراق کے فقہاء میں سے ایک فقیہ ہوں، حجاج نے کہا: فقہ میں کہاں سے استفادہ ہوتا ہے کہ حسن وحسین + اولادرسول ہیں؟ یحییٰ نے کہا: یہ میرا گمان نہیں ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتاب خدا میں موجود ہے؟

حجاج (جو کہ حافظ تھا) نے کہا: شاید قرآن سے مراد تمھاری یہ آیت ہے: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَائَکُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْکَاذِبِیْنَ}

شعبی کہتے ہیں: یہ سن کر میں بڑا خوش ہوا کہ اب یحییٰ کو نجات مل جائے گی، لیکن یحییٰ نے قبول نہیں کیا اور کہا: اے حجاج! خدا کی قسم یہ ہمارے مدعا کی روشن دلیلوں میں سے ہے لیکن میری مراد قرآن کی یہ آیت نہیں تھی، یحییٰ کا جواب سن کر حجاج کا رنگ زرد اور سر جھک گیا، پھر سر بلند کر کے کہا: اگر اس کے علاوہ قرآنی آیت اپنے مدعا پر پیش کر دی تو قتل نہیں کروں گا اور دس ہزار درہم انعام میں دوں گا اور اگر دلیل پیش نہیں کی تو تمھارا خون بہانا جائز ہے۔

یحییٰ نے کہا: ہاں ٹھیک ہے، شعبی بڑے پریشان حال تھے کہ شاید حجاج کو قانع نہ کر پائیں اور جان خطرہ میں پڑ جائے یہاں تک کہ یحییٰ نے حجاج سے کہا: خداوند عالم نے اس آیت {وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَیْمَانَ} میں کس کا قصد کیا ہے؟ حجاج نے کہا: ابراہیم کا یعنی داؤدؑ و سلیمانؑ کا جو جناب ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں، یحییٰ نے کہا: جناب ابراہیمؑ کی نسل سے جناب داؤد و سلیمان ہیں؟ حجاج نے کہا: ہاں، یحییٰ نے کہا آیت کے آگے پڑھئے، حجاج نے پڑھا: {وَاَیُّوبَ وَیُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ} {وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰى وَعِیسَى وَاِلْیَاسَ کُلٌّ مِنَ الصَّالِحِیْنَ} یحییٰ نے کہا: اے حجاج! عیسی بن مریمؑ جناب ابراہیمؑ کی ذریت سے کس طرح ہیں؟ جبکہ جناب عیسیؑ کے باپ نہیں تھا حجاج نے کہا: جناب عیسی

۱۔ اصحاب امام امیر المومنینؑ، ج ۲، ص ۶۰۲۔

اپنی والدہ جناب مریم کی طرف سے جناب ابراہیم کی نسل سے ہیں، فوراً یحییٰ نے کہا: مریم جناب ابراہیم سے زیادہ نزدیک ہیں یا فاطمہؑ حضرت محمدؐ سے؟ اور جناب عیسیٰ جناب ابراہیمؑ سے زیادہ نزدیک ہیں یا حسن وحسین + رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے؟

شعبی کہتے ہیں: پس گویا حجاج کا منھ بند ہوگیا اور صرف یہ کہا: یحییٰ کو آزاد کردو اور دس ہزار درہم بھی دے دو کہ خدا اسے برکت نہ دے، پس اس طرح یحییٰ حجاج کے حکم سے آزاد ہوئے، جب یحییٰ چلے گئے تو حجاج نے شعبی سے کہا: تمہاری بات صحیح تھی اور پھر اس کے حکم سے گوسفند کی قربانی کی گئی۔۔۔۔

حاکم نیشاپوری نقل کرتے ہیں: اس واقعہ کے بعد حجاج نے یحییٰ کو ''مرو'' کی طرف جلاوطن کردیا تھا۔(۱) مرو پہنچ کر آپ قاضی منصوب ہوئے اور ۱۲۰ یا ۱۲۹ سال میں دعوت اجل کو لبیک کہا۔(۲)

۱۰۷۲۔یریم بن شریح ھمدانی

آپ قبیلہ ہمدان اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ صفین میں جہاد کیا اور شہید ہوگئے۔

۱۰۷۳۔یزید بن احنف بن قیس

آپ اپنے والد کی طرح حضرت علیؑ کے صحابی ومخلص شیعہ تھے۔(۳)

۱۰۷۴۔یزید بن امیہ وئلی (ابوسنان انصاری)

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور حضرت علیؑ کے چاہنے والے تھے، برقی نقل کرتے ہیں کہ آپ امامؑ کے برگزیدہ وبزرگ اصحاب نیز ''شرطۃ الخمیس'' میں سے تھے۔(۴)

۱۰۷۵۔یزید بن جبلہ

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۵)

۱۔اعیان الشیعہ، ج۱۰، ص ۳۰۲؛ اختصار کے ساتھ، الغدیر، ج۷، ص ۱۲۳۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج۹، ص ۳۲۰؛ اعیان الشیعہ، ج۳، ص ۳۰۴۔

۳۔رجال طوسیؒ، ص ۶۲؛ تنقیح المقال، ج۳، ص ۳۲۴

۴۔الاصابہ، ج۱، مقدمہ۔

۵۔تہذیب التہذیب، ج۹، ص ۳۲۹۔

۱۰۷۶۔ یزید بن حارث بن رویم شیبانی (ابوحوشب)

آپ شجاع و بہادر، شاعر و فاضل اور کوفہ کے امیروں میں سے تھے، آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ درک کیا اور حضرت علیؑ کے ذریعہ اسلام قبول کیا اور امامؑ کے شیعہ و چاہنے والے قرار پائے، آپ نے جنگ صفین میں کوفہ کے قبیلہ ذہل کا پرچم بلند کیا اور امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔(۱)

البتہ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ مختلف نظریات رکھتے تھے چنانچہ آپ نے پہلے تو امام حسینؑ کو کوفہ آنے کے لئے دعوت نامہ لکھا مگر عبیداللہ کے کوفہ آنے کے بعد امام حسینؑ سے بیزار ہو کر ابن زیاد کے لشکر میں شامل ہو گئے، چنانچہ امام حسینؑ نے میدان کربلا میں جن لوگوں پر ملامت کی ان میں سے ایک آپ بھی تھے چنانچہ امام حسینؑ نے کہا: مگر تم لوگوں نے مجھے خط لکھ کر کوفہ کی رہبری کے لئے نہیں بلایا تھا، اب مجھ سے جنگ کے لئے کیوں نکل پڑے ہو؟۔(۲)

۱۰۷۷۔ یزید بن حجیّہ

یہ شخص امامؑ کے سوار سپاہیوں میں تھا اور اس نے جنگ جمل و صفین اور نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور امامؑ نے اسے ''رے'' اور ''دستبی'' کا والی مقرر کیا، البتہ اس نے بیت المال میں خیانت کی اور حضرت علیؑ کے مطالبہ پر فرار کر کے معاویہ سے ملحق ہو گیا۔(۳)

۱۰۷۸۔ یزید بن حوثرہ (حویرث) انصاری

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ اصحاب میں سے تھے، آپ نے جنگ احد و حنین نیز ساری جنگوں میں آنحضرتؐ کا ساتھ دیا اور قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کے شیعوں میں قرار پائے اور جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی۔(۴)

۱۰۷۹۔ یزید بن شریک بن طارق تیمی

۱۔ وقعہ صفین، ص ۳۰۵۔

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۲، ص ۲۶۲ و ۲۶۳؛ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۲۷؛ کامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۳۶۷۔

۳۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۰۹؛ الاصابہ، ج ۶، ص ۶۵۴؛ الغدیر، ج ۹، ص ۳۶۸۔

۴۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۲۱۰؛ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۲۵۔

آپ بزرگ تابعین اور ثقہ راویوں میں سے تھے اور آپ نے حضرت علیؑ و ابوذر غفاری و ابن مسعود اور حذیفہ وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں، آپ زاہد و عابد اور دنیا سے بیزار تھے۔(۱)

۱۰۸۰۔ یزید بن طعمہ بن جاریہ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار اور حضرت علیؑ کے شیعوں میں تھے(۲) آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کی اور شہید ہو گئے۔(۳)

۱۰۸۱۔ یزید بن قیس

شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۴)

۱۰۸۲۔ یزید بن قیس بن تمام ارحبی

آپ عاقل و بزرگ اور حضرت علیؑ کے شجاع و بہادر سپاہیوں میں سے تھے، آپ کوفہ و اپنے قبیلہ میں خاص احترام کے حامل تھے، آپ حضرت علیؑ کی طرف سے مدائن کے والی مقرر ہوئے اور پھر ''رے'' اور ''اصفہان'' کے والی منصوب ہوئے۔(۵)

طبری نقل کرتے ہیں: آپ نے عثمان کے منصوب کردہ حاکم ''سعید بن عاص'' کو معزول کرنے اور خود عثمان کے خلاف قیام اور اسے معزول کرنے میں مالک اشتر و زیاد بن نضر اور زید بن صوحان کے ساتھ مؤثر کردار ادا کیا اور حضرت علی ؑ کی خلافت میں جنگ جمل و صفین اور نہروان میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۶)

۱۰۸۳۔ یزید بن معاویہ بکائی عامری

آپ شجاع و بہادر اور ثقہ تابعین میں سے تھے اور ایک قول کی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے، شیخ

۱۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۲۔

۲۔ وقعہ صفین، ج ۵۶ ۳۔

۳۔ وقعہ صفین، ص ۶۲۔

۴۔ رجال طوسیؒ، ص ۶۲۔

۵۔ تاریخ طبری، ج ۴، ص ۳۳۱ و ۳۳۶۔

۶۔ رجال طوسی، ج ۶۲۔

طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔۔۔آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی رکاب میں اہل شام کے خلاف جہاد کیا۔

۱۰۸۴۔یزید بن مغفل بن عوف ازدی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور شجاع و بہادر سپاہی تھے اور آپ نے جنگ قادسیہ میں شرکت کی، قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی اور امامؑ کے اصحاب میں قرار پائے اور صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔(۱)

آپ آخری وقت تک اہل بیتؑ کے دامن سے متمسک رہے اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ کے اصحاب اور ان کے بعد حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں قرار پائے اور کربلا میں امام حسینؑ کی رکاب میں جہاد کیا اور شہید ہوئے(۲) آپ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ امام زمانہؑ نے زیارت ناحیہ میں آپ پر سلام بھیجا ہے۔(۳)

۱۰۸۵۔یزید بن نویرہ بن حارث انصاری

آپ شجاع و بہادر، سوار سپاہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار صحابی تھے اور آپ نے جنگ احد میں شجاعانہ جنگ کی۔ابن حجر رقمطراز ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن نویرہ کو دو مرتبہ جنت کی بشارت دی: ایک مرتبہ جنگ احد میں کہ آپؐ نے فرمایا:''من جاز التلّ فله الجنة؛ جو بھی اس ٹیلے کے اوپر چلا جائے اس کے لئے جنت ہے'' یزید نے تلوار اٹھا کر دشمن پر حملہ کیا اور وار کرتے ہوئے ٹیلے سے اوپر گئے، آپ کے چچازاد بھائی نے کہا: اگر میں بھی ٹیلے سے اوپر جاؤں کیا میرے لئے بھی جنت ہے؟ فرمایا:''ہاں، وہ بھی ٹیلے سے اوپر گئے اور انھیں بھی جنت کی بشارت دی گئی اور ان دونوں نے مشرکین کے بہت سے افراد کو ہلاک کیا''۔(۴)

دوسری بشارت جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یزید بن نویرہ کو دی وہ حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ نہروان میں شہادت تھی، اس جلیل القدر صحابی نے قتل عثمان کے بعد حضرت علیؑ کی بیعت کی اور جنگ نہروان میں امامؑ کی رکاب میں جنگ کرتے

۱۔وقعہ صفین، ص ۲۶۴۔

۲۔لاصابہ، ج۶، ص ۷۰۶؛ تنقیح المقال، ج۲، ص ۳۲۸۔

۳۔تنقیح المقال، ج۳، ص ۳۲۸۔

۴۔الاصابہ، ج۶، ص ۶۷۶؛ اسد الغابہ، ج۵، ص ۱۲۲؛ تنقیح المقال، ج۳، ص ۳۲۸۔

ہوئے شہید ہو گئے۔(۱)

۱۰۸۶۔ یزید بن واصل مھری

آپ شجاع و بہادر جنگجو اور کوفہ میں مقیم تھے، آپ حضرت علیؑ کے شیعہ تھے اور آپ نے جنگ جمل و صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور جنگ صفین میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۲)

۱۰۸۷۔ یزید (زید) بن ھانی سبیعی

آپ حضرت علیؑ کے باوفا صحابی و چاہنے والے تھے(۳) آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا اور سواحل فرات کے لئے جناب مالک اشتر کے ہمراہ فوج شام سے جنگ کی اور اسے آزاد کرایا۔(۴)

۱۰۸۸۔ یعلی بن امیہ (منیہ) تمیمی

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حدیث نقل کرنے والوں میں سے ہیں، آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور جنگ حنین و تبوک میں شرکت کی۔

ابن حجر، عبداللہ سے بحوالہ ابن مدینی نقل کرتے ہیں کہ: حضرت علیؑ نے یعلی بن امیہ کو کچھ مختصر مدت کے لئے یمن کا والی مقرر کیا اور ابوسفیان زیادی سے نقل کیا ہے کہ ابویعلی کی جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے شہادت ہوئی۔(۵)

۱۰۸۹۔ یونس بن یزید بن مھران

آپ تابعین و حدیث نقل کرنے والے اور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے۔(۶)

۱۔الاصابہ، ج۶،ص۶۷۶؛ اسد الغابہ، ج۵،ص۱۲۲؛ تنقیح المقال، ج۳،ص۳۲۸؛ رجال طوسیؒ، ص۶۲۔

۲۔وقعہ صفین، ص۵۵۶۔

۳۔رجال طوسیؒ، ص۴۲۔

۴۔تاریخ طبری، ج۴،ص۵۷۱؛ وقعہ صفین، ص۱۸۴۔

۵۔تہذیب التہذیب، ج۹،ص۴۱۸؛ سیر اعلام النبلاء، ج۴،ص۲۷۱۔

۶۔رجال طوسی، ص۶۲؛ تنقیح المقال، ج۳،ص۳۴۴۔

فصل

وہ خواتین جن کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار ہوتا ہے

اس فصل میں ان صاحبان ایمان خواتین کا ذکر ہے جنھوں نے حضرت علیؑ کے زمانہ میں زندگی بسر کی اور امامؑ سے ملاقات کرکے وفاداری اور محبت کا اظہار کیا اور امامؑ سے احادیث نقل کیں یا اپنے مولا وآقا کی مدح میں اشعار کہے، یا امامؑ کے سب سے بڑے دشمن معاویہ سے ملاقات کے وقت امامؑ کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا۔

۱۰۹۰۔ آمنہ بنت شرید (عمرو بن حمق کی زوجہ)

آپ حمق بن عمرو کی زوجہ اور فصاحت و بلاغت میں مشہور تھیں اور محبت علیؑ کے جرم میں گرفتار ہوکر دربار معاویہ میں لائی گئیں اور پھر دو سال تک شام کے قید خانہ میں رہیں، یہاں تک کہ معاویہ جلاد آپ کے شوہر کو قتل کر کے ان کا بریدہ سر دربار معاویہ میں لائے، معاویہ نے حکم دیا کہ اس سر کو قید خانہ لے جائیں اور جب آمنہ بیدار ہوں تو ان کے دامن میں رکھ دینا، اچانک آپ کے دامن میں سر بریدہ رکھ دیا گیا جس کی طرف متوجہ ہوکر آپ بے ہوش ہوگئیں اور افاقہ ہوا تو گریہ و ماتم کیا اور پھر مامور افراد سے کہا: معاویہ کے پاس جا کر میری طرف سے کہو: اے معاویہ! خدا تیری اولاد کو یتیم، گھر کو ویران اور خاندان کو وحشت میں مبتلا کرے اور ہرگز تجھے معاف نہ کرے۔ معاویہ آمنہ کی باتیں سن کر ناراض ہوا اور انھیں دربار میں حاضر کر کے کہا: اے دشمن خدا! تم مجھ پر نفرین کرتی ہو؟

آمنہ نے کہا: ہاں، آمنہ اور معاویہ کے درمیان کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ معاویہ نے کہا: مرے ملک (شام) سے نکل جا کہ تیری صورت نہ دیکھ سکوں؟ اور تیری آواز نہ سن سکوں، آمنہ نے بلا فاصلہ کہا: اے معاویہ! بہت جلد چلی جاؤں گی۔۔۔ آخر کار آپ غمگین دل کے ساتھ شام سے رخصت ہوگئیں، راستے میں عبید بن اوس، معاویہ کے حکم سے آمنہ کے لئے ہدیہ لے کر پہنچا تا کہ آپ معاویہ کی برائی نہ کریں مگر آپ نے قبول نہیں کیا اور شہر حمص چلی گئیں، وہاں جانے کے بعد بیمار ہوگئیں اور دعوت اجل کو لبیک کہہ دیا، جب معاویہ نے آپ کی خبر وفات سنی تو بہت خوش ہوا۔(۱)

۱۰۹۱۔ اسماء بنت عمیس خثعمیہ

آپ جلیل القدر اور خردمند خاتون تھیں، آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر آنے سے پہلے مکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی اور اسلام قبول کیا اور رسول خدا کے باوفا اصحاب اور اہل بیت پیغمبرؐ کی مخلص اور محرم راز دار تھیں، آپ اپنے شوہر جعفر طیار کی شہادت کے بعد ابوبکر کی زوجیت میں گئیں اور ابوبکر کے بعد حضرت علیؑ کی زوجیت اختیار کی اور آپ کے جناب جعفر طیار سے عبداللہ و محمد و عون اور ابوبکر سے محمد اور حضرت علیؑ سے یحییٰ پیدا ہوئے۔

حبشہ کی طرف ہجرت

۱۔ اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۶۵؛ تراجم اعلام النساء، ج ۱، ص ۱۹۸۔

آپ اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے تھیں، آپ نے اپنے شوہر جناب جعفر طیار بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ ہجرت کی اور وہاں آپ کے جعفر طیار سے تین فرزند جناب عبداللہ ومحمد اور عون پیدا ہوئے۔

ابوبکر اور حضرت علی علیہ السلام سے عقد

آپ نے جنگ موتہ میں جناب جعفر طیار کی شہادت کے بعد ابوبکر کی زوجیت اختیار کی اور ابوبکر سے آپ کے محمد پیدا ہوئے، ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کی زوجیت میں آئیں اور آنجنابؑ سے آپ کے یحییٰ پیدا ہوئے۔

سورج پلٹنے والی حدیث

شیعہ وسنی معتبر روایتوں میں سے جو روایت متواتر طور پر نقل ہوئی ہے وہ حضرت علیؑ کے لئے سورج پلٹنے کی حدیث ہے، اس روایت کو بہت سے اصحاب مثلاً ''جابر بن عبداللہ انصاری''، ''ابوسعید خدری''، ''ام سلمہ'' اور ''اسماء بنت عمیس'' سے نقل کیا گیا ہے، ثقہ نقل کے مطابق اہل سنت کے ۳۳ محدثین وبزرگ علماء نے جناب اسماء کے حوالہ سے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

سازش قتل کی مخبری

وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب اسماء خالد کے ذریعہ حضرت علی -کو قتل کرنے کی سازش سے آگاہ ہوئی تو فوراً اپنی کنیز کو بلا کر کہا کہ: حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر جا کر بعد سلام اس آیت کی تلاوت کر: {اِنَّ الْمَلأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ اِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ} (۱) اشارہ تھا کہ اے علی! ہوشیار ہوجایئے آپ کو قتل کرنے کا قصد کر چکے ہیں۔

کنیز نے دروازہ پر آکر دستک دی اور بعد سلام آیت کی تلاوت کی اور جب واپس ہونے لگیں تو دوبارہ آیت پڑھی، حضرت علی -چوں کہ سازش سے آگاہ ہو چکے تھے لہٰذا تلوار لے کر نماز صبح کے لئے مسجد آئے، امامؑ نے نماز ادا کی، خالد امامؑ کے پہلو میں کھڑا تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ جب ابوبکر سلام نماز پڑھے تو امامؑ کا کام تمام کردے، لیکن ابوبکر سلام پڑھنے سے پہلے شرمندہ خاطر ہوا اور اس نے خود سے کہا: ہوسکتا ہے کہ خالد اس کام کو انجام نہ دے پائے اور پھر فتنہ برپا ہوجائے، اس بنا پر تشہد کے وقت کہا: ''**لاتفعلن یاخالد! ما امرت بہ**؛ اے خالد! جس کام کا میں نے تجھے حکم دیا ہے انجام نہ دینا اور اس کے بعد

۱۔ سورۂ قصص [۲۸]، آیت ۲۰۔

سلام پڑھا۔

جب نماز ختم ہوئی تو امامؑ نے خالد کا گریبان پکڑا اور ہاتھ سے تلوار چھین لی اور زمین پر گرا کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے، آپ اسے قتل کرنا چاہتے تھے کہ تمام اہل مسجد جمع ہو گئے تا کہ خالد کو آپ سے نجات دیں مگر کامیاب نہیں ہوئے آخر کار عباس نے کہا: انھیں اس صاحب قبر یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم دو کہ اسے چھوڑ دیں، انھوں نے امامؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کی قسم دی اور آپ نے خالد کو چھوڑ دیا اور گھر چلے گئے۔(۱)

اس طرح جناب اسماء بنت عمیس نے حضرت علیؑ کو آپ کے قتل کی سازش سے آگاہ کیا۔

جناب فاطمہ زہراؑ کی وصیتیں

حضرت فاطمہ زہراؑ نے آخری وقت میں کچھ وصیتیں کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے جناب اسماء بنت عمیس (اگر چہ اس وقت آپ ابوبکر کی زوجہ تھیں مگر حضرت علی - کے گھر آمد و رفت کرتی تھیں) سے کہا: مجھے عورتوں کی تشییع جنازہ کا طریقہ پسند نہیں ہے کہ کپڑا ڈال دیتے ہیں اور اس کا نشیب وفراز نمایاں رہتا ہے، جناب اسماء نے کہا: حبشہ میں ایک تابوت بنا کر اس میں جنازہ رکھ دیتے تھے اور اوپر سے کپڑا ڈال دیتے تھے کہ مرد و عورت کا پتہ نہیں چلتا پس حضرت فاطمہ کے حکم سے جناب اسماء کے بتانے کے مطابق تابوت تیار کیا گیا۔

جناب اسماء نقل کرتی ہیں: آخری وقت میں حضرت فاطمہ زہرا = نے مجھ سے فرمایا: ''اے اسماء! جناب جبرئیل کے لائے ہوئے حنوط میں سے باقی ماندہ میرے سر کے پاس رکھ دو اور مجھے کپڑا اڑھا دو، کچھ دیر بعد آواز دینا، اگر جواب نہ آئے تو سمجھ لینا کہ میں اپنے بابا کے پاس پہنچ چکی ہوں''

جناب اسماء نے اسی طرح کیا اور کچھ دیر بعد آواز دی جب جواب نہ ملا تو قریب جا کر دیکھا کہ آپ دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں پس خود کو ان کے اوپر گرا دیا اور کہا: جب اپنے بابا کی خدمت میں شرفیاب ہونا تو اسماء کا سلام کہنا۔(۲)

وفات

اگر چہ تاریخ میں آپ کی وفات کا سال ذکر نہیں ہوا ہے، لیکن آپ نے ایمان اور محبت اہل بیت % کے ساتھ دنیا کو ترک کیا۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۲۸، ص ۳۰۶ و ۳۰۹۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۸۶۔

۱۰۹۲۔ام البراء

آپ شاعرہ اور محب اہل بیتؑ تھیں (۱) آپ نے جنگ صفین میں اپنے اشعار کے ذریعہ امامؑ کے لشکر کو تشویق کی۔

دربار معاویہ

ایک دن آپ معاویہ کے دربار میں داخل ہوئیں اور سلام کر کے بیٹھ گئیں، معاویہ نے کہا: کیسی ہو؟ کہا: ٹھیک ہوں، معاویہ نے کہا: صفین سے لے کر آج تک کتنے دن ہوئے ہیں کہ تم نے علی کی حمایت میں اشعار کہے، ام البراء نے کہا: اس دن سے درگزر کیجئے، معاویہ نے کہا: تم ایسی ہو کہ اگر وہ دن پلٹ آئے تو خود بھی پلٹ جاؤ گی، خیر بتاؤ تم نے علی کے مرنے میں کیا کہا ہے؟ کہا: یاد نہیں، معاویہ کے اطراف میں بیٹھنے والوں نے کہا: اس نے اشعار کہے ہیں جن کا ایک شعر یہ ہے:

الشمس کاسفة لفقد امامنا   خیر الخلائق والامام العادل

ہمارے امامؑ کے مرنے میں سورج کو گرہن لگا، وہ بہترین انسان اور عادل امام تھے۔

معاویہ نے یہ شعر سن کر کہا: خدا تجھے نابود کرے، تو نے کہنے کے لئے کچھ باقی نہیں چھوڑا، خیر یہ بتاؤ کس کام سے آئی ہو؟ آپ نے کہا: تجھ سے کوئی حاجت نہیں ہے، آپ یہ کہہ کر اٹھ کر چلی گئیں۔ (۲)

۱۰۹۳۔ام الحسن نخعیہ

آپ محدثہ ہیں، آپ نے باب مکاسب میں حضرت علیؑ سے روایت نقل کی ہے۔۔۔۔ (۳)

۱۰۹۴۔ام الخیر

آپ خردمند، بافصاحت و بلاغت وکوفہ کی تابعین اور حضرت علیؑ کے شیعوں اور چاہنے والوں میں سے تھیں۔

آپ کو زیارت پیغمبرؐ کا شرف حاصل نہیں ہوا البتہ آنحضرتؐ کے بزرگ اصحاب سے ملاقات کی ہے اور فراست وفصاحت و بلاغت میں مشہور اور حضرت علیؑ کی مخلص شیعہ تھیں، آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کی حمایت کی اور اونٹ پر سوار

۱۔تراجم اعلام النساء، ج۱،ص ۲۴۰۔

۲۔اعیان الشیعہ، ج۳،ص ۴۷۵۔

۳۔فروع کافی، ج۵،ص ۱۱۳؛ تنقیح المقال، ج ۳،ص ۷۱، فصل نساء

ہو کر مہاجر وانصار کو معاویہ کے خلاف صبر اور جہاد کی دعوت دی۔(۱)

معاویہ سے ملاقات

ایک دن معاویہ نے والی کوفہ سے کہا کہ ام الخیر کو شام بھیجو، والی کوفہ نے معاویہ کا خط انھیں پڑھ کر سنایا، ام الخیر نے کہا: میں آمادہ ہوں، میں تو پہلے سے ان سے ملاقات کرنا چاہتی تھی پس آپ کچھ افراد کے ہمراہ روانہ ہوئیں اور شام پہنچ کر معاویہ کے دربار میں داخل ہوئیں، بعد سلام معاویہ نے احوال پرسی کی اور کہا: جب عمار یاسر قتل ہوئے تو تم کس طرح باتیں کر رہی تھیں؟ کہا: ''نہ پہلے میں نے انھیں بے جا زینت دی تھی اور نہ بعد میں ان کے بارے میں کوئی روایت کی بہر حال کچھ باتیں تھی جو غم کی حالت میں میری زبان پر جاری ہوئیں'' معاویہ نے اطراف میں بیٹھے ہوئے افراد کی طرف دیکھ کر کہا: تم میں سے کسے یاد ہے ام الخیر کی باتیں جو انھوں نے صفین میں کہیں تھی؟

ایک شخص نے کہا: کچھ باتیں مجھے یاد ہیں، معاویہ نے کہا: بیان کرو، شامی مرد نے کہا: اس دن یہ سرخ اونٹ پر سوار تھیں اور ان کے ہاتھ میں کوڑا تھا، کہہ رہی تھیں: اے لوگو! اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کرو قیامت کا زلزلہ بہت عظیم ہے، خداوند عالم نے حق اور دلیل و برہان کو تمھارے لئے آشکار کیا اور حق کا راستہ روشن کر دیا، حق کا پرچم بلند کیا اور تمھیں تاریکی میں نہیں رکھا، خدا تم پر رحمت کرے، تم کہاں جا رہے ہو؟ کیا امیر المومنینؑ سے فرار کر رہے ہو؟ یا میدان جنگ سے یا اسلام سے بے رغبتی کی بنا پر یا حق سے پلٹ گئے ہو اور مرتد ہو گئے ہو؟۔۔۔ عادل امام کی طرف آؤ، اے اسلام کے سپاہیو! کفر کے سرداروں سے جنگ کرو کہ ان کے یہاں کوئی عہد و پیمان نہیں ہے، شاید یہ تمھارے اوپر سے ہاتھ اٹھا لیں اور ایمان لے آئیں۔۔۔

معاویہ نے اس طرح کی باتیں سن کر کہا: تم ان باتوں سے میرے قتل کا ارادہ رکھتی تھیں، لہٰذا اگر میں تمھیں قتل کر دوں تو کوئی حرج نہیں ہے!

ام الخیر نے کہا: اگر میرا قتل ایسے آدمی کے ہاتھ سے ہو کہ مجھے شقاوت سے سعادت کی طرف پہنچا دے تو کوئی حرج نہیں ہے، اس کے بعد معاویہ نے پوچھا: تمھارا عثمان کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟ ام الخیر نے کہا: میرے پاس ان کے بارے میں کہنے کے لئے کچھ نہیں ہے، لوگوں نے راضی ہو کر انھیں خلافت کیلئے منتخب کیا اور ناراض ہو کر قتل کر دیا۔۔۔ آخر کار آپ کو معاویہ کے حکم سے عمدہ انعام دیا گیا اور آپ کو احترام کے ساتھ کوفہ واپس کر دیا۔(۲)

۱۔ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۴۷۶۔

۲۔ عقد الفرید، ج ۲، ص ۱۱۶۔۱۱۹۔

۱۰۹۵۔امامہ بنت ابی العاص

آپ حضرت علیؑ کی زوجہ تھیں، حضرت فاطمہ زہراؑ نے شہادت کے موقع پر حضرت علیؑ سے وصیت کی تھی کہ میرے بعد امامہ سے شادی کرنا اور کہا تھا: ''کیوں کہ وہ میرے فرزندوں کی نسبت خود میری طرح ہیں،، حضرت علیؑ نے جناب فاطمہ زہراؑ کی وصیت کے مطابق ان سے شادی اور آپ ہمیشہ حضرت علیؑ کی طرفدار رہیں۔

۱۰۹۶۔ام حکیم بنت عمرو بن سفیان

آپ بافضیلت خاتون اور روایت نقل کرنے والی ہیں، شیخ طوسیؒ نے آپ کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۱)

۱۰۹۷۔ام رعلہ قشیریہ

آپ فصیح وبلیغ خاتون اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھیں، آپ مدینہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ایمان وعقیدت کا اظہار کیا اور پھر واپس ہوگئیں (۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور حضرت فاطمہ زہرا = کی شہادت کے بعد حضرت علی - کی خدمت میں شرفیاب ہوئیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت فاطمہ زہرا = کے سوگ میں مرثیہ کہا کہ مدینہ میں کوئی گھر نہیں تھا مگر یہ کہ آپ کے ساتھ گریہ کررہا تھا۔(۳)

۱۰۹۸۔ام ذریح عبدیہ

آپ شاعرہ اور حضرت علیؑ کی چاہنے والی تھیں، آپ جنگ جمل میں حاضر تھیں اور عائشہ کی اپنی اشعار میں مذمت کی۔۔۔۔(۴)

۱۰۹۹۔ام سلمہ بنت ابی امیہ (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ گرامی)

آپ کا نام ''ہند'' اور ایک قول کی بنا پر ''رملہ'' تھا اور کنیت ''ام سلمہ یا ام المومنین'' تھی، آپ ''ام سلمہ'' کنیت سے مشہور تھیں اور بڑی دانا وخردمند تھیں، آپ کے پہلے شوہر ابوسلمہ تھے جن سے آپ کے چار فرزند: سلمہ، عمر، درہ اور زینب تھے،

۱۔رجال طوسیؒ، ص ۶۶؛ تنقیح المقال، ج ۳، ص ۷۱، فصل نساء۔

۲۔اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۸۲۔

۳۔اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۴۷۸۔

۴۔الجمل، ص ۳۴۸۔

آپ کے شوہر نے جنگ احد میں شرکت کی اور تیر لگنے کی بنا پر مجروح و بیمار ہو گئے اور پھر پانچ یا سات مہینہ بعد انتقال ہو گیا، شوہر کی شہادت کے بعد جناب ام سلمہ نے ۴ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد کیا۔

اهل بیت پیغمبرؐ سے عقیدت

آپ نے آخری وقت تک اہل بیت پیغمبرؐ سے عقیدت رکھی اور حضرت علیؑ کی ولایت و امامت اور اہل بیت پیغمبرؐ سے دفاع کیا اور حقائق بیان کئے، جن میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ آیہ تطہیر: جناب ام سلمہ بیان کرتی ہیں: جس وقت آیہ مبارکہ: {اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیراً} (۱) میرے گھر نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاصد بھیج کر حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین ؑ کو بلایا اور جب وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی؛ خدایا! یہ میرے اہل بیت ہیں''۔(۲)

فدک سے دفاع

جب حضرت فاطمہ زہراؑ نے غصب فدک کے سلسلہ میں ابوبکر کے ساتھ احتجاج اور طولانی خطبہ پڑھا تو ابوبکر نے حضرت فاطمہ زہرؑ سے گواہ طلب کئے تا کہ فدک واپس کریں، چوں کہ

حضرت فاطمہ زہراؑ سے گواہ طلب کرنا خلاف قانون تھا لہٰذا ام سلمہ نے اعتراض کے طور پر کھڑے ہو کر ابوبکر سے کہا: اے ابوبکر! کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؑ سے متعلق اس طرح کی بات سزاوار ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ وہ انسانوں میں حور ہیں، انھوں نے تقویٰ و پرہیز گاری کے دامن میں تربیت پائی اور ہمیشہ آسمانی فرشتوں کی حمایت میں رہیں اور پاک ماں کے دامن میں بڑی ہوئی ہیں۔۔۔ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی میراث کے حرام ہونے کی خبر فاطمہ زہر کو دی ہے اور انھوں نے اپنے باب کی مخالفت کرتے ہوئے جو چیز ان کا حق نہیں تھی اس کا مطالبہ کیا ہے؟ جبکہ یہ بہترین خاتون، جوانان جنت کے سرداروں کی ماں اور مریم بنت عمران کی ہم پلہ ہیں۔۔۔(۳)

جناب ام سلمہ نے اس طرح کی دلیلوں سے ابوبکر کو جواب دیا مگر کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے فدک واپس نہیں کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے سپرد امانت

۱۔ سورۂ احزاب [۳۳]، آیت ۳۳۔

۲۔ مستدرک حاکم، ج ۲، ص ۴۵۱؛ صحیح بخاری، شرح کرمانی، ج ۳، ص ۴۲۲؛ تفسیر درالمنثور، ج ۵، ص ۱۹۸؛ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۸۹۔

۳۔ سفینۃ البحار، ج ۱، عنوان سلم، ص ۶۴۲۔

عمرو بن ابی سلمہ اپنی والدہ ام سلمہ، سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کے ساتھ ہمارے گھر تشریف لائے اور گوسفند کی کھال طلب کر کے اس پر کچھ باتیں تحریر کیں، اس طرح کہ پوری کھال تحریر سے بھر گئی پھر اس کے بعد اس نوشتہ کو مجھے دیا اور کہا: میرے بعد جو بھی ان نشانیوں کے ساتھ اسے طلب کرے دے دینا۔

وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے، میری والدہ نے کہا: بیٹے! مسجد میں جاؤ اور وہاں جو کچھ ہو مجھے آ کر خبر دو، میں مسجد گیا، ابوبکر نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور پھر گھر چلے گئے اور میری والدہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت طلب نہیں کی، اس کے بعد عمر خلیفہ ہوئے اور والدہ نے مجھے پھر بھیجا، عمر نے بھی خطبہ پڑھا اور گھر چلے گئے لیکن میری والدہ سے امانت طلب نہیں کی اور اسی طرح عثمان کی خلافت میں ہوا یہاں تک کہ قتل عثمان کے بعد لوگوں نے حضرت علی -کی بیعت کی، میں والدہ کے کہنے پر پھر مسجد گیا، حضرت علی -خطبہ پڑھنے کے بعد نیچے آئے اور مجھے بلا کر کہا: ''جاؤ اپنی والدہ سے اجازت لو کہ میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں''۔

میں نے والدہ کے پاس جا کر حضرت علیؑ کا پیغام پہنچا دیا، انھوں نے کہا: میں تو خود ان کی منتظر تھی، حضرت علی -نے فرمایا: اے ام سلمہ! ان علامتوں کے ساتھ وہ امانت مجھے دے دو، میری والدہ نے بڑے صندوق سے ایک چھوٹا سا صندوق نکالا اور وہ امانت ان کے حوالہ کر دی، اس کے بعد مجھ سے کہا: علی سے دست بردار مت ہونا کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سوا کوئی امام نہیں ہے۔(۱)

عائشہ کو تنبیہ

جب عائشہ جنگ جمل کے لئے آمادہ ہو گئیں تو آپ نے چاہا کہ ام سلمہ کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں، چنانچہ جناب ام سلمہ کے گھر جا کر بات چیت کی۔

جناب ام سلمہ نے بلند آواز میں جواب دیا: اے عائشہ! کل تک تم عثمان کے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہی تھیں اور بری باتیں ان کے بارے میں کہہ رہی تھیں، آج اس طرح کی باتیں کیوں کر رہی ہو؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک علیؑ کا کیا رتبہ تھا تم بخوبی جانتی ہو اور اگر بھول گئی ہو تو میں یاد دلاتی ہوں؟ اس وقت جو حقائق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے بارے میں فرمائے تھے بیان کئے اور عائشہ نے ان سب کی تصدیق کی، پس جناب ام سلمہ نے پوچھا: پھر آپ ان کے خلاف جنگ کے لئے کیوں نکل پڑیں؟ عائشہ نے کہا: لوگوں کے درمیان اصلاح

۱۔ بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۴۹۔

کے لئے، جناب ام سلمہ نے کہا: خود جانتی ہو، اس کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں اور عائشہ جناب ام سلمہ کے گھر سے باہر نکل گئیں اور طلحہ وبیر کے ساتھ بصرہ گئیں اور جنگ جمل برپا کی اور کافی مسلمانوں کا خون بہایا اور جناب ام سلمہ نے عائشہ سے اس ملاقات کو حضرت علی - کے پاس خط میں تحریر کیا۔(۱)

عمرہ بنت عبدالرحمن سے منقول ہے کہ جب حضرت علیؑ بصرہ کے لئے آمادہ ہوئے تو وداع ہونے کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ جناب ام سلمہ کے گھر گئے، جناب ام سلمہ نے خدا حافظی کے وقت کہا: خدا کی حفظ وامان میں جاؤ، اے علی! خدا کی قسم آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے، اگر خدا اور رسول کی نافرمانی کا ڈر نہ ہوتا (کیوں کہ ہم عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے) تو میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ،لیکن میں تمھارے ساتھ کسی کو بھیجتی ہوں جو میرے لئے میری جان سے زیادہ عزیز ہے وہ میرا فرزند عمر بن ابی سلمہ ہے، پھر عمر سے تاکید کی کہ حضرت علی - سے جدا نہ ہونا اور اسے حضرت علی - کے لشکر کے ساتھ بھیج دیا۔(۲)

امامت کی وصیتوں کی محافظ

جناب ام سلمہ پر امامؑ اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ جب امام حسینؑ کربلا جانے کے لئے تیار ہوئے تو امامت کی وصیتیں جناب ام سلمہ کے پاس رکھیں اور فرمایا: ''اِذَا اَتَاکَ اَکبَر وُلْدِی فَادْفَعِی اِلَیہِ مَادَفعت اِلَیکَ؛ جب میرا بڑا فرزند آئے تو جو کچھ میں نے تمھیں دیا ہے اسے دے دینا'' جناب ام سلمہ کہتی ہیں: امام حسینؑ کی کربلا میں شہادت کے بعد بڑے صاحبزادے جناب علی بن الحسینؑ مدینہ میں میرے پاس آئے اور میں نے ان کے والد کی ساری وصیتیں جو میرے پاس تھیں انھیں دیں۔(۳)

جناب ام سلمہ اور نقل حدیث

حسن بصری کہتے ہیں: جناب ام سلمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا: ''یَاعَلِی! مَامِن عَبْدٍ لَقِی اللّٰہ یومَ یَلقاہُ جَاھِداً لِوِلاَیَتِکَ اِلاَّ لَقِی اللّٰہِ بِعِبَادَۃِ صَنَمٍ اَوْ وُثْنٍ۔۔۔؛ اے علی! تمھاری

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۶، ص۲۱۷؛ مزید تفصیل کے ساتھ احتجاج طبرسی، ج۱، ص۱۶۶۔

۲۔مستدرک حاکم، ج۳، ص۱۳۸۔

۳۔سفینۃ البحار، ج۱، عنوان سلم، ص۶۴۳۔

ولایت کا منکر خدا سے ملاقات نہیں کرے گا مگر اس حالت میں کہ بت یا سورج پرست ۔۔۔ ہوگا۔(۱)

۲۔ابو ثابت (جناب ابوذر کے آزاد شدہ غلام) کہتے ہیں: میں جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی رکاب میں تھا لیکن مد مقابل لشکر میں عائشہ کو دیکھ کر شک وتردد میں پڑ گیا اور اس طرح کے شک میں دوسرے لوگ بھی مبتلا ہوئے (کہ حضرت علیؑ کی رکاب میں شامل رہیں یا نہیں) آخر کار ظہر کے وقت میرا شک برطرف ہو گیا اور میں نے آخر تک حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی، بعد جنگ مدینہ جا کر جناب ام سلمہ کے پاس گیا اور کہا: ۔۔۔ میں نے جمل میں حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کی، جناب ام سلمہ نے خیر مقدم کہا اور میں نے پورا ماجرا بیان کیا ۔۔۔ جناب ام سلمہ نے میرے حضرت علیؑ کی رکاب میں جنگ کرنے کی خبر سن کر کہا: آفرین، کیوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآن وَالْقُرآن مَعَ عَلِي لَن يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَاعَلَيَّ الْحَوض؛ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر داخل ہوں گے''۔(۲)

خون امام حسین علیہ السلام

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری عمر میں ایک شیشی جناب ام سلمہ کو دی اور فرمایا: اسے اپنے پاس چھپا کر رکھو جب اس کے اندر کی خاک خون میں بدل جائے تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ حسینؑ شہید ہو گئے۔

شیخ مفید کتاب ''ارشاد'' میں نقل کرتے ہیں: ام سلمہ کہتی ہیں: جب حضرت حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں ہر دن اس شیشی کو دیکھتی تھی یہاں تک کہ دس محرم کا دن آیا (جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے) دن کے پہلے حصہ میں دیکھا تو اس خاک میں عادی حالت تھی، لیکن جب دن کے آخری حصہ میں دیکھا تو نظر آیا کہ اس میں تازہ خون ہے، جس سے میں سمجھ گئی کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے ۔۔۔۔(۳)

اسی حدیث کے مثل جناب ابن عباس سے منقول ہے۔(۴)

وفات

۱۔سفینۃ البحار، ج۱، ص ۶۴۳۔

۲۔سفینۃ البحار، ج۱، ص ۶۴۳۔

۳۔ارشاد مفید، ج۲، ص ۱۳۰؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۳۹۔

۴۔مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۵۵۔

آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے البتہ احتمال قوی ہے کہ آپ کی وفات ۶۱ھ میں ہوئی، کیوں کہ اس سلسلہ میں ابن حجر رقمطراز ہیں: جس وقت حضرت امام حسینؑ کی خبر شہادت مدینہ میں پہنچی تو اسی سال کے آخر میں جناب ام سلمہ کی وفات ہوئی۔(۱)

۱۱۰۰۔امّ سنان بنت خیثمہ

آپ حضرت علیؑ کی چاہنے والی اور جنگ صفین میں امامؑ کی فوج میں شاعروں میں سے تھیں۔

۱۱۰۱۔امّ مسلم بنت عبداللّٰہ جھنی

آپ عظیم المرتبت خاتون اور حضرت علی -کی چاہنے والی تھیں اور آپ نے جنگ جمل میں اپنے فرزند مسلم کو فدا کیا۔

۱۱۰۲۔امّ موسیٰ

آپ کا نام فاختہ یا حبیبہ ہے، آپ کوفہ کی رہنے والی اور تابعین اصحاب میں سے تھیں، آپ نے حضرت علی -اور ام سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔(۲)

۱۱۰۳۔امّ ھیثم بنت الاسود النخعیہ

آپ تابعین اصحاب، شاعرہ و بافضیلت اور حضرت علیؑ کی شیعہ اور محب اہل بیت پیغمبرؐ تھیں، آپ ہی نے ابن ملجم کے نجس جسد کو آگ میں جلایا اور امامؑ کے سوگ میں مرثیہ کہا۔

۱۱۰۴۔بکارہ ھلالیہ

آپ آزاد و شجاع اور حضرت علیؑ کی مخلص چاہنے والی خاتون تھیں، آپ نے جنگ صفین میں اپنی تقریر و اشعار سے حضرت علیؑ کے لشکر میں تازہ طاقت اور جوش پیدا کیا۔

۱۱۰۵۔جردا بنت سمیر

آپ کوفہ کی رہنے والیں اور حضرت علیؑ کی شیعہ تھیں اور آپ نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی حمایت کی۔

۱۔الاصابہ، ج۸،ص۲۲۵؛ تہذیب التہذیب، ج۱۰،ص۵۰۹۔

۲۔تہذیب التہذیب، ج۱۰،ص۵۳۲؛ اعیان الشیعہ، ج۳،ص۴۸۸۔

۱۱۰۶۔ حبابہ والبیہ (ام الندی)

آپ اپنے قبیلہ کی قابل احترام اور ثقہ خاتون اور اہل بیت پیغمبرؐ کی عقیدت مند تھیں، آپ نے حضرت علی وحضرت امام حسن وحضرت امام حسین ؑ کو درک کیا اور ان حضرات سے احادیث نقل کیں، آپ نے کافی طولانی عمر پائی اور ۱۱۳ رسال کی عمر میں امام سجاد - سے ملاقات کی اور ایک نقل کے مطابق حضرت امام محمد باقر وحضرت امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم ؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئی اور امام علی رضاؑ سے ملاقات کے نو (۹) مہینے بعد انتقال ہوا(۱) آٹھویں امامؑ چوں کہ آپ سے محبت رکھتے تھے لہٰذا آپ نے اپنا پیراہن ان کے کفن کے لئے دیا۔(۲)

شفا

اسحاق بن عمار، حبابہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں برص کی بیماری میں مبتلا ہوگئی تھی، حضرت امیر المومنینؑ نے میرے لئے دعا کی اور خدا نے برص کی بیماری دور کردی اور مجھے شفا مل گئی۔۔۔۔(۳)

امیر المومنین علیہ السلام کی امامت سے متعلق حدیث

حبابہ کہتی ہیں: ایک دن میں حضرت علی -کی خدمت میں شرفیاب ہوئی اور میں نے عرض کی: آپ کی امامت کی دلیل کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ''اس چھوٹے پتھر کو لاؤ'' میں اس پتھر کو امامؑ کے پاس لائی، امامؑ نے اپنی انگوٹھی سے اس سخت پتھر پر مہر لگائی اور مجھے دے کر کہا: ''یا حبابہ! اذا ادعی مدع الامامة۔۔۔؛ اے حبابہ! جو بھی امامت کا دعویٰ کرے اور اس پتھر پر اپنی انگوٹھی سے مہر لگا دے جس طرح میں نے لگائی ہے تو سمجھنا کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور امامؑ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے''

حبابہ کہتی ہیں: میں اس پتھر کو اپنے ساتھ لے گئی اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ کی خدمت میں پہنچی لوگ سوال کر رہے تھے اور امامؑ جواب دے رہے تھے، امامؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے حبابہ! جو تمھارے پاس ہے اسے لاؤ، میں نے فوراً وہ پتھر امامؑ کو دے دیا، امام حسنؑ نے اس پر اس طرح مہر لگائی

جس طرح حضرت علیؑ نے مہر لگائی تھی، جس سے میں سمجھی یہی برحق امامؑ ہیں، حضرت امام حسنؑ کی شہادت کے بعد

۱۔ تراجم اعلام النساء، ج ۲، ص ۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۸۳؛ رجال طوسیؒ، ص ۶۷ و ۱۴۲۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۳۸۳۔

۳۔ رجال کشی، ص ۱۱۵؛ تراجم اعلام النساء، ج ۲، ص ۶۔

مدینہ کی مسجد میں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئی، انھوں نے مرحبا کہا اور فرمایا: ''امامت کی دلیل چاہتی ہو؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں، فرمایا: ''جو چیز تمھارے ساتھ ہے اسے مجھے دو'' میں نے وہ پتھر نکال کر دے دیا اور انھوں نے اس پر مہر لگائی، ان کی شہادت کے بعد امام سجادؑ کی خدمت میں پہنچی اور ان کی شہادت کے بعد حضرت امام باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کے بعد حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں گئی اور ان کے بعد حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئی اور ہر ایک نے اس پتھر پر مہر لگائی اور پھر آٹھویں امام حضرت علی رضاؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئی اور آنجنابؑ نے بھی اس پتھر پر مہر لگائی، پس اس طرح مجھے معصومین ؑ کی امامت کے برحق ہونے کا یقین حاصل ہوا۔

۱۱۰۷۔ دارمیہ حجونی کنانی

آپ حضرت علیؑ کے زمانہ کی فاضل اور خردمند خاتون تھیں، آپ فصیح وبلیغ زبان کی مالک اور مناظرہ میں مضبوط اور حضرت علیؑ کی محبت میں صادق اور ثابت قدم تھیں۔

معاویہ سے ملاقات

ایک مرتبہ معاویہ نے سفر حج میں دارمیہ کے بارے میں سوال کیا، لوگوں نے کہا: وہ ابھی زندہ ہیں، معاویہ نے حکم دیا کہ انھیں حاضر کیا جائے، جب آپ آئیں تو معاویہ نے احوال پرسی کے بعد کہا: تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تمھیں کیوں بلایا ہے؟ دارمیہ نے کہا: ''لایعلم الغیب الّا اللہ، غیب کی بات تو صرف خدا جانتا ہے'' معاویہ نے کہا: میں نے تمھیں اس لئے بلایا ہے تا کہ خود تم سے سنوں کہ تم علی کو دوست اور ولی وامام اور مجھے دشمن کیوں رکھتی ہو؟

دارمیہ نے جواب دینے سے عذر خواہی کی لیکن معاویہ کے مگر یہ کہ اصرار پر کہا: علی کو اس لئے دوست رکھتی ہوں کہ رعایا وملک کے حق میں عدل وانصاف اور بیت المال کو برابر تقسیم کرتے تھے اور آپ سے اس بنا پر دشمنی رکھتی ہو کہ آپ نے اس شخص سے جنگ کی جو ولایت اور حاکمیت میں سے بہتر وبرتر تھا اور جو چیز آپ کا حق نہیں تھی اس کی طرف آپ نے ہاتھ پھیلایا اور میں علیؑ کو دوست اس لئے رکھتی ہوں کیوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں مومنین کا امام وپیشوا قرار دیا(۱) دوسرے یہ کہ وہ مساکین وفقراء کو دوست رکھتے تھے اور متدین لوگوں کی عزت افزائی کرتے تھے، البتہ آپ سے کینہ اس بنا پر رکھتی ہوں کہ خون ریزی آپ کا پیشہ ہے اور فیصلہ کرتے وقت ظلم وستم کرتے ہو اور خواہشات نفس کے مطابق فیصلہ کرتے ہو۔۔۔

معاویہ نے کہا: کیا تم نے علی کو دیکھا ہے؟

۱۔ حدیث غدیر کی طرف اشارہ ہے۔

دارمیہ نے کہا: ہاں، معاویہ نے کہا: تم نے انھیں کس طرح پایا؟ کہا: میں نے انھیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ حکومت وسلطنت کے خواہاں نہیں تھے اور کبھی بھی نعمتوں نے انھیں غافل نہیں کیا، جس طرح کہ آپ کو مشغول اور غافل کر رکھا ہے، معاویہ نے کہا: کیا تم نے علی سے کوئی بات سنی ہے؟ دارمیہ نے کہا: ہاں خدا کی قسم علی کا کلام تاریک دلوں کو جلا بخشتا ہے، معاویہ نے کہا: تم نے بالکل ٹھیک کہا وہ اسی طرح تھے، خیر کوئی حاجت ہو تو بتاؤ؟ دارمیہ نے کہا: اگر بتاؤں تو پورا کرو گے؟ معاویہ نے کہا: ہاں، دارمیہ نے کہا: سو اونٹنیاں سرخ رنگ بالوں والی، ایک اونٹ کے ساتھ اور چند غلام جو ان کی دیکھ بھال کریں، معاویہ نے کہا: تمھیں کس لئے اس قدر اونٹنیان چاہئے؟ دارمیہ نے کہا: میں ان کے دودھ سے بچوں کی غذا کا بندوبست کروں گی اور ان کی درآمد سے بزرگوں کی نگہداری کروں گی اور اس طرح حسن اخلاق انجام دوں گی اور قبیلوں کے درمیان صلح وآشتی قائم کروں گی، معاویہ نے کہا: اگر میں تمھیں اس قدر اونٹنیاں دوں تو کیا میں تمھارے نزدیک علی جیسا ہو جاؤں گا، دارمیہ نے کہا: سبحان اللہ! اگر حضرت علیؑ سے کم تر مقام ومنزلت بھی میرے پاس دیکھنا چاہو گے تو ہرگز نہیں پاؤ گے۔

پھر معاویہ نے ان کے مطالبہ کو پورا کیا اور اشعار پڑھے۔۔۔

پھر معاویہ نے دارمیہ سے کہا: خدکی قسم اگر علی زندہ ہوتے تو ان میں سے ایک اونٹنی بھی تمھیں نہیں دیتے، دارمیہ نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم وہ مسلمانوں کے اموال میں سے ان کا ایک بال بھی مجھے نہیں دیتے۔(۱)

۱۰۸۔زرقاء بنت عدی بن غالب

آپ کوفہ کی سخنور، بافضیلت خاتون تھیں اور آخری عمر تک حضرت علیؑ کی محبت ووفاداری سے دست بردار نہیں ہوئیں اور آپ نے اپنی فصیح وگویا زبان سے جنگ صفین میں امامؑ کے سپاہیوں میں جوش وولولہ پیدا کیا۔

معاویہ سے ملاقات

ایک شب معاویہ اپنے ہواخواہوں سے جنگ کے بارے میں محو گفتگو تھا کہ زرقاء کا نام آیا آخرکار معاویہ نے انھیں کوفہ کے والی کے پاس خط بھیج کر طلب کیا، جب آپ تشریف لائیں تو معاویہ نے استقبال کیا اور احوال پرسی کے بعد کہا: جانتی ہو میں نے تمھیں کیوں بلایا ہے؟ کہا: نہیں دلوں کی بات تو صرف خدا جانتا ہے۔

معاویہ نے کہا: میں نے تمھیں اس لئے بلایا ہے تاکہ تم سے پوچھوں کہ کیا تم وہی عورت ہو کہ جو جنگ صفین میں سرخ بالوں کے اونٹ پر سوار ہو کر علیؑ کی فوج کو ہمارے خلاف جنگ کرنے کی تشویق وترغیب کر رہی تھی۔

۱۔عقد الفرید، ج۲،ص ۱۱۳۔۱۱۵۔

زرقاء نے کہا: ہاں بے شک۔۔۔معاویہ نے کہا: کیا تمھیں یاد ہے کہ تم نے صفین میں کیا کیا کہا تھا؟ زرقاء نے جواب دیا: نہیں، بھول گئی، معاویہ نے کہا: لیکن مجھے یاد ہے کہ اس دن تم نے کیا کہا تھا،

اس کے بعد معاویہ نے بیان کرنا شروع کیا اور آخر میں کہا: اس بنا پر علیؑ نے جتنا بھی خون بہایا ہے تم اس میں شریک ہو!

زرقاء نے کہا: تم نے مجھے بڑی اچھی بشارت دی ہے کہ میں اپنے مولا کے کام میں شریک قرار پاؤں، آخر میں معاویہ نے کہا: کچھ حاجت ہو تو بیان کرو؟ زرقاء نے جواب دیا: میں نے خود سے عہد کیا ہے کہ جس امیر کے خلاف قدم اٹھاؤں گی اس سے کچھ طلب نہیں کروں گی، لیکن آپ تو وہ ہیں کہ جو بغیر سوال کے دیتے ہیں۔

پس معاویہ نے آپ کو دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم کی مقدار میں زمین کا ٹکڑا دیا اور انعامات دے کر احترام کے ساتھ واپس کیا۔(۱)

۱۱۰۹۔سودہ بنت عمارہ

آپ قبیلہ ہمدان کی حق گو اور شجاع و بہادر خاتون تھیں جو حضرت علیؑ سے محبت وعقیدت مندی میں بہت مشہور تھیں اور آپ نے جنگ صفین میں امامؑ کا ساتھ دیا۔

معاویہ سے شکایت

ایک مرتبہ آپ اپنے قبیلہ کی نمایندگی میں معاویہ کے پاس گئیں اور بسر بن ارطات کے مظالم کی شکایت کی۔

معاویہ نے آپ سے جنگ صفین کے بارے میں سوال کیا جس پر آپ نے کہا: جو گزر چکا اس سے درگزر کیجئے، آخر کار کافی گفتگو کے بعد معاویہ حضرت علی -کی رفتار سے متاثر ہوا اور پھر اس نے اپنی عدالت دکھانے کے لئے حکم دیا کہ بسر بن ارطات کے پاس لکھو کہ سودہ کے ساتھ نیکی سے پیش آئے اور ان کا مال واپس کر دے۔

سودہ نے کہا: یہ حکم صرف میرے لئے ہے یا میری قوم وقبیلہ والوں کو بھی شامل ہے؟

معاویہ نے کہا: تمھیں دوسروں سے کیا مطلب؟ سودہ نے کہا: اگر آپ کا حکم عادلانہ ہے تو سب کو شامل ہونا چاہئے اور اگر غیر عادلانہ ہے تو مجھے بھی نہیں چاہئے۔

معاویہ نے کہا: علیؑ نے تمھارے اندر یہ جرأت پیدا کر دی کی بادشاہوں کے سامنے اس طرح کی گستاخانہ گفتگو

۱۔عقد الفرید، ج ۲، ص ۱۰۶؛ اعیان الشیعہ، ج ۷، ص ۶۰؛ تراجم اعلام النساء، ج ۲، ص ۱۱۸۔

کرو۔۔۔اس کے بعد معاویہ نے کہا: جس طرح سودہ کہیں خط لکھ کر انھیں دے دیا جائے۔(۱)

۱۱۱۰۔ عمرہ بنت نفیل

شیخ طوسیؒ، نے اس عظیم المرتبت خاتون کا حضرت علیؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔(۲)

تمت بالخیر

والحمدللہ الذی وفقنی بھذا

شب یازدہم شوال ۱۴۲۹ھ

مترجم

۱۔عقدالفرید، ج۲،ص ۱۰۲؛ اعیان الشیعہ، ج۷،ص ۳۲۴۔

۲۔رجال طوسیؒ،ص ۶۶۔